۷۸۶

کلیات عزیز

یعنی مجموعۂ کلام

حضرت خواجہ عزیز الدین صاحب عزیزؔ لکھنوی نور اللہ مرقدہٗ

مع مقدمہ

نوشتہ

مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی۔ نواب صدر یار جنگ بہادر

و تبصرہ علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی۔

بفرمایش

جناب خواجہ وصی الدین صاحب (ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر) اسپیشل مجسٹریٹ لکھنؤ

باہتمام حاجی حافظ خواجہ قطب الدین احمد پروپرائٹر

نامی پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی

بار اول ماہ ستمبر ۱۹۳۱ء

قیمت مجلد ے/ ، غیر مجلد صر/

حرفِ اوّل

[illegible]

دیگر رتبہ شناسان سخن اسکے مجموعہ کلام [illegible]

مرحوم کی زندگی میں پوری نہ ہوئی [illegible]

کلام مرتب اور غیر مرتب تھا وہ [illegible]

والد مرحوم کی وفات کے [illegible]

[illegible] حسن خانصاحب [illegible]

مثنوی قصیدہ [illegible]

[illegible]

میں نے غور کیا کہ اب اس کام کو میں [illegible]

علاوہ حافظ صاحب [illegible]

[illegible]

قبلہ [illegible] نے [illegible]

متعلق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور [illegible]

میں [illegible]

وہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آخر میں خداوند کریم کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اسکی توفیق دی کہ میں اس ضروری فریضہ سے عہدہ برآ ہو گیا۔ اور ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ جب وہ اس بزرگ مستغنی مزاج کے کلام کو پڑھیں جسکے گلزار سخن [illegible] کے پھول [illegible] خوشبو اہل ذوق کے دماغوں کو ہمیشہ معطر رکھے گی اور جسکے [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نتیجهٔ طبع منشی اسحاق علی صاحب ایڈیٹر الناظر [illegible]

[illegible]

تفصیل عنوانات کلیات عزیزی

نقل گرامی نامۂ علامہ سر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

لاہور
۹۔ جون ۱۹۳۱ء

جناب مکرم! السّلام علیکم

کلیات عزیز کا ایک نسخہ جو آپ نے کمال عنایت ارسال فرمایا ہو مجھے مل گیا۔ جسکے لئے میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں۔ نوازشنامہ میں جو کچھ آپنے میرے متعلق ارشاد فرمایا ہو وہ آپکے حُسن اخلاق کا نتیجہ ہو۔

خواجہ عزیز مرحوم فارسی ادبیات کے اُس دور سے تعلق رکھتے ہیں جسکی ابتدا شہنشاہ اکبر کے عہد سے ہوئی۔ افسوس کہ وہ دور ہندوستان میں انکی ذات پر ختم ہوا۔ ایرانی تخیل نظم کی شاہراہوں کو چھوڑ کر اب زیادہ تر نثر میں اپنے کمالات دکھا رہا ہو۔ شعرائے متاخرین میں قاآنی کا آوازہ بہت بلند ہوا اور ابتک بلند ہو لیکن خواجہ عزیز مرحوم کے قصائد۔ اور مخمسات جو اُنھوں نے قاآنی کی زمینوں میں لکھے ہیں وہ فارسی زبان کی موسیقیت اور خواجہ مرحوم کی اس زبان پر قدرت کا بیّن ثبوت ہیں مثلاً

سحر گہان بیاد حق۔ ز طائران فرق فرق — غزل سرا بدان نسق کہ کو و کان ہم سبق
شفیق لعلگون و شیق۔ چنانکہ در افق شفق — شگفتہ گل ورق ورق بسعی ابر در عرق

بہر ورق طبق طبق، گہر کند نثار ہا

غزل میں ان کی نظر بیشتر روحانی حقائق پر رہتی ہو۔ اور ان حقائق کو وہ نہایت آسانی اور لطافت کے ساتھ ادا کر جاتے ہیں۔ مثلاً

دو غنچہ ہست و عالم ز گلشن جنبش — یکے شگفتہ یکے ناشگفتہ است ہنوز

زکوثر آں طرف است آنجوئے مقصد تو　　عناں بجانب ناب از رہ سراب انداز

برآ ز پردہ واحوال جیب و داماں بیں　　تو وحشی و تماشائیاں کتاں پوشند

رسول طلعت منصوم احوالم چہ می پرسی　　رسیدم بمعراجے کہ نام دیگرش داراست

خواجہ عزیز کے اس شعر سے ایک اور ہندی شاعر کا شعر یاد آگیا جس کے لطف سے میں آپ کو محروم نہیں رکھنا چاہتا۔

انا الحق گفتن منصور تا دیبے نمی خواہد　　گدا گم می کند خود را چو دولت میکند پیدا

اسی طرح خواجہ مرحوم کے یہ شعر بھی حقائق سے لبریز ہیں۔

ہنوز لوح و قلم بود در سواد عدم　　کہ نقش مہر تو بر لوح دل نشست مرا

نشاط وصل تو محروم دارم از وصل　　کہ در کنار چو آئی ز خود کنارہ کنم

یہ فیض ظہوری اور نظیری کا نہیں بلکہ کلام الٰہی کا فیض ہے اور خواجہ مرحوم کو خود اس کا احساس تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

کے از ظہوری و ز نظیری رسد عزیز

فیضے کہ از کلام الٰہی بما رسید

مخلص محمد اقبال

لاہور ۹۔ جون ۱۳۱ء



مقدمہ

نوشتہ

عالیجناب مولوی محمد حبیب الرحمن خانصاحب شروانی

نواب صدر یار جنگ رئیس حبیب گنج ضلع علیگڈھ

۷۸۶

حامداً و مصلیاً

لکھنؤ کے دور آخر کو جن اہل کمال پر ناز اور بجا ناز تھا اسمیں خواجہ عزیز الدین عزیز مرحوم ممتاز ہیں۔ امتیاز کی وجہ یہ ہے کہ ادب فارسی میں کمال حاصل کیا اور ان میدانوں میں علم استادی بلند کیا۔ جو متاخرین کی دسترس سے باہر تھے یعنی مثنوی و قصیدہ۔ اصناف سخن میں سب سے زیادہ مختصر رباعی ہے جو سب سے مشکل ہے۔ دیکھو صدیوں کے دوران میں صرف چار پانچ ہی استاد رباعی گزرے ہیں حضرت ابو الخیر ابو سعید۔ شیخ الاسلام انصاری۔ عمر خیام۔ سحابی نجفی۔ دل چاہے تو سرمد کو بھی یاد کر لو اس نے بھی ایک لطف پیدا کیا ہے۔

رباعی کے بعد مثنوی ہے۔ اسمیں اساتذہ کی تعداد بیشک زیادہ ہوگی مثنوی کے بعد قصیدہ ہے اسکے استاد سنو کے اندر اندر رہیں گے۔ سب سے زیادہ آسان غزل ہے۔

استادِ غزل بیسیوں مشاہیرِ غزل سیکڑوں ہیں۔ کہنا یہ تھا کہ خواجہ عزیز صاحب امتیاز یوں ہیں کہ اُنھوں نے مثنوی اور قصیدہ میں جوہرِ کمال دکھائے۔ مذاقِ شعر کا پایہ بلند کیا۔ اسکا ثبوت آگے دیکھو۔

لکھنؤ کی سبزی منڈی میں خواجہ صاحب کی بارہ دری گویا خیابانِ شیراز تھی۔ انسان وہاں پہنچتا تو حافظ و سعدی کے کمال کی مہک پاتا۔ رونق دوبالا ہو جاتی جب علامہ شبلی بھی وہاں ہوتے۔ اور یہ اکثر ہوتا۔ لکھنؤ کی حاضری میں خواجہ صاحب کی خدمت میں باریاب ہونا میرے لئے لازم تھا۔ جس وقت اطلاع پہنچتی محل سرا سے اس شان سے برآمد ہوتے کہ لب پر تبسم ہوتا۔ ہاتھ میں پیار کا سامان۔ بالاتر قلبی محبت جسکا اثر تمام حرکات و سکنات میں عیاں نظر آتا۔ مراتبِ پذیرائی کے بعد بیٹھتے باتیں کرتے۔ چا کی تیاری کا اہتمام جاری رہتا۔ ناممکن تھا کہ مہمان ہاتھ ہٹا لے۔ چا میں زعفران ضرور پڑتی۔ شام کو سادہ صبح کو دودھ ناشتہ کے ساتھ۔ بازار کا دودھ جب چا کو بدرنگ کر دیتا تو خواجہ صاحب کا جزبز ہو جانا قابلِ دید ہوتا۔ کم سخن تھے اور سادہ بیان۔ خودنمائی سے نفور کوسوں دور اسلئے گفتگو میں خوش بیانی نہ تھی۔ ع

ورائے شاعری چیزے دگر بود

خواجہ صاحب کے اوصاف کی وہ تاثیر تھی کہ سیدھی سادہ مختصر باتوں پر خوش بیانی کا دفتر قربان تھا۔ بارہا حاضر ہوا مگر کلام سننے یا حاصل کرنے میں اتنا کم کامیاب ہوا کہ گویا نہوا۔ ہاں دوسروں کا کلام سناتے ادبی نکتے بیان فرماتے۔ علمی سوالوں کا جواب شافی ملتا۔ ناممکن ہے کہ ان صحبتوں کا ذکر ہو اور خواجہ نورالدین مرحوم کی نورانی صورت یاد نہ آئے۔ اُنکا ایک طرف خاکسارانہ بیٹھنا۔ کلام کے مزے لینا۔ نکتہ سنجی۔ لطیفِ کلام۔ ایک خاص لطف رکھتا تھا جو برسوں گزر جانے پر بھی آجتک نقشِ دل ہے۔

خواجہ صاحب کی وفات سے آجتک دل کو ہمیشہ یہ قلق رہا کہ مرحوم کا کلام مرتب

وشائع نہوا۔ جب یہ خیال آتا کہ کس میری میں کہیں تلف نہو جائے تو دلبر ایک چوٹ سی لگتی مسرت نہیں حیرت ہوئی جب میں نے دیکھا کہ چھپا چھپایا مجلد کلیات عزیز میری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ قدرت نے یہ کام کسکے ہاتھوں سے لیا اسکے جسکو نہ شاعری سے لگاؤ ہے نہ شعر و سخن سے۔ خواجہ عزیز کے فرزند عزیز خواجہ وصی الدین صاحب ہیں اور بہت سے جوہر ہیں مگر "موزونیت" تو انکی طبیعت سے مراحل دور ہے۔ باوجود اسکے اپنے باکمال والد کا کلام مرتب کر کے چھپوا دینا قابل صد ستایش اور دنیائے ادب پر عظیم احسان ہے۔ مقولہ ہے کہ نام آسمان سے اترتے ہیں۔ انکا نام شاید وصی الدین اسی لئے ہوا تھا کہ اشاعت کلام کی وصیت پوری کرینگے۔ انھوں نے اپنے نامور باپ کی روح کو شاد کیا۔ اللہ پاک انکو دارین میں شاد و بامراد رکھے۔

حالات خواجہ عزیز کے مورث خواجہ محمد مقیم آٹھویں صدی ہجری میں ترکستان سے حضرت سید شرف الدین بلبل شاہ کے ساتھ کشمیر میں آکر مقیم ہوئے یہی حضرت بلبل شاہ ہیں جنھوں نے کشمیر کو اسلام پھیلا کر جنت نظیر بنایا۔ خواجہ محمد مقیم تاجر تھے اور یہ پیشہ آخر تک اس خاندان میں رہا۔ خواجہ عزیز کے والد خواجہ امیر الدین نے تجارت کا دائرہ اتنا وسیع کیا کہ یورپ کو بھی پشمینہ پوش اور کشمیر کا حلقہ بگوش بنا دیا۔ فرانس خاص بازار تھا۔ یورپ کے تاجر انکے یہاں آکر مہمان رہتے اور فرمائشیں تیار کرا کے واپس جاتے۔ خواجہ امیر الدین نے کشمیر کی سکونت ترک کر کے لکھنؤ میں بود و باش اختیار کی۔ سبزی منڈی کی بارہ دری انھی کی بنا کردہ ہے۔ یہاں بھی شال کا کارخانہ وسیع پیمانہ پر قائم کیا۔ بالآخر تجارت کی کساد بازاری اور یورپ کی خود غرضی نے اس کارخانہ کو بھی سرد کر دیا۔ شکر ہے کہ خواجہ عزیز کی گرمی سخن نے اسکو وہ نور بخشا کہ آج تک روشن و منور ہے۔

خواجہ عزیز ۱۸۶۲ء میں ملک کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آٹھ نو برس کی عمر تھی کہ باپ کے سایہ

لکھنؤ پہنچے۔ اور یہیں تحصیل علم کی۔ افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کی تحصیل علم کے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔ کیا پڑھا کس سے پڑھا۔ کچھ نہیں معلوم۔ فارسی پڑھی بلکہ اُس میں کمال حاصل کیا اسمیں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ علوم عربیہ میں بھی صاحب استعداد تھے۔ خصوصاً ادب میں۔ حماسہ۔ متنبی۔ سبعہ معلقہ کا بارہ دری میں طلبا کو درس دیتے تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ ایک افغانی بزرگ کی صحبت میں جو درگاہ حضرت شاہ مینا میں رہتے تھے۔ کلام فارسی میں ترقی کی۔ ان بزرگ کا نام عبداللہ تھا۔ ابتدائی شاعری کا نمونہ ؎

ما عاشقیم عشق بود کار ما عزیز   عاشق پسند ہست ہمانا کلام ما

خواجہ صاحب کی شادی داروغہ عاشق علیخاں کے یہاں ہوئی جو محمد علی شاہ بادشاہ کی سرکار میں توشہ خانہ کے داروغہ تھے۔ اور حسین آباد کی تعمیر کے مہتمم۔ خواجہ صاحب کے اور اقربا بھی لکھنؤ اور کشمیر میں نامور رہے۔ نواب قمرالدولہ۔ ظہیرالدولہ۔ اور اشرف الدولہ کے نام عظمت خاندانی کی سند ہیں۔

سنہ ۱۸۸۴ء میں خواجہ صاحب نے اپنے دوست شیخ واجد حسین صاحب تعلقدار کے اصرار پر کیننگ کالج میں فارسی کی پروفیسری قبول فرمائی اور نو سال تک اس فیض کو جاری رکھا۔ اس میں کون شبہ کر سکتا ہے کہ اس تعلق سے خود کیننگ کالج کا شرف بڑھا۔ سنہ ۱۹۰۹ء حیدرآباد دکن کے محکمہ السنہ شرقیہ کے ممتحن مقرر ہوئے۔ خواجہ صاحب کی سوانح میں غالب دہلوی سے ملاقات کا واقعہ شان رکھتا ہے۔ سنہ ۱۸۶۲ء میں اثنائے سفر کشمیر میں وارد دہلی ہوئے تو غالب کی زیارت کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ مرزا کا آخری زمانہ تھا۔ پلنگ پر لیٹے رہتے تھے۔ سماعت اسقدر کم ہوگئی تھی یا کم کر رکھی تھی کہ لوگ بجائے بات کرنے کے کاغذ پر مطلب کی بات لکھکر پیش کرتے اور مرزا صاحب لیٹے لیٹے جواب لکھدیتے تھے یہی معاملہ خواجہ صاحب سے پیش آیا۔ تحریر سے ذوق سخن محسوس کر کے مرزا نے شعر کی فرمایش کی۔ خواجہ عزیز نے یہ شعر لکھکر پیش کیا

مہ مصر ست داغ از رشک مہتابے کہ من دارم
زلیخا کور شد در حسرت خوابے کہ من دارم

غالب کو مہ مصر کی ترکیب میں تامل ہوا کہا ماہ کنعاں سنا ہے، مہ مصر نئی ترکیب ہے خواجہ عزیز نے صائب کا شعر سند میں پیش کیا تو مرزا بہت خوش ہوئے شعر بار بار پڑھا اور تحسین بلیغ کی۔

خواجہ عزیز کا ایک نعتیہ شعر بہت بلند پایہ ہے۔

بحق عشق احمد بندگان چیدۂ خود را
بخاصان شاہ می بخشد مئے نوشیدہ خود را

پٹنہ کے صاحب دل بزرگ مولانا محمد سعید حسرت تخلص نے یہ شعر سنا تو کیف وجد طاری ہو گیا۔ کلکتہ کی ایک مجلس میں جبکہ یہ نعت بندہ عزیز ہی پڑھا گیا تو ایرانیوں پر بھی کیفیت ذوق طاری ہوئی۔ خواجہ صاحب نے کشمیر کا کئی بار سفر کیا تھا منجملہ انکے ایک سفر کی یادگار مثنوی ارمغان لاجواب ہے۔ خواجہ صاحب نے ۷۵ برس کی عمر میں ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں مقام لکھنؤ رحلت کی۔ کٹرہ ابو تراب خاں میں دفن ہوئے غفرلہ، ذبیح فرخ آبادی نے تاریخ خوب کہی ہے۔

ع - عزیز مصر جناں خواجہ عزیز الدین - ایک عدد کا تعمیہ ہے۔

اخلاق

خواجہ صاحب پابند اوقات عبادت گزار تھے۔ مذہب کی طہارت اور مشرب کی وسعت انکے جملہ حرکات و سکنات سے خود بخود عیاں ہوتی تھی۔ "مشک آنست کہ خود ببوید" نہایت غیور اور سیر چشم تھے کسی کا بار احسان نہ اٹھا سکتے تھے۔ تحائف کا خوش اسلوبی سے فوراً عوض کرتے بعض دفعہ دستی پہنچنے کا موقع نہ ملا تو پارسل ڈاک میں یہاں پہنچا۔ باوجود وضع کی پابندی اور شان استغنا کے نہایت ملنسار اور متواضع تھے۔ آدمی جتنی دیر حاضر رہتا اخلاق کی پاکیزگی سے مسحور رہتا۔ حسن اخلاق مذہب اور فرقے کی قید سے بالاتر تھا۔ مسلمان۔ عیسائی۔ ہندو۔ سنی شیعہ

سب کے ساتھ یکساں اخلاق سے پیش آتے ۔ محض ظاہری اخلاق نہیں وہ اخلاق جسکا اثر دل پر پڑتا ۔ عارف جامی کا مشہور شعر گویا انکی زندگی کا اصول تھا ؎

پس چناں زی کہ بعد مردن تو ہمہ گریاں بوند تو خنداں

احباب کا دائرہ وسیع تھا۔ مخصوص احباب پر دل سے فدا تھے ۔ علامہ شبلی کی وفات کے بعد پہلی ملاقات میں جب مرحوم کا ذکر مجھ سے فرمایا تو باینہمہ تمکین آواز گلوگیر تھی اور آنکھوں سے آنسو جاری ۔ کلیات کے ساتھ جو رقعات چھپے ہیں انکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ معاصرین سے (جو ادب فارسی کے بقیۃ السلف تھے) ۔ خواجہ صاحب کے دوستانہ مراسم تھے ۔ مثلاً منشی غلام غوث خاں بیخبر الہ آبادی مولوی محمد سعید صاحب حسرت ٹینوی ۔ علامہ شبلی ۔ مولانا عبدالغنی خاں صاحب غنی ۔ راجہ درگا پرشاد تعلقدار سندیلہ منشی دلاور علی طرزی ۔

اولاد خواجہ صاحب کے چار لڑکے تھے ۔ خواجہ خلیل الدین ۔ خواجہ رشید الدین خواجہ وصی الدین ۔ حافظ محمد امین الدین ۔ والد کی حیات میں حافظ محمد امین الدین مرحوم مہمانوں کی خدمت ایسی خوبی اور بے تکلفی سے کرتے تھے کہ دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا کہ خواجہ صاحب کے صاحبزادہ اور یہ شوق خدمت ۔ علامہ شبلی نے ایک بار تعجب سے پوچھا کہ حافظ امین الدین اسقدر بے تکلفانہ خدمت کسطرح کرتے ہیں تو فرمایا کہ ہمارے گھروں میں بچے مہمانوں کی خدمت کے عادی بنائے جاتے ہیں ۔ خواجہ وصی الدین صاحب گریجوایٹ ہیں ۔ ڈپٹی کلکٹری کے عہدے کا وظیفہ پا رہے ہیں ۔ جیساکہ اوپر بیان ہوا انکا خاص کارنامہ یہ ہے کہ باوجود فارسی ادب سے مناسبت نہونیکے مرحوم والد کی یادگار قائم رکھنے کو انکا کلیات مرتب اور شایع کیا ۔ اہل سخن کو ممنون کرم بنایا ۔ جو دشواریاں انکو اس کام میں پیش آئیں انکا اندازہ آسان نہیں ۔ اور ہاں نہ صرف کلیات عزیز کو شایع کیا بلکہ جس بارہ دری میں اسکی فکر ہوئی تھی اسکو وسیع

و دلآویز غریز منزل بنا دیا۔ اسم بامسمی ہو گئی۔

خواجہ صاحب کے پوتے خواجہ شریف الدین لکھنؤ کے مشہور ڈاکٹر ہیں۔

تلامذہ

جن باادب تلامذہ کے نام معلوم ہو سکے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولوی عبد العلی صاحب آسی مدراسی۔
(۲) مرزا محمد ہادی صاحب رسوا۔ بی اے لکھنوی
(۳) رامپور حسن خانصاحب دانش رسولپوری
(۴) قاضی محمد خلیل صاحب خلیل بریلوی۔
(۵) مولوی شکر اللہ صاحب سہیل میر بھوپال
(۶) منشی اودھ بہاری لال صاحب ثمر لکھنوی۔
(۷) منشی میکولال صاحب عشرت لکھنوی
(۸) سید علی محمد صاحب عارف لکھنوی
(۹) شیخ اصغر علیصاحب اصغر تعقد دار گنڈا رہ
(۱۰) مولوی حسن اللہ خانصاحب ثاقب
(۱۱) خواجہ محمد عبد الرؤف صاحب عشرت
(۱۲) مرزا کاظم حسین صاحب محشر
(۱۳) مولانا محمد نجیب اللہ صاحب نجیب فرنگی محلی

انداز اصلاح خواجہ صاحب کے شاگرد رشید سہیل کے الفاظ میں سنو۔ حضرت خواجہ صاحب کا طلبہ کے ساتھ خلق پدرانہ شفقت وقار و حلم اور تشفی بخش طرز افہام و تفہیم تھی۔ حضرت خواجہ صاحب کا طریق اصلاح خصوصیت کے ساتھ یہ تھا کہ آپ شاگردوں کی نظم کے الفاظ ہی کو خفیف سی ترمیم کے ساتھ کچھ اس خوبی سے تبدیل فرما دیتے تھے کہ شعر میں ادب و زبان اور خیال و بندش کی بیشمار خوبیاں پیدا ہو جاتیں احتیاط کا یہ حال تھا کہ کبھی ایسے محاورہ کو جائز قرار نہیں دیتے تھے جس کی سند موجود نہ ہو۔ درس میں جب شاگردوں کو مضامین کے سمجھنے میں مشکلات پیش آتی تھیں۔ نہایت آسانی سے حل فرما دیا کرتے تھے۔ انتہی۔

یہ میرا تجربہ ہے کہ خواجہ صاحب کلام بہت غور اور وقت نظر سے سنتے تھے۔ ایک موقع پر میں نے شفائی اصفہانی کا یہ مطلع پڑھا۔

نوٹ: تلامذہ نمبر ۲ لغایت ۱۳ کو شاگردی سے خود اقبال ہے ۱۲

آمد بہار و جلوۂ بستانم آرزو دست   ہمبا لگی بہ مرغ غزل خوانم آرزو دست

میرے یہاں جو کلیات شفائی کا قلمی نسخہ ہے اسمیں ہمبا لگی ہی تھا اسکو پڑھکر میں نے اور اشعار پڑھے مگر دیکھا کہ خواجہ صاحب متوجہ نہیں۔ آہستہ آہستہ شعر پڑھکر اسکے الفاظ کو یوں دوہرانے لگے جیسے کسی کے نوالے میں کوئی ریزہ آجاتا ہو اور وہ اسکے نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعد تامل دوسرا مصرعہ اسطرح پڑھا۔

ہمنا لگی بہ مرغ غزل خوانم آرزو دست

پڑھکر فرمایا "مجھکو ہمبا لگی میں تامل ہوا کہ بال سے بالگی کیونکر بنا۔ صحیح ہمنا لگی ہے اب مصرع چست ہے۔ دوسروں کا کلام سنکر داد بہت فراخ دلی اور کشادہ پیشانی سے دیتے اساتذہ فارسی میں مولانا نظامی کو بہت مانتے تھے۔ ایکبار میں نے نظامی کی خصوصیت پوچھی تو فرمایا الفاظ کا انتخاب ترتیب اور بندش ان تینوں مراتب میں نظامی ممتاز ہیں۔ بعینہ جسطرح ایک باکمال جوہری جواہر آبدار بیداغ کا انتخاب کرے۔ انکی ترتیب میں جوہر نظر دکھائے۔ اور جڑاؤ میں قوت مہارت سے ۱۳۱۲ھ میں قیصر باغ کے جلاس ندوۃ العلما میں ترکیب بند پڑھتے ہوئے میں نے سنا تھا۔ پڑھنے کا انداز متین اور سادہ تھا۔ اثر آفرینی کا اہتمام نہ تھا۔

کلام خواجہ صاحب کا کلیات اگرچہ ضخیم نہیں اور اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کل کلام نہیں تاہم اصناف سخن سے مملو ہے۔ قصیدہ، تذوی، غزل، ترکیب بند، قطعات، ہفت بند، رباعی سب یکجا ہے۔ جو نقص ہیں موجود ہے۔ اہل لطف ترتیب کلیات دیکھکر مسرور ہونگے۔ مگر یہ ثبوت ہے خواجہ وصی الدین کی مشکلات کا اور اُس دشواری کا جو حصول کلام و ترتیب میں پیش آئی۔ تمام انداز کلام متانت، بندش کی چستی، حشو و زوائد سے پاکیزگی، مضامین کی بلندی سے۔ مناسبت لفظی کا اہتمام بھی پیش نظر تھا۔ بالاتر یہ کہ فارسی ذوق ادب خود ساختہ تھا کہ وہ تھے۔ استادوں کی

پیروی کا پروردہ تھا۔ لہٰذا سندی تھا نعت و منقبت میں عقیدت کی گرمی و تاثیر صاف عیاں ہے۔

مثنویات چار ہیں قیصر نامہ، بطرز سکندر نامہ۔ اسمیں جنگ روم و روس کی داستان ہے۔ نمونۂ حمد ملاحظہ ہو۔

بنام خداوند کار آفرین — ہزار آفریں صد ہزار آفریں
ازل تا ابد بارگاہ وی نیست — گراں تا گراں در پناہ وی پست
اگر از جلالش زند دم زباں — بلرزد سپہر و بجنبد جہاں
بیکتائیش ہر کہ دم می زند — نہ دم بل دو عالم بہم می زند
رخ غازیاں را بخون غازہ ساز — باب دم تیغ جاں تازہ ساز
بجنبش ابابیل چوں پر زند — صف زندہ پیلاں بہم بر زند

نمونۂ نعت۔

بمعنے ز رحمت نخست آیتے — بظاہر ز دولت پسیں رایتے
زمین تا فلک روشن از دین او — ز آئینہ روشن تر آئین او
ز مہر نبوت کہ بر پشت زد — بمہر سلیماں زد انگشت رد
بدیدار آں روضہ شاداں شوم — اگر خار باشم گلستاں شوم
بخاک درش کاش خاکم کنند — کز آلایش خاک پاکم کنند

تالیف کتاب۔

کہن آتش پارسی مردہ بود — دل و جاں گبراں ہم افسردہ بود
نہ آتش بجا و نہ آتشکدہ — در دیر را قفل محکم زدہ
من آوردم آں قفل را چوں کلید — در بستہ را شد کشادے پدید

مدح سلطان عبدالحمید خان۔

باورنگ شاہنشہی جائے اوست | ولی در دل عالمے جائے اوست
ہمیں پاسبان کہیں خانقاہ | کہن دیدبان ہمیں خوابگاہ
زلیتش قوی پست اسلامیاں | بدورش بلند اختر شامیاں
درش مرجع ہفت ملت بود | وسے مرکز پنج نوبت بود

روانگی لشکر روم و روس۔

دو جمشید لشکر برانگیختند | بخوں ریختن تیغ زکف ریختند
دو اسکندر از راہ از زندگی | بخوں کردہ پر چشمۂ زندگی
دو شمع از دو سو رخ برافروختند | نہ پروانہا جا بجا سوختند
دو لشکر بروں شد بمیدان کیں | بجنبش درآمد زمان و زمیں
درآمد بجنبش دو فوج گراں | دو کوہ از دو سو گشتہ گوئی رواں

فوج پلونہ و عثمان پاشا۔

برآشفت سلطان ازیں دار و گیر | بفرمود بنوشت فرماں دبیر
کہ سالارِ عثمانِ جنگ آزمائے | زلیوان بمیدان شتید بگرائے
برار است اسپہبد صف شکن | قشونے ز ترکان شمشیر زن
ہمہ کاروان و قواعد شناس | چو ایمان خود جملہ محکم اساس
ہمہ نوجواناں ماہوت پوش | بخاکستری جامۂ آتش فروش
بفرہنگ و آہنگ ناموس و ننگ | سبق بردہ در جنگ از اہل فرنگ
پیادہ چو آب و سوارہ چو باد | باعدائے نوح و باشتر ارعاد

۱؎ خادم الحرمین ۲؎ آج، شام، کار روز سیاہ دیکھو۔

عثمان پاشا۔

سپہدار عثمان جنگ آزمائے | خردمند دانا دل تیز رائے
محیطے وچوں کوہ آتش بجوش | نہنگے بکف اژدہاے بدوش

جوانان ترک۔

ازیں سوئے ترکان طاعت گذار | بکار خداوند سرگرم کار
وضو کردہ ہر یک بخون نا خویش | بشوق سجودی سر افگندہ پیش
نمازی بخوں جا بجا ساختہ | دل از مہر و آرزم پرداختہ
گہے در رکوع و گہے در سجود | گہے در قیام و گہے در قعود
یکے گرم سعی و یکے در طواف | یکے فدیہ گردیدہ خود در مصاف
شمردند محراب شمشیر را | رسانند بر عرش تکبیر را
بہ پیکار کارے کہ تکبیر کرد | نہ شمشیر میکرد و نے تیر کرد
چناں سوئے شمشیر عریاں شدند | کہ گوئی ہم آغوش حوراں شدند

عثمان پاشا کا گھوڑا میدان کارزار میں کام آتا ہے ؎

سمندش کہ میگشت در کوہ و دشت | ز بس تیز رفت از جہاں در گذشت

دجہاز سے اترکر عثمان پاشا امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں ؎

نخستیں بپابوس سلطاں رسید | بلے قطرہ آخر بعماں رسید
سر و مہر را داغ بر دل نہاد | کہ سلطاں بہ پیشانیش بوسہ داد
نگو بوسہ تمغائے اخلاص بود | کہ تمغائے عثمانی خاص بود

خاتمہ جنگ و کلام۔

چو شمشیر ہا رفت اندر نیام | کشیدم زباں من ہم آخر بکام

یہ مثنوی ۱۲۹۶ھ میں مطبع نظامی میں چھپکر شایع ہوئی تھی۔ اسوقت مسلمانوں کیلئے

یہ زندہ داستان تھی۔ آج ہماری مردہ دلی سے مردوں کی کہانی ہے۔ چند روز میں ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

مثنوی ید بیضا یہ مثنوی آمین شیرازی کی مشہور مثنوی سحر حلال کا جواب ہے۔ اور خواجہ صاحب کی قوت فکر و سخن آفرینی کی روشن دلیل۔ ذوبحرین ذوقافیتین مع التجنیس ہے مثنوی ید بیضا ۱۳۱۱ھ میں مطبع اصح المطابع لکھنؤ میں (جو اسوقت تک مطبع نظامی کی شاخ تھا) خواجہ عزیز کے شاگرد عزیز شیخ اصغر علی اصغر تعلقدار گنڈارہ کی فرمائش اور اُسی مرحوم کے تخشیے سے طبع ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ ان تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کلام سادہ نہیں رہ سکتا۔ دقیق اور عسیر الفہم ہو جائیگا۔ ہم بطور نمونہ اسکا مطلع لکھدیتے ہیں۔

اے ز تو اندر سر من شور ہا — نام تو ہست افسر منشور ہا

تیسری مثنوی۔ ھدیۃ الثقلین ہے۔ اسمیں ایک خواب کا جسمیں دیدار حضرت رسالت پناہ سے مشرف ہوئے ذکر ہے۔

چوتھی مثنوی۔ "ارمغان لاجواب" یہ مثنوی کشمیر ہے کشمیر جنت نظیر کے مناظر اور مشہور مقامات کا ذکر ہے۔

قصائد قصائد متعدد ہیں۔ ممدوح بھی شاندار ہیں۔ مثلاً سلطان عبدالحمید خاں مرحوم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ۔ اعلیحضرت میر محبوب علیخاں بہادر آصف جاہ شادکس۔ قاآنی کے طرز کا قصائد میں خوب اتباع کیا ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

دوشم بگوش آمدہ کاے بندۂ خدا — از بند خود برآ ز در بندگی درآ
دستے فراز کن کہ نیازت شود قبول — صبحے نیاز کن کہ نمازت شود ادا
بردار سر ز پیش و ز جیب فلک برآر — بگذار پا بخویش و بعرش برین برآ
کبر تو خیبر است چرا نشکنی ز ہم — نفس تو کافرست چرا لفگنی زپا

طوفی بکوئے عشق کہ ہم کعبہ ہم حرم — سعی زرہ لے صدق کہ ہم مروہ ہم صفا

رخش تو چرخ سیر چہ پوئی بہفت خواں — دست تو دیو گیر چہ پیچی بہ اژدہا

قطعات قطعات بہت ہیں تہنیتی اور تعزیتی ہر قسم کے۔ تاریخیں عموماً صاف اور حشو اور زوائد سے پاک ہیں۔ منشی اطہر علی صاحب مرحوم کی تاریخ وفات کیا خوب ہوئی ہے ع "نام اطہر وطبع اطہر وجا اطہر یافت"۔ مولوی محمد اکرم فرزند مولانا محمد نعیم فرنگی محلی کی جوانمرگی کی تاریخ ملاحظہ ہو ع۔ بود او گلبنے ز باغ نعیم[1]۔

غزلیات غزلیات کا انداز اشعار ذیل سے عیاں ہوگا۔

بیا ساقی سرت گردم رواں کن کشتی مُرا — باسم اللہ مجریہا باذن اللہ مُرسٰہا

بود سرجوش این صہبا اسر سوش ہشیاری — دل دانا ش مینا مغز دانا بینۂ مینا

عزیز از گفتہ ات مست سرخوش گشتا تین استی — حماک اللہ فی الدنیا سقاک اللہ فی العقبےٰ

دہد حق عشق احمد بندگان چیدۂ خود را — بخاصان شاہ می بخشد مئی نوشیدۂ خود را

دو عالم را شب معراج بود و لیلۃ القدرے — کشادے چون دو گیسوئے بہم پیچیدۂ خود را

بود پیدا نہا لبریز وجا نہا ربا از حسرت — کہ کج دار و مریز آموخت یا رب گنج نگاہ را

چو منعمے کہ برو مفلساں حسد ببرند — بدل ز درد تو رشک است جملہ اعضا را

عزیز بندگی خواجہ عزیزم کرد — کہ ہست بندۂ یکتا خدائے یکتا را

ز داغ سینہ رسد فیض جملہ اعضا را — یک آفتاب بود بس تمام دنیا را

بجرم عشق بنازم کہ جائے فردِ عمل — بدست دامن یوسف بود زلیخا را

بود نور خدا مشاطۂ حسن حجابش را — ید اللہ شانہ باشد گیسوئے پرپیچ و تابش را

ندانم تا بجیب و دامن عاشق چہ خواہد کرد — کہ ذوق جلوۂ خودمی دراز ہم نقابش را

---

[1] باغ نعیم کا لطف ملاحظہ طلب ہے ۱۲

خمم می پرده دار جلوهٔ می هست ای غافل — چه دانی چیست زیر خرقهٔ مستان خرابش را

فریب جلوهٔ صیدی می خورم هر دم بصحرائی — که اندازد رم آهو بپوست هر موج سرابش را

بشوق حمله در کام ستم انداختم خود را — حریف مستم و نشناسم از لطفش عتابش را

مرا خود کشته و افگنده در حیرت جهانی را — بتیغ از هر کسی پرسد که کشت این خسته جانی را

ز عرض حال دل مکتوب قاصد بر نمی آید — مگر اندر نوردد نامه می پیچم زبانی را

در گلشن برویم باغبان بیهوده می بندد — که چون طاؤس من با خویشتن دارم گلستانی را

مهر ز لعل او بلب نطق سخن سرائی را — عقده ز زلف او بکار عقل گره گشائی را

بخون خفته شاید کار ما قیمت گردون را — که بر خاک شهیدان آورد آن جامه گلگون را

بیک دل چون برون آید کسی از عهدهٔ نازش — خداوندا دلی کن در تنم هر قطرهٔ خون را

به بزم باده خواران حشمتی را نمی ارزد — اگر صد ابر نیسان بگذرد در خم فلاطون را

نگه از ضبط خون گردیده شد وقف چکیدنها — نقاب افگندن از رخسار آن نگه منع دیدنها

ترنج و کف نباشد چون نقاب از رخ تو برداری — چه سرها کان روید هر سو تماشا را بریدنها

ز دل شستیم داغ کلفت بیم و امید اینجا — دو عالم یک سرشکی بود کز مژگان چکید اینجا

بدعویگاه عشق از خون بها بگذر غنیمت دان — که قاتل دیت فرد خویش نخواهد از شهید اینجا

خوشم کاین بیوفا ناخوانده کردی چاک مکتوبم — بعنوانی که حرف مدعا فهمیده گویا

پیمانه ما پر شد و ما مست خماریم — یا رب که بساقی برساند خبر ما

چاک کن جامهٔ هستی که شود از تو پیدا — تا گریبان ندرد گل نکند بو پیدا

هر بن موی ام از دو چشم ضیائی دارد — روزنی هست درین خانه ز هر سو پیدا

من جدا چشم براهش دل بیدار جدا — در جدا دیده جدا رخنهٔ دیوار جدا

بساده لوحی من کس مباد در عالم — که کرده اند بوصلش امیدوار مرا

خدا سیاه کند روی مرگ کز گیتی — بیک دو گز کفنی کرد شرمسار مرا

عزیز مصر نیم بل عزیز ناچیزم | شوم عزیز جہانے عزیزدار مرا

اگر بوی بنوازد چو منی را چه بعید | در عجم تازه مشام آنکه کند سلمان را

چون کتان صد پاره دل را حیرت نظاره کرد | صورت مه پارهٔ تصویر بر هر پاره کرد

غیرتش بازیچهٔ مشق طبیبانم نخواست | آنکه دردم داده بود او عاقبت خود چاره کرد

شیخ عهد خویش بودم می کجا و من کجا | ذوق صحبتهائے میخواران مرا میخواره کرد

دیدمش صد بار و تسکین دلم حاصل نشد | دیدن هر باره ام مشتاق دیگر باره کرد

در پریشان خاطری بخشیده خویش و جمعی | آنکه دل را پاره و هر پاره را صد پاره کرد

ترک چشم او ز مستی می زند شبخون بدل | کثرت میخواری او را عاقبت خونخواره کرد

داغ حسرت را بجز دل هیچ یک قابل نشد | گرچه مه در نیم مه کامل شد اما دل نشد

ابر نیسان دیگر و فیض محبت دیگر است | قطره بگذشت از خود و گوهر شد اما دل نشد

حسرت دیدار را میرم که بعد از کشتنم | جان نرفت از تن برون تا از نظر قاتل نشد

نگه تیر و مژه خنجر بسر از طره اش افسر | سپاه ناز و خیل غمزه را شاه اینچنین باشد

شب همه شب بی تو ام سر بسترم از خاک بود | چشم انجم سوی من چشمم سوئے افلاک بود

پیش ناهر شسته روئے جلوه فرمودن شد آشنا | آن جمال پاک را در خود نگاه پاک بود

دلم بغفلت نشستگان بارها لرزد | که این غزال شکاران بخواب خرگوش شد

آنانکه سعی در طلبش چاره سو گشته اند | ای کاش در حریم دلش جستجو کنند

کاریکه در شباب نشد کن به پیریش | شب آنچه گم شود سحرش جستجو کنند

پروردگان حسن جهان سوز افگنیم | داغ دل را شمع محفل می کنیم

قرب او خواهیم و دور از وسیله ایم | سعی در تحصیل حاصل می کنیم

ضعفم از جنت بشارت می دهد | تکیه بر شمشیر قاتل می کنیم

از خدا او خود شده ایم آگه عشق | فرق چون در حق و باطل می کنیم

از لب جاں تخشت گر چشمۂ حیواں چو گشت (از ہفت ہند) از خجالت آب شد حتی توارت بالحجاب

گرچہ باباد تو در خلد می دل می کشد ‌ ‌ ‌ ‌ اشتیاق منزلے کاں مسکن ما وای تست

افسر جم را شمارد کمتر از جام سفال ‌ ‌ ‌ ‌ ہر کرا از دولت فقر تو انگر ساختند

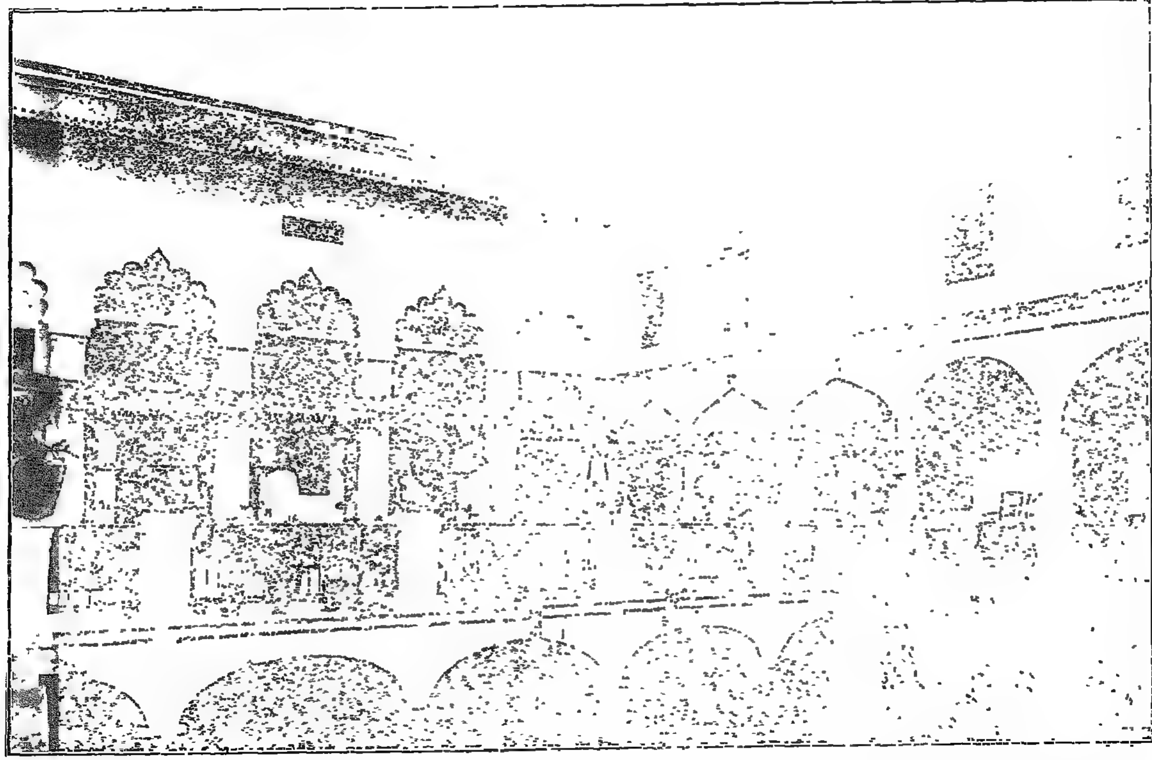
قبلہ کوئے تو ہست امید گاہے عالمے ‌ ‌ ‌ ‌ یک نگہ کن سوئے ما اے سوئت نگاہ عالمے

رقعات کلیات کا ضمیمہ مکتوبات ہیں۔ نثر میں بھی خواجہ صاحب کی طبیعت کی بلندی۔ متانت و مشکل پسندی۔ اطناب سے احتراز۔ مناسب الفاظ کا اہتمام قائم ہے

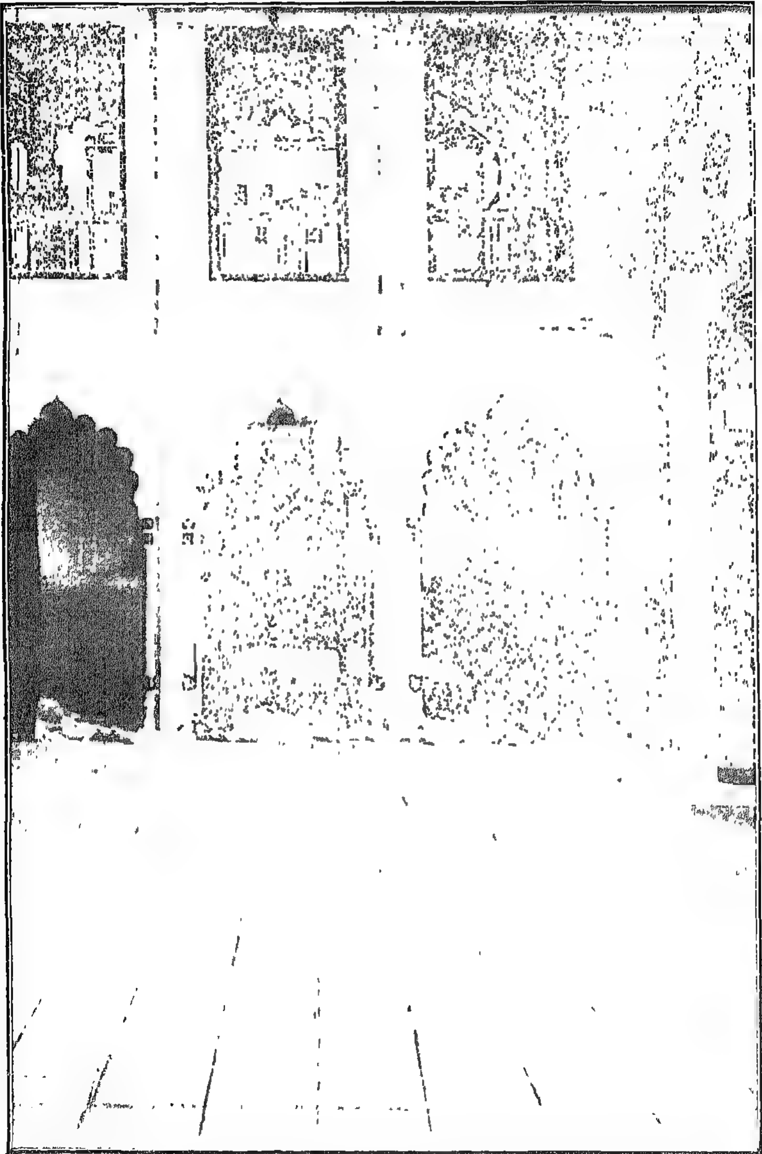
نیاز نشان

محمد حبیب الرحمن خان

حبیب گنج۔ ضلع۔ علیگڈھ

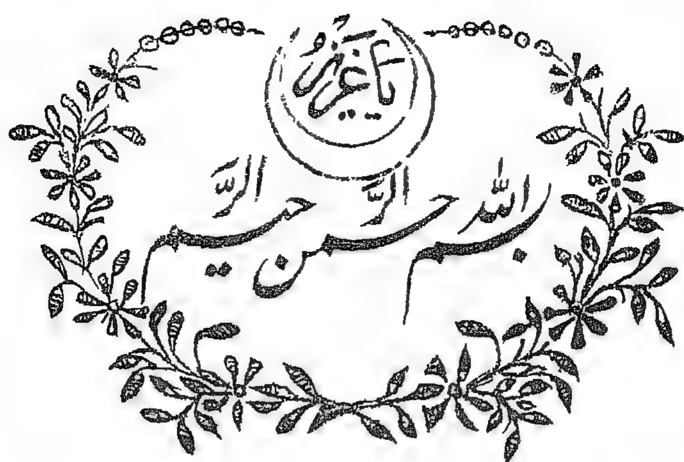


شمالی شرقی حصہ بارہ دری موسومہ "خورد محل"



نقشہ ، بیٹھک گاہ حضور





بیا ساقی سرت گردم روان کن کشتی می را ‌ ‌ باسم الله مجریها باذن الله مرسها

بیا سیراب کن ما را بیک پیمانهٔ صهبا ‌ ‌ حماک الله فی الدنیا سقاک الله فی العقبا

غرور نفس فرعون سیرتان بشکن بیک ساغر ‌ ‌ که داری دستگاه موسوی بنما ید بیضا

کفنها پاره می سازند و خیزند از زمین رقصان ‌ ‌ بگورستان بیفشانی اگر رشحی ازین صهبا

بود سرجوش این صهبا سراسر هوش و هشیاری ‌ ‌ دل داناش بینا مغز دانا پنبهٔ مینا

مده تکلیف مستی ساقیا هرگز بمستوری ‌ ‌ بدستش ساغر صهبا چراغی دان و نابینا

خلافی گر دهد رو در طریقت دم مزن هرگز ‌ ‌ که عقل اینجا بود با عشق همراه خضر موسی

خدا را زود ای پیر طریقت دستگیری کن ‌ ‌ شب تاریک و ره باریک در ره چاه و ما اعمی

ز نیرنگ سپهر نیلگون دارد خرد حیرت ‌ ‌ که چندین رنگ می هر دم برآید ازین مینا

کتاب آفرینش بس دو حرف آمد عجب این ‌ ‌ که دفترها سیه گشت و نه هستند خامه از انشا

بیان آفرینش را مثال روشنی این بس ‌ ‌ که خورشیدی برآمد روز روشن شد شب یلدا

ولی از سر این خورشید نزدیک است آن ساعت ‌ ‌ که چون دی میشود امروز هم شب در میان فردا

عزیز از گفته ات مستی سرخوش شد این مستی ‌ ‌ حماک الله فی الدنیا سقاک الله فی العقبا

دهد حق عشق احمد بندگان حیدر خود را
بخاصان شاه می بخشد مے نوشیدهٔ خود را

ندارد ارزش خاکی جواهر سرمه در چشم
که روشن کرده ام اگر در راهش دیدهٔ خود را

من از طول امل کمتر از آن زالم به سودایش
که جای قیمت یوسف برد ریسیدهٔ خود را

دو عالم را شب معراج بود و لیلة القدرے
گشاده چون دو گیسوی بهم پیچیدهٔ خود را

جرس را در رهش آه رسائے نیست آن بهتر
که بر جمّازه بربندم دل شوریدهٔ خود را

که داند تا چه دید از دیدنیها در شب اسری
ولے گفت آنچه خود با دوستداران دیدهٔ خود را

روائی ده که می بخشد شرف از سکهٔ نامت
زر کامل عیار بر محک سنجیدهٔ خود را

مگردان نا امید از درگهِ خود یا نبی الله
عزیز دورِ گردِ گرد سر گردیدهٔ خود را

با این رحمت بچشم کم مبین عصیان گناهان را
جمالے هست در مشکین نقاب این رو سیاهان را

ببوی دوست جانی سوختم شاید قبول افتد
چراغے داشتم در رهِ نسیم صبحگاهان را

بود پیمانها لبریز و جامها بر لب از حسرت
که کج داده مرا آموخت یا رب کج نگاهان را

بچون اهل دولت آز دستی در حنا دارد
گدایان عید میدانند مرگ پادشاهان را

ندارد حاجت تصدیق خون کشتگان او
باین حسن و جمال از کس نخواهد حق گواهان را

ز شب کوری گریزے نیست ورنه پیش پا باشد
چراغ از نقش پای رهروان گم کرده راهان را

فغان زان شوخ شور انگیز شیرین کار بے پروا
که نخواهد بکام خود زبان داد خواهان را

عزیز این چامه هست اکسیر دانش سرمهٔ بینش
ز هندوستان منوراهان فرست اهل صفاهان را

بنازاز قبله رو گرداند تقوی دستگاهان را
ندانم بعد ازین در سر چه باشد کجکلاهان را

ز چشم پرس حالِ جلوهٔ آشنا ز حسن او
صبوحی کردگان دانند قدر صبحگاهان را

برسوائی نشاید هر که با او نسبتی دارد
بزلفش میتوان بخشید خیل رو سیاهان را

برم داد از بتان جائی که نبود اعتبار آنجا
اگر خود جامه از مصحف ببر باشد گواهان را

نه از بی التفاتی هست کم دیدن سوی عاشق
که چشم از جلوهٔ خود نیست فارغ کم نگاهان را

خدا جوئی قوم جاهل از زاهدان ماند
که بر گم کرده راهی ره فتد گم کرده راهان را

بکیش عشق بر نخچیر فربه نیست قربانی
نمی خواهد محبت صید این فتراک شاهان را

خمارم هست از آن ساقی که چشم رایگان بخشش
بجامی عالمی در کف نهد جم دستگاهان را

نه بیم پرسش و نی ذوق بخشش نی غم دوزخ
چه لذت هست آخر در قیامت بی‌گناهان را

عزیزا از تیزی کلکم ندارد بهره هر عامی
سپاهی می شناسد جوهر تیغ سپاهان را

بهشت نقد جمال تو ای تماشا را
رخ تو می دهد امروز جلوه فردا را

ببین تطاول آن گیسوی چلیپا را
که دام راه بود طایران طوبا را

جهانیان همه سوزند از جدائی تو
بهجر تو تب گرم کرده خارا را

نهاده اند بطاق بلند شمس و قمر
بدور مستی حسن تو جام و مینا را

سپید شد برهش چشم بنده و آزاد
غم تو پیر کند یوسف و زلیخا را

حدیث من همه تفسیر روی و موی تو است
کشم بمهر تو دعوت یهود و ترسا را

چو منعمی که بر مفلسان حسد ببرند
بدل ز درد تو رشک است جمله اعضا را

خراب بادهٔ لعل توام که آخر کار
ز آسمان بزمین آورد مسیحا را

ترا که جای بفرش گل است سهل بگیر
بخون طپیدن دلهای ناشکیبا را

عزیز مصر بزندانش کرد عشق از آن
که یاد آرد دلتنگی زلیخا را

هزار نافهٔ چینیش اگر چه هست چه سود
که نیست بوی وفا آن غزال رعنا را

روا مدار شکست دلم که در هر حال
گزیر نیست ز آئینه روی زیبا را

عزیز بندگی خواجه عزیزم کرد
که هست بندهٔ یکتا خدای یکتا را

زداغ سینه رسد فیض جلوه اعضا را / یک آفتاب بود بس تمام دنیا را

فضای سینهٔ من وسعتی دگر دارد / که هست رشک تن تنگنای صحرا را

زباده توبه بافسون واعظان کردم / خبر کنید حریفان باده پیما را

هزار صید فگن هست در کمین دلم / مکن درنگ اگر صید میکنی ما را

ز غمزهٔ ز پری نی کرشمهٔ از حور / چگونه بی تو تسلی کند کسی ما را

لب تو گر به تبسم شکر فشان نشود / که آورد بسخن طوطی شکر خا را

گرفتم اینکه ز تیر تو جان توانم برد / علاج چیست نگه های زهر پالا را

ز سینه بگذر و غلمان و حور را بگذار / بیا مشاهده کن شاهدان رعنا را

اگرچه نیست درین پرده نغمه پردازی / که کوک کرده چنین مختلف نواها را

بجرم عشق بنازم که جای فرد عمل / بدست دامن یوسف بود زلیخا را

ز فکر حرص و هوس پاس قلب باید داشت / قیاس کن که دو سر سنگ هست دارا را

جز آستانهٔ شاهان ندید ملجایی / که ما ز کلبهٔ خود رانده ایم دنیا را

عزیز غرقه بخون ست و یار بر بالین
سکندری بود استاده بر سر دارا را

چو تقریبی نباشد از پی قتلم عتابش را / سوالی میکند ظالم که نتوانم جوابش را

بود نور خدا مشاطه حسن بی حجابش را / ید الله شانه باشد گیسوی پیچ و تابش را

ندانم تا بجیب دامن عاشق چه خواهد کرد / که ذوق جلوهٔ خود میدرد از هم نقابش را

سرت گردم ز دل حال قیامت را چه می پرسی / اجازت ده که بگذارم عنان اضطرابش را

چو دل جا داشت عمری در برم نازم بآرامش / چو جان یکبار رفت از پهلوم میرم شتابش را

جهان گردیده دشت پر فریب از آدم خاکی / تماشا کن فریب جلوهٔ موج سرابش را

بساطِ غصّه برچینیم دکانِ جلوه بربندم
گره از دل گشایم تا زنم بند نقابش را

خمِ مے پرده دارِ جلوه می هست ای غافل
چه دانی چیست نم بر خرقهٔ مستانِ خرابش را

سر و سامانِ بزم از جلوهٔ خویشش مهیّا هست
حباب باده باشد گوئیا ساغر شرابش را

فریبِ جلوهٔ صیدے خورم هر دم بصحرائے
که انداز رمِ آهوست هر موجِ سرابش را

میانِ خوبرویان جهان گم کرده ام او را
هجومِ ذرّه گویا پرده دار است آفتابش را

بشوقِ خلد در کامِ سقر انداختم خود را
حریفِ ستم و نشناسم از لطفش عتابش را

عزیزا این ماسوا الله در حقیقت عینِ ذات آمد
محیطے گیر و بنگر موج و گردابِ حبابش را

مرا خود کشته و افگنده در حیرت جهانے را
به تیغ از هر کسے پرسد که کشت این خسته جانے را

به نیرنگِ جهان دل بستنم مانند مرغے کان
بعکسِ گلبنے بر آب بندد آشیانے را

هر آن مرغے که در مستی گلشن چهچه زن آید
بیاد من میدهد ذوقِ طوافِ آستانے را

فلک بے مهر و ماهم بے وفا من بیدل و بیکس
که خواهد کرد بر من مهربان نامهربانے را

روا باشد که سر از سجدهٔ دیر و حرم پیچم
که من مالیده ام بر جبهه خاکِ آستانے را

و عرضِ حالِ دل مکتوب قاصد بر نمی آید
مگر اندر نوردِ نامه می پیچم زبانے را

در گلشن برویم باغبان بیهوده می بندد
که چون طاؤس من با خویش دارم گلستانے را

چو عاجز شد فلک از بارِ عشق انداخت بر آدم
که بر خاک افگند حامل ز سر بارِ گرانے را

ز بیمِ روزِ پرسش فارغم از بینوائیها
که می پرسد در آن هنگامه چون من بینوائے را

ندارد ذوقِ شاهدبازی و رندی عزیزا کنون
فراقِ نوجوانی کرد پیر آخر جوانے را

مُهر ز لعلِ او بلب نطقِ سخن سرای را
عقده ز زلفِ او بکار عقل گره کشای را

از فلک آرزو کند هر که صفائے رای را
می طلبد ز کوزه گر جامِ جهان نمای را

صحبت دیده با قره دیده هی خلد بدل
حسرت خار راه او آبله های پای را

کشور جان و ملک دل مال تو ست ملک تو
غمزه بگو که بر کشد تیغ جهان کشای را

هست رخت ز بس صفا آئینهٔ خدا نما
رو بنما خدای را تا نگرم خدای را

مژدهٔ لیلی از کجا قیس شنید و شد ز جا
شور جنون نکرد اگر همزه درا درای را

عیش و غمست تو امان برق و سحاب جهان
خندهٔ گریه خیز را گریهٔ خنده زای را

هست ز خار خار غم سینهٔ من خدنگ زار
جان کسی شمرده نه درد دل خسته پای را

بر سر خار و گل ز لطف تافته همچو آفتاب
در دل نیک و بد زهی گرم نمود جای را

هر دو جهان چو خار و خس طعمهٔ نار می شود
مطرب اگر بپا داد باز کشد نوای را

عزت اگر هوس کنی سوی عزیز کن رجوع
دولت خسروی شمار خدمت این گدای را

بو صدا از نالهٔ مستانه آرم کوه و هامون را
برون از کوه و هامون آورم فرهاد و مجنون را

بخون خفته شاید کار ها با قیمت گردون را
که بر خاک شهیدان آورد آن جا به گلگون را

بیک دل چون برون آید کسی از عهدهٔ نازش
خداوندا دلی کن در تنم هر قطرهٔ خون را

گریبان تا بدامان پر ز خون شام و سحر دارم
چه احوال درون باشد که این حالست بیرون را

پرستیدی اگر گوساله را سامری می شد
تلف شد عمر در آهو پرستی حیف مجنون را

به بزم باده خواران جرعهٔ می را نمی ارزد
اگر صد اربعین هم بگذرد در خم فلاطون را

بشوق زخم تیغ کیست این بیتابیم یارب
که حال دل بود در جسم من هر قطرهٔ خون را

بلند و پست گیتی ای فلک هموار کن ورنه
بسیل گریه خواهم داد رونق کوه و هامون را

دل از کف بردن خوبان بناز و غمزه جادو دان
سخن سازان ادا و غمزه نامیدند افسون را

غباری خاست از ره کوهکن شاد آن که گلگونست
نمی داند سیه بختی کند شبدیز گلگون را

عزیزا ز خیل صیادان این صحرا نمی باشد
که در دام از فراز سدره آرد مرغ مضمون را

نگه از ضبط خون گردید و شد نقب چکیدنها
نقاب افگندن از رخسار و آنگه منع دیدنها

الهی طاقت خمیازهٔ عشقت ندارد دل
کمانم دادهٔ ده زورِ بازوے کشیدنها

جنون مستم به نشترزارِ مژگانی زنم خود را
چرا از هر سر خارے کشم ناز خلیدنها

ترنج و کف چه باشد چون نقاب از رخ تو برداری
چه سرها کان رود هر سو بتاراجِ بریدنها

رسد تا عرش آهم از تغافلهای بیجایش
هنوز این نارسیدن تا کجا خواهد رسیدنها

غرور خودپرستی کعبه گو بر طاق بگذارد
که من افگنده‌ام خود طرحِ محراب از خمیدنها

بود هر شبنم اینجا آفتابی در بغل لیکن
ندارد قطرهٔ ما در گره غیر از چکیدنها

خدا از چشم مردم چشم شوخش را نگهدارد
نمی دانم چه خواهد دید ازین دزدیده دیدنها

نشد از گریهٔ من هیچ اثر در خاطرش ورنه
کند در سنگ خارا رخنه اشکم از چکیدنها

عزیزا از دورباشِ حسن چون موسی چه می رنجی
همه گر آیت یاس است می باید شنیدنها

ز دل شستیم داغ کلفت بیم و امید اینجا
دو عالم یک سرشکی بود کز مژگان چکید اینجا

باندازِ شکار او رفته دل از کف رمید اینجا
خدنگش تا کند پیدا ز رنگ از رخ پرید اینجا

بدعوی‌گاه عشق از خون‌بها بگذر غنیمت دان
که قاتل دست مزد خود نخواهد از شهید اینجا

چه خواهی خون‌بها ای کشته ترک دعوی اولی تر
که قاتل دست مزد خویش خواهد از شهید اینجا

مروت نیست بیرون رفتنم از وادیِ وحشت
کشد هر خار ره دامن که باید آرمید اینجا

خدنگ غمزه شاید بر کسی زد ترک چشم او
که دل ناگه طپید از قطره خونی چکید اینجا

مده از دست فرصت را اگر دست دلی داری
درِ هفت آسمان بشکن چه میجوئی کلید اینجا

برآمد گرد از من هر که شد برباد در راهش
بهر جا آتشی افتاد دودش سر کشید اینجا

شهادت گر هوس داری بحسرت گریهٔ می کن
که هر یک قطرهٔ خون را هست اجر صد شهید اینجا

عبث بر وعدهٔ فردا دلی خوش میکند زاهد
کی آنجا میتواند دید چشمی کش ندید اینجا

کند پشت دوتا می کهنه سالان هر قدم اینجا
گر سقف آسمان پست است می باید خمید اینجا

چه می نالی تو ای مرغ قفس با فارغ البالی
ز بس در سینه جا تنگست دل نتوان طپید اینجا

بصلحش در جوانی بهره ور گردیده ام گویی
بایام بهارم اتفاق افتاد عید اینجا

جهان شهریست مالامال از هر جنس و هر کالا
عزیز ار میتوانی یوسفی باید خرید اینجا

رخت خوی کرده صبح از خود خجل گردیده گویا
بخواب دوشش هم آغوش با خود دیده گویا

کشیده شانه در مو غازه بر رو وسمه بر ابرو
سرت گردم دکان خودفروشی چیده گویا

خوشم کای بیوفا ناخوانده کردی چاک مکتوبم
بعنوانی که حرف مدعا فهمیده گویا

پس از مرگم بپرسش آمدی سرم تجاهل را
نوید مردنم تا این زمان نشنیده گویا

ندانم تا کرا برق عتابت پاک می سوزد
جبینت پر ز چین است از کسی رنجیده گویا

عزیز از وضع و اوضاع تو هر ملت بود راضی
خوشا حالت طریق صلح کل ورزیده گویا

شبستان نیست گیتی کاندرو خوابیده گویا
جهان را خوابگاه ای بیخبر فهمیده گویا

بهشتی بنیت در آستین از رنگ بیرنگی
بجای گل ازین گلزار دامن چیده گویا

بسنگ آستانش ایکه سایی جبهه روز و شب
عیار خویشتن را بر محک سنجیده گویا

تو به از بت شکستن می شماری دل شکستن را
درین آئینه روزی چون خود را دیده گویا

سحر با پیچ و تاب من نه ای از خود آرائی
بخود چون زلف پیچان روز و شب پیچیده گویا

برای پرسش حالم نه از رحم آمدی ظالم
ز بیم باز پرس حشر اندیشیده گویا

چه بیدردی چه بیباکی چه سرمست طربناکی
بذوقی خوردۀ خونم که می نوشیده گویا

عزیزا اندر جهان غیر از سخن هرگز نمی باشد
بعهد مهد گر طفلی چو عیسی دیده گویا

ناخوانده چو خورشید خود آمد بسر ما … آخر اثرے کرد دعائے سحر ما
گم کرده محبت بوجودت اثر ما … ای بیخبر از خویش چه پرسی خبر ما
پای طلب از رشک براه تو شکستیم … تا خلق سراغت نبرد بر اثر ما
گفتیم ز عاشق که دل و دین برباید … گفتا بکنایت که نهانی نظر ما
با کوثر و تسنیم نخواهیم بجنت … ای کاش ببخشند بما چشم تر ما
هرچند خرد بر دل و جان بود مسلط … عشق آمد و بگرفت همه بوم و بر ما
دوزخ ندهد راه دل سوخته جانان … ما را بگذارید بسوز جگر ما
پیمانه ما پر شد و ما مست خماریم … یا رب که بساقی برساند خبر ما
از نیک و بد هیچکس آگاه نگشتیم … منت بسر ما بود از گوش کر ما
این روز فزون حسن و جمالے که تو داری … باشد همه تاثیر دعای سحر ما

نمود عزیز از حرم و دیر گشودے
من بعد سر ما بود و سنگ در ما

چاک کن جامهٔ هستی که شود او پیدا … تا گریبان ندرد گل نکند بو پیدا
برخور از حسن خود و با همه نیکی بکن … که ترا کرده خدا از همه نیکو پیدا
شمع بالین من خسته که بیند ته خاک … گر نه پیکان تو بگذشت ز پهلو پیدا
لطف در جلوهٔ لیلی نشان نیست کنون … یاد وقتے که شد از دیدنش آهو پیدا
صوفی و پیروی سلسلهٔ دور دراز … دست من سلسله کرده بگیسو پیدا
گشت مهر لب اظهار شفاعت طلبان … گره کش شد از گوشهٔ ابرو پیدا
بے کم و کاست هر آنچه تر اقسمت هست … کرده دست کرمش طرفه ترازو پیدا
هر بن مویم از و چشم ضیائے دارد … روزنے هست درین خانه ز هر سو پیدا
مشو آزرده ز بیحاصلی ای گوشه نشین … در کمین باش که روزی شود آهو پیدا

سر راهست بکش تیغ پی قتل عزیز
ترسم از رشک شود عربده‌ها سویدا

بجان از و فگار رها ∴ بدل خلیده خار رها
که میرود چو مستها ∴ ز زلف کرده شستها
ز بادهٔ شبانه مست ∴ بسنگ کینه سینه خست
چه صید افگن است این ∴ کرا دیار از این
بساط وی چو گشت سطح ∴ بیاد کی بچنگ و نی
گل از چمن چمن ببر ∴ بنفشه بی‌ثمن ببر
دمید بیشمار گل ∴ شدند مست جزو و کل

نه یکی دو بیشمار رها ∴ نه ده نه صد هزار رها
که میبرد ز دستها ∴ عنان اختیار رها
نه جام می که دل شکست ∴ چو رنگ اعتبار رها
براه صید در کمین ∴ نشسته خود شکار رها
بنوش می کجا و کی ∴ بباغ در بهار رها
سمن و سنبل و سمن ببر ∴ ز طرف کشت و کار رها
بنوش چشمه چشمه مل ∴ کنار چشمه سار رها

غم وی اندرون من ∴ عزیز میکند وطن
بگریه خانه آب زن ∴ فرو نشان غبار رها

سرو من فصل بهارست بگلزار بیا
هوای که نهی پای بباغ از ره ناز
جام در دست بود چشم براه مستانرا
حیله با این همه بر طاق نه و زین بسمند

پایت از لطف هوا شد چو سبکبار بیا
چشم در راه بود نرگس بیمار بیا
خیز بشتاب سوی خانهٔ خمار بیا
عذر لنگ این همه بگذار و بیا یار بیا

چشم بد دور چه خوش گفته عزیز این تاریخ
ای خوابیده طالع شده بیدار بیا
سنه ۱۲۹۲

من جدا چشم براهش دل بیدار جدا
میروم سوی گلستان اگر از یار جدا
کن قدم رنجه بگلشن که بود چشم براه
چشم مست تو بنازم که کشد از نگهی

در جدا دیده جدا رخنهٔ دیوار جدا
گل جدا می خلدم در جگر و خار جدا
سرو آزاد جدا نرگس بیمار جدا
زاهد از صومعه از میکده میخوار جدا

کفر الحق رگ جانست و ایمان سبحه جانا نتوان گشت ز زنار جدا
فرقها هست میان من و موسی که بود طالب وصل جدا طالب دیدار جدا
خانه ام گشت بسودای تو وحشت کده که فتد سایه بفرسنگ ز دیوار جدا
عاشقان را گله از درد جدائی غلط است عاشق آن نیست که یکدم بود از یار جدا
بعد عمری که برآید ز دلم پیکانش میتوان گفت که پاره شود از یار جدا
باشد از محتسب اندیشه مرا گرچه عزیز
خانهٔ من بود از خانهٔ خمار جدا

از غم کونین خاطر بر کران داریم ما خانه زیر سایهٔ پیر مغان داریم ما
آتشی چون شمع از عشقت بجان داریم ما آنچه صوفی راست در دل بر زبان داریم ما
چشم و دل را هم نمی خواهیم با وی آشنا در محبت دشمنی با دوستان داریم ما
نیست گلروی که جای ما نباشد در دلش بر سر هر نونهالی آشیان داریم ما
از جفای گل نمی نالیم همچون عندلیب در بهاران بیم تاراج خزان داریم ما
جا بگیتی نی سکون دل لامکان بار اعزیز
خانه از هر دو عالم بر کران داریم ما

چه غم ز وحشت تنهائی مزار مرا که روز و شب غم یار است یار غار مرا
نشسته آنکه شب و روز در کنار مرا نشانده است ز عمری در انتظار مرا
نشان آن دهن و آن میان کجا یابم هنوز نیست خبر از نشان یار مرا
بباده لوحی من کس مباد در عالم که کرده اند بوصلش امیدوار مرا
نمی روم بتماشای نشاتین از خویش ازین دو رطل تهی نشکند خمار مرا
مرنج کامدمی و با تو ملتفت نشدم که رفته بود بیاد تو دل ز کار مرا
تو خود ز پرده بر آ تا شکایتی نبود ترا ز باد صبا و ز پرده دار مرا

خدا سیاه کند روی مرگ کز گیتی
بیک دو گز کفنی کرد شرمسار مرا

کسیکه کرد اشت عزیزم کنون زخشم افگند
بسیم که ریخت از جام میگسار مرا

عزیز مصر نیم بل عزیز ناچیزم
شوم عزیز جهانی عزیز دار مرا

صحبت زاهدم افگند بکلفت جان را
صنمی کو که باو تازه کنم ایمان را

بوکه باد سحر از کوی وی آید بچمن
که بوجد آورد از شوق گل و ریحان را

دیده از گریه بشویید نظر افگن بر خویش
بی وضو مس نکنند اهل ورع قرآن را

آنکه سرمایه از گنج قناعت دارد
بجوی هم نخرد مملکت سلطان را

ناله ام بهر رقیب است شهاب ثاقب
که بخلوتکده آتش زده شیطان را

بسملم کرده اگر شوق طپیدن دادی
وسعتی نیز بده بادیهٔ امکان را

من تبه کارم و تو لطف خواجه چه عجیب
گر عقوبت نکنی بندهٔ نافرمان را

بحث حکمت شنو زر زده زر دلش بردار
گر بیکتائی او می‌طلبی برهان را

با چنین خوبی و خوش سلیقی و خوش اندامی
دل زمی برد ای یار خدا خوبان را

گردش چشم وی ساغر می را نازم
که بگرداند بیکجا همه فلک گردان را

حشر را نیز چه بین روز سیه پیش آید
گر بپایند در آن عرصه شب هجران را

طائف کعبه و نی طالب بتخانه شود
باشد از خویش اگر آگهی انسان را

دل به پهلوی تو بلب شکوه دلبر چه عجیب
ز ندیم خوانی و داری به بغل قرآن را

گر بجوی بنوازد دو منی را چه بعید
در عجم تا زده شام آنکه کند سلمان را

جاهل آنست که آسان نگرد هر مشکل
عاقل آنست که مشکل شمرد آسان را

سختی جور و جفا چند کشد جان عزیز
دل زمی برد ای یار خدا جانان را

ای بچشم مردم افسون تو بسته خوابها — فتنه را از چشم جادوی تو فتح بابها
آستینی نه بچشم من که از اشکم مباد — دشت و هامون را چو خار و خس برد سیلابها
گبر و مومن بوده اند از نسل آدم وین عجب — هست از یک چشمه جاری شور و شیرین آبها
کی فرو آورد سر گر پیش مستی خشت و گل — گر نه نقش ابروی او داشت این محرابها
دجله بار بهای چشم را بچشم کم مبین — جاری اند از فیض بام عرش این میزابها
گردش لیل و نهار هستی ناپایدار — هرچه می بینی نباشد جز پریشان خوابها
ساقیا برخیز و ساغر پر کن و خالی مدام — این صدا هردم رسد از گردش دولابها
بزم سی بجز نیست طوفان خیز کن از وی کنار — گردش جام است اینجا گردش گردابها

مید هد ساقی گهی گاه خون دل عزیز
طبع من ناساز شد از اختلاف آبها

دارو بی هوشی عشق در کار کرد ما را — از هوش رفتن با هشیار کرد ما را
هم دل ز دست برو هم دست رفت از کار — عشقش بکار آمد بیکار کرد ما را
بس خرقه های پشمین رهن شراب کردند — روزیکه چشم مستش میخوار کرد ما را
با اینکه هست پنهان در هفت پرده اما — در حیرتم که محو دیدار کرد ما را
از حد خود نرفتیم یک گام نیز بیرون — رفتن ز خویش گرم رفتار کرد ما را
خرد ارها ز تسبیح گردید طعمه ناز — روزیکه عشق در بر زنار کرد ما را
ما دام در عدم کاش سرمست خواب بودیم — دردا که خفته بختی بیدار کرد ما را
از سایه پروران باغ نعیم خلدیم — آب و هوای اینجا بیمار کرد ما را

آه ای عزیز فردا خوار و ذلیل و رسوا
کردار خود کرد و کردار کرد ما را

هنوز ای واصلان کعبه باید طی منزلها — که باشد آن طرف از کعبهٔ گل کعبهٔ دلها

ز افزونیِ دولت می‌شوند از هم جدا دلها
بود موقوف بین بحر قرب و بعد ساحلها

ندانم از که باشد رونق هنگامهٔ گیتی
هزاران شمع شد خاموش و هم گرمست محفلها

بهر جا دانه از اشک خونین چشم من کارد
بجائی گل ز نخل تا حشر می رویدازان دلها

اگر وصلست و گر هجران نباشد بیش از آنی
میان ما داد هست ارتباط موج و ساحلها

ز ضبط گریه صدها عقده در دل بود از اشکم
ز چشم خویش ممنونم که کرد آن حل مشکلها

تماشای درون پرده دیدن بر نمی تابد
نگه در خون نشست از دیده چون برخاست حائلها

بعبرت تا دل ای رهرو سوی گور غریبان رد
که بی محمل نشینان سبکری افتاده محملها

بمقصد کی رسد هر کس که از راحت بدباشد
بپای خفته نتوان کرد هرگز طی منزلها

بباغ دین محبت هست نخلی کز نمو هردم
چو تار سبحه پنهان می دواند ریشه در دلها

دولت بار محبت بر نمی تابد عزیز آخر
تو ابن آدمی هان همتی برخیز و احملها

بر وعدهٔ فرداست نظر بی بصران را
فردا بود امروز دلی دیده ورانرا

بگذر ز ره عشق و مجو همسفران را
زین عرصه گذر نیست جهان گذرانرا

بسم الله اگر مرد رهی پای ز سر کن
این مرحله می افگند از پای سرانرا

رو قبلهٔ خود راست سوی کج کلهی کن
شد قبله غلط حیف که این کج نظرانرا

ای زلف چه پیچی بمیانش که ندارند
نازک کمران طاقت این بار گرانرا

از حال درون حرم دوست نباشد
کس را خبری لیک نه خود بیخبر آنرا

بگذشت بافسانه شب وصل و بافسون
می راندم از خانه که خواند دگرانرا

باید لب خشک و مژهٔ تر بمحبت
اینجا بجوی کس نخرد بی هنرانرا

باز آی که سر تا بقدم هر بن مویم
مانده بره شوق تو چشم نگرانرا

ز عشق ابا کرد ملک تا فلک آخر
خاکست که برداشت این بار گرانرا

در بادیهٔ عشق عزیزا ار تو نهی گام
هشدار که خوفست و خطر نو سفر ابرا

هوای بوسهٔ لبهای یار هست مرا
می دو آتشه نا خورده کرد مست مرا

بدل که هست پر از راز عشق می ترسم
که جام می بکف مست و برعشه دست مرا

به بنده پروری ساقی بود نازم
که کرده مست ز جام می الست مرا

ببین بشوخی زلفش که گوید در گوش
که جای ماهی بلب بود بشست مرا

همین نه شیخ حرم در حرم رهم ندهد
که پیر میکده هم در بروی بست مرا

چه کوه و دشت چه ارض و سما گذشتم از آن
که نردبان شده خود این بلند و پست مرا

هنوز لوح و قلم بود در سواد عدم
که نقش مهر تو بر لوح دل نشست مرا

چه شکر گویم الهی که کرده و کنی
زنیست هست و هم از نیست باز هست مرا

گشاد بند قبا در بروی غیر نه بست
دهد نوید عزیزا این گشاد و بست مرا

جهان میخانهٔ عشق است خود را کن خراب اینجا
بمحشر انچه خواهی دید بینی در شراب اینجا

بر خس و خار هست گردست رسا شد مرا
دوزخی باشم اگر جنت هوس با شد مرا

حال آن سوی فلک از اختر تابان مطلب
سر این نامهٔ سربسته ز عنوان مطلب

خوی خجلت ز سرم برشده بگذر ز خطا
موج از کوه گذشت اینهمه طوفان مطلب

هر گران جان نسزد کشتهٔ تیغ نگهت
ناز ضایع مکن و از همه کس جان مطلب

چارهٔ گریهٔ یعقوب کن ای یوسف مصر
رود نیل و گرا ز جانب کنعان مطلب

خود بخود میوهٔ جنت بدر از شاخ بلب
همت از کس پی آن سیب زنخدان مطلب

دل آگاه طلب دستگه عرفان خواه
جام جمشید مجو مهر سلیمان مطلب

قدر بیعانهٔ حسن تو ندارد کونین
نرخ بالا بکن و قیمت ارزان مطلب

چشم لطف و کرم از کج نگهان نیست عزیز
مرهم چاره ز الماس فروشان مطلب

بهار آمده وقت ترانهٔ غزل است — شراب ناب بجام آفتاب در حمل است
چو عشق بازی و عاشق ندیم ساقی باش — که عشق بی می و معشوق علم بی عمل است
دلم بناله آهی درای محمل کیست — که دشت تا جبل از پی رقص حیران جبل است
برم بمدرسه اگر صراحی می ناب — بحرفی که تو دانی صراحی در بغل است
رسی بمنزل مقصود ای برهمن که — که سنگ راه تو لات است و سدرهٔ هبل است
زبخیه چشم نمی دارم و نه از مرهم — که زخم کاری من چشم در رهٔ اجل است
برند خسرو و جمشید هم بر آنکس رشک — که جام بر لب و شیرین لبیش در بغل است
دلم که خون شده از جوش غم نیم بیدل — هزار شکر که پیکانش بهترین بدل است
مپیچ سر ز بلا گر تو صادق القولی — که این معاهدهٔ الست شهادت ازل است

به تیغ غمزه خدارا مریز خون عزیز
عزیز دار که عمر عزیز بی بدل است

نه همین مرغ چمن صید جگر خستهٔ اوست — بوی گل نیز شکاری ز قفس رستهٔ اوست
دل پر معرفت افسرده و پژمرده مباد — کاین گل سر سبد آرایش گلدستهٔ اوست
نکند تر لبی از کوثر و از آب حیات — هر که لب تشنهٔ دست از دو جهان شستهٔ اوست
خضر و این قید حیات ابدی باد اش است — بندهٔ بی ادب زنده اجل جستهٔ اوست
نقش تمثال ولیت اینهمه پیدا و نهان — دو جهان در نظرم ابروی پیوستهٔ اوست

چند سر مشق اطبا شوی ای جان عزیز
چاره درد از آن جو که دلخستهٔ اوست

وقت سجود دیر و حرم تا جبین ماست — گوئی که هر دو کون زیر نگین ماست

تا جلوه گر بمنزل ما مه جبین ماست — چشم ستاره بر سر چاش و کمین ماست

پیوسته آن دو زلف سیه در کمین ماست — صد لشکر بلا ز یسار و یمین ماست

در چشم ما بلندی و پستی برابر است — هر جا که جلوه گاه تو عرش برین ماست

ما آستین بمملکت چین فشانده ایم — چینی مگر ز زلف تو در آستین ماست

هر لحظه طرح کردن ادای دگر بناز — مخصوص دلربائی ادا آفرین ماست

ما عاشقیم زهد کجا عاشقی کجا — داغ دل است این که عیان از جبین ماست

مردیم تا نگاه ز روی تو باز گشت — دریاب زود کاین نفس واپسین ماست

جان عزیز چون بسلامت برم ازو — نازش جدا و غمزه جدا در کمین ماست

هر کس از رشک سلیم دست و گریبان برخاست — من و آن پرده که از چهره جانان برخاست

دل دیوانه چو از کوچه جانان برخاست — شور محشر ز پیش سلسله جنبان برخاست

همت از دوست طلب کن که ز گلشن شبنم — بمددگاری خورشید درخشان برخاست

غمزه را چشم تو بر خونم اشارت فرمود — که ز ابرو بمیان پرده دامان برخاست

جوش ز عشق پذیرفت چو پیکر آدم — کشتی نوح مهیا شد و طوفان برخاست

گرچه عمری بچمن رفت درین صیدگهم — نه شکاری نه غباری ز بیابان برخاست

سالها بر در میخانه فلک برد نیاز — که حریفی چو من از حلقه رندان برخاست

شکر صد شکر غم در دل شوریده شکست — خوب شد خوب اثر از ناله و افغان برخاست

سیر معراج کمال است کسی را که بشوق — پای بر خویش نهاد از سر سامان برخاست

جست سهل اینکه عزیزا ز دو جهان برخیزد — لیک از خاک سر کوی تو نتوان برخاست

جلوه کردی دوش در دیر و حرم افغان برخاست
پرده از روی تو خلق از سر ایمان برخاست

هست نزدیک که بستانم از و نقد مراد
گر میان شرم چو از گنج نگهبان برخاست

شهرهٔ یوسف و آن غلغلهٔ حسن جمال
بود گردے ز ره از کنعان برخاست

گرد شسته ام این سینه ز خون از دوست
گر ز درد و غم او برزده دامان برخاست

جلوهٔ زهره گداز تو که بر می تابد
شمع از بزم تو با دیدهٔ گریان برخاست

عشق تا رفت هوس گشت مسلط بر دل
دیو از ننگ نگین شد چو سلیمان برخاست

حذر از نرگس فتان فسون پرورش
فتنه در شهر ازین گوشه نشینان برخاست

این چه حسن است که هنگام تماشا از عجب
دیده را موی بر اندام ز مژگان برخاست

زین چه خیزد که نقاب از رخ او بردارد
چشم من هست خود آن پرده که نتوان برخاست

عمر من در الم و هجران از غم دنیا گذشت
وای بر جانم چو از بزم اگر زود اگذشت

فیض از حد دل ز خود از تنگ ظرفیها گذشت
قطره بر خود آنقدر بالید کز دریا گذشت

دائم از گرمی رفتار جوانی گویا
همچو برق از بهار از مرغزار ما گذشت

عشق را سیرم که تا در غربیان نقش قیس
با شکوهت شد که گویی محمل لیلی گذشت

دست تا برداشتم دیدم که کار از دست رفت
تا کمان سازد کم نخچیر از صحرا گذشت

یار و صحن باغ و طرف جوی ما نگه کرکست
کس به سوی تو نماند زاهد از مینا گذشت

تحفه نگذاشتی ساقی و شاهد را عزیز
چون گذشت از این و آن یار چه از دنیا گذشت

روزگارم تیره او چون شب یلدا گذشت
چشمها از دیده همچو سبزه چشم ما گذشت

جان سلامت بردن از درد تو ام مشکل بود
گر چو دی امروز چون امروز از فردا گذشت

چارهٔ دیوانگان کن زود ورنه مشکل است
شهر ویران کرده گر این فتنه تا صحرا گذشت

داوری گاه محبت خوش گنه گاهی بود — گر نظر قاتل گذشت کشته از خونی گذشت
ابر رحمت دجله ریز بی‌نیازی شعله خیز — سینه‌ها تفتیده ماند و سیل از دریا گذشت
ترک دنیا کردن زاهد نه از تقوی بود — کار دنیا چونکه نتوانست از دنیا گذشت

عهد در تازی زبان بست است با قاضی عزیز
ترک می لازم نمی‌آید گر از صهبا گذشت

هر کسی را صنمی شوخ خود آرائی هست — وای بر من که مرا کار بخود رائی هست
هر کرا چشم دل و ذوق تماشائی هست — جلوهٔ هر شررش برق تجلائی هست
چند دل تنگ به غمخانهٔ هستی باشی — خیز و زین خانه برون آی که صحرائی هست
شور حسن است که شد غلغله افگن در نجد — ورنه مجنون چه خبر داشت که لیلائی هست
آب حیوان بخضر جام بجمشید گذار — پیش من آر اگر جرعهٔ صهبائی هست
درخور حوصله دیدار پرستان شادند — شمع در دیدهٔ پروانه تجلائی هست
بطرب کوش یکی امروز بعشرت می نوش — هم بفردا بگذار ار غم فردائی هست
برسر خاک عزیزان قدم آهسته گذار — که بخواب از تو هر حجله زلیخائی هست
گرچه داغم ز حسد لیک بجان دارم دوست — هر کرا از تو بدل داغ تمنائی هست
یوسف ما ننهد داغ غلامی بر خویش — گرچه بر هر سر بازار زلیخائی هست
بخشش از حوصله افزون چه بود سیل بلاست — نم آبی بره مور چه دریائی هست
گر نشد طاعت حق بندگی عشق بس است — نیست گر داغ جبین داغ تمنائی هست
آنکه پس مانده از قافله سعی مسکین — تا بر اهش اثر نقش کف پائی هست

صبر کن صبر بتنهائی هجران ورنه عزیز
خیز و زینجا بسلامت رو اگر جائی هست

نفس بدل زارم بحال بد گرفتار است — چو آن مومن که از همسایهٔ کافر در آزار است

نه تنها کعبه جانب دار آن ابروی خمدار است / به بت بردم پناه آن نیز سنگین دل تر از یار است
گشاد کار اگر خواهی براه او بنال ای دل / کلید فتح باب اینجا بدست نالهٔ زار است
اگر صد کوه هم باشد بآسانی توان کندن / ولی یکباره دل بر کندن از روی تو دشوار است
غریب بینوا و بیکس و بیچاره و بیدل / بهر نامی که میخوانند عاشق را سزاوار است
بروی شب زنده داری کن گشود کار اگر خواهی / در کان برنج کس بسته بود چشم بیدار است
رسول ملت منصورم احوالم چه می پرسی / رسیدستم به معراجی که نام دیگرش دار است

عزیز از کهنه سالان میکشم ناز جوانان را
بچشم پشت خم را جلوهٔ ابروی خمدار است

آواره ام غم تو ز باغ نعیم ساخت / بوی گلم که خانه خرام نسیم ساخت
اثبات کرد معجز شق القمر بخلق / چشمش بیک کرشمه چو دل را دو نیم ساخت
با این کرم که هست بدل خستگان ترا / نتوان قناعت از تو بباغ نعیم ساخت
رویش هر آنکه دید بمویش اسیر شد / بالای گنج طرفه طلسم حکیم ساخت
زین بیشتر بدادن دشنام بخل داشت / خط آمد و ببوسه لبش را کریم ساخت

غیر از الم نخواند عزیز آیت عشق
زین مصحف انتخاب آلم ساخت

شعله روی بنغمهٔ خویش دل و جانم سوخت / که مغان را هوس آتش پنهانم سوخت
رسته ام از چمن حسن چو زلف خوبان / لیک بیباکی مهر درخشانم سوخت
شاخ شمشادم و افکند بگلخن فلکم / می کنم گریه که هجران گلستانم سوخت
وادی ایمن از آن شمع که افروخته بود / عشق آمد و بخلوتکدهٔ جانم سوخت
شمع خلوتکدهٔ قدسم نه جهان جای نشست / فلک افسوس که در محفل کونم سوخت

ای حجابانه ز چشم من بیتاب گذشت — ساق بالا زده بلقیس ز آیین بگذشت
نیست اوضاع جهان قابل دیدن هرگز — ای خوشا عمر گران باکه در خواب گذشت

کدام اسیر قفس گرم شیون افتاده است — که مرغ سدره نشین از نشیمن افتاده است
گذار به بتکده یارب فتاده پرده ز روی — که بت ز طاق و ز چشم برهمن افتاده است
بدامن تو در آویزم ار رسد دستم — که پای بوس تو مخصوص دامن افتاده است
نه من ز عرش بفرش اوفتاده ام تنها — که حلقه های بهشتی هم از تن افتاده است
بهجر عشرت وصل بود که صاحب دل — بگلخن افسرده داند بگلشن افتاده است
ز داستان زلیخا و یوسف است عیان — که حسن رهزن مرد آفت زن افتاده است
دلش ز سوختنم بیخبر چه و مقا نیست — که خفته باشد و برقش بخرمن افتاده است

کنند وقت مصیبت بسوی دوست رجوع
عزیز آه گرت دوست دشمن افتاده است

در حسن او دهان میان این دو چیز نیست — وین حسن دیگراست که هم هست نیز نیست
در حسن خویشتن همه هست و چه چیز نیست — غیر از دهن که چون کمرش هست نیز نیست
در باغ حسن بو که باغیار بسته راه — شد مدتی که باد صبا مشکبیز نیست
هم حشر و نشر حسرت و هم دار و گیر غم — هر ساعت فراق کم از رستخیز نیست
یارب بروز من به نشیند نقاب وی — کس صبح در کنار شب صبح خیز نیست
مهر نهاده مهر تو تا برد هان ماه — جان بر لب آمد از غم و راه گریز نیست
ای دل بفوج غمزه که آورد بر تو تاخت — خود را حواله کن که مقام ستیز نیست
می در تموز سرد به یخ کرده میدهد — بابی شکیب و ساقی بابی تمیز نیست
میرم بکند طبعی ترکان سنگدل — عشاق را کشند به تیغی که تیز نیست

گر روزگار و یار ندارد سری بصلح
با روزگار و یار مجال ستیزه نیست

بر اتحاد دوئی نبود تکیه ام که او
جان عزیز هست و ز آن عزیز نیست

انجم افروز بجوام رخ خوبان شده است
چشم آئینهٔ خواب به کنعان شده است

حیرتست آینه که حجاب رخ جانان شده است
پرده از روی برافگند که پنهان شده است

چه هنرها که قضا و قدر آورده بکار
تا کف خاکی از این باد به انسان شده است

گردش چشم کسی داده غبارم بر باد
ذره ای محو نگهبان سر ایشان شده است

خرم آن عهد که گلزار شده آتش خلیل
بر من آتشکده امروز گلستان شده است

آنکه گفتی دو جهان قیمت یک نان من است
عالمی هست خریدار که ارزان شده است

دل پر داغ بوی داده خجل گشت عزیز
دانکه دل برد خود از بیر پشیمان شده است

ز بس چو آینه اش سینه صاف و شفاف است
شد آشکار که باطن درون او صاف است

قسم بگوی تو مشت خسی است در چشمم
اگر بهشت برین باشد و گر اعراف است

بقصد بردن دل است چشم و ابرویت
به تیغ غمزه کشی گر دو نیمش انصاف است

ستمگری بگذار و دلبری بگذر
دل است مال غنیمت نه مال اوقاف است

یقین شناس که فرمان حسن معشوق است
دران دیار که بیداد عین انصاف است

من از جمال تو محروم و عالمی پر نور
چو پای شمع که تاریکیش در زیرش است

عزیز هرچه بگوید بگوش هوش شنو
که یادگار سخن پروران اسلاف است

بیا بسیر چمن صوفیا هوا صاف است
نسیم عنبر و کشاهی موز کشاف است

طمع مدار که عنقا شود شکار ترا
میانه تو و او بعد تا بقاف است

ز بلبل و گل و پروانه شمع شد روشن — که عشق و عاشق و معشوق اهل انصاف است
مدار نقد دل و دین و جان دریغ از وی — که هر چه صرف کنی در رهش نه اسراف است
دلا بدوز رخت ار افگند شکر بجن — که با جیان عطا یش کمال الطاف است

حدیث حافظ شیراز و گفته های عزیز
همان حکایت زردوز و بوریا باف است

دلے که رسته ز قید خرد خردمند است — اسیر اوست که بے قید بند در بند است
خیال او که ز چشمم نمی رود گاہے — چو لیلی است بخیمهٔ نظر بند است
بحیرتم که دل را ادهم نمی دانم — که هر چه در نظر آید بدست مانند است
بلطف گر چه نیرزم عتاب کن که مباد — گمان برند که این بنده بے خداوند است
بحشر هم نبود از وصل جان جانان کام — همین نه زود گسل سخت دیر پیوند است
جمال روز فزون بین همچه از سحر تا شام — بناز و عشوه دو چند و بجلوه ده چند است
بقد یار چه نسبت درخت طوبی را — مخور فریب دروغے که است مانند است
مباد هیچکسے مرده دل که این اندوه — جگر گداز تر از داغ مرگ فرزند است
بود ز شمس و قمر روے روشنش مقصود — بمصحف و بقسمهاے راست سوگند است
بجاست فخر بانجام بینی فرهاد — نه جوی شیر که گوری بپاے خود کند است
بدین خیال که یابم حیات جاویدان — نگشت گر چه بقتل من آرزومند است

اگر بباغ نعیم و اگر بنار جحیم
بهر چه دوست پسند و عزیز خرسند است

چشم بد دور از نگاه او چه صاحب جوهر است — گه سنان گه تیر گاہے تیغ گاہے خنجر است
منزل آن مه ندانم تا کدامی منظر است — عالمے را چشم بر در دست گیتی ششدر است
گرمی بازار حسن و عشق را باعث یکیست — آنچه در سر شمع را پروانگان را در پر است

هست رنج و راحت عقبی نصیب عاشقان
دوزخ و کوثر همین داغ دل و چشم تر است

حسن دعوی خدائی گر کند می زیبدش
غمزه اش روح القدس باشد دلم پیغمبر است

کرده نرگس چشم ازان بر لاله حمرا سیاه
کش بود ساغر بدست و دود می در ساغر است

آفرین بر صنعت صناع صنعت آفرین
کانچه بینم دلربا تر خوشتر از یکدیگر است

چون شدی پیر ای فلک بگذر ازین نیرنگها
غمزه های لاجوردی در جوانی خوشتر است

در مصحف جمالش کائینه دار ذات است
خال و خطی که بینی ز آیات بینات است

ای برهمن ز بینش بی بهره دگر نه
هر سنگپاره اینجا آئینه دار لات است

گر محو روی و مویش چشم و دل تو باشد
هر روز روز نوروز هر شب شب برات است

——— ۰ ———

شاه خوبانی و از حسن تو ملک آباد است
داد ده داد که حق جاه و جلالت داد است

طاقت کندن کاه نبود عاشق را
قصه کوهکنی تهمت بی بنیاد است

تن بطاعت بدهد زاهد و جنت بخشد
تا چه باشد عوض آنکه بها و دل داد است

بوی گل نیز چو بلبل ز اسیران و بیست
هر چه آن بال و پری داشته از صیاد است

در نعت

در نظم آفرینش ذات تو از کمالت
هم مطلع جلالت هم مقطع رسالت

یارب چه آفتابی هر چند در حجابی
باشد جهان منور از پرتو جمالت

معراج تو ز رحمت شد باعث کرامت
روز نجات امت آمد شب وصالت

شد سهو از مقالت اقوال راز جایان
شد محو از جلالت تاریکی ضلالت

یکتا و بی عدیلی بی شبه و بی نظیری
بی مثلی آفریده حقا کجی مثالت

شد پاره ماه کامل از جنبش انامل
یا شاه دین عادل آورده بر کمالت

هان ای عزیز الکن در نعت شو نوا زن
کآوازهٔ قبولی بخشند چون بلالت

آسمان حسن را خورشید تابان روی تست … کوکبی تابنده از هر حلقهٔ گیسوی تست
در سراپایت میان با موی از گیسوی تست … در حقیقت هر دو عالم بستهٔ یک موی تست
هر دلی کان رونق گلزار رنگ و بوی تست … غالبا گلدستهٔ طاق خم ابروی تست
کفر و دین حقا که هر یک خواجه تاشان تو اند … هر برهمن مومن و هر مومنی هندوی تست
گرمی بازار گبران ز آتش رخسار تو … آبروی جمع اهل قبله از ابروی تست
نی همین شیخ و برهمن را بود سر بر درت … کعبه و بتخانه هم سر در هوای کوی تست
کشتهٔ تیغ تو از رنج طپیدن فارغ است … آفرین صد آفرین بر دست و بر بازوی تست
فاش نتوانم که گویم دل ز پهلویم که برد … لیک سوء ظن مرا سوی تو و گیسوی تست

آنقدر محو خیالت هست در راز تو عزیز
سر بخشتی خفته و داند سر زانوی تست

دعوی ضیا از مه و خورشید روا نیست … از روی تو شرمی ز رای تو حیا نیست
روی تو و گیسوی تو و موی میانت … جز نور خدا ظل خدا کنه خدا نیست
هر پستی و بلندی که بود جلوه گه تست … گر عرش و گر فرش مقام تو کجا نیست
شرح دل من جز تو حکیمی نتوان کرد … مجموعهٔ عشق است اشارات و شفا نیست
معشوق ز عاشق نکند قطع تعلق … جور است جفا هست اگر مهر و وفا نیست
دل غمزن کن خون مخور و می در کش و خوش باش … آسایش کونین بجز بیم و رجا نیست
یک جرعه کند زنده بسی مرده دلان را … در ساغر ما چیست اگر آب بقا نیست
تا غمزه سر صید که دارد که ز ابرو … در دست کمان دارد و در شست خطا نیست
گر راست بپرسی بره عالم تجرید … جز راهزن امروز کسی راهنما نیست

عشاق تو خون جگر خویش نخوردند
در مملکت عشق اگر قحط و غلا نیست

بس خانه که چون بتکده و صومعه دارد
تا خلق نداند که کجا هست و کجا نیست

ای کعبه نشین خیز و سوی دیر مغان رو
زان خانه چه خواهی که درو خانه خدا نیست

شیرین حرکاتی که ز پا تا بسر او
جائے نبود کان چو لبش نیز زبانیست

مرغان چمن مست نوای تو عزیزاند
یک نغمه سرای چو درین شهر دگر نیست

یار بی پروا دل بیمار در تاب و تب است
آتشش دارد دلیلی دوست جانم بر لب است

ماه دیدم رو بروی و آفتابم در سبو
خواب یا بیداریست این روز یارب یا شب است

عاشقم عاشق که جز عشقم بود فریادرس
هر شبم با عشق بر لب جامی یا یارب است

روی خوبش زیر زلفش هست دلکش تر ولی
نیست دلبستن شگون کا شب مه در عقرب است

بر شکار دل عنان غمزه را از کف مده
صید وحشی در رمیدن شوخ این مرکب است

سیدها تسلیم صید دل اداو غمزه هم
نی سواری را که جولانگه هنوزش مکتب است

چون شوی دیوانه شو با وحشیان صحرانورد
کاین تحمیل و حشم لازم بی این منصب است

با جوانی رفت عیش زندگانی پس کنون
ترک رندی احسن است و توبه از می انسب است

داده شمس الدین حافظ این فروغت ای عزیز
ورنه این تاثیر دولت از کدامی کوکب است

با تیغ غمزه ترک من اقلیم جان گرفت
این تیغ زن چه زود تواند جهان گرفت

هر خسته جان کزان لب جان بخش جان گرفت
گر جان دهد اجل نتواند از آن گرفت

از دور باش غمزه و از ترکتاز ناز
آن شهسوار را که تواند عنان گرفت

در سر هوای توسن علوی خرام کیست
منت خدای را که ره لامکان گرفت

آن آشنا که لطف ولیم دستگیر بود
در ورطه ام فگنده و از من کران گرفت

ترسم درین معامله خجلت کشد عزیز
دل داد و نی نوشته ازو نی ضمان گرفت

باری که بر نداشت فلک آدم آن گرفت
کاهی سبک ببین که چه کوه گران گرفت

قصر رفیع و کوشک سنگین نه جای اوست
رو در دل شکسته سراغش توان گرفت

دزدیده دل ربود و شکایت نمی کنم
نازم بآن حریف که دل تا زبان گرفت

چون شمع کشش میانهٔ فانوس جا بود
او اندرون پرده و حسنش جهان گرفت

شد آتشین فشان بجهان همچو گردباد
هر کس که خاک ره دبی آن آستان گرفت

بی فیض بسکه اهل جهانند ای عزیز
حاشا که کس تمتع ازیشان توان گرفت

غم نیست منزل من اگر محفل تو نیست
افسوس اینکه جای مرا در دل تو نیست

دیوانه کسی که دلش مائل تو نیست
ویرانه به دلی که در و منزل تو نیست

شوریده بناقه نگر بسته است دل
این ناله جرس محمل تو نیست

حق پیکرت سرشته ز هر خوبی ولی
جز مهر و جز وفا که در آب و گل تو نیست

نازم که عین ظهور پسندی و خود نما
صد پرده در میان و یکی حائل تو نیست

شادم که کشتنم ز تو باور نمی کنند
کاین دست و بازوی تو و کار دل تو نیست

بیگانه از حضور تو افتاده است دور
پروانه باریافتهٔ محفل تو نیست

فی الحال هست فتنهٔ آخر زمان تو
آگه کسی ز ماضی و مستقبل تو نیست

واعظ بجنبتم چه فریبی که خاک من
درخورد تخم ریزی بیحاصل تو نیست

صد زخم کاریست و دلم همچنان طپان
بسم الله این شکار نگر بسمل تو نیست

از فوج ناز و غمزه مجو خونبها عزیز
جمعی حریف تست تنی قاتل تو نیست

بر فوج غمزه نیست قصاص ای عزیز لیک
دعوی خوش است گرچه تنی قاتل تو نیست

هر کسی شوق شهادت دارد و قاتل یکیست
عالمی پروانه اما شمع این محفل یکیست

پیش ارباب بصر فرق جلالت و جمال
ورنه خورشید درخشان مه کامل یکیست

کعبه و دیر و کلیسا گر نگردد سنگ راه
سالک هر ملتی را مرجع و منزل یکیست

هم بیانم خون فشان و هم درونم پر ز خون
عشقبازان ترا گویا زبان و دل یکیست

دیگر

نیست پروا بهجرم از شب داج
دل و داغت بود ز عاج و سراج

شاه خوبانی و ز تاجوران
می بری دل بجای باج و خراج

ذوق مستی نبود در هستی
یافت در دور نرگس تو رواج

صید دلها نه کار هر کس هست
نیست این صید تیهو و دراج

صبر کن صبر ای دل بیمار
هست ترک علاج عین علاج

دل خرید و عبث پشیمانست
باز پس میدهد منا هی کاج

گر کنی توبه در بهار عزیز
کن ز پیر مغان هم استمزاج

ردیف دال مهمله

لطف را نازم که پیش از درد فکر چاره کرد
تاک را حق آفرید آنگه مرا میخواره کرد

چون کتان صد پاره دل را حیرت لقائم ره کرد
صورت بیچارهٔ تصویر بیچاره کرد

با جهانی در غمش یک جان و دو قالب بودهایم
سینهٔ ما چاک شد هر کس گریبان پاره کرد

غیرتش بازیچهٔ مشق طبیبانم نخواست
آنکه دردم داده بود آخر عاقبت خود چاره کرد

شیخ عهد خویش بودم می کجا و من کجا
ذوق صحبتهای میخواران مرا میخواره کرد

دیدمش صد بار و تسکین دلم حاصل نشد
دیدن هر باره ام مشتاق دیگر باره کرد

گو تهی از اختر ما هست ورنه مهر او
ذره های خاک را بر آسمان سیاره کرد

باشد از چشم بد نامحرمان ایمن که او
برقع از دامان پاک خویش بر رخساره کرد

صبر گو تلخست اما من گوارا کردمش
درد خود را بهتر از خود کس نمیداند چاره کرد

در پریشان خاطری بخشید خوش مجمعی
آنکه دل را پاره و هر پاره را صد پاره کرد

ترک چشم او ز مستی میزند شبخون بدل
کثرت میخوارگی او را عاقبت خونخواره کرد

گو بکن فکر سلاسل هم پی دیوانگان
آنکه بهر ساعد سیمین یارم یاره کرد

تا نگه پیرایهٔ حسن خدادادش کنند
عمرها خون در جگر از بهر گوهر خاره کرد

یکقدم از حد خود بیرون نمی رفتی عزیز
صحبت آوارگانش عاقبت آواره کرد

غنچه گل گشت و عنبل خون بحسرت دل نشد
عقده‌ها شد باز اما حل این مشکل نشد

داغ حسرت الحذر دل هیچ یک قابل نشد
گرچه صد نیم مه کامل شد اما دل نشد

خود جدا می سوخت و پروانه می سوزد جدا
شمع تنها باعث سرگرمی محفل نشد

ابر نیسان دیگر و فیض محبت دیگر است
قطره بگذشت از خود و گوهر شد اما دل نشد

میخورد حسرت خضر تشنه کامیهای خویش
کاب حیوان خورد و از تیغش چرا بسمل نشد

دیدهٔ هر ذره چون مجنون بحیرت مانده باز
این چه سوداست ازین صحرا اگر محمل نشد

گشته هر گبری ز فیض بت پرستی برهمن
لیک شیخ از حق پرستیها مرا حاصل نشد

در ره عشقم غم کوتاهی عمرست و بس
طاقتم طاق از درازیهای این منزل نشد

کس نگردد سد راه اختلاط حسن و عشق
در میان بلبل و گل باغبان حایل نشد

نیست خالی از خیال لطف عنایان سری
این بلا از عالم بالا کجا نازل نشد

سنگ بیحس هم بتوحیدش گواهی داده است
برهمن حیف است گر سنگین دلی قایل نشد

آدمیت را بود طبع ملایم ناگزیر
مشت خاک آدمی آدم نشد تا گل نشد

حسرت دیدار را میبرم که بعد از کشتنم
جان نرفت از تن که تا از نظر قاتل نشد

گرچه مخموریم ساقی نیست از ما بیخبر
چند روزی بر تغافل زد ز ما غافل نشد

برهمن بت را پرستش میکند خود را عزیز
در حقیقت کس خبردار از حق و باطل نشد

شنیدم جلوه عام است الله الله اینچنین باشد
دعای نیم شب آه سحرگاه اینچنین باشد

نگه تیر و مژه خنجر بسر از طره آتش افسر
سپاه ناز و خیل غمزه را شاه اینچنین باشد

اگر از دی و گر آبان بهار نشین لیبخواران
که دور آسمان گاه آنچنان گاه اینچنین باشد

اگر جنت عطا سازد و گر در دوزخ اندازد
من آن خواهم که او خواهد آنچنان خواه اینچنین باشد

بالطاف نبالی چون دلم راضی نبد از خود
لبم بر لب نهاد از دل بدل راه اینچنین باشد

تغافل پیشه را کافسانه داند شور محشر را
رسید آخر بهم دادم ناله و آه اینچنین باشد

جهان مست و سرشار است ومن مخمور محرومم
تو باشی ساقی میخانه آنگاه اینچنین باشد

همی گویند دارد رنگی از لبهای میگونش
توان جانی بجامی داد هرگاه اینچنین باشد

عزیز بی سر و پا را غمت شد خضر طریقت بس
چه باک از گمرهی آن را که همراه اینچنین باشد

شب همه شب بتوامی بسترم از خاک بود
چشم انجم سوی من چشمم سوی افلاک بود

ناله من دوش برق خرمن افلاک بود
طعمه آتش دل مانم چون خس و خاشاک بود

پیش هر ناشسته روی جلوه فرمودن اشت
آن جمال پاک را در خور نگاه پاک بود

فیض یکرنگی عشق است این که بر دوش سحر
گل گریبان چاک بود و سینه‌ام چاک بود

لطف او برداشت از خاکم درین نخچیرگاه
ورنه صید لاغرم کی لایق فتراک بود

تجربت کردیم و دانستیم غیر از عشق نیست
دارو تلخی که گاهی زهر گه تریاک بود

شب بخوابم بود دلبر زهی دولت های فیض
صبح چون بیدار گشتم سینه‌ام صد چاک بود

یاد ایامی چو آنها که هر شب تا سحر
دست من گستاخ بود و شوخ من بیباک بود

گشت روشن از جمال او سواد ما عزیز
جلوهٔ او صیقل آئینهٔ ادراک بود

آنکه خلقی در رهش سرگشته چون افلاک بود
نیک چون دیدند پنهان در حجاب خاک بود

در قیامت آنچه منظور نگاه پاک بود
دیدهٔ نمناک یا خاطر غمناک بود

از گرانجانی من آن سست عهد از من گسست
صید فربه بود و نازک حلقهٔ فتراک بود

دین و دنیا جان و دل یک یک درین ره باختم
آنچه با خود بردم از آفاق عشق پاک بود

سر بکوه و دز غزالان حرم را داده است
جذبهٔ کز جانب آن حلقهٔ فتراک بود

ساده لوحی بین که با این مهربانی صبح و شام
چشم وصل از یار و چشم مهر از افلاک بود

جان سلامت بردم از دست اوی امکان نداشت
غمزه اش صید افگن و مژگان او سفاک بود

چشم من بر تشنه کامیهای دل اشکی نریخت
دائما بر مزرع من ابر را امساک بود

جنت و حور و قصور و کوثر و ماء معین
اینهمه سامان چه لازم بهشت خاک بود

صبح محشر نیز سر از خواب مستی بر نداشت
سبزهٔ کان سایه پرورد نهال تاک بود

پیغمبر شد با عشق این باده نوشیها عزیز
ورنه زین آلودگی کام و زبانم پاک بود

جماعتی که با خفای راز میکوشند
هزار ناله گره در گلو که خاموشند

پری وشان که رخ از چشم مردمان پوشند
بدل شکسته تیاراج طاقت و هوشند

بر آز پردهٔ احوال جیب و دامان بین
تو هوشی و تماشائیان کتان پوشند

کسی نرفت زگیتی بشان و شوکت من
شهید عشقم و خوبان جنازه بر دوشند

حذر ز حیلهٔ چشمان فتنه پردازش
که خون مردم ریزند و خود سیه پوشند

دلم به غفلت شیخان باریا لرزد
که این غزال شکاران بخواب خرگوشند

جماعتی که ز دست تو خورده‌اند شربت مرگ — خورند حیف که با حوریان قدح نوشند
کنون که لشکر غم ساقیا بر ندان تاخت — بیار باده که تا می کشند می کوشند

درند پردهٔ عاشق بتان هند عزیز
علی الخصوص چو پیراهن تنک پوشند

آنانکه سعی در طلبش چارسو کنند — ای کاش در حریم دلش جستجو کنند
گلهای خودنما که گلشن نمو کنند — بوی تو از نسیم صبا آرزو کنند
روی نیاز هر دو جهان سوی او کنند — آری بیک محیط رجوع این دو جو کنند
یک نیزه آب خنجر و پیکان شود بلند — گر خاک کشتگان تو شستشو کنند
گویا که جان بکالبد خاک می دمند — این ساقیان که باده بجام و سبو کنند
هجران رسیدگان ترا روز بازخواست — انیست بس حق اگر ترا روبرو کنند
اینجا غم فراق بهر کس نمی دهند — ای ما هی آن کسانکه وصال آرزو کنند
هر خانه را ز رخنه بود چشم پرتوی — ظلم است چاک سینهٔ ما گر رفو کنند
خونابه گشته از مژه با هم روان شود — آن می که در فراق تو ام در گلو کنند
کاری که در شباب نشد کن به پیریش — شب آنچه گم شود سحرش جستجو کنند
جمعی بخون طپان و گروهی ز باده مست — تا روز بازخواست کرا سرخرو کنند
هان زود و بیا که رسی بر مراد خویش — ترسم که دیر آئی و در را فرو کنند
چاکی که هست در دلم از خنجر بتان — ای کاش کس بناوک دیگر رفو کنند

امروز هم گذشت ز قتل عزیز یاد
با حوریان بگو در جنت فرو کنند

آنرا که رخصت نگریستن نمی دهند — بر قحط زدهٔ می نا چشیدن نمی دهند
ای وای ناتمامی جوشش نخالستم — گشتم تمام آب چکیدن نمی دهند

دارند کے روا که کند سینه چاک کس
این بیدلان که جا به رسیدن نمی دهند

این ظلم تازه ایست که بیداد پیشگان
بسمل کنند لیک طپیدن نمی دهند

محروم ست شبپره از نور آفتاب
از دیده ها چه سود که دیدن نمی دهند

ای کاشکی رسیم بمراد عدوی خویش
گر بر مراد خویش رسیدن نمی دهند

چشم از هوس ببند که صاحب بصیرتان
این سرمه را بدیده کشیدن نمی دهند

سرتا بپای گر همه تن گوش می شوی
حرفیست وصل او که شنیدن نمی دهند

جان میدهیم در غم شیرین لبان عزیز
امی ای اگر لبی بگزیدن نمی دهند

بسویش هر زمان باز آمدن از من نمی آید
حریف غمزه و ناز آمدن از من نمی آید

تکلف برطرف بستان دل و جانم که هر ساعت
برون از عهدهٔ ناز آمدن از من نمی آید

نه رحم ست این که آزاد از قفس کرد دست صیادم
که میدانند به پرواز آمدن از من نمی آید

کند صد ناز و من قربان این نازم که می گوید
که هردم بر سر ناز آمدن از من نمی آید

بخاموشی کنم فریاد و خواهم داد دل از وی
سخن کوته سخن ساز آمدن از من نمی آید

عزیز ار مرد این ای بر تنها ز من بگذر
بگویش رفتن و باز آمدن از من نمی آید

هر کجا که در گفتار آن لب چه نوش آمد
هر طرف ملک انجا چمن گلشن بجوش آمد

مو سپیدیم رو داد دل همی کند فریاد
نور صبح ظاهر شد مرغ در خروش آمد

از تو آگهی مبداد هر چه در نظر افتاد
از تو بود بینائی هر صدا بگوش آمد

جان به تن نمی گنجد همچو تن به پیراهن
تیغ در کفش دیدم خون من بجوش آمد

دیگر

بیتو آهی که برونم ز دل خویش رود
ناوکی میشود و در جگر ریش رود

تا بهنگام تماشای تو یارب چه کند	آنکه ناکرده نگه بی تو از خویش رود
پهلوی من منشانید خدارا نفسی	اینکه هر لحظه همی آید و از پیش رود
میرود بر دل غم دیده ام از گریه ام	آنچه از سیل بکاشانهٔ درویش رود
ناله تا هست بدل فاش نگردد رازی	خون بر آید نزند گر آن دم که بر نیش رود
گل بکف میروم در شکر آنکس دارم	گر ز گلستان جهان با جگر ریش رود
تا لب آب درون پیمانه تکلف دارد	ای خوش آن رند که ناخورده می از خویش رود
تسلیم فرو کرده بغم ساخته ام	تا چه در خاطر آن مصلحت اندیش رود

خرقه بفروش بجز باده و خاموش عزیز
گفتگو بیهوده تا کی بکم و بیش رود

بکعبه رفتنم از راه پارسائی بود	وگرنه پیش خودم جای جبه سائی بود
خط پیمبری آورد خط تسکینش	وگرنه در سر او دعوی خدائی بود
چه بود جان نشناسم بغیر اینکه مرا	ز مدتی بتو پیوند آشنائی بود
مهم رسید ز پهلو سپید دم چو دمید	سیاه روز شدم آنچه روشنائی بود
بحضرتی که دو عالم سر نیاز نهاد	خموش بودم از شرم بینوائی بود
فغان که ناله و آهم نمی رسد بفغان	بحضرتیکه درو خود مرا رسائی بود

دیگر

وصل با جان جهان تا ندهی جان نشود	شرط عشق است که تا این نشود آن نشود
گرچه انسان بریاضت نشود انسان آخر	لیک دشوار همین است که آسان نشود
بر سیه بختی آن هندو نادان افسوس	که رخ خوب ترا دید و مسلمان نشود
حال زار من دلخسته نگوئید بوی	ترسم از کردهٔ خود یار پشیمان نشود
هر دو عالم اگر آشفته و درهم گردد	یارب آن خاطر مجموع پریشان نشود

گر مجوشی محبت اگر اینست بمن
عجب از باغ خلیل آتش سوزان نشود

دوسه خم می بخر امروز و نگهدار عزیز
که در ایام بهار این قدر ارزان نشود

بیگانه هم بپرسش احوال ما رسید
دردا که کار ما بمحبت کجا رسید

نوبت بچاک سینه ز جیب قبا رسید
آخر درازدستی ما تا کجا رسید

بعد از فنا بخاک من آن بی‌وفا رسید
آخر بداد درد دل ما خدا رسید

چشمم بسے نه ایستد از خون گریستن
این چشم زخم آه ما از کجا رسید

ما زود خواه و ساقی ما بید رنگ بخش
در تاک پیش از آن که رسد می کجا رسید

دار العشق خدمت نا کرده اجرها
یک قطره خون ز بخیه صد خونبها رسید

ساقی ز روی ما خجل و ما ز بخت خویش
خالی چو گشت خمکده نوبت بما رسید

دارد سے خود بخاک ره ای طبیب بهر
گر خاک پای خسته دلانم دوا رسید

نازم بطول مدت عیش و نشاط خویش
یارم ز در درآمد و هجر از قفا رسید

کے از ظهوری و ز نظیری رسا عزیز
فیضی که از کلام الهی بما رسید

سر راهش گرفتن زهرهٔ عاشق کجا باشد
که خیل غمزه پیشاپیش و لطفش بر قفا باشد

مگو لیلی و مجنون رفت و شست آن همه شورش
هنوز این دشت و هامون پر ز آوازه درا باشد

تو خواهی ناز و خواهی غمزه مسکین هر چه خود خواهی
که هر یک شیوه کز روی تو آید دلربا باشد

ز حال عاشقان چشم پوشی خوش نمی آید
وگرنه چشم بد دور آنچه پوشی خوشنما باشد

به دیر و کعبه‌اش جویند نادانان زهی غافل
که جای او بغیر از عرش یعنی دل کجا باشد

بود جای پلنگ و شیر هر یک بیشه اینجا
نیستانے که دارد شیر در وے بوریا باشد

غرور سلطنت از سر بنه کاین افسر شاهی
نشیمن گاه زاغ و سایهٔ بال هما باشد

یکی را در ثری مسکن یکی را بر ثریا جا
عزیز است آنکه جای وی برون از ماسوا باشد

هر درد را دوا بود و چاره گر بود — جز درد عشق هر چه بود درد سر بود
زخمی که از خدنگ توام در جگر بود — چشمیست کان براه خدنگ دگر بود
از چشمش الامان و ز فتنه گانش الحذر — کاین فتنه گر بود اگر آن فتنه گر بود
نازم بدلربائی ادا آفرین خویش — کز هر ادا اش ادائی دگر خوبتر بود
عمری گذشت کز می عشق و غرور حسن — من بیخبر از و ز من او بیخبر بود
گر صد هزار تیغ بلا بارد از سپهر — نازم بداغ عشق که دل را سپر بود
شود دستگیر عاشق از پا فتاده را — تا وقت کار دست دعایش سپر بود
رازی که درمیان گل و بلبل است نهان — آگه نه باغبان نه صبا را خبر بود

از ناوکی که زد نگه ناز او عزیز
دل ریش و سینه ریش و جگر ریش تر بود

دل گبر و مسلمان عشق او بیباک می سوزد — که آتش پاک و ناپاک آنچه یابد پاک می سوزد
بعید از اشک گرم و آه سوزانم نه پنداری — که ماهی زیر خاک و ماه بر افلاک می سوزد
برای جلوه اش باید دلی از کوه سنگین تر — تجلی کوه را چون کاه اینجا پاک می سوزد
برنگ دود می پیچد بخود زلف سیاه او — مگر از قربت آن روی آتشناک می سوزد
پس از مرگم بآب یک فلک از سوز نهان من — مبادا خانمان خفتگان خاک می سوزد
چه غم گر سوختم اما غم آن سوزدم کاخر — دل او نیز بر حال من غمناک می سوزد
طلسم طرفه از آب و آتش عشق می بندد — که گریه چشم نمناک و دل غمناک می سوزد
چو شمعی کان بفانوس هم پاشیده جا دارد — دل غمناک من در سینهٔ صد چاک می سوزد
عزیز از تاب آتشخانهٔ ایران همی ترسم — که مغز اهل فهم و صاحب ادراک می سوزد

بنامش چون نگارم نامه دستم رعشه درگیرد　　که جای نامه ترسم دل ز دست نامه برگیرد

جمال با جلال او ز رخ چون پرده برگیرد　　زبان از اهل عرفان دیده از اهل نظر گیرد

که دانستی که مشت خاک تمثال بشر یابد　　بشر در حسن و خوبی خورده بر شمس و قمر گیرد

دل من از دم پیران روشن دل ضیا دارد　　چراغم چشم بد دور از نسیم صبح درگیرد

برنگ شمع سربازیست عاشق را سرافرازی　　که صد ره گر سرش ببری سری دیگر ز سر گیرد

براه آن نازنین مایل بدل بردن شود هر سو　　که زلفش یا دو دست از یمین و ایسر کمر گیرد

کدامین شمع رو دست انجمن آرا درین گلشن　　که چون پروانگان آتش بمرغان سحر گیرد

سوادم روشن از نظم نظیری شد عزیز امشب
چراغی را که دودی هست در سر زود درگیرد

در غم و غصه به تیغ تو براتم دادند　　زهر می خواستم و آب حیاتم دادند

شمع محفل گه عشقم که ثباتم دادند　　صد ره هم کشته و صد بار حیاتم دادند

چشم بینا به تماشای صفات آوردم　　دل دانا پی آگاهی ذاتم دادند

غرقهٔ لجهٔ توحید شدم در ره عشق　　یعنی از ورطهٔ تفریق نجاتم دادند

سعیها در طلبش رفت بهر سو آخر　　در دل خویش نشان عرفاتم دادند

رفتم از صومعه تا میکده افتان خیزان　　صلهٔ این حرکاتم برکاتم دادند

هست چین ختنم زیر نگین زانکه مرا　　یکی از حلقهٔ گیسوی تو خاتم دادند

داغهای جگرم درهم و دینار شمار　　که ز گنجینهٔ عشقش بزکاتم دادند

بندهٔ عشق شدم ترک دو عالم گفتم　　خط آزادی ازین لات و مناتم دادند

کلک حافظ دهنم پر ز شکر کرده عزیز
ثمری تازه ازین شاخ نباتم دادند

کرا باشد ز خوبان جهان خوبی که او دارد　　که دارد روی و موی و چشم و ابروی که او دارد

نه گل را هست نی دل را نه عود و نه عنبر را
برو رنگی که او دارد و بویی که او دارد

زند سیلی به سنبل زلف پیچانی که هست او را
برد دل از صنوبر قد دلجویی که او دارد

اگر فرهاد و قیس من خستهٔ آن نسبت شیرین
وگر لیلی و مجنون صید آهویی که او دارد

ز تیغ او چه پرسی سینهٔ صد چاک من بنگر
که هست آیینه دار دست بازویی که او دارد

عزیزا از چهار سوی شش جهت یکسو بود زان رو
که سوی یار دارد رو به هر سویی که او دارد

شب معراج دلها هست گیسویی که او دارد
مقام قاب قوسین آمد ابرویی که او دارد

به پای وی آورند صد چون سامری ایمان
برد از جادوان دل چشم جادویی که او دارد

چه جای صید شیر است بنگر شیر مردان را
طپان در خاک و خون از دست بازویی که او دارد

ز نخدانش ببین گیسوی مانند چوگانش
رباید گوی از خورشید گویی که او دارد

بدان روی نکو زان روی دل دادم که می دیدم
عیان خوبی نکو از روی نیکویی که او دارد

مده هر دم فریب وصف رضوانم ای واعظ
بهشت عاشقان باشد سر کویی که او دارد

نه تنها جبهه سای آستان وی عزیز آمد
بود در سجده بر تن هر سر مویی که او دارد

آنکه جا جز حرم سینهٔ ما نتوان کرد
جلوه از تنگی جا در دو سرا نتوان کرد

حال این دشت چه دانی تو که غیر از مجنون
هیچ یک فهم سخنهای درا نتوان کرد

گرچه او هست خطاپوش و عطاپاش و علیم
از او پیش وی اظهار خطا نتوان کرد

غافل از عرض نیازی مشو ای دل زنهار
کاین نمازیست که زنهار قضا نتوان کرد

گر همه مهر و وفا ور همه بیداد و جفا
هر چه او کرد و کند چون و چرا نتوان کرد

گر گرفتار به صد بند و سلاسل گردد
سر گیسوی وی از دست رها نتوان کرد

عضو عضوم کند از بعد فنا گرچه جدا
لیک تنها ز مرا از تو جدا نتوان کرد

تا ز حافظ بگفت سلسله هست عزیز
دست در حلقهٔ آن زلف دوتا نتوان کرد

انحراف از خط فرمان قضا نتوان کرد — نیک و بد هرچه کنی جز برضا نتوان کرد
گر شوی تشنگی مسند جاه و دولت — تکیه جز بر کرم و فضل خدا نتوان کرد
رو در آن بت بسفر به که بس از خود برم — جای پر شکایست حوالت بخدا نتوان کرد
ناخن کس نکشد گره کار مرا — حل این عقده بجز دست دعا نتوان کرد

بر سر عرش برین گرچه بود جای عزیز
لیک در خاطر او حیف که جا نتوان کرد

دم از محبت او گر نتوان زد — تا در دهن زبان و در تن توان توان زد
یک جرعه از می عشق باشد دو کون را بس — ساقی اگر تو باشی رطل گران توان زد
در بزم اهل عرفان از معرفت سخن ران — با دوستان شرابی در بوستان توان زد
ره گر درون نداری باری بعجز و زاری — هردم سر نیازی بر آستان توان زد
بازار عشق کن گرم از بی تعلقیها — گر خانه نیست آتش در خانمان توان زد
فرصت مده که گردد صیدت شکار غیری — گر در کمین مانی تیر از کمان توان زد
دیوانه را تسلی از سنگ کودکان نیست — بر سینه طور سینا از هر کران توان زد
بحث سماع و حلت با زاهدان حرام است — با چنگ و دف بستان ایشان توان زد

هم ابروان کمان کش هم صف کشیده مژگان
تنها عزیز خود را برین و آن توان زد

جلوه شام و پگاهش نگرید — مهر و مه چشم براهش نگرید
شرم آلوده نگاهش نگرید — دیدن گاه بگاهش نگرید
الله الله شده با قبله طرف — کجی طرف کلاهش نگرید

حساب معصیت بسیار خویش عزیز
حواله بر کرم بی حساب باید کرد

محبت هست یک افسانه صد افسانه خوان دارد
ز هر کس می‌کنم گوش اختلافی در بیان دارد

هوای عشقبازی بسکه از اهل جهان دارد
جهان پیر را حسن خود آرایش جوان دارد

بسوز هجر راضی باش از پروانه عبرت گیر
که قرب دست در هر حال عاشق را زیان دارد

کسی کو از ره طول امل قربت خدا خواهد
بدان ماند که قصد آسمان با ریسمان دارد

مباش ای نوجوان از مکر این چرخ کهن ایمن
که پیری در کمینت هست تیری در کمان دارد

چه پرسی سرگذشت پای افگار جهان گردم
که هر خار ره این افسانه بر نوک زبان دارد

نه امید جفا کاری نه ذوق دل آزاری
چه لذت دارد آن عاشق که یار مهربان دارد

تو از فریادِ من بدظن مشو کاشب دلِ نالان
سر پرخاش با هفت اختر و هفت آسمان دارد

بجز پروانه اسرار محبت کس نمی فهمد
وگرنه شمع در دل هر چه دارد بر زبان دارد

ندانم تا چه می‌بیند عندلیب و حبیب مقصودش
که چشمی سوی گل چشمی بسوی باغبان دارد

چه مجنون در بیابان نیست یک دیوانه هم اکنون
وگرنه اندرین ره لیلئی هر کاروان دارد

سراپا غمزه و ناز مد خوبان جهان اما
ندارد هیچ یک زاین و آن آنی که آن دارد

خوشا دیوانه کو با وحشیان در دشت در باشد
چنان خرم که جا در بوستان با دوستان دارد

عزیز از رحمتش دارد امید مغفرت ورنه
نه آئینی و نه دینی نه این دارد نه آن دارد

از من آن سرگران در ره چه دامان می‌کشد
دامن من از تقاضا خار مغیلان می‌کشد

رنج تلخی دوا ناز طبیبان می‌کشد
زخمت گر درد دارد دل ز درمان می‌کشد

هان بکش شمشیر قربانت شوم زود دم بکش
انتظار من بجنت چند رضوان می‌کشد

دور از دی نیست قدر شبنمی پیشش مرا
کَشش بخود از مهر خورشید درخشان می‌کشد

باگریبانست دستم را کشاکش در جنون
دل گمان دارد که آن گیسوی پیچان می کشد

در سر سودای مجنون نیست از لیلی لعبید
رخت اگر از نجد گاهی در بیابان می کشد

سبزی خط را بر رویش آب و تاب دیگر است
کاب از سر چشمهٔ خورشید تابان می کشد

اینقدر رخها که دارد از می رنگین عزیز
گو بود بسیار خوار اما ز مستان می کشد

دل بیادش باز گلبانگ پریشان می کشد
بلبلان را در بهار از گلستان می کشد

دل که در هجر تو این فریاد افغان می کشد
انتقام خویش از گردون گردان می کشد

جامهٔ نگذاشت بر تن خلق را دست جنون
تا کسی سر در گریبان یا بدامان می کشد

خالی از مهر و محبت نیست کس در نشأتین
هست آن می این که هر گبر و مسلمان می کشد

در کشاکش از دو گیسویش دلم افتاده است
می کشد گاه این بسوی خویش و گه آن می کشد

بی نیازی بین که یوسف را باین حسن و جمال
گاه در چاه افگند گاهی بزندان می کشد

قصهٔ آشفته حالیهای من چندم بگو
خجلتی ترسم که آن زلف پریشان می کشد

مانی صورت نگارم در سخن سنجی عزیز
خامهٔ من یک قلم تصویر خوبان می کشد

چشم خورشید بر رویش چو بر شام افتاد
شد چنان بیخود و بیهوش که از بام افتاد

چشم مست صنمی بر من ناکام افتاد
رعشه در کف فکنم جام می از جام افتاد

با درم نیست که قاصد به زبان تو دهد
مژدهٔ وصل که چون بوسه به پیغام افتاد

دل که گیسوی تو نادیده گرفتار شد
بلبلی هست که در دام تو بی‌دام افتاد

نامه‌ها کرد رقم یار باغیار ولی
از کفش خامه بنام من گمنام افتاد

دل که دارد هوس خال سیاهش با دام
پخته کاریست ولی در طمع خام افتاد

محتسب بر سر رندان به ته کار رسید
گرگ در گله آن خم کالانعام افتاد

گرچه خصم دل و دین زلف و خط و خالت هست
زین میان غمزهٔ بیباک تو بدنام افتاد

هست نازم به نیازی که ز رسند صنمان
هرکه می‌کرد رم از سایهٔ من رام افتاد

من نه امروز به آزادی عشقم ممتاز
در ازل قرعه بنام من گمنام افتاد

دل را ببین که چون سوی دلدار میرود
خون گشته خون ز دیده خونبار میرود

من میروم ز خویش اگر یار میرود
آید چو یار دست دل از کار میرود

قدر متاع حسن بود تا جوانیم
سودا بحسن وگرنه خریدار میرود

جهانی کیست شام و سحر گرد در نفس
صدبار باز آید و صدبار میرود

دل در جهان مبند که جای قیام نیست
بسیار کس که رفته و بسیار میرود

ای راهرو مخسب بعبرت ببین که شمع
راه فنا بدیدهٔ بیدار میرود

از من چه پرسی اینکه ز زلفش دل چه رفت
دانی که شب چه بر سر بیمار میرود

نی دست دل بکار و نه یار است در کنار
عمر عزیز حیف که بیکار میرود

از خمارم دل و جان زار و نزار آخر شد
ساقیا بر سر کار آی که کار آخر شد

جوش زن خون عنادل که بهار آخر شد
باغ تاراج بر از نقش و نگار آخر شد

همچو نرگس از خواب و خمار آخر شد
چشم تا باز کنم فصل بهار آخر شد

دست بر سر چه زنی کار چو از دست برفت
کف افسوس چه مالی چو نگار آخر شد

عار و ننگ است درنگ از پی نخچیر فگن
تا کمان زه کنم از دیده شکار آخر شد

من گران بار گنه بودم و ره دور و دراز
تا دران عرصه رسم روز شمار آخر شد

مدت عیش بیک خنده کفایت نکند
گل نشد غنچه و ایام بهار آخر شد

شمع را گوی که بر جشن شب افروز مناز
صبحدم هست قریب شب تار آخر شد

روز بنشست هوا سبز ز هر سو برخاست
رو بدو موشه سیا گرد و غبار آخر شد

اندرین صیدگه از بادیهٔ قدس عزیز
بشکار آمد و خود نیز شکار آخر شد

غم تو شادی و درد تو دوا را ماند — مهر تو مهر و جفای تو وفا را ماند
ابروش قبلهٔ ارباب صفا را ماند — مردم دیدهٔ من قبله نما را ماند
دام دلهاست چه دنیا و چه عقبی الحق — دو جهان سر بسر آن زلف دوتا را ماند
غنچه‌ها شگفد و شاخ ببالد که بباغ — رفتنش آمدن باد صبا را ماند
بو که آئی پی گلگشت گلستان نه زدی — زانکه هر شاخ گلی دست دعا را ماند
از بهار دل پر داغ چه پرسی که ازان — روضهٔ خلد برین هشت گیا را ماند
حیف ارباب سخن پنبه بگوش اند همه — ورنه هر مصرع من آه رسا را ماند
نکشد زحمت نازی که رباید دلها — زانکه هر شیوهٔ او ناز و ادا را ماند
رخت بربند ز شورتکدهٔ دهر کزان — هر صدائی که رسد بانگ درا را ماند
جور و بیداد و جفائی که بعشاق کند — بتسلی و تولا و مدارا ماند
مکش از کشتن ما بیگنهان دست و مترس — خون عشاق بدست تو حنا را ماند
کوهکن ماند دریغا که ز شیرین ناکام — گرچه جان دادن او شیر بها را ماند

هر یکی نام خدا می کند اعزاز عزیز
گو ولی نیست ولی اهل ولا را ماند

لاله و گل بنظر خار و خسم می آید — یاد چون نزهت کنج قفسم می آید
عاشقی کو ز دل بو الهوسم می آید — کار پروانه کجا از مگسم می آید
کیست یارب چمن آرائی فضای دل من — دمبدم بوی خوشی از نفسم می آید
رنج جان کندن من ای ملک الموت مکش — آنقدر باش که عیسی نفسم می آید
طائری را که نشیمن بگلستان دارد — رشک بر نزهت کنج قفسم می آید

دیده بر نقش و نگار قلم صنعم هست ‌ ‌ رخ زرّین بنظر بر نگسم می آید
گرچه من فتنه نیم لیک ز هم جنسی او ‌ ‌ روم از خویش چو بانگ جرسم می آید
چون بخوش حالی ارباب قناعت نگرم ‌ ‌ رحم بر اهل هوا و هوسم می آید
کرد هداد من بیدل بیچاره عزیز ‌ ‌ گر به بیداد و ستم دادرسم می آید

خوشا طالع که ماہے بادہ پیما با من امشب شد ‌ ‌ دو دل چون شیشه و پیمانه یکجان دو قالب شد
در آمد چون ہم از در سحر سر زد از خاور ‌ ‌ شبم چون روز روشن بود دردم تیره چون شب شد
شب هجر است نه صبرے دل بیتاب و مضطر را ‌ ‌ زیارب یارب من عالمے بیدار یا رب شد
ز عمرے خواستم راز دلش گویم به تنهائی ‌ ‌ چو تنها یافتم محو از دل من حرف مطلب شد
ق
یکے هست اصل حسن و عشق امّا جلوه گر چون شد ‌ ‌ بعاشق گشت موسوم این بمعشوق آن ملقب شد
نه دنیا را نموئے نه وجودے بود عقبی را ‌ ‌ منور هر دو عالم از طلوع این دو کوکب شد
رقیبا ز نخوت آخر رانده آن بارگه آمد ‌ ‌ عزیز از خاکساریها دران حضرت مقرب شد

بناز تیغ بکف قصد امتحان دارد ‌ ‌ بهشت هفت تن ‌ ‌ ‌ می ارجان دارد
نظاره چمن و هر کن که هر شاخے ‌ ‌ بکف مرقع تصویر باغبان دارد
سینه چاک ز غم سر بسنگ می کوبم ‌ ‌ چو بشنوم که فلان یار مهربان دارد

—— ❊ ——

علاج زین ابجد و فا تم چه گر خواهی کرد ‌ ‌ زیر خاکم کنی و خاک بسر خواهی کرد
ناله من نکند در دل او تاثیرے ‌ ‌ چشم دارم که تو اے گریه اثر خواهی کرد
سینه سوراخ و جگر خسته و دل شد افگار ‌ ‌ بیش از ینها من آخر چه دگر خواهی کرد

—— ❊ ——

ردیف رای مهمله

حسن را جز مصر و کنعان است کنعانی دگر
یوسفی هر دم کشد سر از گریبانی دگر

قصهٔ عشق از زبان هر کی آید خوش ولی
عندلیب این داستان گوید بدستانی دگر

اینچنین دامن کشان گر میروی از دامنت
دست برداریم و می گیریم دامانی دگر

هر مرض دارد دوا هر درد را باشد علاج
درد دل را نیست غیر از صبر درمانی دگر

کفر و دین بادا مبارک کافر و دیندار را
عاشقان دارند دینی دیگر ایمانی دگر

از برای دستکاریهای جوش وحشتم
هر زمان می بایدم جیب گریبانی دگر

آستینی گر نهی بر چشم خونبارم چه سود
غیر از هم نیز باشد زخم پنهانی دگر

گه بمهر و گه بقهر و گه بدارا گه بناز
دل ز هر کس می برد آنا بعنوانی دگر

در جنون هم نیست ناموزون مقالات عزیز
گوئی از بر دارد این دیوانه دیوانی دگر

هر زمان گردون دون با شوکت و شانی دگر
می نوازد نوبت شاهی بایوانی دگر

باغ گیتی را ببین کز نوبهار صنعتش
در بغل هر غنچه دارد گلستانی دگر

بگذر از بی برگی و بی طاقتی و بیدلی
بی سر و سامانیم را هست سامانی دگر

نی نمی در دیده ام ماند و نه آبی در جگر
هست خاک تشنه ام محتاج بارانی دگر

آب و گل را کی بود سرمایهٔ این رنگ و بو
آن گل نوخیز باشد از گلستانی دگر

جان نثار جان جان مردن نمیداند که چیست
یار اگر جانی ستاند می دهد جانی دگر

از نیاز بی نیازان نیست واقف هر فقیه
کاین نماز دیگرست و دارد ارکانی دگر

جوشش طوفان خجالتهای عصیانم ببین
هر بن مو بر تنم شد چشم گریانی دگر

بشکند ترسم که میزان قیامت ای عزیز
بار عصیان مرا بایست میزانی دگر

ردیف زای معجمه

تنها همی نه که زمردم نهفته است هنوز	کس از هزار یکی هم نگفته است هنوز
دو غنچه هست دو عالم ز گلشن عشقش	یکی شگفته یکی ناشگفته است هنوز
جهان ز جلوهٔ حسن تو هست مالامال	عجب که او رخ خود در نهفته است هنوز
صبا که صبح دم ما خاک در خانهٔ اوست	غبار سینهٔ ما را نرفته است هنوز
سحر دمیده و او رفت و من همان گمان	که سر بزانوی من یار خفته است هنوز
حکایت من او شد فسانه وین عجب است	که کس نگفته و کس نشنفته است هنوز
گذشت کار بهشت است ناز رضوان را	ز راه او خس و خار هم نرفته است هنوز

سزد که عقد ثریا کنند بر تو نثار
عزیز چون تو کسی در نسفته است هنوز

گره بگیسو و حلقه به پیچ و تاب انداز	نقاب از رخ تو گیتی فروز انداز
بیا و خرقهٔ ما لوس در شراب انداز	متاع زرشدهٔ خود به آفتاب انداز
نه جام جم طلبم ساقیا نه جام شراب	ز چشم مست نگاهی باین خراب انداز
صحیفه ایست جهان هم ز راز حقایق حق	بحرف حرف نظر اندرین کتاب انداز
ز کوثر آن طرفست آنچه هست مقصد تو	عنان بجانب آب از ره سراب انداز
کنند شام و سحر سر ز حلقهٔ زلفت	بگردن مه خورشید این طناب انداز
دلا مقصد تو شاید که او کمان زه کرد	تو هم خدنگ دعا سوی مستجاب انداز

شتاب خوش است دنیا مده هنوز یار عزیز
مگر بخواب درآید بنای خواب انداز

ردیف شین

دلی دارم بیابان گرد ناکامی که صد بارش
ز دریا تشنه و پژمرده آوردم ز گلزارش

وگر بر امتحان دل بود مژگان خونخوارش
ترنج ما بشرط کارد میخواهد خریدارش

ندارد احتیاج مشتری کالای حسن او
کر چون خورشید گرم از جلوهٔ خویش است بازارش

چه پرسی از دل زار و حال پریشانم
گر این زلف پریشان ولیست آن چشم بیمارش

ز درد بیدلی بگذشت از سود و زیان کارم
بگو بنیاز کسی دل می فروشد من خریدارش

دیگر

آنکه بخشید جلا آئینهٔ حسن ترا
مگر اندیشه نمیداشت ز حیرانی خویش

آنکه بشکست ز بیمهری خود آئینه را
آه اگر در دل عاشق نگرد ثانی خویش

همچو پروانه سر سوختنم شمع نداشت
آتش بال و پرم گشت پر افشانی خویش

آنکه وارسته و آزاده مزاج است اسی کاش
گردد آگاه ز دلتنگی زندانی خویش

دیگر

مایوس گرچه بوده ام از کرده کار خویش
دارم امید مغفرت از کردگار خویش

تا کی تهی کنار من آخر ز یار خویش
خود را بجای یار کشم در کنار خویش

ناکام رفته خلقی ازین صیدگاه و من
هستم رهین منت عنقا شکار خویش

آگه نیم که بر من ازین پس چها رود
تا یار رفت رفته ام از اختیار خویش

منت کش سحابم و نی ابر نوبهار
خود رود بار خویشم و خود آبیار خویش

نی با زمانه سازم و نی با زمانیان
معذورم از طبیعت ناسازگار خویش

یارم بخانه منتظر از مدتی و لی
من رفته ام ز خویش و کنم انتظار خویش

بیرون در ستاده گر و هی با انتظار
پایم بگل فرو شده در کنج دار خویش

باری که بر نداشته روز ازل ملک
انداختم بدوش دل بیدبار خویش

می سوزدم دل از غم و ضبط فغان کند	هر آتشی نگاه ندارد شرار خویش

خواهی شوی بصیر بخاک عزیز رو
هست آن مزار سرمه فروش غبار خویش

ردیف صاد

چه حسن هست خدا داد گز ره اخلاص	دل از عوام رباید بجلوه جان خواص
فضای کون و مکان زنگاه عشرت گیست	که ذره ذره ز خاکست بی مدار قصاص
زقید جسم شود جان رها پس از مردن	اسیر او نشود بعد مرگ نیز خلاص
کشنده گر طلبد دست فرد خویش رواست	بکشته نیست بفتوای شرع عشق قصاص
چه قدر و قیمت سیمین تنان ساده رخش	کسی که می نشناسد نسیم ساده صباص

هزار شکر به یار عزیز و جان عزیز
چو ربط فاتحه باشد بسوره اخلاص

ردیف غین

بوی تو گر برد صبا سوی باغ و راغ	گل از چه هست چاک گریبان و لاله داغ
دارم براه شوق تو از جستجو فراغ	پروانه را ز شمع که آخر دهد سراغ
از روی تست ثابت و سیاره را فروغ	روشن ز یک چراغ شود این همه چراغ
بفرست دل از رهنمائی کسی که هست	مکتوب رازهای نهان مهر و داغ
دلها ز دست بردن و آنگاه پس آن	کاریست بس عظیم مپندار لهو و لاغ
هم از دهان تنگ توام تنگ زیست	هم از دو زلف هست آشفته تر دماغ
از فرش تا به عرش چه خلوت چه انجمن	هر جا که باشی از تو دهد بو تو سراغ
کم از نوای دو وهدان خارج از سرود	کو کو می قمریست و اگر کو کو زاغ
از برگشت ابجد عشقم هنوز حیف	هر چند یافتم ز علوم دگر فراغ

پیغام یار هست که کن صبر ای عزیز
بر تست گوش کردن و بر من بود بلاغ

ردیف کاف

از آفتاب قیامت باده خوار چه باک
هر آفتاب پرستی بود بسایهٔ تاک

ندیده‌ام صنمی با چنین جمال سواک
هزار جان گرامی فداک باد فداک

مرا ز کوثر و تسنیم و عیش‌های بهشت
بس این دو دیدهٔ غمناک و این دل غمناک

خراب نرگس آن ساقیم که در بزمش
بجای گردش جام است گردش افلاک

بدین خیال گریبان همی درم گاهی
که سینه زخم مبادا رسد بسینهٔ چاک

چه آب بر جگرم هست چشم تر غم نیست
بخاک تشنه بود ابر را اگر امساک

زهی گدای لیلی که قیس شاهی یافت
از رکیه‌اش شده گر خاک حنظل اراک

برای خلق بود عشق کیمیای وجود
که آتش انچه در دست غش بسوزد پاک

بترس از آنکه بدامان تو در آویزند
چو بنگرند بمحشر مرا گریبان چاک

همین نه ماهی زیر زمین بشست لیست
غزالهٔ فلکش نیز هست در فتراک

به بند زلفش ار افتاد چون دلم صیدی
بعینه لیست عشاقش هست در فتراک

عزیز جیب گریبان همی درم گاهی
ز بیم آنکه شود فاش راز سینه چاک

ردیف لام

بهر ورق که نظر میکنی ز دفتر گل
بچون نگاشته فتوای کشتن بلبل

طمع ز وصل ببر بوسه غنیمت دان
که هست در طلب کل الیقین فوت الکل

کجا بکاکل و زلف رسای او برسد
اگرچه سنبله باشد و گر بود سنبل

صدای قلقل مینا مکر راست زاهد
بجای چار قل آید اگرچه هست دو قل

زباہی سرو مگر کردہ است خلخالے — نہ طوق ہست کہ بینی بگردن صلصل

مگر ز ہمت من میفروشن بخیر است — کہ نشانیتن بخواہد ہمای جبرئیل

بدور نرگس مخمور ساقی نازم — کہ می خورند حریفان بہانگ طبل دہل

عبور کردہ ازین بحر بیکران تنہا — نہ من شناورم و نے سفینہ و نہ پل

عزیز جوہری گنج گوہر حکم است
کہ مستفیض بود طبع او ز جوہر کل

برہم زنیم سہر دو جہان از فغان دل — من لب بدو دلبر و کنج نہان دل

از بس فتادہ عقدہ بکار بیان دل — بر لب رسیدہ آبلہ گرد فغان دل

بسیار عقدہا کہ بدل دارم از غمش — گوئی کہ صد دلست مرا در میان دل

عمریست خویش را بہ تمنا کباب کرد — ای وای گر غمت نشود میہمان دل

از عضو عضو خویش تراشید می دلے — بودی تو دلبران کسے از قدردان دل

سہل است کوہ کندن و مردن چو کوہکن — ای وای گر بعصر نشد امتحان دل

ان ازہ کہ شد ز کریا دو نیم ازو — آورد عشق بازئی امتحان دل

خون کردہ ی ہنوز نیامی برحم ہای
جان عزیز تا بکجا امتحان دل

یکرہ اگر بناز در آئی میان دل — دیگر قدم برون ننہی ز آستان دل

تا ہست در لباس خموشی بیان دل — چون بوی گل بصدا نبود ترجمان دل

جان در بدن خوشست بصر در میان چشم — خوشتر ازینہمہ کہ تو باشی میان دل

غم محمل سپہر بخاک اوفتادہ است — در وادئی کہ راہ رود کاروان دل

یارب چہ مایہ داشت غم او کہ عمرہا — دل میہمان جان شد و جان میہمان دل

در وصل بیم و ہجر بہجران غم وصال — بر یک روش گذشت بہار و خزان دل

بانگ درای قافله را زجا می برد | اعضا تمام مضطرب اند از فغان دل

ردیف میم

چو دلبران همه خواهند دل چه چاره کنم | بغیر ازین که دل خویش پاره پاره کنم
شبی خوش است وصالت بمن از آن خوشتر | تو استشاره بخود کن من استخاره کنم
نشاط وصل تو محروم دارم از وصل | که در کنار چو آئی ز خود کناره کنم
بخلد ره ندهم روز حشر زاهد را | ز بس که دیده این باغ را اجاره کنم
نمی شود دلمن آن ماه مهربان هر چند | بچرخ عربده پرخاش با ستاره کنم
کنند روز جزا چون تلاش اهل جفا | خدا نکرده بسوی تو من اشاره کنم
ز انبساط نگنجد به پیرهن اخشر | که غنچه را از دهان وی استعاره کنم
نماز شام بر آید اگر ببام آن ماه | زمین کوی وی از سجده پر ستاره کنم

بشیر خانه شیر ازم ای عزیز مخوان
که می خورند حریفان و من نظاره کنم

خود خون خود بریزم و بجان خون بها دهم | زحمت بدست تو باز و قاتل چرا دهم
تکلیف حضرت تو بباد صبا دهم | آفاق را ببوی تو برگ و نوا دهم
یارب بنشاء گر بدهی خوش و مے چه میکنم | گر جان بپای هر د نسیم و صبا دهم
در حیرتم ز غمزه و ناز و کرشمه اش | هر شیوه دل فریب بود دل کرا دهم
مشتاقی روی خویش و دیگران خجل مرا | صد جان و صد جهان هم اگر رونما دهم
چشمم بروی لیلی و گوشم بحرف اوست | مجنون نیم که گوش ببانگ درا دهم
از پیر میکده نبود عجب که من | مے میکنم سبیل و بگیتی صلا دهم

شب همه شب دوش با پیاله صهبا زدم | صبحدم تا خنده زد من بوسه بر لبها زدم

دم زهی صاحب شق القمر شهبا زدم
در قیامت رو شناس آفتاب رحمتم
هرچه پیش آمد درین وادی گذشتن داشتم
عاقلی دیدم غم امروز و فردا بود و بس
یا گهر آرم بکف یا سیدهم جان را بباد
یک بیابان تخت بل از جنبش زلفش ریخت
بخت دوران یکطرف اندوه و حرمان یکطرف
فقر خاک راه و دولت افسر اقبال بود
گنج فیضی بود امشب باز دست من دراز
نقد یاران نارواجنس شهادت بی بها

شیشه را بر سنگ و ساقی و من صهبا زدم
کز سجود درگه او سر بر سیما زدم
پشت پا بر کوه طور و دوش بر موسی زدم
خویشتن را دیده و دانسته بر سودا زدم
هرچه بادا باد اینک غوطه در دریا زدم
خون صد مجنون هدر شد تا رگ لیلی زدم
خویش را بر یک جهان لشکری تنها زدم
آن بفرق خویشتن این بر سر دارا زدم
تا ز دخورشید بر در قفل من نعما زدم
جان بکف خلقی بحسرت ماند و من دا زدم

عشقبازی پیشه انگه ترک می گفتم عزیز
تیشه بر پای خود آری شیشه بر خارا زدم

تن بخاک از مستی تکیه بر خدا دارم
این قدر که می بالم تا که می کند یادم
ای عجب که خون خود ریختیم بدست خود
هر که بر علو دارد در نظر حقیر آید
نی کمانم اندر دست نی خدنگم اندر شست
از دو کون بردم جان سیکیم دلی قربان
همچو رند و یاز مندش به که در هم آتش
تازه عاشقم از دی کام دل حسابی خم هم
هر قدر رشوم زدود می شود بمن نزدیک

سر رو بی خشت خم عرش زیر پا دارم
در جهان نمی گنجم در دل که جا دارم
وین شگفت تر که زدی چشم خونبها دارم
مهر تابشی چه خستم جلوه سها دارم
لب همیشه در یا رب دست در دعا دارم
مرده و صفا طی شد رو سو سنا دارم
نیست مصحف آخر دل بغل جدا دارم
نو گدا ایم دا ز خنگ در طلب حیا دارم
صید چشم صیاد کوی از قضا دارم

بر دلش گران هستم حرف پند گویانم	در مذاق او تلخم طالع دوا دارم

من عزیزم و دنیا در لسیم زلیخا وار
دل بناله زد یعنی بی زبان گوا دارم

مرا مصر است داغ از رشک مهتابی که من دارم	زلیخا کور شد در حسرت خوابی که من دارم
نه گلچین را بدامانست نه در جام ساقی را	بیا و دوست در دل آتش و آبی که من دارم
دلست این کان حریف آتش عشقت بود ورنه	جهنم بر نمی تابد تب و تابی که من دارم
به تیغ کند عشقم تا قیامت نیم جان خواهد	در نیا کار با بیدرد قصابی که من دارم
بود افسانه گر خواب باشد راحت مردم	بتلخی مرگ بهتر از شکر خوابی که من دارم
ببین آن روی و موی و خط و خال و چشم و ابرو را	بدل دادن چه می پرسی ز اسبابی که من دارم

عزیز از هفت بحر و نه صدف بیرون بود جایش
بعالم جستجوی در نایابی که من دارم

ز هجر لاله زخم سینه پر رنگین دارم	نماز می کنم و بت در آستین دارم
جبین بخاک و جهانی ته نگین دارم	عزیز مصرم و داغ تو بر جبین دارم
بر آ ز پرده که من نیز جامه گلنارم	تو رخ ببرقع و من جان بآستین دارم
به تشنه کامی من کس مباد در عالم	که تشنه میرم و دریا در آستین دارم
چه غم که دولت دنیا نداده اند مرا	خوشم بیاد تو خاطر اگر غمین دارم
تمام عمر ز راه تو رفته ام خس و خار	که خانه پر گل و نسرین و یاسمین دارم
بهیچ رنجد و آزرده می شود به عبث	بسینه دل که بر آن نازنین دارم
بحسن او که گر از چهره پرده بردارد	فزون و کم نشود مهر بر یقین دارم
مپرس بنده درگاه کیستم که مرا	توان شناخت ز داغی که بر جبین دارم
بدل همیشه ز تاراج نفس می ترسم	که کیسه پر لعل و دزد در کمین دارم

عزیز چشم براه خدنگ آن شوخم
وگرنه صد قدر انداز در کمین دارم

وجهی که حاصل از در بتخانه می کنم
سر در سر صراحی و پیمانه میکنم

خم را شکسته ساغر و پیمانه می کنم
یک خانه بر هم از پی صد خانه میکنم

تا خود چراغ کلبهٔ تارکه بوده
در دیدهٔ فروغ ز هر خانه میکنم

چشم هزار شمع بسوی نشست من
پروانهٔ تو هستم و پروانه میکنم

شاید که جرعهٔ بمن بینوا دهند
شد سالها که خدمت میخانه میکنم

لب بستن از طلب خودی نیست با خدا
پیش کریم ناز گدایانه میکنم

دردا که نیست دست تراز دوست کس ولی
من اهل آشنائی بیگانه میکنم

دست مرا بجیب و گریبان کشاکشی است
گوئی بطرهٔ صنمی شانه میکنم

شد سالها عزیز که بر ترک عاشقی
اندیشه می کنم که کنم یا نه میکنم

دل را عبث بفرقت جانانه سوختیم
غافل که او بجا نه و ما خانه سوختیم

نه آفتاب سوخته ما را نه شمع لیک
کز داغ رشک ذرهٔ و پروانه سوختیم

باشد که شمع کلبهٔ تارم شود شبی
عمری چراغ کعبه و بتخانه سوختیم

شرمنده همچو ژاله و داغیم لاله سان
بگداختیم شیشه و پیمانه سوختیم

شد هر گیاه خشک بسر سبزی آشنا
دردا که ما چه سبزهٔ بیگانه سوختیم

آئین شد است نیم می ز چشم زاهدان
تا چون سپند سبحهٔ صد دانه سوختیم

هر کس بخانه کرده چراغان براه او
ما خود بجای شمع بکاشانه سوختیم

بیرون نداد آتش ما یک شرر عزیز
بنگر که سوختیم و چه مردانه سوختیم

ای طبیم تا حشر زخم از تیغ جانان خورده ام — ای اجل رو از سرما کاب حیوان خورده ام

سبزهٔ رخسار خوبانم ز حیرت سوختم — گوئی آب از چشمهٔ خورشید تابان خورده ام

توبه کردم بعد ازین هرگز نگیرم نام وصل — گوشمالی کاینچنین از دست هجران خورده ام

عشقبازی در حقیقت جانگدازی بوده است — عمرها خون خورده ام این می آسان خورده ام

چشم بد دور از دو چشم من دو جوی خون رود — چشم زخم تازه زان چشم فتان خورده ام

از سواد سایهٔ خود دار گرزم دور نیست — بسکه سیلیها از ان زلف پریشان خورده ام

رفتم از خود بوی بیش صبحدم آمد شگون — در ره اول با نسیم کوی جانان خورده ام

با مزاج من نسیم این چمن آمد سموم — ناز پروردم هوای باغ رضوان خورده ام

شرع باشد خورده گیر عشق دار دادگیر — خلق می پنهان خورد من غصه پنهان خورده ام

رند حکمت مشربم تن پرورم آری عزیز
روزه در فصل تبستانی در زمستان خورده ام

از نگاه وحشی رم چون غزالان خورده ام — تا کجا افتم بره نخجیر پیکان خورده ام

سینه باید ریشتر مرهم چو باشد بیشتر — می فراوان دیده بودم غم فراوان خورده ام

دورم از قرب تو دارد خانهٔ وحشت خراب — تا بصیدم آمدی رم از بیابان خورده ام

از شکست رنگ من باشد شکست دل عیان — جام یاقوتم بسنگ از دست دوران خورده ام

نیست اهل فضل را از طعن نااهلان گزیر — نخل پر بارم که سنگ از دست طفلان خورده ام

کام دل در عین وصل از دیگرانم حاصل است — چون صدف در بحر آب از ابر نیسان خورده ام

لطف را نازم که بر ساحل رسانده کشتیم — لطمه کز موجهٔ گستاخ طوفان خورده ام

دیده ام خواری عزیز از دست ابنای زمان
یوسف مصرم که سیلیهای اخوان خورده ام

وداع یار لازم بود و ترک زندگانی هم — شدم از ناتوانی شرمسار از سخت جانی هم

بیا ساقی که داغم از غم داز سرگرانی هم / بگردان شیشه که برگردد قضای آسمانی هم

خزان دیده و در خمار دل گذشت از حد / رخی چون ارغوان خواهم شراب ارغوانی هم

چه الیاس و چه خضر آزادگی باشد غریب اینجا / بمعنی قید جاوید است عمر جاودانی هم

رسد از تیشه را انتهای انفاس این صلا هردم / که کم از کوه کندن نیست قطع زندگانی هم

مکن دل را بد آموز نگاه مرحمت هردم / نگاهی گاه گاهی سوی ما از نامهربانی هم

نه از پندم دل آساید نه در بندم قرار آید / زمام دل بدستم نیست عشقست و جوانی هم

نه بردم روز پرسش صرفه از قیل و قال اما / بکارم آمد آخر بینوائی بیزبانی هم

دلی بسپرده ام در دست و آهی بر لب قاصد / سرت گردم بخوان این نامه الشنو زبانی هم

رخش می بینم و خود آن نگاه از دور میخوانم / نظر بازیست لازم عاشقی را دیدبانی هم

عزیزا طالب صادق ادا فهمست سید اند / که کم از قرده دیدار نبود لن ترانی هم

بندوق زخم کاری دوش در مقتل طپان بودم / که دست و بازو نازک دمی سخت جان بودم

خوشا عهدی که شبها با تو گرم داستان بودم / فسون شمع شبستان تا خموش افسانه خوان بودم

اگر گستاخی زین پیش از من رفت این بگذر / بنام ایزد تو بودی نوجوان من هم جوان بودم

ز حیرت گر نگشتم دشمن خود دل نمی دادم / تو بر من مهربان و من بخود نامهربان بودم

ندانم وصل و هجران چیست یا اینقدر دانم / بکام دوست گاهی گه بکام دشمنان بودم

دماغ نازکی در نمی تابد خیالم را / سبکتر رفتم از یادش که بر خاطر گران بودم

قیام چند روز جا نقاهم کرد پیر آخر / وگرنه ساکن میخانه تا بودم جوان بودم

فغان کز تیره بختی همدم زاغ و زغن گشتم / بمرغان بهشتی منک عمری همزبان بودم

نخوردم گر فریب دانه از راه نادانی / چرا امروز اسیر دام و دور از آشیان بودم

چه افسون چشم مستش کرد کز خویشم ربود امشب / وگرنه ساقی همان و من همان بودم

عزیز آن طالع بیدار یادم آید و آن شب
کہ سر بر زانوم خوابید او من دیدبان بودم

خاک را از خون دل گل میکنیم
پرده زان حسن جهان سوز افگنیم
قرب او خواهیم دور از وے نه ایم
ضعفم از جنت بشارت می دهد
جلوه گاه لیلی ماهست دل
سعی ما پرواز مرغ بسمل است

خون همی گرییم و دل دل میکنیم
داغ دل را شمع محفل میکنیم
سعی در تحصیل حاصل میکنیم
تکیه بر شمشیر قاتل میکنیم
ما نظر بازی بمحمل میکنیم
از طپیدن قطع منزل میکنیم

از خدا و خود نه ایم آگه عزیز
فرق چون در حق و باطل میکنیم

ز در دبیدلی بگذشت از سود و زیان کارم
مسلمان زاده افگنده از لب عقده در کارم
به تیمارم چه در دسر کشی بے سود اے همدم
شبم روشن ترا ز روز است بے شمع و چراغ آرے
پس از مردن بامیدیکه در خوابم وے آئی

بگو نین ار کسے دل می فروشد من خریدارم
عجب نبود که گرد سبحه صد دانه زنارم
که من جان بر لب از عشقم نه رنجورم نه بیمارم
بود از طالع بیدار بهتر چشم بیدارم
نیارد کرد غوغائے قیامت نیز بیدارم

دیگر

گر بجنت ره نیابم خنجر اندازی کنم
هر چه بادا باد خود را می زنم بر فوج غم
دل بعشقش باختم شد در لیری شهرام

ورپس دیوار با حوران نظر بازی کنم
یا شهادت یابم و یا خویش را غازی کنم
سر دهم اکنون بر اهش تا سرافرازی کنم

ردیف نون

سخن تلخ مگوئید بشیرین دهنان
تا توان رام توان کرد شیرین سخنان

صف شکن قلب شکن قلعه شکن عهد شکن / هرچه گویند بود در خور این دل‌شکنان

نه تبسم نه تکلم نه ادائے ز صنم / جز ستم هست که چون برده دل از برهمنان

نگه شوق که پروانه شود نیست بعید / شمع فانوس نماید ز تنک پیرهنان

بے زر از سر سودای بتان نیست سوا / کر سراسیمه کند الفت این سیم‌تنان

وصف گلهای رخ خوبان به نزاکت نه کنید / که بود باعث آزردن نازک‌بدنان

عاشقے داشته چون کوهکنی گر شیرین / لب شیرین تو دارد لبے از کوه‌کنان

هر کجا معدن یاقوت بود کان عقیق / باشدش بر زمین منزل خونین‌کفنان

از عدم گریه کنان آمده‌ام گرچه عزیز
دارم امید ز لطفش که روم خنده‌زنان

آنکه از حیرت بود خاموش تصویر است و من / آنکه خاموش است در تقریر و تحریر است و من

آنچه باشد بے ثمر نخل مرادم هست و بید / آنچه آمد بے اثر فریاد زنجیر است و من

میشوم دیوانه جیب و گریبان میدرم / بعد ازین تدبیرها دامان تقدیر است و من

محفل اغیار و یار و دورے آهنگ نے / گریه‌هائے نیم‌شبگاه و آه شبگیر است و من

بکشیم هان ای جوان‌مردان خدا را همتے / دار و گیر چرخ پیر و صحبت بے‌پیر است و من

عجلتے در ذبح من کن کز وفور رشک و شوق / هر رگے گوش بر آواز تکبیر است و من

از رقیبانم بپرور ورنه خجالت می بری / قطع و فصل کارها بس کار شمشیر است و من

از فراقش سینه داغ و دل بیادش باغ باغ / روز و شب صبح و مسا گلگشت کشمیر است و من

خاک راه آل پاک بوترابم اے عزیز
چشم بد دور این شرف مخصوص اکسیر است و من

دیگر

چشم بد در لبولم گذشتے بهتر ازین / گذشتے بهتر ازین نظرے بهتر ازین

ای کماندار لسویم نظری بهتر ازین
ناوک دیگر و زخم جگری بهتر ازین

در خور خیل خیالت نبود هیچ سری
بهر سودای تو بالیست کسی بهتر ازین

میرساند بتو حال دل من نالهٔ نیست
نامهٔ بهتر ازین نامه بری بهتر ازین

هر سحر بوی خوشش پیک صبا می آرد
بو که می آید ازین بس خبری بهتر ازین

عالمی گر شده بیدل چه بعیدست که نیست
دلبری دلشکنی دل شکری بهتر ازین

از قضا گر نظر لطف تو افتاد بما
چشم داریم که افتد قدری بهتر ازین

خواب و تلخ نگردید و بخوابم آمد
نکند ناله و فریاد اثری بهتر ازین

می دونی هر دو بمقصود رسانند که نیست
رهبری بهتر ازین رهگذری بهتر ازین

طاعت پیر مغان خدمت دیرم فرض است
جبهه سائی مرا نیست دری بهتر ازین

پرواز خود چه منی بزند در راه حجاز
بهر ره بهر نبود رهگذری بهتر ازین

ایمن از داغ غم عشق تو دل است که نیست
از پی تیغ حوادث سپری بهتر ازین

لن ترانی که جواب ارنی یافت کلیم
خواست نظارهٔ او دیده وری بهتر ازین

بیخودی می رهبر راه خدا هست عزیز
پرواز خود که نباشد سفری بهتر ازین

نخرد کس بجوی شعر و سخن را چو عزیز
بهتر آنست که گیری هنری بهتر ازین

چه دهی فریبم امشب بکرشمه ساز کردن
برخم زنند برقع در صبح باز کردن

تو بقصد من چه داری سر ترکتاز کردن
پی قتل عالمی بس نگهی بناز کردن

ز تو گر چه بدگمانم که ربود دل نهانم
بهزار شیوه نتوان بهم امتیاز کردن

گرهی ز زلف بگشا که دهد فشار دل را
نرهد ز بند صیدت برسن دراز کردن

تو چو تیغ در کف آئی چه زبست آگهی
من و سر فرو نمودن تو و سرفراز کردن

بنسیم صبح ماند که سوی چمن خرامد
بسر نیازمندان گذرش بناز کردن

چه عجب که ناز باشد ته خاک چشم محمود / نظری نهفته خواهد به رخ ایاز کردن
بچنین جمال بخوبی نکنند خلق باور / من و دیده باز بستن تو بپرده باز کردن

زنظیری اندرین ره سبق ای عزیز خواهی
بخدا که واجب آید ز تو احتراز کردن

تو بصدق گر درآیی الستی نیاز کردن / بدر تو کعبه آید ز پی نماز کردن
تو که بخروی عاقل زگذشته گذاهیل / شب وصل کوته آنگه گله دراز کردن
تو که می پرست و مستی بگذر ز حق پرستی / که بحالت جنابت نتوان نماز کردن
هله ای غم محبت بکن احتلام ازین بیش / که بحالت جنابت نتوان نماز کردن
ستم است اگر شود خون رود از دو دیده بیرون / دل خون گرفته دارد سر کشف راز کردن
در بهشت باغ رضوان نشود گشاده بر ما / در دیده بر رخ او نتوان فراز کردن
دو جهان دو رکعت آمد که گذارمش بیکبار / چه نماز هست دیگر به ازین نیاز کردن
شب تار عاشقان را نبود بشمع حاجت / که کنند خانه روشن بجگر گداز کردن
ز غزای نفس کافر نکنی بخون وضو گر / بجنازه شهیدش نتوان نماز کردن
گرهی ز زلف مشکین گرهی ز دل گشایم / شب وصل هست خواهم سخن دراز کردن

برد ای عزیز شوقش بحقیقت از مجازم
برد عراق بنگر سفر حجاز کردن

چون من جهانیان را است خراب گردان / هر جا که هست آبی یارب شراب گردان
یارب سپهر خشم را بوتراب گردان / جباده مرا بظل این آفتاب گردان
دور سپهر گردان هست آفتاب گردان / ساقی تو نیز ساغر پر از شراب گردان
پیری رسید ما بید دور شراب هر دم / دور شراب آید باشد شباب گردان
دیوانه را چه پروا ز آفتاب گرما / بر نخل سایه داری هست آفتاب گردان

خواهی ز باختر سو گر باز گشت خورشید
از روی قیبان رخ در عتاب گردان

در خور دو دیدن کس وضع جهان نباشد
رو از جهانیان و چون آفتاب گردان

سرچشمهٔ نشاط عقبی بود غم عشق
گر سلسبیل خواهی چشمی پرآب گردان

ای بخت خفته امشب بیدار شو خدا را
از جلوه اش منور چشم بخواب گردان

ای در سخن پیمبر دیوان فراهم آور
یعنی عزیز خود را صاحب کتاب گردان

دو جهان هست ز جانان غم جانان از من
این و آن هر همه از آن وی آن از من

نی همین سر شد آن مهر درخشان از من
سایه هم هست شب و روز گریزان از من

چشم بد دور نخواهد که شوم شادی مرگ
نظر لطف بمن داشته پنهان از من

من بجای دو دلم جای دو چشم جانی
کیست آشفته تر ای زلف پریشان از من

دلربایان جهان جمله اگر جمع شوند
هست مشکل که ربایند دل آسان از من

چشم بینا دل دانا ز ازل آوردم
جام جمشید و بود مهر سلیمان از من

گر ببازار محبت سر سودا داری
هر چه خواهی ز دو عالم بخر ارزان از من

من و دست من و دامان جنون روز حساب
نزبان داده بسی جیب و گریبان از من

گر شکسته نرسدم نیست ز کس شکوه که هست
سینه و سنگ ز من شیشه و سندان از من

خلقی از گریهٔ من بادیه پیما شده اند
شهر ویران شد و آباد بیابان از من

جنس ایمان اگر این است که دارم بجوی
نخرد گبر نه ترسا نه مسلمان از من

معرفت گر طلبی رو بعزیز آر که او
هست معروف تر امروز بعرفان از من

ردیف واو

وعده اگرچه کرد او قابل اعتبار کو
در کنم اعتبار هم طاقت انتظار کو

جبر مکن که دل مده بر دلم اختیار کو — پند مده که صبر کن صبر کجا قرار کو

دل که تهی ز غیر شد مژده وصل یار کو — رفت خزان ازین چمن آمد نو بهار کو

باغ بنفشه پوش شد زاغ و زغن خموش شد — گل همه گوش هوش شد زمزمه هزار کو

راز جهان نوردیم در ره عشق کرد گل — آبله های پای ما نشتری ز خار کو

تا بدیار یار ما هست هزار ره ولی — رهبر و رهنما کجا رهرو ره سپار کو

خسته دل نشسته ام تشنه عمر جاودان — دشنه شعله ریز کو خنجر آبدار کو

تا شده ایستیم مقر عمر گذشت در سفر — از وطنم دهد خبر یاری ازان دیار کو

هست بحشر خجلتم تا که کند شفاعتم — اینهمه گرد و کار را راست کردگار کو

صاحب امر و نهی گو بر بشر گیر و دار باش — طالب حق سرای احمد به شوق دار کو

جز رخ ساده و لب لعل نگارم ای عزیز
آتش بی دخان کجا باده بی خمار کو

ردیف های هوز

دراز دستی آن گیسوان تاب زده — طپانچه بر سر و سیلی بآفتاب زده

بروی او شده گستاخ زلف تاب زده — ببین که شب به شبیخون بآفتاب زده

ستاره زار شده خاک آستانه او — که بوسه ماه جبینان بآنجناب زده

بحسن او که نگردد حجاب چیزی — جهان نقاب کتانیست ماهتاب زده

بدان ثبات بگردنده آسمان که قضا — بروی آب روان خیمه چون حباب زده

جماعتی که بدزدند معنی دگران — چه نقشها که چو کرمان به هر کتاب زده

بیا که آمدنت باز دارد از رفتن
اگر چه جان عزیز است بر شتاب زده

صلای بزم طرب بربط و رباب زده — سرود زهره وشان راه شیخ و شاب زده

بموی سنبل پیچیده کرده شانه صبا
بروی نرگس خوابیده شبنم آب زده

بفرقت شود اسباب احتم آزار
نمک بزخم دلم بی تو ماهتاب زده

ببین که شبنم گلزار عکس لاله بجو
بر آتش آب بی وهم آتشی بآب زده

بغیر پیر مغان سدره که می گردد
شباب هست بزخمی اگر شتاب زده

گشاد کار چو زاهد ز خانقاه ندید
در سرای مغان بهر فتح باب زده

بچشم محتسب امشب عزیز خاک انداخت
که می بصومعه بر باد بو تراب زده

گفتم که آیم سوی تو گفتا که بیکار آمده
گفتم روم از کوی تو گفتا که دشوار آمده

گفتم برد دل گیسویت گفتا که طرار آمده
گفتم زند تیر ابروت گفتا کماندار آمده

گفتم لبت چون مل بود گفتا که مل خوار آمده
گفتم رخت چون گل بود گفتا که گل خار آمده

گفتم کنار و بوسه گفتا که امشب نی بگه
گفتم ز چشمت یک نگه گفتا که بیمار آمده

گفتم که دل از دست شد گفتا که تیر از شست شد
گفتم ز بهرت مست شد گفتا که هشیار آمده

گفتم طپید از غم دلم گفتا که باشد بسملم
گفتم کن آسان مشکلم گفت که دشوار آمده

گفتم ببر جانم ز تن گفتا که جانت شد کهن
گفتم که لبتان دل زمن گفتا دلت زار آمده

گفتم ببوسیم یک نظر گفتا حذر مسکین حذر
گفتم نظر دارد اثر گفتا در آثار آمده

گفتم که ماه چارده آید ببویت شام گه
گفتا که در زلف سیه مسکین گرفتار آمده

گفتم که چشم این و آن گفتا نخوابست این زمان
گفتم که بخت عاشقان گفتا که بیدار آمده

گفتم دل دیوانه ام گفتا که شد پروانه ام
گفتم چراغ خانه ام گفتا که دیدار آمده

گفتم عزیز است چون گفتا لب دار و جنون
گفتم دلش خون گشت خون گفتا ز گفتار آمده

ای روی تو و موی تو و خال تو سحر
شام و سحر و کوکب اقبال تو سحر

زلف و خط و خالت خط اجلال تو هر سه ‌‌ — ‌‌ تشریح تو تصریح تو اجمال تو هر سه
زاهد بجرم رند به سی خسته بدل یافت ‌‌ — ‌‌ نقش تو و عکس تو و تمثال تو هر سه
عقل و دل و دین هر چه بخواهی بر از این ‌‌ — ‌‌ ملک تو و مملوک تو و مال تو هر سه
باریکی وش و طرز و ادا نیست دریغا ‌‌ — ‌‌ اقبال تو و حال تو و قال تو هر سه
زاری و زر و زور و سبک جبه نیرزد ‌‌ — ‌‌ جان و دل و دین می طلبد خال تو هر سه

سرسبز و تر و تازه عزیز اشک تو دارد
باغ و چمن و مزرع آمال تو هر سه

نعت تو بود زلف و خط و خال تو هر سه ‌‌ — ‌‌ با ترجمه مصحف اجلال تو هر سه
تر دستی و زور قلم و صنعت نقاش ‌‌ — ‌‌ پیداست ز موزونی تمثال تو هر سه
زلف و خط و خال است نگهبان خرت لیک ‌‌ — ‌‌ خود چشم سیه داشته بر مال تو هر سه
گیسو سیهان زهره وشان ماه جبینان ‌‌ — ‌‌ چون سایه در افتاده بدنبال تو هر سه
زاهد بعصا رند بخم خسته بدلدار ‌‌ — ‌‌ یعنی که زد و تکیه بافضال تو هر سه
در پرده تثلیث نهان ساخته توحید ‌‌ — ‌‌ گیسوی تو و خط تو و خال تو هر سه

شبنم بچمن شمع ببزم ابر بصحرا
گریند عزیز آه بر احوال تو هر سه

ای چشم و خط و خال بر روی تو هر سه ‌‌ — ‌‌ بیمار تو شیدائی تو هندوی تو هر سه
یک نفحه بود چین و ختا و ختن ای شوخ ‌‌ — ‌‌ از موی تو و بوی تو و خوی تو هر سه
ذوق و هوس و شوق شهادت سرم برد ‌‌ — ‌‌ آن زور و دست و کف و بازوی تو هر سه
عید است و هلال مه عید و شب عید است ‌‌ — ‌‌ روی تو و ابروی تو و موی تو هر سه
شمشاد لب جوی و سهی سرو و صنوبر ‌‌ — ‌‌ طوبی لک گوئی قد دلجوی تو هر سه
یک بوسه چه پرسی هم از رخ که و از لب ‌‌ — ‌‌ ای بوسه گه و لب بجوئی تو هر سه

اى مهر و شمع رسالت که صفایافت
ملک و مالک و مملکت از روى تو هرسه

جاى من و ملجاى من و کعبه من بس
راه تو و درگاه تو و کوى تو هرسه

ایماى تو و عرصه هستى کره خاک
چوگان تو میدان تو و گوى تو هرسه

حقا که عزیزست و حبیب است و توکل
مداح و ثنا خوان و دعا گوى تو هرسه

خجل از جور و از جفا شده
مگر آگه زحال ما شده

با چنان حسن این تنک روئى
هرتا بانى و سها شده

عالمے را برشک خواهى کشت
که دگر مهربان بما شده

زاغنایان کسے نماند بجا
که به بیگانه آشنا شده

نتوانى بصد حجاب نهفت
راز عشقى که برملا شده

قبلهٔ خیل کجکلاهانے
الله الله چه کج ادا شده

صنعتے نه صمد آخر
غائب از چشم ما چرا شده

کم نگاهے برائے ماکم بود
که تو کج باز و کج ادا شده

ردیف یائی

نظرے گرنه سوا از نظر افتاده کنى
گذرے کاش بخاک من و لداده کنى

به که برگ طربى وقت گل آماده کنى
کیسه از زرتهى و کاسه پر از باده کنى

نقد دارین زمیخانه بدست آرانگاه
سبحه باید زگهر جام زسجاده کنى

گرم سوائے تو هرگز نشود باده فروش
رهن آتش اگر خرقه و سجاده کنى

دلے از کوه گران سنگ تر آوانگاه
قصد نظارهٔ آن حسن خداداده کنى

ره عشقست که چون سبحه صددانه بهم
طے این دائره بایدکه بیک جاده کنى

دل بخوبان مخطط چه دهى اى نادان
به که در کار رخ ساده دل ساده کنى

طلب بوسه بود زان دهن تنگ عبث　　طمع روزی خویش از در نگشاده کنی
تا فرستندهٔ پیغام رضامند شود　　به که تکمیل سخنهای فرستاده کنی

تو گدای عجمی حد تو آن نیست عزیز
که ثنا خوانی سلطان عرب زاده کنی

چون بر سر خاکِ منت افتاده ورودے　　کن یاد با خلاص و لبفرست درودے
سوز دل و جان تو باندوه فراقم　　یا آنکه بخورے کنی از عنبر و عودے
بر خاکم اگر قطرهٔ اشکی بفشانی　　جاری شود از چشمهٔ رحمت تو رودے
گر فاتحه از سر اخلاص بخوانی　　ما از درِ حق بهر تو خواهیم گشودے
از دیدن نادیدنی ار دیده نه بستیم　　رضوان برخ من در جنت نگشودے
جز ذات حق الحق همه هیچست که بینی　　بودی و جودی و نمودی و شهودے
از نام الٰهی همه دارند نمودے　　وز جود الٰهی همه راهست وجودے
هر چند که تا فرق بقدم غرق گناهم　　چشم کرمم هست ز درگاه ودودے

اشعار عزیز ست که خوانند بهر جا
در مدرسه بیکده با بربط و رودے

آنی که نهان و هم عیانی　　بیرون ز جهان و در جهانی
دیدیم زماه تا بماهی　　آنی که بهیچ یک نمانی
ای کاش رقیب شب نشین را　　یک روز بروز من نشانی
آن مهر و مروت کجا رفت　　من نیز همان تو هم همانی
چشمانِ تو بے شراب مستند　　حاشا من و از تو بدگمانی
رازے که میانهٔ من و تست　　من دانم و دل دگر تو دانی
این عمر دو روزه دان غنیمت　　جامے دو بکش به کامرانی

هفت بند نعتیه

صد هلال عید قربان میکنم — **بند اول** — بر هلال گوشهٔ ابروی تو

السلام ای خطیب صاحب فصل الخطاب / خطبهٔ مجموعهٔ فضل تو بس ام الکتاب
خامهٔ صنعت مگر بر صفحهٔ ذاتت نهاد / نقطه از مُهر نبوّت از برای انتخاب
ناسخ ادیان پیشین گشت دین روشنت / محو می گردند انجم چون برآید آفتاب
دین و دنیا هر دو گشتی محو یک نظارهات / گر نمی فرمود حسنت جلوه با چندین نقاب
از لب جان بخشت آگه چشمهٔ حیوان چو گشت / از خجالت آب شد حتّی توارت بالحجاب
خیمهٔ چرخ افتد از باد حوادث بر زمین / گر نه از حبل المتین مهر تو دارد طناب
ای فدای روضهات جانها که در جنّ مکان / اِنَّ مِنْ جَنَّاتِ عَدْنٍ رَوْضَةً حُسْنُ الْمَاٰب
ما و اوصاف تو بیهوده است یا رب با که هوش / ما و سودای تو بیدار است یا رب یا که خواب
طاعتی کان بی رضای تست باشد نادرست / خدمتی کان بی ولای تست آمد ناصواب
آن که چون شد نا صواب آیات دین کردی بنا / بود کسر طاق کسری پیش بخشتین فتح باب
ای خوشا آن شب که گشت او ره گرای لامکان / جان با کان در عنان خیل ملائک در رکاب
تا نفس از سینه و حرفی ز لب آید برون / رفت زین دو خانه همچون دعای مستجاب

چون نگه آخر سکون در پردههای عین یافت
تیر جسته باز گشته جای در قوسین یافت

بند دوم

بگذر از معراج کان خود پایهٔ ادنای تست / جای ناز است اینکه اینجا نیز با حق جای تست
عرش و کرسی مانده از حیرت چو نقش پا براه / ره گرای راه اسری محمل والای تست

جز تو و حق هیچکس آگه ازین اسرار نیست   بیخبر جبریلؑ هم از سرّ ما اوحای تست
آنچه در انجم ضیا و آنچه در مهر صفا   لمعهٔ از روی تو یا پرتوی از رای تست
ای عجب با اینکه سرو قامتت بی سایه بود   هر دو عالم سایه پرورد قد رعنای تست
شکر لله کار ما از رشک با هیچشان گذشت   چون خدا خود والهٔ حسن جهان آرای تست
خاک کنعان خود کجا بود آنقدر با حسن خیز   گرمی بازار یوسفؑ ز آتش سودای تست
آن سجود قدسیان بر مشت خاک و نفخ روح   رمزی از خاک ره تو حرفی از لبهای تست
دیده و دل هر دو تسنیم و کوثر باغ و راغ   هر کجا آبی بجو می باشد از دریای تست
گرچه با یاد تو در خلدم ولی دل می کشد   اشتیاق منزلی کان مسکن و ماوای تست
روی بنما و ز ابرو جنبشی در کار کن   بخشش کون و مکان وابستهٔ ایمای تست
حرز بازوی اولی الابدیست نقش نعل تو   سرمهٔ چشم اولی الابصار خاک پای تست

چون توان دیدن باین آلودگیها سوی تو
دیده را از گریه شویم تا ببینم روی تو

بند سوم

خاست از راه تو گردی چرخ اخضر ساختند   سایه ات بردند و از وی مهر انور ساختند
در حریم قدس بهر خطبهٔ تعظیم تو   از سپهر تو بتو نه پایه منبر ساختند
نقش نعلین ترا کان نقش تسخیر جهان است   از برای پادشاهان تاج و افسر ساختند
اولین حرف کتاب آفرینش ذات تست   ای خوشا حرفی کزان طومار و دفتر ساختند
افسر جم را شمار کمتر از جام سفال   هر گرا از دولت فقرت توانگر ساختند
فتنهٔ یاجوج خوبان را ز تار عنکبوت   از برای حفظ تو سد سکندر ساختند
از خدا فرمان کوثر تا بنامت شد سجل   دفتر بی معنی کفار ابتر ساختند
حیف کان قوم گهرنشناس از سنگین دلی   درج گوهر را پر از یاقوت احمر ساختند

مژد دندانِ تو جنت بس که در راهِ خدا	گوهری دادی وزان قصرِ گوهر ساختند
هرکجا زان روی چون گل قطره‌هائی خون چکید	روی و موی نوعروسانِ معطّر ساختند
چشم زخمی کان بتو قطع تو از خسرو رسید	سینهٔ پر کینه اش را وقفِ خنجر ساختند
روز رزم از بیم تیغ غازیانت کافران	پیرهن از تن بر آورده و معجر ساختند

چوب بی پیکان با عجازت کند کار خدنگ
حجّتِ ناطق بدستت باشد از هر پاره سنگ

بند چهارم

ای هوای کوی تو با خستہ جانان سازگار	خاکِ راحت دارو در دِ دل امیدوار
صبح رویت دلکشا مانند صبح روزِ عید	شام گیسوی تو جان پرور چو شام روزه دار
سایهٔ حق شهریار و سایهٔ ات باشد جهان	با جهان دار وازان دلبستگیها شهریار
موکبت می کرد با صد کرّ و فر عزم وغا	مرتضایت از یمین و جبرئیلت از یسار
تاب میدانت که می آورد چون روزِ مصاف	حق بدستت بوده و در دست حیدر ذوالفقار
روز میلادت زگردش باز ماندی آسمان	گر نمی فرمود طوفِ بارگاهت کردگار
تا نیفتد چشمِ جاسوسان بدین برجست	عنکبوتی را فرستد حق که گردد پرده دار
عقدها حل هست اینجا چون توئی مشکلکشا	کارها سهل ست در محشر چو باشد با تو کار
تشنه لب مگذار در صحرائے ناکامی مرا	ای روان از دست فیضت گشته چندین جویبار
دیدهٔ هر ذرّه از مهر تو خورشیدی ببر	سینهٔ هر قطره از فیض تو دریا در کنار
زلف مشکینت کشد خیل بلاکش را بدام	آهوِ حشمت کند دلهائے شیران را شکار
نیست نقشی چون تو در ارژنگ هستی دلنشین	آفرین بر دستِ کلکِ مانی صورت نگار

کیستی یارب که در خوبی ز هر یک بهتری
دلبرها می کنی در پردهٔ پیغمبری

بند پنجم

نی ز فردایم بود پروانه از امروز بیم — چون خدای ما رحیم است رسول ما کریم
مرکزِ إِنَّا فَتَحْنَا نقطهٔ پرکارِ غیب — معنی حٰمٓ و مفهومِ صِرَاطَ الْمُسْتَقِيمْ
راندهٔ دستِ سخایت هرچه در کان از گهر — ریزهٔ خوانِ نوالت هرچه در خلد از نعیم
کوثری از پهلوِ هر ریگِ بیدانت روان — جنتی در سایهٔ هر نخلِ صحرایت مقیم
در تجلی گاه اوصاف تو در کارِ سن بست — عقده‌ای کز رعب حسن افتاده در نطقِ کلیم
با جهان فیضِ در دوزهت آمود تو کرد — انچه با گلشن کند باران و با گلبن نسیم
لعلِ نوشین تو هر جا می شود حکمت فروش — کاغذ عطار گردد کهنه تقویم حکیم
کیمیای کم عیار بهای قلبِ ما بود — خاک کویت را که دارم دوست تر از زر و سیم
مرکزِ پرکار روز و شب که باشد آفتاب — اوج جاهت را نماید نقطهٔ دامانِ جیم
من کجا وین نغز گوئی در سخن سنجی کجا — مدح تو ذوقِ صحیحم داده و طبع سلیم
چارهٔ من کن که حالِ دردِ نهانِ مرا — یا تو میدانی و یا داند خداوندِ علیم
در گروهِ انبیا ذاتِ تو دارد با جهان — نسبتی کان در کواکب با سهیل است ادیم

گرچه در خوش طلعتان هستند مستغنی بسے
نیست همتای تو جز یکتای بے همتا بسے

بند ششم

جان بتیابی و عشق جان جانم داده‌اند — وز برای شکر نعمتها زبانم داده اند
عشق صد صنم نمود و دل نشد مائل بهیچ — آگهی از یوسفِ این کاروانم داده اند
کوثر و تسنیم کز لبهای من جوشد چنین — اجر خدمتهاست کز پیر مغانم داده اند

روز و شب با ساکنان عرش دارم اختلاط / تا بدرگاه تو جا بر آستانم داده اند
از دیار قدس دست خالی آورده ام / دولت جاوید در کویت نشانم داده اند
بهر اثبات دل و دستم توانگر کرده اند / خامه چون دیدهٔ گوهر فشانم داده اند
از نمک پروردگان خوان احسان توام / کین حلاوت وین طلاقت در بیانم داده اند
تا بآسانی دهم جان در هوای کوی تو / خوش فریب عدهٔ بلغ حبانم داده اند
طاقت صید مضامین کس ندارد در رهست / دست و بازو دیده این تیر و کمانم داده اند
چشم آن دارم که خاک یثرب و بطحا شوم / گو رواج سرمه در هندوستانم داده اند
کی براهست پای همپائی من دارد ملک / تا قدم شوقم که سر در لامکانم داده اند
هم ز اسرار خودم این آگهی بخشیده اند / هم بخشم خویشتن این عز و شانم داده اند

هست هر شئ مظهر انوار عشق و حسن پاک
لَیسَ فِی دَارِی سِوَی اللهِ لَیسَ فِی قَلبِی سِوَاکْ

بند هفتم

ای خوشا آندم که گردم مست لعبت یا رسول / بیرم از خویش و می آیم بسویت یا رسول
در کنار قطره جا دارم چسان گنجد محیط / کرد چون جا در دل من آرزویت یا رسول
گیتی کز ذره تا انجم همه محو تو اند / هر کرا چشمی بود باشد بسویت یا رسول
بلکه مشتاق حدیث دلنشینت بوده ام / بشنوم از پردهٔ دل گفتگویت یا رسول
می تواند شست هر کس داغ پیراهن ولی / کی رود داغ درون بی شستشویت یا رسول
هست خلقی شرمسار از کردهای خویشتن / رو دهی ما تا ببخشد حق برویت یا رسول
تا بحشر از دست تاراج خزان ایمن بود / گلشنی کش تازه دارد آب جویت یا رسول
هست از ربط گل و ریحان و نسرین عیان / صنعت گلدسته بند رنگ و بویت یا رسول

هر زمان بخشم نوید سرمهٔ بینش دهد — می برد چشمم بشوق خاک کویت یا رسول
می کند از نکهت گلزار جنت اجتناب — هر که گیرد نفحهٔ از حسن خویت یا رسول
جذبهٔ کن از فور لطف در کار عزیز — تا روم از خود براه جستجویت یا رسول
چشم و ابروی بود خوش طلعتان را خوشنما — دلربا باشد چو زلف مو بمویت یا رسول

قبلهٔ کوی تو هست امیدگاه عالمی
یک نگه کن سوی ما ای سویت نگاه عالمی

قصیدهٔ نعتیه

لوامع الالهام

دو چشم بگوش آمده کای بندهٔ خدا — از بند خود برآ ز در بندگی درآ
دستی فراز کن که نیازت شود قبول — صبحی نیاز کن که نمازت شود ادا
بردار سر ز بیش و ز جیب فلک برآر — بگذار پا بجوش و بعرش برین برآ
کبر تو خیبر است چرا نشکنی ز هم — نفس تو کافر است چرا نفکنی ز پا
طوفی بکوی عشق که هم کعبه هم حرم — سعی ز روی صدق که هم مروه هم صفا
رخش تو چرخ سیر چه پوئی بخفتگان — دست تو دیو گیر چه پیچی ایژدها
طبع تو دیو بند مکن غفلت از غریو — نفس تو اژدهاست مده فرصت ای دها
تو صاحب یسار و ترا هر نفس همی — تو طالب شکار و ترا در قفس هما
در قعر چاه یوسف تو چند مضطرب — در بطن حوت یونس تو چند مبتلا
چشم تو پردهٔ الست بروی تو بسته دار — جسم تو عقدهٔ الست بکار تو بر کشا
رو کن بکنج عزلت و بگریز از هوس — ق — خو کن بترک لذت و پرهیز از هوا
این گوشه صبح حشر شود گوشهٔ بهشت — وین روزه روز حشر شود روضهٔ صفا

کفرست در طریقت ما فکر نا صواب ق شرک است در شریعت ما شکر نا روا
حج و زکوة طی مکان بود این آن صوم و صلوة کف لسان ترک ما سوا
آمد ریا ریاضت شب انبیی ریاض باشد ریا عبادت بی انبیی جزا
آهو گرفتنت بود آسان بجو نشستن کز بس خطا وجود تو شد خطا خطا
مر گوش را شنیدن نشنیدنی شنیع مر دیده را نظارهٔ نادیدنی زنا
بر گوشمال گوش بکن کوشش ای فطن بردار و گیر دیده بده فتوی ای فتی
کن تیز خنجر مژه و خون دیده ریز کاین شوخ دیده هست بخون ریختن سزا
جسم تو بارگاه و اساطین او عظام قلب تو بادشاه و ارکین او قوا
دستور عقل و شحنه غضب کارکن حواس دولت سرای سینه سراپرده اش حیا
دروازه ملک قلب بود رخنه چشم و گوش ق در پای تخت امن بود فتنه دست و پا
مگذار اینکه حمله ازان ره کند غنیم بیند اینکه فتنه ازینها شود بپا
مائل مشو بعیش که لشکر کشد هوس غافل مشو ز جنبش که شبخون زند هوا
از سر بنه غرور و مده تن باین سمور از کبر شو نفور و ابا کن ازین عبا
بر قامت قباد قبیح این قبا بود بر دوش مرد را در دی باشد این ردا
گر میروی ز خویش زادی بگیر زاد ور هست عزم پیش بخضری کن اقتدا
فهمیده پای نه که وحل هست پیش پای سنجیده راه رو که اجل هست در قفا
یکره بچشم دل نگر ای کاهل از خودی یکره بگوش جان شنو ای غافل از خدا
کاوسیان ز کاسهٔ تحقیق بیخبر ناقوسیان ز نغمهٔ توفیق بینوا
نیّر پرست راز درون سینه بی فروغ آذر فروز را ز برون دیده بی ضیا
قدر هندسی نبود وقعت و وقار فلس فلسفی نبود قیمت و بها
هر کس که راز دارم گنگ و گسسته دم هر کس که ره سپارم لنگ و شکسته پا

غوغائیان ما را نقاره بی صدا — صحرائیان ما را جمازه بی حدا

کس حق پرست بوده به تثلیث معترف — کس بت پرست و گشته به تکفیر مبتلا

آن غافل از حقیقت و بن بود کائنات — وین جاهل از بدایت و مبدا ماسوا

آخر نه فائق ست یکی بر بدو دو سه — آخر نه سابق ست الف بر به با و تا

زاید بحکم قدرت من بی پدر پسر — آید ز ابر رحمت من بی کیا گیا

نز موج خیز بحر وجود تو ام نمی — نز برگ ریز نخل نمود تو ام نما

بارد همیشه ابر و محیطم همان بجوش — آرد هماره خاک و نسیم چنان بجا

فیضان من محیط بارباب احتیاج — احسان من بسیط باصحاب مدعا

دریا بود سبیل بیک شهر تشنگان — صحرا بود کفیل به یک دشت چارپا

در غرش است بهر تو بارنده آسمان — در گردش است بهر تو گردنده آسیا

آن قطره قطره بارد و زان رسته دان — وین دانه دانه ساید و زان سوده آ غذا

با دست سخت کوش که بارد هی مد گیاه — رعد است در خروش که کاری کند کیا

آن کف زنان بو ادهی کاین نشو و این نشاط — وین دف زنان بشادی کاین آب و این هوا

آن سید هد نوید که شد جان خسته شاد — وین آورد کلید که شد قفل بسته وا

این بسط و این بساطت و این کشت و این ستب — این زرع و این زراعت و این فیض و این فضا

با آنهمه نعم که مهیا بود برت — با اینهمه حشم که میسر شود ترا

ما نان دهیم و تو ندهی تن به بندگی — ما جان دهیم و تو ندهی کن بی نوا

خوانت ز آن ما و تو خوانی ز خان دهر — نانت ز خوان ما و تو دانی ز نانوا

گر خدمتم نمی بری از خوان من مخور — در طاعتم نمی کنی از خان من برآ

ما غافر الذنوب تو مغرور بر عمل — ما ساتر العیوب و تو مستور در عبا

من می کنم علاج و تو میرانی — من می دهم شفا و تو میدانی از دوا

ما حاذق و ترا به حکیمان صد احتیاج — ما رازق و ترا به لئیمان صد التجا

میل تو بر کبائر و فخر تو بر کبار — چشم تو بر غوانی و گوش تو بر غنا

سر بر در امیر و دست در سار مور — دل در کف قبا و دو دستت در برقبا

یکپای در خلاب و دگر پای در کلاب — یکدست در شراب و دگر دست در دعا

بوک و مگر بنسبت بی شبه بی عدیل — چون و چرا بحضرت بیچون بی چرا

شیر تو در کنام و غزالت بود بدام — تیغ تو در نیام و زبانت کند غزا

گاهی بزهد بر در مسجد کشوده رخت — گاهی بوعظ بر سر منبر نموده جا

گاهی ز تاب عرصهٔ محشر عرق فشان — گاهی ز آب چشمهٔ کوثر سخن سرا

جمعی بخنده از تو بهر سو به قاه قاه — خلقی به گریه از تو بهر کو بهای‌ها

شرب مدام را به دلائل کنی مباح — اکل حرام را بمسائل کنی روا

دوزخ به طمع خام فروشی به ممسکان — جنت با خند کام فروشی به اشتها

حوران کنیز تو که بهر کس کنی حلال — غلمان غلام تو که بهر خس کنی عطا

طبع تو در ریا مثل بوریا ز نفت — نفس تو در ربا عمل کاه و کهربا

تا کی ترا ز نشهٔ پندار در نهان — ق — تا کی ترا ز ریشهٔ دستار بر ملا

باشد همیشه پشهٔ نمرود در دماغ — ماند چهار ره افعی ضحاک در قفا

آخر ندانی اینکه بود مرده اسول — آخر ندانی اینکه بود کرده را جزا

با این گنه بر عالم برزخ مفرحیان — با این خطا جز آتش دوزخ مفر کجا

هرچند هست طبع تو مائل باین عمل — هرچند هست نفس تو قابل باین سزا

شرم آیدم که هست شفیع تو محترم — ننگ آیدم که هست شفیع تو مصطفی

آن سرور یگانه که نگذشت و نگذرد — شهنشهی بهیچگاه در اندیشهٔ قضا

مصداق اسم اول و آخر که چون الف — آغاز انبیا بود و ختم انبیا

بحر الست عین یقین منبع فیوض | موج نخست جوشش بسین نبع عطا
درویش تاج بخش سلاطین با ولات | سلطان با جگیر ا راکین بالوا
در نقطهٔ دهانش بود نکته با که هست | ق | درج رموز و باب شفاعت در صفا
هنگام خنده وقت خموشی دم سخن | صبح ازل حیات ابد چشمهٔ لقا
موی میان وروی نکو عنبرینه مو | کنه خدا و نور خدا سایهٔ خدا
بینی پاک و طرّهٔ پرخم دهان تنگ | لاریب هست شرح الف لام میم را
چشمان سرمگین ولبهای شکرین | حق بین حق شناس حق گوی حق نما
بر خلقتش دو زلف سمنبوی او دلیل | بر معجزش دو لعل سخنگوی او گوا
در مصحف رخش همه آثار خوبی ست | آما جنبش آیت کبری ز کبریا
قد راست الهی و سر آیت آنکه | عین هدایت آمد و هم غایت هدی
تن عین جان جهان جهان جهان جان | روح روان و راح روان سروران ما
از فرق تا بپا وز پا تا به سر همه سر | شان خدا صفات خدا قدرت خدا
خار رهش غبار غمش خاک درگهش | باغ ارم ریاض کرم روضهٔ صفا
با هشت استخوان نه خرد مر گدای او | بال هما و پر هما سایهٔ هما
موی ز ابروی ... صد چلهٔ کمان | بوی ز گیسوی روی صد خط ختا
مخمور چشم او نکند رغبت شراب | رنجور عشق او نکشد منت دوا
بی امر او نپاید گر چرخ در زمین | بی حکم او نتابد گر مهر و رسها
ماهی که بوده حاشیه بوسی آفتاب | ق | شاهی که بوده غاشیه داری انبیا
یکشب همین نه که دعزمیت آسمان | یکشب همین نه بر جنبیت بر آن فضا
صد ره گهی بحجره ماند و رفته بجلوه گاه | صد ره به سدره رانده و بگذشته زمنتها
صدگاه ز مهر و ز سپهر زنه تن ... | صد راه سده جسته ... گنبد قبا

خطاب بجناب امام عصر علیہ السلام

گر ناہی ہستی تو نمی بود درمیان — ق — ای قائم از وجود تو از ارض تا سما

جنبش نداشت چرخ برین و زمین سکون — تابش نداشت مہر منیر و سہا ضیا

صحرا شجر شجر ثمر و سیم و زر مشکر — دریا صدف صدف گہر و دُر قیمتی بہا

نازست ارض را ز نزول تو بر فلک — فخر است فقر را ز قبول تو بر غنا

آفاق بر بسیط ولای تو در سلوک — افلاک در محیط عطای تو در شنا

این نیلگون (آسمان ۱۲) پرند بصد حلقۂ نجوم — ق — وین مغربی (اشرقی مراد از آفتاب ۱۲) دُرّ یست بصد شوشۂ طلا

در حربگاہ قدر تو دُر عیب (ذرّه ۱۲) یست نادرست — در ضربگاہ بذل تو نقدیست ناروا

زخمی کہ در غمِ تو خورم میوۂ بہشت — زہری کہ در رہ تو کشم چشمۂ بقا

عرفان خزینۂ و رضای تو پاسبان — ایمان سفینۂ و ولای تو ناخدا

ہر طالبی کہ با تو قرین با خدا قرین — ہر ناکسی کہ از تو جدا از خدا جدا

خاقانی آن بعقد بیان معدن گہر — قاآنی آن بہ نقدِ روان مخزن عطا

بحریست بیکران چو شود آن گہر فروش — ابریست درفشان چو شود این سخن سرا

آن بر فرازِ عرش بر انداختہ کمند — وین در فضای چرخ برافراختہ لوا

ہر عہد را ز طبع سخنور رسد نوی (تازگی ۱۲) — ہر باغ را ز مرغ نواگر بود نوا

امروز گشتہ خدمت نعمت بمن بسر — امروز گشتہ دولت مدحت بمن عطا

حسانم از عرب بتولا کند خطاب — سحبانم از طرب بہ تمنا زند صلا

من نکتہ ران و اہل یقین محو آفرین — من مدح خوان و روح امین مست مرحبا

سازم بہ شعر از تو و سازم بود درست — نازم بمدح از تو و نازم بود بجا

خورشید را ز لمعۂ من تاب در جگر — ناہید را ز نغمۂ من رقص بر سما

نی نی بہ شعر فہم و شعورم بود چسان — نی نی بہ نظم سورہ (خوش‌سخنی ۱۲) و سرورم بود کجا

نی نی مرا چہ بہرہ کہ گردم سخن طراز — نی نی مرا چہ زہرہ کہ باشم غزل سرا

خرگاه مه کجا و کجا گرد رهگذار　　درگاه شه کجا و کجا مرد روستا

لطفش دهد اگر نه جسارت دم رقم　　ق　　قهرش کند اگر نه اعانت گه ثنا

هم نامه ام ز فرط تحیر رود ز دست　　هم خامه ام ز بانگ تعب و فتد ز پا

شاباش ای عزیز به نطق تو آفرین　　شاباش ای عزیز به طبع تو مرحبا

وقت ست کز ثنای تو محظوظ شد نبی　　وقت ست کز نوای تو خوشنود شد خدا

وقتست وقت این که گشای لب طلب　　وقتست وقت این که برآری کف دعا

یارب به اشکباری آدم که الامان　　یارب به زار نالی آدم که ربنا

یارب به خوش بیانی گستاخ حضرتت　　کش دست داده طول مقالات از عصا

یارب به آبدیده متاعی کز اهل مصر　　دار و سر خریدنش از شاه تا گدا

یارب به اولین گهر آخرین ظهور　　کز گوهرش نبین ز زبان یافته بها

یارب به خوش عنانی شوقی که جبرئیل　　در نیمه راه مانده ز همراهیش جدا

یارب به چار نامه نامی که هر یکی　　نازل شده به چار گرامی انبیا

یارب به نقش بازپسینی که تا نشست　　بر نامه های پیش کشیدست خط قضا

یارب به تشنگی لب آل فاطمه　　یارب به خستگی دل پاک مرتضی

یارب به بیکسی شهیدی که در غمش　　ماهی در آب می تپد و مرغ در هوا

یارب بحق آن تن در خاک غلطیان　　کش تکیه گاه بوده بر دوش مصطفی

مپسند بی وقار مرا پیش همسران　　مگذار شرمسار مرا پیش اغنیا

داریم التجا به تو گر روز و شب رواست　　خواهیم بس ترا ز تو گر صبح و در مسا

گفتی منم غفور کند گر کسی گناه　　ق　　گفتی منم قبول کند گر کسی دعا

آخر ز ما کجاست سیه کارتر دلی　　آخر ز ما کجاست دل افگارتر کجا

گه چشم بر سما که کند رحمت نزول　　گه گوش بر صدا که شود مقصدم روا

می نالم و ز نالهٔ من لرزه بر زمین — می گریم و ز گریهٔ من موج بر سما

در گریه آبروده و در آبرو نوی — در ناله رنگ بوده و در رنگ بو نوا

هر فرض کان بنامهٔ من هست خط مکش — هر قرض کان بذمهٔ من هست کن ادا

از طاق کعبه ام مفگن طوق بندگی — وز روز روزه ام منما روضهٔ رضا

از کان مکنتم به زکاتم مکن غنی — بر خوان سلوتم به صلواتم بده صلا

خاموش اے عزیز نوای تو شد نوید — خاموش اے عزیز عنای تو شد غنا

خاموش ای عزیز که شد از میان خودی — خاموش اے عزیز که شد مهربان خدا

در عرصهٔ وداد سمند تو شد روان — بر ذروهٔ مراد کمند تو شد رسا

تا روضهٔ قبول پیامت برد نسیم — تا روضهٔ رسول سلامت برد صبا

ق

از لمعهٔ سواطع اسرار افتخار — وز جلوهٔ لوامع انوار اصطفا

شد خامهات مصور والشمس و القمر — شد نامهات مفسر والفجر والضحی

هر حرف ازین قصیده بود آیت مبین — هر سطر ازین جریده بود غایت منی

رخشنده گوهریست آتش نه اخگرست — ارزنده مصحفیست نه زند و نه اوستا

تکرار در قوافی اشعار ناپسند — اشعار در تلافی این عار خوشنما

نے نی درین صحیفه که مرآت معنی است — افتاده است قافیه را عکس بر قفا

این جامه را لوامع الالهام بس لقب
وین نامه را سواطع الاعلام بس لقا



قصیدهٔ دیگر

سروشی دوش با صد جوش آمد ناگهم از در — سراپا نوش صاحب هوش دانش کوش و انشور
چسان آمد چه وقت آمد چرا آمد کجا آمد — نسیم آسا سحرگه بهر تسکین پیش این احقر
چه احقر احقر مضطر چه مضطر مضطر بیدل — چه بیدل بیدل جانان چه جانان جان جان پرور
چو موسی ع از قبس با خود قبس آمد بر موسی ع — چو عیسی ع از فلک با خود ملک آمد به پیغمبر
چو باد عاجل از مرتع چو آب سائل از منبع — چو ماه کامل از مطلع چو مهر انور از خاور
نه باد این هرزه پو هر سو مر آنرا پویه دریو — نه آب این مایه ور از جو مر آنرا بهره از کوثر
نه مه کش تیره از غم رو مر آنرا چهره در گیسو — نه خور کش زهره در پهلو مر آنرا زهره زهراتر
نوید رحمت از یزدان برید دولت از خاقان — عزیز مصر از کنعان خضر از پیش اسکندر
نزولش نزل را منزل وصولش وصل را واصل — وجودش جود را موجد صدورش صدر را مصدر
همه خندان همه حیران همه در خدمتش نازان — ز پائین تا بسر از دیده تا در خواجه تا چاکر
ز تائیدش بکف بهم ز تقریرش بلب عنسم — کلید قفل صد مخزن نوید فتح صد کشور
ز جا برجستم و رفتم چو گل بشگفتم و گفتم — تعال اهلاً و سهلاً مرحبا خوش آمدی خوشتر
خوش آئی خوشتر آئی خوش نشینی خوشترک بنشین — بصد تزئین بصد تمکین چو گل بر سر چو دل در بر
عرق از چهره برچین تا شود آب از خجالت گل — غبار از مو برافشان تا بر آید گرد از عنبر
تو و این رنج و این محنت من و این گنج بی منت — تو و این لطف بی غایت من و این دولت بی مر
گذشت و رفت طی گشت و سر آمد در غم هجرت — نه یک سال و دو سال افزون نه افزون بلکه افزون تر
چه پیش آمد کنون باری که یادت آمد از یاری — که می آئی ز در باری که خجلت باد یار آور
ولیکن هست این دیر آمدن سرمایهٔ سودے — درختی کش بدیر آید ثمر بسیار آرد بر
حدیثم را چو بشنفت او چو گل بشگفت می گفت او — چه می گفت او که می سفت از دم او لولو گوهر

نه آن گوهر که میخوانند حکیمش نطفهٔ نیسان — که در بطن صدف گیرد ز صنع کبریا پیکر
نه آن گوهر که از موجی بادجش می برد طالع — که گردد کوکب بخت بلند تارک افسر
نه آن گوهر که شاهان را بود سرمایهٔ نخوت — ولی چون بخت برگردد هم افسر می برد هم سر
نه آن گوهر که در گوش بتان از گیسوان بینی — که گوئی بیضهٔ گنجشک را روز اغ زیر پر
نه آن گوهر که دانی شبنم گلزار جاه او را — وزین غافل که بینی ترا لکشت اهل آخر
بل آن گوهر که دامن دامن از جیب نفس ریزد — که بهر خسروان بهتر بود از گنج بادآور
بیک خرمهره می ارزد بیک گل مهر می ماند — بار جش باج صد کشور بدرجش تاج صد قیصر
لبش زین گونه چون گوهرفشانی در فروش آمد — دل و دست تمنا گشت گوهرچین و گوهرخر
زگوهر ریزیش همچون صدف شد خانه‌ام پردر — لب او بهره گوئی داشت از بحر کف داور
خلیفه آنکه انی جاعل زیبد بشان او — هر آنکس کرد ابا از درگهش شد رانده هر در
بهار دوحهٔ معنی نهال روضهٔ خوبی — فروغ دیدهٔ موسی چراغ دودهٔ حیدر
سعادت با سیادت در نهادش آب در لولو — فصاحت با بلاغت در مذاقش شیر با شکر
کف او نبع قلزم در او مرجع مردم — رخ او قبلهٔ انجم ضمیرش کعبهٔ خاور
نقود عشق و عرفان را وجود حسن و احسان را — لبش مخزن دلش معدن رخش منظر دهنش مصدر
بود الحق برون از حیطهٔ عقل و خرد وصفش — اگر حق گفته‌ام حق هست از وهم و گمان برتر
بوصفش ساکن و ساکت بمدحش عاجز و قاصر — اگر رامه اگر خامه اگر نامه و گر دفتر
بود یادش شود ذکرش رود حکمش رسد فیضش — بهر محفل بهر منزل بهر کشور بهر بندر
بساط و بستر و فرش و رباط دشمن جاهش — پر از مار و پر از خار و پر از افعی پر از آذر
زهی درویشی و شاهی که دارد رونق از ذاتش — اگر سجاده در مسند اگر اورنگ در منبر
عروس دهر را در عهد او بهر هفت می دارد — مه و خور زهره بهرام و عطارد زاوش و زاور
سپاهش تیغ جان کاهش غلامش خرگه جاهش — غضنفر فر ز اژدر در بلشکر گر سکندر در

گسسته خته برلبته شکسته شحنهٔ عدلش
بپیشِ گلشن لطفش براه مطبخ قدرتش
چه جای طبع بدخواهان که گردد موم در دستش
ز پنج انگشت او پنجاب جاری هست هر بخشش
فدای نادکش جانها که آورد از رهِ شفقت
خلیل دعوتِ مور و ملخ کلکش بشهر دره
ز کلک و تیغ باشد مجمع البحرین دستِ او
زتیغش خانمان هستی کفار سنگین دل
زرخش مرا است فتح هفت کشور آمد از تابش
چو هر هفت از سلاح حرب بیاراید تن خود را
فلک پیش از ظهور او بمندی بود بی راکب
بدست او قلم از بسکه می بالد عجب نبود
نگنجد اندرین بحر از بزرگی نام پاک او
رواق چار ارکان از دو رکن نام او قائم
گهرها در کنایت سفته ام در بر بلا خواهی
محمد هست ابوبکر رض و عمر رض عثمان رض پس حیدر رض
محیط و ابر و کان فیروزه و یاقوت رمّانی
کند بر تفتگان آن ابر فردا سایهٔ رحمت
عزیزا دوخ کزین رنگین بیانی بوی خون آید
ازین گفتار تن زن بازمی گو انچه می گفتی
بآهنگ خطاب اینک نوشتم مطلعی روشن

کمند زور بند و ز دست شور و پای شر
ارم یک بوته خار آمد فلک یک تیره خاکستر
اگر فولاد اگر خاره اگر آهن اگر مرمر
فرات و آبحیوان سلسبیل و زمزم و کوثر
خطِ آزادی سنت گرفتاران بحر و بر
و کبیل رو دزی زاغ و روغن تیغش بکوه و در
یکی اسود یکی احمر کفش عنبر تفش آذر
خراب از دست ابراهیم چون بتخانهٔ آذر
و مش فهرست مرگ هر دو عالم باشد از جوهر
سپهری دانکه هفت اقلیم را گیرد بهفت اختر
جهان پیش از ورود او عروسی بود بی شوهر
که نخلی گردد و با سدره و طوبی شود همسر
نباشد در خور این بادهٔ سرشار هر ساغر
فروغ هفت حرفش هفت اختر را بود زیور
شمار پنجتن کن اول و آخر بهم آور
بود زین پنج دین از بیت دین جاه و عز و فر
بهار و باغبان و باغ و سرو و لالهٔ احمر
شود خستگان زان لاله گلزار آتش محشر
قلم بشکن که ترسم برگ جانها زنی نشتر
که باشد مدح قنبر نیز مدح خواجهٔ قنبر
که باشد از دو مصرع مشرقین نور همه گوهر

(مطلع)

الا ای کرده فیضت خاک را از قطره را گوهر
چو مهر و ماه باشد سایه پرورد تو بحر و بر

باوج علم و موج حلم هم عرشی و هم عرشه
براه فضل وگاه بذل هم سروی و هم سرور

ز ردیت پر توی شمس و قمر پروانه و ذره
ز مویت نفحهٔ حور و ملک دیوانه و مضطر

مراد از مهر و ایثار تو گر مفلس وگر منعم
شود در کلک من نظم انچه گردد در صدف گوهر

جگرا فشردهٔ عشق تو گر فرهاد ور خسرو
نمک پروردهٔ حسن تو گر شیرین وگر شکر

تو خورشید جهان تابی مروت نیست کز فیضت
سحر گل در گریبان دارد و من لخت دل در بر

تو صدرِ بزم دورانی روا داری که در دورت
کند خون در دل من آنکه ریزد باده در ساغر

چو اجزا ایم زهم باشد بحکم جوهر ذاتی
شود آبم در آتش لعل و باد الماس و خاکم زر

نه پنداری که زر جعفری دارم طمع از تو
که در فضل و سخایت داده ام ترجیح بر جعفر

نگویم یک ده و ده ده بدرگاه شهم ره ده
نخواهم صد ده و ده ده بده داد سخن گستر

ز تکرار قوافی لذتی دیگر دهد نظمم
سخن قندست وگردد قند از تکرار شیرین تر

فلک تا ژاله ریزد خار نشتر خیز تا هامون
چمن تا نفحه انگیزد از طبع سرشار تا عبهر

بد اندیشان جاهت را بسال و ماه و گه بیگه
بدستی سنگ و دستی دشنه این بر سینه آن بر سر

هوا خواهان بزمت را بباغ و در راغ روز و شب
بدامن گل بساغر باده این در کام آن در بر

فریاد عزیز

محضر حسن ترا مهر بعنوان شده است
ختم خوبی بتو ای خاتم خوبان شده است

مستفیض از لب تو عیسی مریم آمد
مستنیر از رخ تو موسی عمران شده است

هر که دل از خم ابروی تو دل خسته گیست
مه تابان شده او یا مه کنعان شده است

طاق کسری شده گلدستهٔ طاق نسیان
شمسهٔ گنبد ایوان تو کیوان شده است

...تا ایران ز حفاظ تو امان از بیران — سر و شد آتش و آتشکده ویران شده است
...جهان گرد ورود تو اثر باد بهار — هر بیابان ز قدوم تو خیابان شده است
یمن از یمن لبت کان عقیق است هنوز — طائف از مقدم تو رشک گلستان شده است
...افغان بکجه هید زامت سر زد — که گرفتار به بند غم و حرمان شده است
...ن منحوس بیفگنده اگر سایه چو بوم — از چه ویران همه معموره ایران شده است
دولت مشهد اگر رفت به یغمای بدکیش — خاک آن خطه همه گنج شهیدان شده است
...گشته با جراب بنان دار الملی — روبهی چیره به شیران نیستان شده است
...گویی که همه بوم و بر روم گرفت — بام شام از اثر شومی ترکان شده است
آنکه از هیبت او لرزه فتادی بر کوه — چون پر کاه بخود حیف لرزان شده است
آنکه کند از دهنش شیر زبان دندانها — چون زبان تشنه خموشی دو زندان شده است
...شیرازه مجموعه اسلام گسست — که چو اوراق خزان دیده پریشان شده است
گشته با لشکر دین دست و گریبان آخر — گرچه بلقان جگرش پاره چو خلقان شده است
...یونان چه یونان و چو دونان حیف — سرکش و منحرف از دولت عثمان شده است
...ر سرو به هم بر سر کین است ببین — شاه بلغار به غارت گر ایمان شده است
...یان خرم و شادند که کوه و صحرا — لاله زار از اثر خون مسلمان شده است
...و تار جهان گشته بچشم مردم — که ز غم صبح وطن شام غریبان شده است
...ستان بنیه بگوشند و بجای تکبیر — جای حیف است که ناقوس خروشان شده است
...انور انق گشت چو پیدا ناگاه — ماه کامل ز میان رفته و پنهان شده است
...سی کو که بر آرد بعصا باز و مار — زبه همه کوه و در از اژدر ثعبان شده است
عیسی کو که فرود آید از بن بام رفیع — چار سو فتنه دجال نمایان شده است
خواب خوش تا بکجا صبح قیامت بدمید — شور و شر حشر بپا در همه کیهان شده است

صبح شد صبح تو هم اذن اذان ده بلال　　گرم تسبیح سحر مرغ سحرخوان شده است
صبح سر بر زده بردار سر از بالش خواب　　فتنه بیدار شد و خلق هراسان شده است
ناخدائی زده لطف خدا را بفرست　　مبتلا کشتی اسلام بطوفان شده است
همرهی تا بسر خیل شیاطین یکبار　　زانکه از سایه آن ابلیس گریزان شده است
شام اسلام دگر بام شود کو علیی　　که از دور حبت خورشید درخشان شده است

گوش کن نالهٔ فریاد دو دیده داد عزیز
که بداد تو و امداد تو نالان شده است

شایگان قافیه چون گشته مکرر این نظم　　در خور بیش کش مجلس شاهان شده است
گشت موسوم بفریاد عزیز این اشعار　　حکم فریادرسی از دمنان شده است

قصیده

سحر که گشت زمین و زمان همه روشن　　ز در درآمده ماهی مهر از روزن
سواد کون و مکان گشت روشنم گویی　　که گشت نازل والشمس والضحی بر من
دو نور گشته ضیا بخش سینه تا سینا　　دو حور کرده پر از نور خانه تا [illegible]
یکی ز چهرهٔ او برقع آستین کلیم　　یکی ز جلوهٔ او خانه وادی ایمن
یکی چه جام بل آمد عیان ز طاق بلند　　یکی چه بوی گل آمد چمان ز طرف چمن
گر آن ز رخنهٔ در آمدم بخانه درون　　ز راه دیده مرا این کرده در دلم مسکن
یکی بطلعت سقلابیان اطلس پوش　　یکی بصورت اعرابیان عریان تن
یکی ز قند و شکر ریخت از لبان خروار　　یکی ز در و گهر ریخت در میان سخن
یکی به ذره نوازی بمهر بسته کمر　　یکی بعقده کشائی ز هم کشاده دهن
یکی سزاش بود شاه نیمروز خطاب　　یکی رواش بود ماه نیم مه گرفتن

انیس این به بهاران بود چه بند چه شیخ — جلیس آن بزمستان بود چه فرد چه زن
یکی بچهرهٔ رومی نشان خاور زای — باصل چینی ولیکن ز زلف زنگی زن
جهان کشائی ولشکرکشی و رایت کش — عطش فزائی و هم تشنه و شیم آتش زن
یکی برخ چو مهش زیر گیسوان سیاه — فرشته ‌اشته ‌سیلی خورد داهریمن
ندیده نرگس او چشم محرمی لیکن — کرشمه زاد و بشوخی مدام آبستن
اگر آن زیر تو تو برتوش هتن جلیتا — مراین ز زلف خم اندر خمش سر چوشن
یکی ز ظلمت او مرغ بام در فریاد — یکی ز فرقت او خلق شام در شیون
پر از عقیق رقیق است گر ازین ساغر — پر از شقیق برنگ عقیق از دست دهن
بجلوه او ز فلک باز چیده گنج گهر — بخنده این ز لبان برفشانده دُر عدن
ز چشم زخم حوادث بخویش ترسیدم — کر رخنه رخنه دیوار گشت چشمک زن
یکی ز شام بخلوت نشسته سر بسجود — صفا و صدق ز سیمای رخ نشش روشن
یکی بمجلس رندان نشانده شب بسحر — ز بهر نرگس مستش یکی دو شیشه این ظن
تبرکتا ز رسد آن نبارس تا پیرس — به نیم ناز خرد این زهند تا برلن
جهان فروز بچهر آن چو مهر قیصر مند — روان فزای تن این چو چهر کرزن
بیار او ست عطار زرد سنبل پیر — یمین او ست ضیا پاش بر سهیل یمن
کهن مجاور درگاه او ست بخت جهان — کهین ملازم خرگاه او ست چرخ کهن
ز باغ فضلش یک نخله و ثمر بهمر — ببوی خلقش یک نفحه و سمن دو سه من
بزور بخت فریدون فر و سکندر در — بروز معرکه بیرم برو تهمتن تن
ز خلق او ست که میر فقیر در مطبخ — بجای هیزم سوزد صندل و لادن
ز قهر و مهر بیست اینکه بهر دشمن و دوست — گهی زمانه بود گلخن و گهی گلشن

قصیده نعتیه

با این صفا که از زمی انسان برآمده — گویی ز خاک چشمهٔ حیوان برآمده

زان چشمه قطره قطره بود بحر بیکران — زان بحر بیکران دُر و مرجان برآمده

هر دُر بدیش قیمت یاقوت زانکست — هر دُر کز آن برآمده غلطان برآمده

از خاک چشمه که بود فیض آن محیط — وز نار برق خرمن ایمان برآمده

چون باد و خاک و آتش و آب است ضد هم — ابلیس ازان مخالف انسان برآمده

آسان بگیر خلقت انسان که گوهرش — بسیار سعی رفت که از کان برآمده

گه با جمال عیسی مریم نمود روے — گه با جلال موسی عمران برآمده

گاہے زگیر و دار گرفتہ زپای دار — برطارم چهارم گیهان برآمده

گه آب در رهش شده پایاب کوچه داد — با لشکرے ز نیل چو پیلان برآمده

گاہے ز آبیاری فیض قدوم او — از نار شعله خیز گلستان برآمده

یونس ز بطن ماهی یوسف ز قعر چاه — نوح از بلای ورطهٔ طوفان برآمده

روشن سواد مصر ز فر فروغ کرد — ماہے که آن ز خطهٔ کنعان برآمده

شد مهر نیم روز خجل از فروغ جود — چون ماه نیم ماه ز گیلان برآمده

گه آبیار مزرع شرع شریف شد — گه چشمه سار بحر عرفان برآمده

گه فرخی فزای جهان شد چه مشتری — گه پاسبان خلق چو کیوان برآمده

هر کوکبے که جلوه همی کرد شد نهان — کز مکه آفتاب درخشان برآمده

فرّ فروغ آن همه عالم فرا گرفت — هر ذره همچو آئینه حیران برآمده

هر شش جهت ز پرتو آن رونقے گرفت — هر هفت هفت گنبد گردان برآمده

شد خاک مرده زنده سرسبز کوه و دشت — از هر کنار سنبل و ریحان برآمده

حسان ثابت از عرب آمد مدیح سنج
از ہند ہم عزیز ثناخوان بر آمده

قصیده

ہست در فقرم ز فیض دل دولت دسترس
گرچه درویشم ولے دارم ہمائے در قفس

نقش بر آبے چو آبے با سرابے بیش نیست
ہرچه بینی فانیست الله بس باقی ہوس

شاہباز عالم قدسی شکارت دیگر است
عنکبوت آسا چه ہستی در پئے صید مگس

چشم بینش باز کن بنگر که کلک صنع او
میکشد چندین صور در نقطه ہمچون عدس

شورش صاحبدلان دارد اثر در ہر دلے
کاروانے میرود از جا بفریاد جرس

چند باشی مبتلائے رنج وانده تا بکے
پا بگل از انگبین و دست بر سر چون مگس

قطره تا دریای عمان از نوالش مستفیض
ذره تا خورشید تابان از جمالش مقتبس

محرمش را ناله آمد نے نوا و نے صدا
محرمش را ناقه باشد نے حدی و نے جرس

این شب وصل است یارب تا نیارد دم زدن
صبح را کن مبتلائے علت ضیق النفس

جان پاک و تربت نفس دنی در کالبد
طوطی گویا که باشد با کلاغے ہمنفس

چون جمل دشت و جبل از شوق می آید برقص
خاصه در راه حجاز ار باشد آہنگ جرس

میرسانم خویش را در روضهٔ سلطان دین
طے کنم چون نکہت گل راه را در یک نفس

شہسوار عرصهٔ اسری که رفتی در رکاب
طرفه گو جبرئیلش پیش و اسرافیل پس

موکبش با برگ و ساز و منزلش دور و دراز
مرکبش بس راہوار و راه پاک از خار و خس

گرمی رفتار را نازم که بستر گرم یافت
حلقهٔ در چشم در ره داشت کآمد باز پس

اینکه آوردی که آوردے برای صالحین
بہرهٔ من ہم از آن دارم ز الطافت ہوس

قصیدهٔ در نعت

ناکس و کس مانده و بلبل نه گل نی خار و خس
یاد حق کن هر نفس الله بس باقی هوس

رفت از هر پایه بالاتر و بهم بیشتر
همچون نقش پای از حیرت دو عالم ماند پس

میهمانی اینچنین و میزبانی آنچنان
یافته بر سفرهٔ اخلاص و خلوت دسترس

انچه از را زو نیاز ی کاندران درگاه رفت
نی ملک بوی شنید از وی نه شد آگاه کس

از جهان باید گذشت و جابه می باید گذاشت
جامهٔ هستی عزیزا از لبکه گشته مندرس

ای شفیع عاصیان رحمی باحوال عزیز
از تو دارد در قیامت بس شفاعت ملتمس

چند می نالد ز درد بیدلی شام و سحر
چون تو ای فریادرس یارب بفریادش برس

شد جدا آخر ز تنها رفت تنها آن مقام
سر تهی از هر خیال و دل تهی از هر هوس

جذبهٔ شوق الهی آستین او گرفت
برد تا جائیکه آنجا می نگنجد پیش و پس

مطلع ثانی

می رسد در گوش من از دشت و در بانگ جرس
میروم از خود که خود تیز رو تر زین فرس

الله الله میروم راهی که باشد بی خطر
نی غمی از راهزن نی گیر و دار از عسس

چون جمل دشت و جبل از شوق می آید قفس
خاصه در راه حجاز ار باشد آهنگ جرس

ذوق شیرین کام باشد توشهٔ منزل گرد
شوق بی پروا خرام آمد رفیق دور رس

میسازم خویش ا تا روضهٔ سلطان دین
چون نسیم صبح این ره طی کنم در یک نفس

شهسوار منزل اسری که رفتی همرکاب
طرقوا گو جبرئیل از پیش و اسرافیل پس

موکبش بابرگ و ساز و منزلش دور و دراز
مرکبش بس راهوار و راه پاک از خار و خس

رفت از هر پایه بالاتر و هم پیشتر
همچو نقش پا ز حیرت هر دو عالم ماند پس

شد جدا آخر ز تن ها رفت تنها زان مقام
سر تهی از هر خیال و دل تهی از هر هوس

جذبهٔ شوق الهی آستین او گرفت
برد تا جائے کہ آنجا مے نگنجد پیش و پس

سیر حاصل شد بسور و نور وصل شد بنور
این معانی باشد از آیات و نص مقتبس

سیر بانی آنچنان و میهمانی اینچنین
سیر شد چون یافت بر خوان الهی دسترس

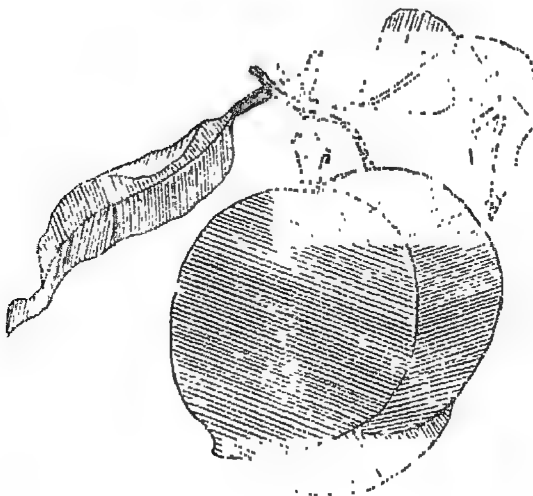
هر چه از راز و نیازے کاندران درگاه رفت
نے ملک پی شنید از وی نشد آگاه کس

گرمی رفتار را نازم که بستر گرم یافت
حلقهٔ در جنبشی در ره داشت کامد باز پس

ای که آوردی ره آورد سبا بهر صالحین
بهرهٔ من هم از آن دارم بالطاف هوس

ای شفیع عاصیان رحمے بحال عزیز
گر تو دارد در قیامت از شفاعت ملتمس

چند می نالد ز درد بیدلی شام و سحر
چون توی فریادرس یارے بفریادش برس



قصیده در منقبت حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه

کار هر کس نیست بار عالمی برداشتن ‌ ‌ درد سر بسیار دارد بر سر افسر داشتن

خاک عالم بیختن با هم دگر آویختن ‌ ‌ خون خلقی ریختن شمشیر و خنجر داشتن

خام و جام و رزم و بزم و کوس و کاس آراستن ‌ ‌ باج و تاج و بخت و تخت و زر و زیور داشتن

گرز و بار و زور و بازو دست و دل خواهد همی ‌ ‌ تیر و ترکش تیغ و خنجر درع و مغفر داشتن

شربت از بهر حبا ضربت از بهر عدو ‌ ‌ جام در یک دست و در یک دست خنجر داشتن

یک جهان دیو و پری گویا مسخر کردن است ‌ ‌ اینهمه پیل و گوزن و اسپ و استر داشتن

تا چه خونها خوردن است اشک حسرت ریختن ‌ ‌ یک بدخشان لعل و یک عمان ز گوهر داشتن

هم عرقها ریخت با بد هم هوسها خاک کرد ‌ ‌ هان ندانی سهل بحر و بر مسخر داشتن

رونق دنیا و دین در سایه هم خواستن ‌ ‌ در پناه مهر گردیدن د منبر داشتن

باز و شاهین و عقاب از نصفت و انصاف او ‌ ‌ دیده بان تیهو و کبک و کبوتر داشتن

پیکر فانوسی از دامان عدل آراستن ‌ ‌ شمع و مصباح امین از تاراج صرصر داشتن

لیک باید خویش را با اینهمه سعی و تلاش ‌ ‌ خوفناک از بازپرس روز محشر داشتن

بار دنیا هر کسی برداشت گاوی بیش نیست ‌ ‌ شیر مردست آنکه دامن دل ازو برداشتن

چیست دنیا مشت خاک تیره بس کی رهی بود ‌ ‌ از برای مشت خاکی دل مکدر داشتن

شو برون از پرده صورت که دانی خویش را ‌ ‌ چون نگه در عین عنصر باطنی ستر داشتن

بگذر از بیهوده گردی بگسل این سررشته را ‌ ‌ خویش را تا چند سرگردان چو چنبر داشتن

شو جهان افروز مهری نی که همچون آینه ‌ ‌ میتوانی خانه خود را منور داشتن

گر سفر خواهی بعود از خویشتن چون بوی گل ‌ ‌ از نسیم صبح خضر ره بتوان برداشتن

یک دل پر درد برگ صد خیابان رحمت است ‌ ‌ ور نه بی سود است صد دل چون صنوبر داشتن

دل منه بر سرخ و زرد باغ کاهل در درا — خوشتر آید بیدهٔ احمر چهرهٔ اصفر داشتن

عاقبت در چنگل شهباز خواهی شد اسیر — تا کجا سر در هوا همچون کبوتر داشتن

بگذر از سودای خودکامی که نابند عین غین — چشم بر نخچیرگاه از بهر عنبر داشتن

آنکه چندین خرکشد بار ترا غافل مباش — شب بخفته عیسی از تیمار یک خر داشتن

در لباس زر پرستی گشته آذر پرست — این کله تا چند چون زرتشت بر سر داشتن

حرص آز اصحاب فیل و کعبهٔ اخلاص است دل — کعبه را باید مصون زین فتنه و شر داشتن

حرص جان کاه دد تو میدزدی لب از حرف طمع — دزد نقاب و تو خواهی قفل بر در داشتن

خرقه پر از رقعه اما دل به مرقع باختن — جای بر سجاده اما جاده دیگر داشتن

گفتگو بر عظمت توریت و انجیل و زبور — مصحفت اندر بر و پازند از بر داشتن

آرزوی انهدام چار دیوار حرم — بهتر از برکندن بنیاد خیبر داشتن

شام خفتن را ادا ناکرده نفل نیم شب — صبح دیشین را نخوانده قصد دیگر داشتن

تا کجا بر پای ریو دیو گشتن ره سپار — تا کجا ابلیس را تلبیس رهبر داشتن

چار چیز است آنکه از وی چار سوی هر را — میتوان با زیب دین و عزت و فر داشتن

پرتو صدق است و عدل و لمعهٔ آزرم و رزم — آدمی را لازم است این چار گوهر داشتن

هست هر چار دیوار سلامت ناگزیر — آب و خاک و باد و آتش برابر داشتن

پست همت در سعود این رواق چار طاق — در فرودین پایه باز از لنگ و لنگر داشتن

سوی پیش از هر سو که می بینی بچشم کم مبین — کعبه را از چار سو باید موقر داشتن

در ره هدی خود باید که باشی چار چشم — نی که چون جاهل غرورا خواهی عور داشتن

جوی شهد و شیر و جوی باده سهم از جنت — کفر نعمتهاست تنها دل بکوثر داشتن

بگذر از کثرت که دار و لشکر ناگزیر — از جناح و ساقه و از ایمن ایسر داشتن

نو عروسان را یک آئینه باشد کار و بس — مرد را زیباست چار آئینه در بر داشتن

بایدت در جای موج زرق و زور و مکر و کید — کشتی ایمان خود را جای لنگر داشتن
با صفا و صدق و مهر و لطف کن دل را سجل — زانکه با مهر و نشان بایدت محضر داشتن
مهر طهرش را چو از وی هست نوری هم ازوست — چشم یمن و فرخی از سعد اکبر داشتن
جرأتی در کار و باید بخت و دولت یار غار — رنج از افعی کشیدن گنج در بر داشتن
ظرف هر کس نیست با صد چشمه سار زندگی — ساغر جانرا پر از زهر آب خنجر داشتن
طاغیان شوریده بخت افتاده ور نه سهل نیست — نیل را چون نیل در طغیان مسخر داشتن
از در دین کن طلب دنیا که مستغنی کند — چشم امیدت ز درویش توانگر داشتن
شوق را میرم که او با مصحف زینت — دیده بر قرآن و تیغ تیز بر سر داشتن
رو بسوی چار بند شهر علم آری اگر — اولت چشم گشایش باید از در داشتن
لیک پیدائی که در دارد بنا بر چار چوب — گر یکی داری بجفت باید سه دیگر داشتن
رهنمائی کرده‌ام در پردهٔ این رمز و بس — بایدت راهی بمقصد زین در اید بر داشتن
حیدر صفدر که اسمش اسم اعظم هست ان — میتوان در کف کلید هفت کشور داشتن
بنده اش را بس بود بهر شکست لشکری — در بغل شمشیر و بر لب نام حیدر داشتن
آن جهان پاک خواندند از انکسارش بو تراب — خاک را می باید از افلاک برتر داشتن
نیست جز تائیدی در کی چون خیبر دری — کندن و بر کنده را بر کف و معبر داشتن
هم خدا خرسند و باید بخت و طالع هم بلند — از نبی دختر گرفتن زان دو اختر داشتن
قطعه — باهم یکجا از دو مرز و هم آویز و ستیز — تیغ در یکدست و در یکدست ساغر داشتن
زین جهان دشمنان غرقاب دوزخ ساختن — زین جهان دوستان سیراب کوثر داشتن
از وجود خویشتن بودن بخیر اندر سجود — وز کف بدبین منکر زخم منکر داشتن
پستی فکرست بهر خطبهٔ تعظیم او — کرسی نه آسمان را زیر منبر داشتن
تشنه اش را روز محشر باعث خجلت بود — در زمین هجر وان تسنیم و کوثر داشتن

گشته از منقار شگافی تیغ او انگشت کش
گز نبی آموخته سر از دو پیکر داشتن

دارد گیرش گر نیاز دشمنان منت دست
در عدم عطف عنان از رحم مادر داشتن

زارع کشت شکوه او بود گر سپهر
از برای حصه چیدن دگاو و گوذر داشتن

ز هیبت خورشید یکسو نه که او جیش سام
ز هیبت روز ازل بایست پا بر در داشتن

جان بقربان سراپایش چه معراج است این
سر بعرش و پای بر دوش پیمبر داشتن

عرش و کرسی آن زمان لرزید از هیبت بخویش
طاقت کس نیست این بار گران بر داشتن

هر کرا در سر هوای عرش سیاری بود
باید از موران راهش خم اهش بر داشتن

شب چو آبستن بمهر او بود زان در خور است
نام زنگی بچه خورشید انور داشتن

چون بمهر مهر او آورده خط بندگی
مر قمر را مهر خوان بایست قنبر داشتن

نسبت فرش رهش با عرش کردن ابلهی است
آسمان را با زمین نتوان برابر داشتن

هست اکسیر وجود و کیمیای معنوی
خاک راه آل را گوگرد احمر داشتن

پادشاها بر روا تو خواجه و من چاکرت
خواجه را چشم کرم باید بچاکر داشتن

بنده کم خدمتت ساده اخوش طاعت نیست
خواجه مسکین نواز از بنده پرور داشتن

جان که از جور فلک رنجور و محزون آمده
در جوار روضه ات خواهم مجاور داشتن

میرسد گر بر سواد این ورق نازد عزیز
آسمان بر خود چرا باید ز اختر داشتن

نامه شوقی که دارد آن سوادی از خلوص
بایدش بهتر ز صد طومار و دفتر داشتن

گر نه از وصفت فلک خواهد زر سنجید هم
در ترازو از چه هست این خیره زر داشتن

نی غلط گفتم فلک را نیست سنگ این عیار
گوهری نتوان شدن ز آن گنج گوهر داشتن

گر تو با خاک ره خویشم بسنجی از کرم
پیش من بهتر بود از پنج سنجر داشتن

خوش نبشته هست بهر طرح گستر روز حشر
جا بزیر آن لوای سایه گستر داشتن

قطعه مشتمله بفریاد غیب

ایکه رای تو بود روشن و طبع تو بلند	جا همی آنست که نظمت به ثریا ماند
سطر سطرش بسر زلف دل آویز شبیه	حرف حرفش بخط و خال دل آرا ماند
هست انگارهٔ دلخواه نگارا نگلیون	یا که با پارهٔ از خنده و ز استا ماند
نکته‌ها هست بهر نقطه و هر نکته بود	دلنشین نقطه که گوئی بسویدا ماند
قبلهٔ پارسیان ست همانا هر بیت	گر دل آویزی و خوبی بکلیسا ماند
معنی و لفظ ز مجنون نشان دل برد	که به لیلی و سیه خیمهٔ لیلی ماند
بقلم هر که در این راه قدم بردارد	بعصا را رود و لیک با عمی ماند
صد چو خورشید درین بادیه پی شد افتد	صد چو جمشید درین مرحله شیدا ماند
جادهٔ پیشروان سپری واز تو ظهیر	پیشتر رفته و حیف ست که پس وا ماند
سر برافراز که ملک سخن از ملک تو شد	بسکندر بر سد آنچه ز دارا ماند
چشم دارم که کنی کلبهٔ تارم روشن	ایکه با رای تو خورشید بحربا ماند
چشم بد دور بود طرفه سوادی چشم	گر خیالت بسیه خیمهٔ لیلی ماند
چاه کنعان بخیال تو بود گر چشم	دل بخلوتکدهٔ خواب زلیخا ماند
نگر از دیدهٔ مشتاق من آموخته است	که براهت در غمخانه من وا ماند
ده که مشروط باین شرط بود آمدنت	که فلان همسفر و همره و همپا ماند
هوش و صبر و خرد از آمدنت باز آید	چه نو زیجا بروی کیست که برجا ماند
با همی رشک از چه نبودی به بیان میگفتم	که خدایا تو چه پنهان و چه پیدا ماند
ای خوشا چو نو حریفی نه بیچی بچمن	باده پیمایند و هم باده پیما ماند
چون شود از من و تو جمع بجز این برگ	جام گردد چمن و گنگ بمینا ماند

وندران مجمع بحرین وجود من و تو — فاش گوئیم که با خضر و موسی ماند

باز میگردم ازین راه بمقصود بویم — موسی و خضر همان به که همین جا ماند

بزم آرا چو شود فرقهٔ روشن رایان — مهر رخشان خجل از پرتو آن را ماند

جادو و شعبده و مکر فسون پردازان — همه باطل ز عصا و ید بیضا ماند

تشنگان را بدهد ساغر و سیراب کند — لطف ساقی که بتردستی سقا ماند

نشهٔ اخروی و نشهٔ دنیاوی را — بیکی جرعهٔ می نشه دوبالا ماند

گه گرانمایه سحابی ز افق برخیزد — قطره ریز آید و هر قطره بدریا ماند

گه روان بخش نسیمی بچمن آویزد — نغمه بیز آید و هر نغمه طربزا ماند

گه ادیبی ز فصاحت بدرار آید — گه طبیبی ز حذاقت بدوا ماند

گه خطیبی ز میان خیزد و ایستد برپای — تا در افتادگی آن طائفه برپا ماند

اشک هر دیده شود سیل و به بطحی برسد — آه هر خسته کشد قد و بجوزا ماند

انهمه گفت و شنو باشد ازان سو که بقوم — دل و دانائی و دین ماند و دنیا ماند

دین و دولت و دنیا همه تو هم باشد — پس همان به که هم اینها و هم آنها ماند

لیک هر کس که بدنیا بفروشد دین را — به یهودا دبا خوان یهودا ماند

وانکه دنیاش بکام است کشد رو درهم — تا سپاسی ست نفور از من و سلوی ماند

دین و دنیا همه آنست که تا جان داری — غم امروز و هم اندیشهٔ فردا ماند

در همین مکتب ملا همین طفلانند — هر یکی از دانش و از داد معرا ماند

گر همین فتوی همت بود ای ساده دلان — نه فتاوی و نه مفتی و نه افتا ماند

گر قضا و قدر اینگونه تقاضا دارد — زود باشد که نه قاضی نه قضایا ماند

هیچ زین باغ و ازین راغ نماند بهیات — لیک داغی بدل از سهر ولا سا ماند

گرچه اسلام غریب است و دشمن غریب — ای غریبان نگذارید که تنها ماند

آخر از خانه خرابی خود اندیشه کنید   مپسندید که این خانه بصحرا ماند

دل بران لعل گران مایه چرا خون نشود   که به خوار تر از خورده مینا ماند

یوسف اندر دهن چاه رود وا اسفاه   یونس اندر شکم حوت دریا ماند

کعبه لرزد بخود از حملهٔ سیلاب تا چند   زیر صد کوه محن دامن بطحی ماند

گر آن طائر فرخنده کند باز مدد   عزت و حرمت مرغان حرم تا ماند

ہای آن طائفه کو طائف بیت الحرم است   دور از قافله سرگشتهٔ بیدا ماند

کوکب دولت این کوکبهٔ عز و وقار   حیف کز فوق ثریا به ثری وا ماند

عیش از خیرگی این وقت بماتم ارزد   روز از تیرگی افسوس که شب را ماند

اتفاقست که شیرازهٔ جمعیت اوست   ورنه دشوار که این نسخه مجزا ماند

نیک مرد آنکه ره و رسم نیاگان گیرد   آب مند آنکه بر رسم و ره آبا ماند

نیست بی داغ ازین غصه و غم هیچ دلی   گل درین گلکده با لالهٔ حمرا ماند

یاد آن خطهٔ آباد که خوانی بغداد   داد از آن باغ کز و داغ بجا ماند

رفت آن عهد شد آن مهد که از زیبائی   خار آن با گل و خارش بدیبا ماند

میتوان گفت جهان خلعت عباسی یافت   روز روشن که کنون بشب یلدا ماند

اگر این نخل کهن پرورش از نو یابد   برگ و بار آرد و بالیده و طوبی ماند

گر ازان نافه که از ناف زمین خاست دگر   نفخهٔ گل کند این بادیه بویا ماند

مدد ای کوکبهٔ طالع و ای بخت بلند   که دگر رایت اقبال فلک سا ماند

با جهان بی سر و پائی و چنین پست و بلند   سر فلک سا و قدم بادیه فرسا ماند

از زمین باز بافلاک رسد این کف خاک   سیر اگر بر اثر سالک اسری ماند

آن زمان هر دو جهان وی یک قبله بود   در نظر چار جهت جای مصلی ماند

هان بهان تن زن و بشکن قلم ای معنی سنج   دست و دل چند بانشا د بانشا ماند

بندہ شو بندہ گرت خواہش آزادی ہست   رستگاریست گر این سلسلہ برپا ماند
بندہ آنست کہ خرسند بصد بند بود   بندہ آن نیست کہ دلگیر ز مولیٰ ماند
ہست ہر نقش و نگاری بجہان نقش برآب   مگر آن نقش کہ از سجدہ سیما ماند
ما نمانیم و نماند بجہان ہیچ ز ما   بجز این ماند و ماند کہ ہمانا ماند
نے غلط اینکہ نماند ز جہان ہیچ عزیز   ہمہ ماند کہ خداوند تعالےٰ ماند
گشت موسوم لقب یاد غریب این اشعار   اسم باید ز حقیقت بمسمّٰی ماند

مخمس در منقبت حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شاہ خوبانی و خوبی بتمامی زیبد   چتر شاہی بسر از ظل خدا می زیبد
با چنین صدق و صفا مہر و وفا می زیبد   با چنان روی چنین لطف و تمامی زیبد
خط ترا خال ترا حسن ترا می زیبد

ہمچو سرو از چمن حسن بپے خاستہ اند   قد رعنای ترا دیدہ ز غم کاستہ اند
تا سراپای تو روز ازل آراستہ اند   جامہ زیبای تو از درگہ حق خواستہ اند
خلعت ناز بغیر از تو گرامی زیبد

ہیچ سروے چہ تو از گلشن ایام نخاست   زانکہ نخل قد رعنای تو احق افراشت
چون قضا بہر تو تشریف بکارم آراست   جامہ زیبی و خوش اندامیت از اندر خواست
خلعت ناز بغیر از تو گرامی زیبد

نور اطلاق چو شد دائرہ پیمای وجود   حلقہ میم ز آغوش احد روئے نمود
احمد از پردہ توحید تجلی فرمود   ذات والای تو شد مرکز پرکار شہود
قطب حق گو نیست ار قبلہ نامی زیبد

نور عین نبی و عین علی قرۂ عین   مظہر خلق حسن مرتبک چشم حسین
لطف حق دادہ سرالہی از زیب و زین   جلوہ گر شد بلباس تو جمال حسنین

این قبائیست که بر قد شما می زیبد

خُلق احمدؐ دم عیسیٰ کفِ موسیٰ داری طلعتِ یوسفی از چهرهٔ زیبا داری
در یکتائی تو بر تاج شهان جا داری آبروا ز صدفِ حضرتِ زهراؑ داری

همه اوصاف نکویان بشما می زیبد

خادمِ درگه تو در خور شاهی باشد زیر فرمان تو تا ماه ز ماهی باشد
سینه ات مخزنِ اسرار الٰهی باشد چهره ات منظر انظار آلهی باشد

لاجرم نام تو محبوب خدا می زیبد

گردنِ اهلِ ولا از قدمت طوق بست نقش پای تو درین راه نگر نقش بست
نرسد هیچ کسے را بقدمگاه تو دست دست پاکت که دران نور ید اللّٰهی هست

دستگیر من افتاده ز پا می زیبد

نالم از حرص و هوا روز و شب و صبح و مسا گوش کن گوش فغان من بے برگ و نوا
داد خواه آمده ام پیش تو فریاد رسا مشو آزرده ز فریاد من و این غوغا

بر در اهلِ کرم شور گدا می زیبد

هست پر نور ز انوار رخت ارض و سما ماه و خورشید ز حسن تو کند کسب ضیا
روشن از تاب جمال تو بود هر دو سرا کرده در دیدهٔ دل عکس رخ خوب تو جا

هر دو جا جای تو ای بدر دجیٰ می زیبد

رسدم از طرفِ ناظمِ بیچاره کلام بر نبی و آل کرام و همی آبای عظام
خاصه بر جدِّ کریم و همی اصحاب تمام برسان شام و سحر تازه تحیات و سلام

(ناتمام)

عرض حال در درگاه حضرت خواجه معین الدین چشتی علیه الرحمه بحالت بیماری

صبا بجانب اجمیر رو بصد تگ و تاز — سلام من برسان با هزار عجز و نیاز
دهند بار اگر بندگان آن درگاه — بده ز جانب من عرضه‌گاهی غریب نواز
غریب بادیهٔ شوق‌ست عزیز بی سر و پا — ز رشتهٔ عمر روانش بسی نشیب و فراز
ولی دریغ که از بخت نارسا نرسید — بدان دیار که باشد بهشت نعمت و ناز
ز رفت راه حجاز و نراند ناقهٔ شوق — نیافت ره بحقیقت ز عرصه‌گاه مجاز
جمال کعبه ندید و طواف خانه نکرد — نه سعی و عمره نه رمی نه با نیاز نماز
نه نفس را ابنا کشت و کرد قربانی — نه فدیه که بران شرع داده حکم جواز
حدیث شوق برمز و کنایه کرد ادا — به بندگان تو پوشیده کی بود این راز
هنوز هست گرفتار حزن و رنج و الم — هنوز هست اسیر هوا و حرص و آز
دلش بدست غم جان شکار از غم‌ری — بود بحالت گنجشک اسیر چنگل باز
چه نسبت است شب افروز شمع را با وی — که روز و شب بود او مبتلای سوز و گداز
ظهور سوز درون را ابنا حاجت نیست — که بی فتیله دهد روشنی چراغ گداز
چنان ز خارش جسم نزار وی فرسود — که ناخنش نتوان کرد عقده‌ها را باز
روان ز دیدهٔ او سیل اشک تا بکجا — ز چشم لطف نگاهی بسوی او انداز
اگر نوای قبولی ازین نواح رسد — ز پردهٔ خودی آید برون چو نغمه ز ساز
اگر صلای حضوری درگه تو دهند — رسد بمنزل مقصود بیش ازان آواز
اگر ز جانب این روضه باشدش کششی — چو برگ کاه ببال هوا کند پرواز
تو نیک آگهی از حال او چه گویم من — که عمر کوته و می‌باشد این فسانه دراز

بخدمت تو چو امروز التجا آورد
امید ہست ز لطف و عنایت و کرمت

بحضرت تو چو آمد کنون مدیح طراز
کہ از غریب نوازی شوی عزیز نواز

امید ہست کہ در ہر دو گیتی از مہرت
بعز و عزت و اعزاز می شود ممتاز

عرض حال دیگر

ای طبیب دردمندان عیسی دوران ما
جانِ ما جانانِ ما ای دین ما ایمانِ ما

لطف فرما کن علاج درد بیدرمانِ ما
آگہی از حالِ زارِ ظاہر و پنہانِ ما

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطفِ تو مرہم تشنہ را ماء معین

ای درت طجای من ای بندہ ات مولای من
در طریقِ مستقیم آنکہ کہ لغزد پای من

در دل خدام درگاہِ تو بادا جای من
گر نگیری دست من ای وای من ای وای من

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطفِ تو مرہم تشنہ را ماء معین

ایکہ ہست اکسیر اعظم خاکِ پاکِ کوی تو
روز و شب در جستجوی تشنہ کامان جوی تو

خشک مغزان جہان را تر دماغ از بوی تو
دردمندان را شفای کامل از داروی تو

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطفِ تو مرہم تشنہ را ماء معین

ایکہ خیل انس و جان دارد طواف مدفنت
روز و شب افلاک اگر دش بود پیرامنت

عرشیان رو بند شام و صبح فرش مسکنت
فرق ما و آستانت دست ما و دامنت

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطفِ تو مرہم تشنہ را ماء معین

کرد حکم عرض حال خود مرا وارث حسین — آنکه از وی مسند شرع است با صد زیب و زین
آفتاب اوج عرفان عین اعیان نور عین — از جمال باکمال او منور مشرقین

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطف تو مرہم تشنہ را ماء معین

پیر دلگیرم ضعیف خستہ جان و ناتوان — وہ مرا تاب و توان شاہا بحق این جوان
تا کجا از بینوائیہای خود باشم نوان — تا بکے در سینہ دل باشد طپان در تن روان

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطف تو مرہم تشنہ را ماء معین

باوفور اضطرار و باکمال اضطراب — با دلے پر تب و تاب و با رسائی پر شتاب
بر در دست آمد عزیزا امیدوار فتح باب — آرزو دارد کہ گردد باریاب آنجناب

یا معین الدین چشتی کن اعانت شو معین
خستہ را لطف تو مرہم تشنہ را ماء معین

قصیدہ در مدح حضرت شاہ موسیٰ اچی[1] رحمۃ اللہ علیہ موسوم بہ فیض موسوی

ای تو ہے موسیٰ بنام و ای چو موسیٰ عصا — من عصیٰ و من غوی گردید زرق از تو رہا
موسیٰ کش بود تسلیم و رضا بس تکیہ گاہ — اتکا یش بر خدا و نے عصا یش متکا
رہ دہد موسائیان را نیل با نیل مرام — میکند فرعونیان را غرق امواج فنا
موسیٰ عیسیٰ دم خضر مبارک مقدمے — زہر را دادے دمش خاصیت آب بقا
یاد لائے کز ولائے حق نشد غافل گہے — یا خدا لے کز خدا یکدم نمی گشتی جدا
نقش بند دلپسند کارگاہ لا الہ — مانی صورت نگار معنی الا و لا
با کمالی کز کمالش ماہ را کامل فروغ — با جلالے کز جلالش مہر را حاصل ضیا

[1] ط۔ سرور مرشد حضرت مولانا حافظ حاجی شاہ عین القضاۃ صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

در شریعت در طریقت کرده حاصل روز و شب — گر صفا از مصطفی و گر رضا از مرتضی

والی ملک ولایت الخاص رسول — سرگروه انبیا و اولیا و اصفیا

در حقیقت غیر حق با هیچ یک کاری نداشت — حق پرست حق شناس او در حق بین حق نما

تاجدار ملک فقر و تاج فخری بر سرش — شهریار شهر عشق و تختگاهش بوریا

کجکلاه بی سپاه و لشکرش حزب الله — پادشاه بی کلاه و افسرش ظل خدا

بستهٔ زنجیر او تازی و سگ ابلیس و نفس — کشتهٔ شمشیر او فربه و گور آز و هوا

ذرهٔ ناچیز یعنی بندهٔ مسکین عزیز — گر بظاهر غایبی میداند او حاضر ترا

از توجه آبرو اینش بود بس آرزو — از تو میخواهد دعا اینش بود بس مدعا

آفتاب اوج عرفان مولوی عین القضا — جانشین دلنشینت مسند آرای قضا

کرد مامورم باین خدمت که گشتم و شیدو — از ثنای خاک درگاهت که هست آن توتیا

صحبت او کیمیا باشد برای طالبان — پرتو سیمای او بهتر بود از سیمیا

سینه اش گنجینهٔ سر خفی هست جلی — باید آئینه کز هر دو سو دارد جلا

علم ظاهر علم باطن را وجودش سند است — فیض جاری فضل باری هست بهر ما سوا

پایه بخشانیم بخشیدن احسان دیست — از نه هیچ سرگروه امت خیر الورا

اندرین اشعار کلک من ید بیضا نمود — گر به فیض موسوی موسوم شد باشد روا

بر دعا این جامه را کردم تمام ای طالبان
سایهٔ او باد یارب بر سر ما و شما



قصیده تهنیت مشتمل بر فتح یونان بحضور پر نور حلقه بگوشان باب عالی متعالی و خاص بوسان عتبه علیه عالی امیر المؤمنین و خلیفة المسلمین سلطان البحرین و خاقان البرین خادم الحرمین الشریفین زادهما الله شرفاً السلطان عبد الحمید خان غازی خلد الله ملکه و سلطانه و افاض علی العالمین بره و احسانه

ای طراز لشکرت از اتباع شاه دین — رایت انا فتحنا آیت فتح مبین
مهر دست دولتت بس مهر ختم الانبیا — چتر فرق صولتت بس ذیل رب العالمین
جیش انصار ترا پیوسته نصر الله نصیر — فوج جرار ترا همواره حزب الله معین
اشهب دارد بدم گویی فلک در صولجان — ادهم آرد بسم یونان زمین زیر نگین
هست بر دورت مدار آسیا و آسمان — هست بر امرت قرار اوربا و دیورین
ز انحراف سرکشان عصری عسر الیم — در خلافت خسروان عهد فی خسر مبین
آسمان بین به که باشد جبهه سایی در گهت — از نشان چون ماه آلش کرده حق زین جبین
نازش فغفور بر چین ابلهی باشد که هست — زیر دستان ترا پیوسته چین در آستین
پیش ایوانت بسر افتاده مهر الافشان — گرد اورنگت بپا استاده هر کرسی نشین
چون بخندد اهل دین بر سواد فتحی آنچنان — چون نگرید اهل کین بر افتاد کسری اینچنین
گویی این فتح است معراج بقا تا منبع — گویی این فتح است مفتاح فتوحا مبین
حق چو این مفتاح دادت خیز و بگشا در آن — بشکنم بر دست هر جا هست قفل آهنین
وقت آن آمد که کوس موکب آرد خروش — گوش بر آواز دارد هر مهین و هر کهین
کرد یونان هیچ دونان شورشی بر ملک روم — مشت سگ عوعو زنان جستند بر شیر عرین
حمله [illegible] — دل همی [illegible]
عاقبت این سرکشان انگیزی از دست حرص — پا بگل افتاده مانند مگس در انگبین

جای حیف است اینکه شد ناکس چو خناس　　سرکشی کردند از امیر المومنین

سرکشی شد باعث لشکرکشی ورنه نداشت　　هیچ سازی سر بپا مال جمع اهل کین

فوج یونان آن طرف آمد بتمکین انتظار　　آن چو اصحاب شمال و این چو اصحاب یمین

کوکب مسعود با منحوس کرد آمد قران　　موکب منصور با مقهور شد باری قرین

شیر جست از کنام و شیر مردان از خیام　　تیر بیرون از کمان و تیر افگن از کمین

نعرهٔ یا حی زنان و نغمه چون نی زنان　　بر هیونان هم زنان و هان و هین آن و این

شورشش پاشی ز برق و غلغل تندر و برق　　بر شد از میدان کین تا آسمان هفتمین

ابر و باد آورد برق و رعد بر اهل عناد　　توپ تیر افگند تا بتارکهای مفسدین

از خلیدنهای تیر و از شکافیدن تیغ تیز　　هر سری صاحب سری [illegible] سرین

جسم و جان آمد برون آن از تفنگ [illegible]　　دست و تیغ آمد برون [illegible]

در رماح از حرب هم شد اتصال لام الف　　در سیوف از ضرب هم دندانه ها مانند سین

جا گرفته گردنان بر سینه های دشمنان　　خنجری در دست ایشان خنجری اندر زمین

فهد و شیر آویخته با هم دگر چون فهد و شیر　　شور و شر آمیخته با هم دگر چون آب و طین

گردنان یکبارگی استاده بر خونخوارگی　　دشمنان از بارگی افتاده اندر بارگین

گرد چندان دست و پا زد دستی سر کاف قلم　　کز کتابت گشت شل دست کراما کاتبین

ماهتاب دولت یونان در آمد در افول　　اندر آخر گفت هر یک لا احب الآفلین

آفتاب نور سلطانی که ظل ایزدیست　　تافت چون بر مومنان هم آمنوا هم آمنین

هست مشهور اینکه یونان در سلف شد غرق آب　　حالیا نیمی کرشد غرقاب سیل آتشین

قصه کوته بر غنیمت دستها آمد دراز　　پوست از شیران کشیدند از زره هم پوستین

زان هزیمت از غنیمت شد نصیب غازیان　　تیغ و خنجر درع و مغفر جل و استر اسب و زین

بنده آزاد کو از بند فرمان سر کشد　　مر سزای او همین است مکان آتش همین

می‌شود در دیده خوار افتد ز اوج اعتبار ‌ ‌ ‌ ز اتفاق و بخت گردونی شود گردون نشین

داد این گشتگان را خود طبیب روزگار ‌ ‌ ‌ عاقبت سوداشکن صفراشکن سرکنگبین

لطف را نازم که با این کارزار و کر و کار ‌ ‌ ‌ ملک بشد لمن که فاتح داد امان فیشد لمین

بر چنان مهر و مروت مرحبا صد مرحبا ‌ ‌ ‌ بر چنین لطف و فتوت آفرین صد آفرین

این تلطفها که دیدند آن همه سرخوردگان ‌ ‌ ‌ خسته را انگبین شد تشنه را ماء معین

شد عیان در خلق آثار غنا جای عنا ‌ ‌ ‌ شد بلند از خلق آوای چنین جای چنین

گشت شاد از عهد رافت گر صغیر و گر کبیر ‌ ‌ ‌ کرد جا در بهر راحت گر بنات دگر ببین

نغمه‌خوان مرغ خوش‌الحان بسایهٔ هر چمن ‌ ‌ ‌ گلفشان باد بهاری آمد از هر گلزمین

خاک قسطنطنیه از جوش بهار خرمی ‌ ‌ ‌ یک خیابان یاسمن شد یک بیابان یاسمین

شاد و خرم دوستان و تازه و تر بوستان ‌ ‌ ‌ دوستان از فردین بوستان از فروردین

تهنیت‌خوان تهنیت‌گو گشت بلبل با گل ‌ ‌ ‌ چنگ‌زن آهنگ‌زن شد باربد با رامتین

داور دین‌پرور سلطان دین‌پرور دادگر ‌ ‌ ‌ قهرمان خشک و تر فرمانروای با دو طین

عرصهٔ هندوستان زین داستان شد بوستان ‌ ‌ ‌ دوستان و بستان سرای فتح شاه راستین

راند بر خصم ادهم از رزم و عزیز از لکهنو ‌ ‌ ‌ این به شمشیر زبان آویخت آن با تیغ کین

چشم یونان شد سپید از لمعهٔ تیغ آن ‌ ‌ ‌ روز دونان شد سیاه از خامهٔ تحریر این

این به تقریر آن به شمشیر این چه آورد آن چه کرد ‌ ‌ ‌ تر زبانیها ببین و سرفشانیها ببین

اجرت این خدمت آن باشد که گوئی هر نفس ‌ ‌ ‌ آفرین صد آفرین بر کلک معنی آفرین

آنکه از آرایش عهد نو زر بخشیت ‌ ‌ ‌ هست گیتی گردن و گوش عروس نازنین

روشن است از کهکشان گم کردن ها پنهانست ‌ ‌ ‌ شاخ زرین از کف گاو زمین گاو برین

مرغ زرینی به آب و تاب آید در نظر ‌ ‌ ‌ هر سر آن شاخ زرین هر طرف کاخی برین

هست این از رنگ هم برنگ آن خیم سواد ‌ ‌ ‌ بیت بیتش و کتابه دلنشین چون نقش چین

گر تصرف در قوافی رفت دیکر اے درو — چیده ام خوانی که گیرد بهره زان نکته چین
چند لافی ای عزیزاده ز زیبا نهاخود — کن دعا اکنون کم آمین میکند روح الامین
تا مه نو ضو فشان خورشید تا پرتو فشان — آن ز چرخ اولین این از سپهر چارمین

چتر مهر و تیغ قهرت سایه گستر در جهان
آن بفرق مسلمین و این بفرق مشرکین

قصیده در تهنیت ورود مسعود شهریار کامگار سراج الملة والدین مجتبی امیر حبیب الله خان بادشاه دولت خداداد افغانستان خلد الله ملکه و سلطانه

جهاندارے ببر اعظم هندوستان آمد — سپهری در سپهرے یا جهانے در جهان آمد
ز شمشیرش ید بیضا بجان بخشی ید طولی — کلیم از طور سینا یا مسیح از آسمان آمد
منوچهرے جهان افروز با چهر منور شد — فریدونی در افشان با درفش کاویان آمد
بکف مهر سلیمانش هوا پامال جولانش — زمین زیر نگین و آسمانش زیر ران آمد
سحابے در ره هر خشک و تر گرم گهر ریزے — بهارے بر سر هر خار و خار اگلفشان آمد
صدائے کامیابی از لب ایاغ بگوش آید — صلائے فتح باب از درگه پیر مغان آمد
مدام از شرق سوئے غرب آید آفتاب اما — عجب کز باختر امروز سوئے خاوران آمد
نشاط آمد آمد بین که از هر سو بگوش آید — خوش آمد خوشتر آمد شاد آمد شادمان آمد
کے آمد روز فیروزی چه ابر دل افروزی — بیان چون باد نوروزی کجا در گلستان آمد
الا ای نکته سنج نکته پرداز سخن پرور — کنایت تا بکے آخر که بهمان و فلان آمد
سراج ملت و دین آفتاب مطلع تمکین — امیر المومنین یعنی حبیب الله خان آمد
وجودش آیت رحمان چه جزو جزوی از قرآن — چه قرآن حافظ ایمان و حرز مومنان آمد
سلیمان فر اولی الامرے که توقیع جلال او — سجل با مهر مهر خاتم پیغمبران آمد

خور از بہر کلاہش گاہ زر گاہے گہر آرد
مہ از بہر سپاہش گہ سپر گاہے کمان آمد

جہان گیر و جہان آرا و جہان بخش و جہان پرور
جوان دولت جوان ہمت جہان طالع جوان آمد

سر و خیل سرداران کہ در تاب و تب ہیجا
بسر ظل حبیب کردگارش سایبان آمد

تہمتن گیر و شیر افگن سپاہے کہ در میدان
بہ بر حفظ خدایش بہتر از ببر بیان آمد

زبس رمح و سنان و نیزہ لشکرگاہ او باشد
نیستانے کہ پر از بچگان شیر ژیان آمد

بفوج جان نثاران وفادارش بود نازم
کہ جان در آستین از شوق و سر بر آستان آمد

بباد قہر او کوہ گران کاہ سبک باشد
بباد حلم او کاہ سبک کوہ گران آمد

دبستانے بود میدان مشق لشکرش گویا
کہ ہر رمح و سنان شہنامہ بر نوک زبان آمد

لوای سربلند آسمان سائش بود نخلے
کہ بر وے نسر طائر را درین باغ آشیان آمد

بعہد حکمتش ہر کودکے بوزرجمہر ستے
ز شہد نصفتش نوشین روان نوشیروان آمد

نگاہ بینش افزا گر فتادش بر بیابانے
غبارش سرمہ و چشم غزالان سرمہ دان آمد

زبس شد سبز و خرم اکبرآباد از قدوم او
پئے گلگشت آن گوئی کہ خود باغ جنان آمد

فضائے تاج گنج در روضہ گوہر نثار آن
بچشمش قرة التاج عمارات جہان آمد

سوئے مسجد چو از بہر نماز آمد مؤذن را
تعالی شانہ اللہ اکبر بر زبان آمد

بہر کو بستہ آئین و ہر سو یافتہ تزئین
کہ مہمان عزیز قیصر ہندوستان آمد

فلک کے سیر سامان چنین مہمان تواند شد
کہ یک غالہ و یک برہ اش بزینت خوان آمد

چہ فرخ محفل فرخندہ بزمے ہست این نسل
کہ ناہید از فلک این جا پئے لب تغنی خوان آمد

مطلع ثانی

ہمایون مہمانے کاین چنین میزبان آمد
مبارک میزبانے کاین چنین مہمان آمد

ازین سو نائب قیصر ازان سو صاحب کشور
بیا سعدین را بنگر بیک منزل قران آمد

دو جمشید دوران افزا بہم گردیدہ بزم آرا
دو خورشید جہان پیما عنان اندر عنان آمد

ز محبت و اتفاق ست این وفاق و اتحاد آری — دو دولت متفق شد یا دو عالم توامان آمد

دو دل چون شیشه و پیمانه یک جان و دو قالب شد — دو تن از یک ضیا چون چهره روشن روان آمد

ازین صدق و صفا آرایش کون و مکان باشد — وزین مهر و وفا آسایش جان و جنان آمد

الا ای شهریار شهر پرور شهرهٔ گیتی — که صیت دولتت آویزهٔ گوش جهان آمد

خوشا گاهی که شاهی چون تو بر رخ جلوه گر گردد — خوشا ماهی که ماهی چون تو مهمان جهان آمد

عزیز آورده از بهر بشارت گنجی از گوهر — که به از گنج باد آورد و گنج شایگان آمد

نه آن گوهر که گیرد رنگ از خورشید در معدن — بل آن گوهر که کانش در فضای لامکان آمد

رگ ابر زرپاشی سخایت هست کلک او — که مانند کف شام و سحر گوهر فشان آمد

بجز این گنج گوهر ارمغان آسمان کاز بهرت — بعیسی گنج روان در رسم این گنج ان آمد

بسیم و زر اگر گنجی مراد از نم بیفزاید — هوا خواه خودم گنجینه‌ات بهتر ازان آمد

عیار من بسنج از قدردانی تا نه فتد غوغا — که گاهی همچو من هم پلّهٔ کوه گران آمد

نه زر این ذرّهٔ ناچیز میخواهد نه سیم امّا — ز راه مهربان امیدوار مهرخوان آمد

عروسان معانی را که کلکم موکشان آرد — ز هر سطر این زمین آئینه دار کهکشان آمد

درخت طرفه بنشاند دوام در باغ اوصافت — که هر یک میوه زان شاخ الهی بدیعت حیوان آمد

ببوی این دستهٔ گلها که از باغ دگر باشد — بنوش این ساغر ملها که از دیر مغان آمد

ز تکرار قوافی لذت دیگر شود حاصل — ازین قند مکرر علی شیرین بیان آمد

دعا من میکنم اکنون ملائک میکنند آمین — اجابت چشم در راه دعایت این زمان آمد

صبوحی میکشد از ساغر خورشید تا دوران — صبوحی کاین روان بخشد و توان افزای جان آمد

شهان سرشار از جامت جهان سرخوش ز انعامت
جهان بادا بکامت کز تو خلقی کامران آمد

قصیدهٔ مطبوعهٔ اورنگ حضوری در تهنیت جلوس مسند نشینی حضور پُرنور نظام الملک نظام الدوله آصف جاه نواب میر محبوب علیخان بهادر فتح جنگ والی ریاست حیدرآباد خلد الله ملکه و سلطنته که هم از هر مصرع تاریخ جلوس سنه ۱۳۰۱ هجری بر می آید۔

نازم بکلکِ قادرِ نقش آفرین دلا	۱۳۰۱	نقشِ مرادِ عهد نشانده بجا
دیدی چه نقش ناز بکرسی نشاده اند	"	یا گشته نازل آیهٔ کرسی بصد دعا
گویا نواز تازه نشیبی بر آورد (آوازے نو)	"	زین نقش نو چه بانیت نئے کلک نوا
از مشرق شکوه بزیب و صفا و حسن	"	طالع شده ستاره چه نیکو بعهد ما
هند آسمانِ عزت و جاه است زین سبب	"	سر بر زد آفتابِ نوی از مطلعِ صفا
پرگار دهر بوده بکامش اگرچه لیک	"	حقا که حق بمرکز اینک گرفته جا
پایه شد آن وساده نشین کز فلک تا ک	"	داد از ادب صدا که علی عرش استوی
باشد با وجِ مسندِ کالشمس فی النهار	"	زان هر دو زلف و رخ کاللیل فی الدجی
گلدام دولت آمد شاید گیسوش	"	گلها نگار دامِ ظلها می زند هما
گشته روان فزا بدلم مژدهٔ جلوس	"	قربانِ آن جلوس چو شد دلنشین ما
ناهید بس بشوق همین جشن پُرزمان	"	کسبِ سماع کرد شب و روز بر سما
طالع مهر بوده بانیا ر او اگر	"	می پرورد بکان گهر و لعل را چرا
آمد ازین بهار رجان و تن سرور	"	افزود زان نوید دل و دیده را ضیا
عالم ازین امید بود انبساط بخش	"	گیتی بآن نوید نوے شد نشاط زا
هر کس بنای نوش درین عهد با طرب	"	ساقی قدح کش و نَیِ مطرب کشد نوا

سلہ کلمات [illegible] ملاحظہ [illegible]

بر لطف صفت سجود زمین نالہ می کند	۱۳۰۱	حاسد کہ خوردہ دائم از و ہمچو دف قفا
آرے بر انبساط دلیلی ست ناطق این	〃	کامد زبان ما بادب تهنیت سرا
زیبد کنیم لب بسپاس نظام باز	〃	از بس کزان نظام بود ملک با نوا
از ما ثنا بباید واز خواجہ دلدہی	〃	کز بندہ مدح آید از دست او سخا
اکنون کہ دست او در گنجینہ ہا کشود	〃	قیاس باطل اینکہ محال آمدہ خلا
وانگہ کہ زرفشان و گہر پاش آید او	〃	قارون بجمع گوہر و زر می شود گدا
صفرے نماند خانۂ او چونکہ گاہ جود	〃	خالی بود ازان رقم از نقط عطا
ہر گل براہ دوحۂ لطفش شود نہال	〃	ہر کس میان قلزم جودش کند شنا
خور از نوال بجود ز مہر عام او	〃	بر خوان او باہل جہان ورد ہد صلا
باشد زلال لجۂ عدلش بہر و زائے	〃	زیبد نسیم گلشن لطفش طرب فزا
در شہر وده ز تازگی عدل وی بود	〃	باد سحر ہمیشہ وزان صبح تا مسا
از عدل او بدان کہ بہ نخجیر گاہ دہر	〃	باہم نگاو میش بود شیر آشنا
لطفش ازین حقیر نوازی بہر دیار	〃	نامی شد و چو از کشش کاہ کہربا
شرح دلیریش چہ دہد ساز کلک کس	〃	کز تاب او کو توان زکجا زور و کو قوا
زان رو کہ رای او شد آئینہ دار دہر	〃	گوئی کہ رفت دولت جام جہان نما
زیبد بلیغی دکن بہر بارگاہ او	〃	بل ہند نیز برد بصد شوق التجا
مقصود سندہی آمدہ با خوبی و کرم	〃	مطلوب ہندی آمدہ محبوب خوش لقا
زیبد زمین کند بسما فخر از علو	〃	از بس گرفتہ عالم از و رونق و بہا
بر نام خود چو سکہ زن آید ز زر چو ماہ	〃	ماہ و خور آید از پے او نقرہ و طلا
با عہد وے مکن سخن از عہد کسروی	〃	جائے کہ مصطفاست چہ گوئی ز انبیا
در عہد وی رواج چو با شرع را بود	〃	صد شکر دیدہ رونق از او دین مصطفیٰ

هر شعر کامیاب نگر دیده ز اسم آن	۱۳۰۱	صافی آفتاب کجا شعری از کجا (نام ستاره ۱۲۰)
از نام او چه هست عیان کبر و شأن	〃	کامش روا بدولت محبوب کبریا
خلقی شود بسایه ام آسوده دائما	〃	بر سر بود چو سایهٔ این سایهٔ خدا
آیا نگه بلطف باین ذره هم کنی	〃	ای آنکه آفتاب ز همت بود سها (نام ستاره)
ای آفتاب اوج بهرت که مدعی	〃	چون صبح کاذب آمده امروز بی بقا
دارد امید آنکه روان درد ممتحن	〃	بگشا دگل چو مایه نسیم درت قبا
خوش آنکه زود آید از آنسو بمن نوید	〃	زود آنزمان ز نور صدق درین آستان بیا
خوش آن زمان بود که هم از غزو ناز وجاه	〃	خوانیم درین قصیده بگوئی که مرحبا
امروز کاب رفته در آید میان جوی	〃	مدح تو بایدم که شود چشمهٔ بقا
هر جا که وصف لعل تو می آورد عزیز	〃	شد زنده گوئی انوری آنجا پی ثنا
در نطق آن کلیم تو شاه جهان وری	〃	یکره بزر بسنج سخنش گران بها
وز مهر مهر خانی چون مه همی باد	〃	تا زدهی که باید ازین مهرخوان صفا
باشد کلیم وحی چه درت طور آمده	〃	هم کلک و نامه هم ید بیضا و هم عصا
بینی درین قصیده ز ابجد دو در بیت	〃	از رنگ بمثال اگر گو بد از صفا
هر مصرعی بسال جلوست گواه بس	〃	بر بیت گواه و بدولت هم او گوا
اعداد بمثال چو باوری کنی شریک	〃	تقویم عیسوی بود و طرز دلکشا
هر بیت از آن جلوس همایون نشان دهد	〃	فرهنگ حال شاهی داورنگ پادشا
آسوده می نخلی ز سخن جان کجا ولیک	〃	اکنون تمام می کنم این قصه بر دعا
تا دانه دانه تاک بی آورد نمو	〃	تا جرعه جرعه آب بجو ریزد از سما
احباب تو مدام ز جام مراد مست	〃	اعدای تو بکام ز سر چشمهٔ فنا

قصیدہ در تہنیت صحت باسعادت حضور پرنور نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ ظفر الممالک والی ریاست حیدرآباد خلد اللہ سلطنتہ الی یوم التناد کہ از ہر شعر چہار تاریخ بر می آید یکی از مصرع اول دوم از مصرع ثانی و سیوم از حرف منقوطہ ہر دو مصرع و چہارم از حرف غیر منقوطہ ہر دو مصرع

طرب باید بکن شکر و سپاس داور منان	سنہ ۱۳۰۱ھ	بگلشن یونس از ماہی رہا شد یوسف از اخوان
خود از احکام حق آمد بموسی گر سراب آن آب	〃	ز لطف وے براہیم گہ گلزار شد نیران
با مر اللہ بگو آصف ز رنج جان نجات او دید	〃	بحمد اللہ بنا گہ رستہ نوح از ورطۂ طوفان
بہ بے باکی بسے گویا نگہ کردست سوی شہ	〃	بگلشن دیدۂ عبہر ازین ہر دم بود حیران
چمن گر روزگار این گل بر این گل آید آن بلبل	〃	زمین ما بشد فلک ماہ او جہان تن آمد آن جان
ہم او شاہی ست داد آموز و ہم ملہے سما آرا	〃	ہم او مہرے ست ول افروز و ہم او سایۂ یزدان
بحمد اللہ از این موسم کہ آمد جشن صحت ہم	〃	دکن را نو شدہ دیگر مہیا از طرب سامان
شدہ صحت با وحاصل تو گوئی جلوہ آن دارد	〃	بر آمد از سحاب ابدر جہان آرا مہ تابان
جہانے با و داد او را سراسر بین بالطافش	〃	بود ہر یک ز رنج ایمن شدہ از جود او شادان
علو آستانش ہم سپہر آمد بجاہ و داد	〃	بطوق در گہش ہر دم دو این گنبد گردان
چہ گردون چہ زحل انجم بفر بالش مہ ام آنہم	〃	بحکم او بود گوئی یکے خادم دگر دربان
ہم او مرجود را آصف عزیزش باد حق داصف	〃	عزیز ار ہست قاآنی و آصف آمدہ قاآن
بہ جعد آن و بر قد و بر آن گیسو بر دلش ہم	〃	سمن آباد و سرو آزاد و سنبل شاد و گل شادان
بہ بہر الحق نماید راہی او در عقدہ ہا را حل	〃	مدد وے از خدا باید کہ مشکلہا کند آسان
بمحبوب خدا ہم نام سبحہ ہر سو شدے	〃	مبارک صحت این باد از بہر آصف گیہان

قطعہ در مدح ہر ہائنس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ سریر آرائے ریاست بھوپال

نازم کزین سه عقد همایون بجا ربسو
محکم نظام سلسلهٔ چار گوهر است

از فرخی عهد ز فرخندگی عهد
هر کوکبی که جلوه کند سعد اکبر است

تنها نه زین سه هست بهشت است شش جهت
هر هفت هفت چرخ هم از هفت اختر است

پیمانهٔ بلور و صراحی ز زنگار
مانند بر و شنگ که حریف سکندر است

هر صلصلی بطرز ز ادای ترانه زن
هر بلبلی ببرگ و نوای نواگر است

ناهید را براه خوشی دست کف بود
خورشید را ببزم طرب پیاغر است

از تهنیت سرائی مرغان باغ و راغ
هوش ملک پریده و گوش فلک کر است

در وجد سار و ساری و کبک و تذرو هست
در رقص ساج و سنبل و سرو و صنوبر است

یکسو چلی کبک خرامان ترانه زن
یکسوی زنگها که بپائی کبوتر است

از جیب باغ و راغ معطر زمین مریس
بنگر بسوی لاله که عودش بمجمر است

خوش گفت دلنشین پی سال آنکه گفت
این عقدها بنقد همه عقد گوهر است

وین چند دانه گوهر یکتا که سفته ام
پیوسته چشم دوخته بر گوش داور است

شاهجهان که ماه جهانست مهر او
چشم و چراغ اختر و شمع خاور است

هست او کلاه دار و بود فارغ از کلاه
گاهش سپهر و ظل الٰهیش افسر است

خان ختن نه خوان نوالش وظیفه خوار
خاتون خاوریش کنیز مفخر است

ثانی رابعه بود از پاک دامنی
وز پیروان اول اصحاب اکبر است

او تاجدار تاج محل پایه تخت او
وان پایه تخت سجده گه هفت کشور است

هنگر خود بهفت پرده مقیم ست چون بصر
اما سپیر دولتش این هفت منظر است

مهدش بسیط دایره‌اش بجای خویش | چون آسمان که دائره سائر بمحور است
کنه خدا دو نشان خدا هست ذات او | پیدا بمعنی آمد و پنهان بظاهر است
یا آنکه هست مظهر ستار پاک او | هم پرده پوش هر کسش هم خود مستّر است
بگذر ز فکر حدش ای دل که حصر نیستش | مانا نگنجانه ایست که بی وزن و در است
از گوهرش چه شرح دهم باز جوهرش | آئینه ایست کائینه دار سکندر است
بلقیس اقتدار که در بارگاه او | هر کرسی ز تخت سلیمان فراتر است
هر کس که باریافت چون هدهد از ادب | از پا کشیده موزه گرش جیغه بر سر است
نامش بهفت حرف گرفتست شش جهت | پیداست کش به زنگین هفت کشور است
هم روز و شب دو توسن چابک بآخورش | هم مهر و مه دو روزن دیوار و منظر است
آسوده هست در کنف رافتش جهان | مانند کودکی که در آغوش مادر است
باشد شعبده تماشاگهش فلک | گر شب هزار چشم سحرگاه اعور است
تاثیر خلق اوست که آرند نافه بار | آهوی ماده هست و گر آهو نر است
از پرتو عدالت و نصفت عجب مدان | گر روز و شب بمملکت او برابر است
نازم بشهر و شهر پناهش که در نظر | مانند نوعروس که گوئی بمعجر است
هم شرع را روائی و هم ورع را رواج | هم شهریار دین شه و هم شهر دین ده است
شد خوار طاق کسری و تخت خسروی | از بسکه زیب و زینت محراب و منبر است
هر باده نوش تائب و خائف ز ناهی و زنش | هر خرقه پوش گوش بر الله اکبر است
هر قطعه هست بسکه گهر خیز هر مکان | گوئی دکان جوهری و کان گوهر است
آبش بتاب قطعهٔ الماس آبدار | خاکش در اصل سوده یاقوت احمر است
بهوپال تال جامع هر ناز و نعمت است | بهوپال جنت است اگر تال کوثر است
آسوده از فزایش و کاهش بود مدام | ماه اندرین دیار بخورشید همسر است

او آسمان قدر و زیرش بود چو بدر | بدر یکه صدر انجمن خیل اختر است
اما مدار آن بود قطب ست در درد قطب | خطی ست اتحاد که مصداق محور است
آن ماه چارده اگر این مهر نیمروز | آن سعد اصغر است گر این سعد اکبر است
زاغوان با وقار و زخانان روزگار | هر منزلی مربع اشکال دیگر است
سیارگان سوار و ثوابت پیادگان | بهرام قلعه دار و سپهدار لشکر است
شیرش بزیر و افعی پیچان بدوش بر | عقرب بکف حمائل جوزاش در بر است
از بره تا بتره همه خورد و برد او | مه تا بماهیش همه در شصت اندر است
در پرسی از عطارد از خدمتش نشان | آن خود عزیز هست که با کلک و دفتر است
سنجد ز بسکه اهل سخن را بزر چو چرخ | پیوسته در ترازوی او خورده زر است
ای آنکه با نوال و جلال تو در جهان | هم پلّه معن است نه هم سنگ سنجر است
تو در زمانه شاه جهانی و من کلیم | سنجیده نرم بسیم و زر از مرد زرخور است
نی نی نخست قلب و عیار مرا بسنج | طبع گهرشناس تو معیار سر زر است
از زنده گوهری ستو ارزان همی و هم | حاسد اگر گران شمارد و سبک سر است
ور ز خود باران گهر افشانیم عجب | درج دهان ز جود تو ام پر ز گوهر است
سی و دو دانه گوهرم از حق بود بکام | صد گنج گوهرم ز تو در دامن اندر است
چون مایه ور ز فیض دو گنجور بوده ام | این گونه در فشانیم اید راز این در است
شکر حق و سپاس تو باهم سرشته ام | صد شکر اینکه هر دو بهم شیر و شکر است
شیرم بکام هست که دندان کنم سپید | شکر بکام زانکه بشکرم زبان تر است
تکرار قافیه همه از شان مصحف است | مانند آیتی که نزد دلش مکرر است
وحی ست وحی آنچه که می جوشد از قلم | قائل خدا و ناظم آن چون تو سرور است
او در دل ست هر سخنی کان ز دل بود | گر نیست از خدا ز کلامی سخنور است

هان ای بهشت فیض که لطف عمیم تو — از تشنگان جگر تفته کوثر است

شور تر زبان بشکر که کوثر شدت عطا — خصم تو ابتر و ثمره تا دیدانش تر است

بس کارنامه بین که چو علوی صحیفه ها — منسوخ و محو و سهو تجربه لیکے مراست

منشور جاه تست که چون مصحف مجید — محفوظ در حفاظت یزدان برتر است

این هدیه کان بپیشگهت پیش کرده ام — هر چند با جمال و جلالت محقر است

در معنی از دفور گران مایگی و قدر — بهتر ز باج کشور و از تاج قیصر است

نی خواهش زر و نه تمنای گوهرم — رنگ شکسته بهترم از زر و زیور است

لعل و گهر بجای عرض هست الغرض — در معنی انچه جوهر ذاتیست گوهر است

در شکر انکه ذات تو با این صفات پاک — از بندگان خاص حق و بنده پرور است

در سلک بندگان خودم ساز منسلک — کان جمع در گهت همه از اهل جوهر است

اکنون که داد خواجگیم چاکری تو — صد بانوم کنیزک و صد خواجه چاکر است

باشد عزیز بندهٔ درگاه دولتت — فارغ ز بندگی خداوند اکبر است

لا بلکه بندگیت بود بندگی حق — وین دعوییست حق که نبوتش ز مصدر است

یعنی سجل بنص اولی الامر مسلم است — فرمان بندگی که ز دارای داور است

دست دعای من که لوای ظفر بود — بر هر چه هست همچو یدالله مظفر است

دست مرا بگیر که دست دعای من — تعویذ بازوی تو ز هر فتنه و شر است

شخص قلم ولیست که معموریش تست — هر خطه عاطلی ز تو و رئی معمر است

وصف تو بر لب است و دعای تو بر زبان — یاد تو در دل است و هوای تو در سر است

باشد دعای تو بحقیقت دعای خلق — کاسودگی خلق بعهدت مصور است

کون و مکان ز عدل شهان که روشن است — جان و جهان ز مهر جهان تاب انور است

یارب که دهی شاه جهان باد در جهان
ماه جهان که چشم جهان زان منور است

قصیده در مدح سلطان عالم واجد علی شاه

زبسکه پست فتاداست سقف این خرگاه / بوقت رفتن بیرون ازان شوند دوتاه
هجوم کرده چنان غم بدهر کز تنگی / زلب نفس نتوان شد برون ز دیده نگاه
نه تاب رفتن پیش و نه پای برگشتن / ستاده ایم بیک پای چون الف در راه
بود بحجرهٔ تنگ فلک وجود من / چنانکه جسم کسی در فشار تنگ قباه
بروزگار بود از حوادث انبوهی / چنانکه در دل افسردگان ز غصه و آه
زمانه جام زخونم کند لبالب تلخ / بمن لطنز بگوید بنوش بسم الله
اگر بسمت گلستان قدم نهم گاهی / وگر بسوی کهستان گذر کنم ناگاه
دمد ز خاک گیاهی که پیچدم چون مار / جهد ز سنگ شراری که سوزدم چون کاه
سیاه کاری گردون ز پیر کنعان پرس / که دیده اش شده بی نور گشت روشن چاه
ز آسمان همه سو برق فتنه بارد من / به نیمه روز نه گیرم نجس در خرگاه
ز دو هر جان بسلامت نمی توان بردن / که شیر از عقب و پیش چاه اندر راه
بزور عهده برا کے توان شدن از زور / ببین که رستم دستان فتاده اندر چاه
بذوق کفر نه زنار بر میان دارم / مگر بعشق بتان بسته ام خداست گواه
خورم همیشه ز رخساره های زهره وشان / همان فریب که از نمرود خلیل الله
ز سبزهٔ خط نوخیز یار می شنوم / کلیم آنچه شنیدست از زبان گیاه
ولی چه سود مداوا چو نیست علم شفا / طبیب را چه گنه چون مرض بود جانکاه
تو خود لباس سیه کن بمرگ خویش ز کس / مدار چشم که پوشند ماتم تو سیاه
فغان ز چرخ که تیغ جفای او رنگین است / زخون عاشق گاهی زخون بیگناه
غلط نگویم و بهتان نمی کنم دارم / بدین مقاله ز شیرین و کوهکن دو گواه
شبی که بود بظلمت فزون تر از شب گور / شبی که بود سیه تر ز فرد اهل گناه

مثال اشک رخ زنگیان ستاره نمود / حریف پنبهٔ داغ سیاه جلوهٔ ماه

چنان نمود کواکب میان تاریکی / که تیره دود همی دارد شراره ها همراه

فلک ستاره بدامان من ز اشک بجیب / شهاب ثاقب از آنسو چو جست زین سو آه

دلم ز غصه شکسته چو جام می از سنگ / سرم بخاک رسید چو نقش پا در راه

که ناگرفت در آمد ز در پری روئے / بناز بسته میان بشکسته کلاه

ز جلوهٔ رخ او در تحیر افتادم / گهی بدید بگر ستم گهی بجانب ماه

کشیدم آه که از جای خویش برجستم / بگرمی که سپند از جهد ز آتش گاه

بناز دست مرا برگرفت و گفت افسوس / بخشم چین بجبین کرد و گفت واویلاه

شراب تو همه صاف و توست دُردی دُرد / نوای تو همه ساز و تو وقف ناله و آه

بیاد یارے ز سر کن که رهبرت کنم / بدرگهی که ز خاکش منورست جباه

بگفتمش تو خود انصاف کن برای خدا / روم چگونه بدست تهی بآن درگاه

بگفت گر طلبی زر پیے نثار آنجاست / دگر ز تحفه بپرسی بس است مدح شاه

فرو شدم ز تحیر بخویش کاین مطلع / برآمد از دل من ناگه فتاد در افواه

مزین آمده تاج شهی تبارک شاه
چنانکه بابت تشدید بر سر الله

سته توئی دل واحد علی که طاقت او / برآورد ز زمین کوه راسک چون کاه

بوادئی که بود شحنه بیم معدلتش / کمند گردن شیران شود دم روباه

بگلشنے که بود سبزه زار اسرارش / شگفت نیست که روید زبان بریده گیاه

بمنزلے که برد کاروان حشمش راه / بجای آب برآرند یوسفی از چاه

ندارد ار نگیرد بهیش بعرصهٔ عالم / ندید فتنه بجز چشم یار جای پناه

بشوق حلقهٔ فتراکش آهوان حرم / ستاده اند همه سر بدش چشم براه

نگاه و تاب رخ او کلیم و شعلهٔ طور — خیال و جلوه گه او خلیل و آتشگاه
چو باد تند بریزش ز آسمان کف خاک — چو برق قهر بتابش دو کون مشت گیاه
سپهر و تاب نگاهش ترنج و گزلک تیز — جهان و جلوهٔ تیغش کتان و پرتو ماه
نگاه چون نشنید ز چرخ پا انداز — بسر چو تاج گذارد ز عرش مسندگاه
وجود حاتم طائی بجنب جود او — چنان بود که کنار محیط باشد چاه
کف عطاش بجام شراب می ماند — که می کند پر و خالی نمایدش صد راه
همین بدست ندا و سخا دگرش هست — هزار دست دگر از اشاره های نگاه
به تیز گامی رخش سکب و نش نازم — که گشت عمر سفر در زمان او کوتاه
فشانده بر دو جهان آستین دُمش بر دم — زده بهفت فلک پشت پا سمش صد راه
سمش فراخ و کفل فربه و میان لاغر — جبین گشاده و یالش دراز و دم کوتاه
ز بسکه پیکر او همچو جان لطیف آمد — توان گذشت ز افلاک چون ز شیشه نگاه
بگو بطور تجلّی هر آنکسی که ندید — بگو که بنگر بر پشت رخش جلوهٔ شاه
برد بزم گهش رنگ از رخ بهرام — شود به بزم گهش زهره را فراش راه
چه بزم هفت فلک خرده از مینا کش — چه بزم هشت چمن پیش او دشت گیاه
ستاده جا بطرف مهوشان زهره جبین — نشسته شاه میانه چو در کواکب ماه
تمام ذره نواز و تمام مهر پرست — تمام غصه گداز و تمام عیش پناه
پیاله نوش نه از باده بل ز مستی حسن — ردا بدوش نه از زهد بل ز زلف سیاه
جهان چنین و جهانبان چنین تعال تعال — شها همچنین و پرستندگان چنان خود آه
تو آفتاب جهانی و آفتاب آرا — همیشه عود نماید نه دیده سینه نگاه
قریب هست که آلی و جشنگاه شود — خرابه گر ز هجر تو هست ماتم گاه
شها منم که وجودم چو خاک تشنه لب است — شها تویی که کف جود تست ابر سیاه

بگو بابر که بارد همه بکشتهٔ من | ببین بخاک که آرد تمام مهر گیاه
عطا بشخص تو مضمر چو در محمد میم | کرم بذات تو مدغم چو لام در الله
به بحر و کان که پراگندگی دهد کف تو | زر و گهر که فراهم کند ترقی خواه
برزم و بزم که فردوسی و نظامی من | بجنگ و جشن که اسکندر و فریدون شاه
توئی که نقش سجود در تو شام و سحر | برند قیصر و خاقان پئے شرف بجباه
منم که بر در تو صد سلام عجز آلود | رسد ز خطهٔ تنسردان چه شامگه چه پگاه
ز وصف تست که شعرم رسید بشعری | ز مدح تست که نامم فتاد در افواه
عزیز بس کن و تن زن که از مدایح شه | ز هند صیت کلامت رسید تا بهراه
ثنای شاه کجا فکر نارسات کجا | حذر که بام بلند است و نردبان کوتاه
فرو ببند دو لب از سخن که وقت دعاست | فراکشای دو دست و هر آنچه خواهی خواه
همیشه تا که منقش بود صحیفهٔ باغ | بهاره تا که مجدد نماید این خرگاه
دل محبش خندان چو غنچهٔ گل باد | تن عدویش بیجان چو صورت دیباه

قصیده کشمیر جنت نظیر

شاه انجم چو شود انجمن آرای حمل | شب بنجورے کند و روز فروزد منقل
آن گداز دل شباے که ز آتش بخت | وین فروزد بجائے که ز روغن مشعل
گرم گرم آهن خود سرخ در آتش کند آن | نرم نرم آئینهٔ خویش زند این صیقل
آن چو بینی که به بند برج شیرانه در | وان چو شیرے که خود خون بزے الشبل
شب نه ند بر محک خویشتن از بهر عیار | روز چندانکه گداز ز زر خالص نه دغل
خون شب بسکه شود فاسد و ناقص بینی | صورت زنگی مبرص نه نقصان و خلل
روز را با همه بهروزی و اقبال بکام | دولت روز فزون صورت ایاب دول

وقت آنست که قاروره زنیخ برنگ　　وقت آنست که خرگاه کشد گل بر تل
برف را پنجهٔ خورشید فشردست گلو　　خاک را نشتر ایام کشاد است اکحل
آن ز روئیدن گل داشته آتش زیر پا　　وین ز جوشیدن مل بادیه مینا به بغل
بیضه از هم بشگافد که رسیخ بگذار　　طوطی از بیضه برآید که مد سبزه ز تل
از در و دشت فراچیده بساط قاقم　　بر تر و خشک فروهشته بساط مخمل
بارش و باغ بود روغن و آتش با تر　　آتش و موم بود برف و شقایق بعمل
دسته در دسته ریاحین چه نشیب و چه فراز　　بیشه در بیشه شقایق چه بیابان چه جبل
چون گل امروز نگنجد بلباس از فرحت　　تو بتو خرقه بر داشته هر کس چو بصل
شمع فانوس گریبان و می امروز گل است　　هر کرا بود چراغی ته دامن بنقل
آن در مدرسه بیاد سبق جامی را　　این زمان جا بهر هست صراحی به بغل
ریش قاضی نه کف باده پران ریش است　　فرق صوفی همه از دست حریفان شده کل
قلقل شیشهٔ می صبحک الله بالخیر　　نغمهٔ ناله نی حی علی خیر عمل
بلبل از گل مترصد که نهد گوش بهوش　　گل ز بلبل بتمنی که غزل بعد غزل
چشم بر کرمست و رحمت باده فروش　　زاهد آید سوی میخانه بکف نقد عمل
گر و می ابر بهاری بچمن می بارد　　می شود رنگ گل و لاله روان در منخل
گل ز خلوتکه بشاخ کشید دست سری　　بمثالی که برآمد کف موسی ز بغل
پنجه ها گشته حنائی دم دوشیدن شیر　　لاله و گل بود از بس خوش رنگ حد حجل
خامهٔ صنع بشنجرف مگر آلود است　　کز گل و لاله نهاده دو نقط بر سر ثل
جلوه گر در دل سالک بود انوار خدا　　یا بود عکس گل و لاله که افتاد بدل
سزد از نسبتش ار فخر کند آب حیات　　کابرو یافته از خاک در حضرت تل
ماهی هر کس ازین بحر بدام آورده　　من هم انداخته شصتی پس از طول امل

بسکه این قطعه مودون بهمه مضمون خبر است
میتوان گفت ز هر گوشه رباعی و غزل

از حدی خوانی مرغان سر کوه مدام
آسمان در ره کشمیر کند رقص جمل

در جهان ره بتمنای چنین تازه بهشت
ریسمان با ز صراط آدم از طول امل

چون نسیمی که گذارش بسمن زار افتد
بر سر برف زدی گام خرامنده کتل

گاه از حمله او مویه کنان شیر فلک
گاه از صیحه او نوحه کنان جدی و حمل

گاه از خوشه پرویش همی جو بدهن
گاه از اختر تابانش شدی جوهی بکفل

گاه مائل شده بر عرش چو اعمال شریف
گاه نازل شد از چرخ چو وحی منزل

مرکز قله هر کوه که گشتم دیدم
دو جهان را بمثال دو نقط زیر جبل

هر تمنا که بدل داشتم از غایت قبر
عرضه دادم همه در حضرت حق عز و جل

پرده‌های همه افلاک بر ویم شده باز
عقده‌های همه اجرام بچشم شده حل

مشتری را بمسند فتوی امسکن
وز برش دفتر احکام عطارد بغبل

دید و خندید و بسنجید من او دو چه داد
سند فضل با بناد و بیران اجبل

گفتم این فضل بیرزد بجوی در کشمیر
گفت آوخ که فضولی تو و کسیر عقل کل

گفتم آخر تو خود انصاف بفرما که هنر
طبق لعل و گهر هست نه مشت خردل

گفت تا حال تو هم سخت گهر نشناسی
که وهی نسبت معقول بسوی مهمل

گر بمیزان خرد علم و هنر را سنجی
در دگر کفه نهی کان جواهر مثل

رسد این کفه ز راه سبکی تا افلاک
باشد آن کفه بدان سان ز گرانی بمحل

علم اگر روز ترقی به تنزل آرد
کوه را کاه نماید به براهین و دلل

جام در دست جم آنگه که موافق بخرد
مهر در دست سلیمان چو مرافق بعمل

گفتم آخر چه کند با من عاری ز خرد
گفت با شخص کند انچه که دیبا و حلل

گفتم اینک من و قاموس فضیلت دو برش
گفتم اینک من و قانون سعادت به بغل

گفت بحناسی چه بیرنگ معانی و هنر | گفت بنویس چه ارزنگ مضامین غزل
گفتمش خامه کجا کرد اشارت بدبیر | گفتمش آمده کجا داد اجازت بزحل
گفتمش نامه مرتب شده گفتا که بسر | گفتمش پیش که گفتا بر سعود ازل
گفتم آن کیست بگو گفت سحاب پرفیض | که ببارد دهمه بر مزرع امید و امل
گفتم آن ابر که آید بگهر افشانی | گفت آندم که سخن پرداز علم و عمل
گفتمش برق درخشانده که از وی تابد | گفت آندم که زد و تیغ نکبت بهر جدل
گفتمش سایه فگن کے بسر کوه شود | گفت زیرش چه بود رخش تمنا در کل
چشمه جود و کرم بحر سخا و بخشش | که ز دست کرمش عقده گوهر شد حل
آنکه در کاخ جلالش بفلک مهر منیر | عنکبوتیست که مسکن بود قیس در عنطل
ناوکش چون بکمان دوله در ارض و سما | توسنش چون تتران لرزه در دشت و جبل
علم و فضلش زکجا تیره سوادان زکجا | کور را بهره چه باشد ز چراغ و مشعل
مطلع نو کنم انشاد بآهنگ خطاب | که از و تازه شود روح جریر و حنظل

ای جهان را نشو و عقده توصیف تو حل
در جهان هست وجود تو جهان مجمل

حلقه زلف تراهفت فلک حلقه بگوش | سرو آزاد تراهر دو جهان عبد قبل
خامه نے در کف تو آیت فتح است ظفر | یا بود سرو روان چمن علم و عمل
رگ ابر است کزو کشت تمنا سیراب | میل سرمه است کزو دیده بینا اکحل
مشک آمیز بکافور بصد طرز و ادا | زلف آویزه برخسار بصد رنگ و حیل
نافه هر گام فشان آهو لیلی تمثال | زلف در پای کشان لیلی مجنون هیکل
شاهبازے بر دست شهان ساخته جا | شرزه شیرے نیستان بنان کرده محل
مرغ مضمون شکری طایر دست آموزے | دست پرورده دستور شناسان اجل

عقل را هست نهادش بخزائن مفتاح — علم را هست وجودش بسفائن کوتل

مگر از شوق کفش گشته سیه‌مست مدام — که بهر گام فرو میروش پا به وحل

داورا قدرشناسا بتو عرضی دارم — گوش کن گوش که گویم بطریق مجمل

عرفی و انوری این راه نکو پیمودند — که نکردند تجاوز بره از هیچ قبل

آن یکی مسئله آموز دبستان هنر — وین دگر مشعله افروز شبستان امل

من که در بار چنین جنس عزیزی دارم — کو زلیخا که به بیجا نه دهد دل اول

نشناسی که پی کسب زر است اینهمه قال — قالم انگاره حال است نه نیرنگ حیل

دل چو بر خاست ز دنیا نکند خواهش زر — نشود دامن برچیده ما مستعمل

می گریزد ز زرش روی دونان طبعم — باده را هم خللی هست ز آمیزش خل

سزد ار شهپر جبریل مگس ران گردد — کانچه ریزد ز لب من همه شهد است و عسل

نکنی عیب که زیبنده چو انعام تو هست — گر بتکرار شده قافیه ها مستعمل

هله آهسته عزیزا اینچه طریق است چه راه — بگذر از خویش بتائی که نیفتی بوحل

باده با نشئه بود تا که بهم شیر و شکر — نوش با نیش بود تا که بهم دست و بغل

سر احباب تو سرشار تر از جام شراب — تن اعدای تو سوراخ تر از شان عسل

قصیده در مدح عالیجناب نواب گورنر جنرل بهادر ملک هند

بر چرخ برین چون علم افراخت سکندر — با خاک برابر شده چون سایه بلندگر

گردید کلاغ سیهی طعمه شاهین — شد گنجفه وار زن همه وزهی کبوتر

آورد تباشیر لمشک ختنی تاخت — کافور مظفر شده بر غارت عنبر

بی دلو و رسن یوسفی از چاه برآمد — بی بدرقه سر کرد از سیهی عود سکندر

خاتون ختن ناز کنان جلوه گر آمد | با حسن خدا داد نه با یاره و پرگر
ترکانه بر آمد بت چینی وش شب را | چون طرهٔ آئینه رخان کرد بپس سر
از رفتن تاریکی شب روز عیان شد | زان سان که ز لب تر دن خط چهرهٔ دلبر
سلما رخی از حجلهٔ شرق آمده بیرون | لیلی وشی ار شد بدر از محمل اخضر
گر از خم نیل آب سیه ریخته دوران | می یافت بدل چرخ سیه کاسه بساغر
آن می که بود صاف تر از چهرهٔ حورا | آن می که بود پاک تر از چشمهٔ کوثر
آن می که زند گل بگریبان فلک از وی | آن می که مه نو کندش گدیه بساغر
آن می که بود رنگ ز پیراهن گل | آن می که بود سرمه کش دیدهٔ عبهر
آن می که شود ریخته از میوهٔ نورس | آن می که دهد نخل کهن را رطب تر
آن می که کند رنگ برخسارهٔ یاقوت | آن می که دهد پرتو آن آب بگوهر
آن گوهر و یاقوت فلک کرده فراهم | آرد به نثار سر نواب گورنر
آن داور جمجاه که در بزم گه او | گردیدن افلاک بود گردش ساغر
از عجلت جودش عجبی نیست که گردد | هر قطرهٔ نیسان بصدف ناشده گوهر
با سوخته بختان سیه روی عنایتش | آن کرد که با خار و خسک میکند آذر
برگشتن این قوم ز فرمان خداوند | از طالع برگشتهٔ خود بود مقدر
در کشتن و گشتن چه تفاوت برقم نیست | برگشتن شان رفت ازان کلک مقدر
پندار که این سوخته بختان صفت شمع | بگداخته زان شعله که سر بر زده از سر
جز باد نبوده بکفش عاقبت کار | گر خواهش سر بادهٔ گل داشته صرصر
گر خجلت بسیار ندارد ز چه گردون | بر کردهٔ خود هست پشیمان و نگون سر
ترسم که ز خجلت بشود آب و فرو ریزد | زین گردش بیجا که صادر شده از اختر
زین فتح فرح بخش که رو داد جهان را | از دانش نه او دش شد او دوش نه او در

آن اهل جهان را شد فتوحات عشرت
زین جشن خوشی را ز طرب گشته نواگر

با جلوهٔ خورشید و مه افتاده مقابل
در بزم خوشی همدمی شیشه و ساغر

از مژدهٔ این عید مبارک گلستان
مصروف بغل گیری هم سرو و صنوبر

زین نشو و نمایی که جهان از تو بیافت
سنبل شود از لطف هوا دود مجمر

ز اقسام نعم گشته جهان مائدهٔ شاه
ز انواع گل و لاله زمین دلق قلندر

سر سبز شده استاده بطرف لب جوی
برخاست غباری اگر از جنبش صرصر

هرچند اگر تیرگی آیینه سر داشت
شد از اثر پرتو خورشید منور

آن بزم که برهم زده بود چرخ فلک دون
میخانه شد از کثرت پیمانهٔ ساغر

آن مرغ نوا زن که ملقب بحزین است
هم اجر خزان یافت که گردید نواگر

آن غمزده کش اشک بدامن همه شب بود
امروز بدل یافته گنجینهٔ گوهر

آن پیر کهن سال که از ساده مزاجی
میداشت کفش عار ز انگشترک زر

هم غازه برو کرده و هم وسمه بابرو
همدوش بر خویش گرفتست بزیور

با قامت خم دیده هنگام تماشا
دلچسپ تر آید ز خم ابروی دلبر

آنکس که سر عجز برین بارگه آورد
اکنون ز سر رتبه بگردون شده همسر

وانکس که بگردن کشی افراخته سر را
صد پایه ز قارون بزمین رفته فروتر

خاری که خراشید کف پای نگاری
تاراج لگدکوب ستوران شده یکسر

بیمار جگر خسته دوا خواست ز عیسی
مظلوم زبان بسته امان یافت ز داور

شد مرتبهٔ دولت و آیین عدالت
بالاتر و افزون تر و نیکوتر و بهتر

وقت است که از فرط خوشی باز نگنجد
بو در گل و گل در چمن و باده بساغر

هم از ره عشرت دل دیوانهٔ ما را
شد سلسله جنبان هوس مطلع دیگر

ای نصرت و اقبال از آن روی منور
پیداست هر آیینه چه از آینه جوهر

آنجا که روی با رخ چون گل بتماشا — از نقش کف پای بد دیده چو عبهر
شمع از پی پروانگی بزم جلالت — نبود عجب ار وام ز پروانه کند پر
صد مایه ز مهمانی خوان تو بخاقان — صد پایه ز دربانی قصر تو به قیصر
بیجاست بدیوان تو جا دادن جمشید — زیباست بدربان تو سنجیدن سنجر
در نامهٔ فضلت نبود حرف فضولی — وز خامهٔ جاهت نچکد لفظ محقّر
شمشیر تو یکپایه ز مریخ فراتر — گو هست بجا نیست در اعداد برابر
کان چار حروف آمده و پنج درست — بگشاده ازان پنج دم عقربه شد در
شمشیر بدین پایه روانی نتوان گفت — موجیست که برخاست ز بحر کف داور
یک مصرع و صد معنی رنگین بنهانش — یک سطری و طومار خوانیست ز جوهر
هنگام فرو بردن و افراختن تو — گردیده پر ماهی و دنبالهٔ اختر
وانگاه که اندر جسد خصم درآید — گویند که شد منزل مریخ دو پیکر
رهوار فلک سیر در آری چو بجولان — زنهار بگردش نرسد فکر سخنور
در چرخ زدن با تن خوی کرده تو گویی — گردنده سپهری بود و جلوهٔ اختر
آن رخش سبک پای و سبک تاز که نشکست — افتاد گرش شیشه ته پا چو کبوتر
گر ساغر لبریز بود بر کف راکب — یک جرعه نریزد لب خاک ز ساغر
در بحر نهنگ آمد و بر باد عقابی — بر خاک پلنگ آمد و در نار سمندر
در دیده تن خود صفت رشته توان رفت — گر راه بود تنگ تر از روزن گوهر
در تیز روی برده سبق پای ز دستش — در چرخ زدن کرده دمش مروحه بر سر
از خوبی این عهد عجب نیست که از دهر — برخیزد اگر فتنه شود قامت دلبر
شد مومن هند و غنی از جود تو چندان — کان سبحه ز گوهر کند آن صنم از زر
جایی که دهی تاب سکون مضطر بازا — سیماب کند عربده با شعلهٔ آذر

آنجا که شوهی مانع نزدیکی اشیار — باشیر محال آمده آمیزش شکر
وانجا که در مخزن انعام کشائی — زیبد که گدا در نشود صاحب کشور
گر سایهٔ حفظ تو بود بر سر اسپند — چون خال برخ یار بود امن در آذر
از بهر فلک مقصد اعلی تو جستن — دوشیدن شیر است همانا ز نر نر

قصیده در مدح هز آنر نواب لفٹنٹ گورنر مسٹن صاحب بہادر صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ

آنکه از وی چشم مردم چرم انجم روشن است — آفتاب عالم آرائش هز آنر مسٹن است
داور بینا و دانائی که ذاتش در جهان — چون بصر در چشم و دل در سینه و جان در تن است
هر پیام جان فزای او نوید دولت است — هر کلام دلکشائی او کلید مخزن است
سرفراز و سربلند از مقدم او شد اوده — بر سر این ملک ذات او بجای گرزن است
نی همین هر گلزمین باشد گل افشان در رهش — آسمان بهر نثارش هم گهر در دامن است
نظم و نسق عهد او نازم که در صحرا و کوه — رهنمای رهروان گردیده هر جا رهزن است
ما من گبر و مسلمان مخزن لعل و گهر — آستان مسٹن است و آستین مسٹن است
از شمیم خلق او هر خشک مغزی تر دماغ — وز نسیم لطف او هر گلزمینی گلشن است
نی همین گل در سماع از نغمهٔ بلبل بود — ارغوان هم گوش بر آوازهٔ این ارغن است
گرچه هر کرسی نشین را پایگاه برتر است — تکیه گاه او فضای قلب هر مردوزن است
پایگاهی بهر او خواهیم بالاتر ازین — این دعا از من اجابت از خدای ذوالمنن است
با چنین احسان عام و با چنان حسن نظام — هرچه بخشد حق بمسٹن احسن و مستحسن است
سفته ام این چند گوهر در ستایش ای عزیز — زانکه او گوهر شناس و قدردان هر فن است
نائب حجم پایگاه جارج پنجم که او — قیصر هندوستان و شهریار لندن است
هست ذات با صفاتش سایهٔ یزدان پاک — ربع مسکون را ظل رافت او مسکن است
یارب این شاهنشه و این نائب حجم پایگه — جاودان پاینده کردن ملک و ملت ایمن است

قصیده در مدح نواب سر آسمان جاه بهادر وزیر اعظم مملکت آصفیه حیدرآباد دکن

مستانه پیکی صبحدم با نامهٔ یار آمده — ساغر بکف گویی که جم از در خمار آمده

گیتی نما جام از کجا دارد باین خوبی جلا — آئینهٔ جانان نما از بهر دیدار آمده

مهر از سحاب آمد بدر ظلمت نهان شد از نظر — ماه از افق شد جلوه گر روشن شب تار آمده

آبم بجو تابم بمهر رنگم بمی در سبو — بی آرزو بی جستجو یکبار هر چار آمده

گل از چمن لعل از یمن گوهر ز دریای عدن — بو از سمن مشک از ختن نافه ز تاتار آمده

باشد تفاوت سر بسر از مصر تا کنعان اگر — جذب زلیخا را نگر یوسف ببازار آمده

مکتوب یار با وفا آئینهٔ با صدق و صفا — زان آئینه گویی مرا طوطی بگفتار آمده

آن خامهٔ گوهر فشان مفتاح گنج شایگان — وین نامه خبرت نشان مرآت انوار آمده

از چشم زخم این و آن بستو و در تن جان نهان — این حرز جان دارم نهان کز یار غمخوار آمده

آن نامه بر قطره زن و ان چامه پیش چشم من — از ابر پروین و پرن گویی پدیدار آمده

خوش نامهٔ گوهر فشان آمد بسوی مهربان — یا آنکه موجی بر کران از بحر زخار آمده

از مهربانی آیتی فهرست مهر و الفتی — یا آنکه ابر رحمتی سوی گنهکار آمده

یا حقهٔ سربسته سر آورده یک ره بسی — زان حقه عقد سی گهر در سلک اظهار آمده

نی حقهٔ بازیگران بل حقهٔ دولت نشان — یا حقهٔ عنبر فشان چون طبع عطار آمده

آن قطعهٔ شعری ضیا منشی سی شعر از صفا — سی پارهٔ مصحف ها گویی ز دادار آمده

سرخوش دل آزاده شد تا جام جم پر باده شد — ساقی چو خود شهزاده شد پیمانه سرشار آمده

هوش و خرد بیکار شد زهد و ورع یکبار شد — دست و دلم از کار شد ساقی چو در کار آمده

ساقی بده می از سبو نایی بنی کن گفتگو — چنگی بزن مطرب بگو یار آمده یار آمده

بیگانهٔ از خویش را دیوانهٔ دلریش را — جنس من درویش را سلطان خریدار آمده

لعلش چو شکر ریز شد نطقش حلاوت خیز شد — طبعش چو گوهر ریز شد کلکش گهربار آمده

در خدمتش افلاک خم با اینهمه جاه و حشم
در حضرتش دارا و جم چون من پرستار آمده

رشید ابو رشید ای و صاحب حبیب رای او
طبع بلاغت زای او معیار اشعار آمده

رنگینی طبعش ببین حیران آن از رنگ چین
این هست نقش دلنشین یا نقش دیوار آمده

سلطان بشیر الدین ان بهره شد و حسن بیان
رای منیرش در جهان خورشید انوار آمده

ای آنکه نظمت بیبها سلک گهر هست از صفا
پیداست کان بر دانه با مشتی زر خردار آمده

عمریست لب بربسته ام از شعر گویی رسته ام
آزرده دل خسته ام زان دیده خونبار آمده

نی لذتی از نی مرا نی رغبتی با می مرا
امروز نی از کس مرا زین کار انکار آمده

لیکن با مرت زینهو شد صوفی صافی درون
ناچار دل خون گشت خون پیمانه سرشار آمده

خون گریه از بس متصل گلها همی روید ز گل
جان عزیز خسته دل افگار افگار آمده

امرت بود فوق الادب همت دل کردم طلب
در سلک تحریر از طرب این چند اشعار آمده

آخر بی حسن عمل انشا کردم این غزل
کامم پر از قند و عسل در نعت مختار آمده

قصیده در تهنیت غسل صحت جناب راجه صاحب جهانگیرآباد

چشم بد دور ای جمالت آیت کبری بنور
مصحف فضلی و مصحف را بود صحت ضرور

گرد دوران سی مصحف ذات تو جمعیت نداشت
آن پریشانی شده منسوخ چون حکم زبور

در نصیب دشمنان چندی مکدر بوده
منت ایزد را که از آیینه شد آن زنگ دور

انچه میدانست یوسف جاه آن خود بود جاه
وانچه می پنداشت موسی تازان خود بود نور

دور فروردین رسید و سرد شد بازار دی
باد نوروزی وزید و ختم شد دور دبور

از وفور فرخی هر منزلی بیت الشرف
وز ظهور سرخوشی هر خانه بیت السرور

گل کند از راغ خیری بسکه جاری گشت خیر
سر کشد از باغ سوسن بسکه ساری هست سور

پای کوبان بر زمین از عشرت انگیزی جوش
دست افشان بر هوا از بال جنبانی طیور

عقد پروین چرخ آورده من این سلک گهر
بهر ایثار و نثارت هر یک از نزدیک دور

زیب و زین این سماوی نامه انگه هست — آسمانی گشش چو من آمد عطارد چون تو هور

کردمش تحریر چون با صد وداد و صد خلوص — نقش صد در صد شمار آرائی دفع شرور

هم دعای دولت است و هم تهنیت

دیدهٔ بد دور از تو چشم اعدا باد کور

۱۳۰۵ - ۶ = ۱۲۹۹

قصیده در مدح تشریف آوری جناب نواب لائق علیخان صاحب بهادر سالار جنگ ثانی مختار الملک از حیدرآباد در لکهنؤ

هست روشن اینکه از فیض دو روشن آفتاب — خلق دارد لعل و گوهر لعل و گوهر آب و تاب

آن دهد بینان و عمان از بذل خود زکوٰة — وین دهد اعلی و ادنی را ز فضل خود نصاب

آن ز روی خود گرفته راه را در سیم خام — وان ببوی خود نهفته ماه را در مشک ناب

این یکی در چهرهٔ مردم ز مهرش آب و رنگ — وان یکی در چهرهٔ انجم ز چهرش رنگ و آب

هم عنان موکب آن میرسد فصل بهار — هم رکاب مرکب این امید و عهد شباب

شاخ از آن گل در کنار و کاخ ازین از نگار — راغ از آن خلد اعتبار و باغ ازین مینو قباب

مهر این بر رهگنان و قهر آن بر همرهان — مهر این در بر بنان و چهرهٔ آن اندر سحاب

این چو جنت آن چو دوزخ این چو فیض و آن غضب — این چو کوثر آن چو آذر این لب و غضب آن عذاب

می شود مهر لب هر موسن آن از روی صوم — وا کند قفل در هر مخزن این بهر ثواب

چون پرند قیرگون بر روی گیتی برکشند — آن رود در قعر آب و این رود در قصر خواب

آن بهفت اورنگ یک سرهنگ را اندر جلو — وین دو صد سرهنگ یک آهنگ دارد در جناب

ماهی آن از انشعب هست با این را بدام — صید آن یک شیر و صید آهوش صد شیر غاب

آن ببزم سور او یک زهره از هر لباس — وین بجشن عیش او صد لولی احمر ثیاب

لشکر این می رود قلب سلاطین از سهام — عسکر آن میسکند رجم شیاطین از شهاب

آن بود مصروف در تسخیر اطرافِ جهان
وین بود مشغوف در تعمیر ولهای خراب

زان فلک پر اختر ست و زین زمین پر گوهر ست
زان ثمر پر شکر است و زین لبم پر شهد ناب

آن کند سیر دو شش منزل بسلیے از درنگ
وین کند گشت دو صد محفل بپاے از شتاب

از حمل تا حوت از ان منزل بمنزل بهره ور
وز دکن تا لکهنؤ زین ده بده شد کامیاب

از وصول آن بود برج حمل را عزّ و جاه
وز نزول این بود موتی محل را آب و تاب

یعنی آن لائق علیخان کش بود صبح و مسا
آفتاب اندر عنان و ماهتاب اندر رکاب

آن که هست از بس سرافرازی و والا گوهرے
تاج فرق آسمان و خاکپاے بو تراب

هم بود سردار بزم و هم بود سالار جنگ
هم بود مختار ملک و هم بود مالک رقاب

مصرعِ سالِ ورودش از سروش آمد بگوش
صبح دولت جلوه کرد و لکهنؤ شد کامیاب
سنه ۱۳۰۳ھ

قطعه روز تقسیم انعام در کیننگ کالج ۱۶ ستمبر سنه ۱۸۸۷ع مطابق سنه ۱۳۰۴ھ خوانده شد

درین عهدِ مبارک عهدِ پنجه سالهٔ دارائی
ترقی کرد علم و فضل و عقل و فهم و دانائی

چه دارائی و دانائی کند مشاطگی هر دم
عروسِ دهر را زیبد که می نازد بر عنائی

رعایا پروری موقوف دانش پروری باشد
بود بر دانش افزائی مدارِ دولت افزائی

ز روی مهربانی دادری شد باعث این مجلس
که گشت انجم فروز این انجمن در جلوه فرمائی

ازین انجمن که هر یک نیّر برجِ شرف آمد
زمین چون آسمان هر هفت شد از فرط زیبائی

زهے بخت و خهے دولت که آمد عدل این داور
اودورا تا ابد پیرایه بخشِ از ملک پیرائی
۱۲۰۰

تواند کرد وصفش بے زبانان زبان آور
تواند داد لطفش ناتوانان را توانائی

هنر آموز این کالج محیطے هست کز فیضش
کند هر قطره دریائے و هر در یا گهر زائی

نه تنها انگریزی فارسی نازی که هر علمے
ازین دار العلوم آمد علم در عالم آرائی

ببیل سرمه گویا سرمه سائی میکند اینجا … که روشن شد سواد هند هر یک یافت بینائی

الهی صاحب این مجلس و ارکان این مجلس
بکام از دور جام مهر دور چرخ مینائی

ایضاً

نایب دولت آمده صاحب حشمت آمده … کان مروت آمده بحر سخاوت آمده
صاحب خیل و الحشم خیمه جود و الهمم … چشم مروت و کرم عین عنایت آمده
مهر جلالتش بدست مهر سپهر قدرت است … ماهی دولتش شصت ماه لطافت آمده
دیده وران بباب او مهر همه کامیاب او … خاک ره جناب او کحل بصیرت آمده
عدل از و عیان شده ظلم از و نهان شده … روشن از و جهان شده صبح سعادت آمده
علم و هنر بها گرفت چشم خرد ضیا گرفت … کالج از و صفا گرفت اختر دولت آمده
آب گهر فزود او حسن هنر نمود او … دست کرم گشود او مخزن همت آمده
ملک فروز مشعل است ظلم زدای مصقل است … صاحب جود طیل است اینکه بشوکت آمده
جاه و جلال و قدر بین قدر کمال هر زبین … بدر جمال صدر بین بهر صدارت آمده
مهر و مهی ز هر طرف نازل منزل شرف … خیل ستاره صف بصف محو بحیرت آمده
سرو و صنوبر و سمن سعدی و لاله نسترن … گشت بگشت و چمن چمن با همه نزهت آمده
میر اکابر اجل گاه لقب بر نبیل … قلزم علم و العمل منبع حکمت آمده
سرور سرو پیکرا گلبن سایه گسترا … بلبل داستان سرا بر سر مدحت آمده
چند کنم ثنای تو کرده دل برای تو … بر لب من دعای تو وقت اجابت آمده

ایضاً

بین داد گر اعظم با جاه و حشم آمد … کاین مدرسه در عالم از علم و حلم آمد
یک باغ گل و نسرین از رائحه اش تسکین … یک چرخ مه و پروین از خیل و حشم آمد

جم بر سر راه او خم قامت جاه او
یم پیش نگاه او ناچیز چو نم آمد

می ده که سر آمد دے طومار خزان شد طے
سرسبز اوده از وی چون باغ ارم آمد

از ناقد این کالج شد نقد هنر رائج
وصفش ز رقم خارج معیار حکم آمد

آثار نجوم اینجا پیدا ز رقوم اینجا
اقلیم علوم اینجا در تحت قلم آمد

دانشوری و فطنت دانادلی و فطرت
علم و هنر و دولت هر هفت بهم آمد

هر نامه هنر عنوان سرمایهٔ بحر و کان
هر خامه گهرافشان چون دست کرم آمد

هر حلقهٔ این پرکار گوئی که فلک کردار
با ثابت و با سیار از کلک و رقم آمد

این داور و دورانش این مجلس و ارکانش
آباد که فیضانش عام ستاعم آمد

ایضاً

نوید عشرت افزا از زمین و آسمان آمد
که زیب روزگار و زینت کون و مکان آمد

بناز ای چرخ کاینک آفتاب عدل طالع شد
ببال ای ملک کاینک موکب نوشیروان آمد

پرافشانی کن ای قمری که سرو آراست گلشن را
غزلخوانی کن ای بلبل که گل در بوستان آمد

بیارا می فلک خوانی بگیر از مطبخش نانے
رسید از راه مهمانے که خود او میزبان آمد

مشام دوستان محو شمیم بوستان باشد
شمیم بوستان وقف مشام دوستان آمد

فروغ طالع هر دیده و هر دل نمایان شد
چراغ خانهٔ هر دوده و هر خانمان آمد

هوا سرد و زمین خرم مبارکباد مستان را
ز کهسار ابر آذاری بسوی بوستان آمد

بمیر ای یأس حرمان زنده شو ای عافیت کاینک
پی تیمار رنجوران مسیح از آسمان آمد

فلک نقش مراد هر کسی بنشاند بر کرسی
که با صد عز و شان کرسی نشینی نشان آمد

زمین لکهنؤ خرم که دید از نو نوی بیسم
اوده با ابد همدم که عمر جاودان آمد

خوشا آن باغ کش هر سو گل بیخار شد خندان
خوشا آن گلزمین کانجا بهار بیخزان آمد

شود شاداب باغی کانچنانش باغبان باشد
بود آباد شهرے کاین چنینش مرزبان آمد

چه می پرسی فلان آمد که بهمان فاش میگویم
جهان خود آنچه از عمری تمنا داشت آن آمد

بوجد آمد ز شور آمد آمد هر کسے اینجا
چو پرسندت کدام آمد کجا آمد چسان آمد

بگو لفٹنٹ سر الفرڈ لائل آفتاب آسا
عنان از باختر گرداند و سوی خاوران آمد

بنازم شوکت و شان به اکره و آورده جانب
جهانش در رکاب و آسمانش زیر ران آمد

منور کرد ملک مغرب و ملک شمالی را
چراغ بزم این آمد فروغ بخت آن آمد

شمول این دو کشور چون قران اختران آمد
شگون آمد که اینک والی صاحبقران آمد

ز عدلش گرگ و میش افتاده هم پهلو و هم بستر
بعهدش باز و طوطی همدم و هم آشیان آمد

بود اکسیر هستی کیمیائے عشرت اخلاقش
بپیشش رفت گر صد ساله پیری نوجوان آمد

بعهدش خوابگاه فتنه چشم دلبران باشد
بدورش تکیه گاه خواب چشم پاسبان آمد

شود خود روشن ایمعنی که با این وهی با این خو
بانجم مهر تابان و بمردم مهربان آمد

ترکیب بند

مشتمل بر سپاسگزاری قدوم میمنت لزوم ندوة العلماء در لکھنؤ بتحریک خان بہادر جناب منشی اطهر علی صاحب و خان بہادر جناب چودھری نصرت علی صاحب نگارش یافته

یارب این بزم دل افروز چه منظر آمد
که سپهرے ز فراوانی اختر آمد

هر گرامی نگرم غیرت خورشید بود
هر کجا می گذرم روکش خاور آمد

هر یک از ذهن و ذکا عقل مجسم یابی
هر یک از قدر و بها روح مصور آمد

هر یک از علم و عمل قاعده آموز بود
هر یک از دین و دل مائده گستر آمد

هر یکی گاه سخن منبع دریا باشد
هر یکی وقت بیان معدن گوهر آمد

باعث رونق این مهد درین فرخ عهد
دولت قیصره و صولت قیصر آمد

هیچ دانی ز چه این بزم مرتب گشته
هیچ دانی ز چه این خانه منور آمد

از چه این کارگه آراسته از نو باشد
از چه این بارگه افراخته از سر آمد

از چه این باغ پر از نرگس شهلا بینی
از چه این راغ پر از لالهٔ احمر آمد

بدل از دیده فرود آمده این تازه خیال
گل بباغ آمد ولیک از رهِ دیگر آمد

فردین با حشم دینور و دیندار رسید
فرودین با علم سرو و صنوبر آمد

عهد آراستن مسند و دیهیم گذشت
وقت آرایش سجاده و منبر آمد

هله ای اهلِ طلب از ته دل گوش کنید
اطلبوا العلم اشارت ز پیمبر آمد

علم بحرے است که پر از گہر شہوار است
علم نخلے است که پر از رطب تر آمد

آن گہر باعث پیرایه افسر گردد
وان رطب موجب سرمایهٔ شکر آمد

علم نہرے است لبش منبع کوثر باشد
ق
علم شہرے است درش حید رصفدر آمد

اے خوشا آنکه درین نہر شناور گردد
وے خوشا آنکه درین شہر ازین در آمد

چشم بد دور فراہم شده اند اہلِ علوم
یا درین بزم فرود آمده از چرخ نجوم

این چه ایوان رفیع و چه وثاق است بطاق
جنت یک طاق اُطاقش نبود این نه طاق

این چه حال است محال است چه گفت است و شنود
این چه قال است مقال است چه سوق است و سیاق

اندرین پرده دگر سامعه سر کرده سماع
اندرین عرصه دگر ناطقه بر بسته نطاق

شام شد بام که لامع شده شمع اقبال
روز نوروز که ساطع شده نور اشراق

پر توِ طلعتِ این جمع و فروغ این شمع
همه آفاق منور کند از نور و فاق

همه والا نظران و همه عالی منظر
همه صاحب بصران و همه روشن احداق

حرف شان ضربِ مَثَل از پے اصحاب مثال ‌ ‌ نطق شان شان عسل از پے ارباب مذاق
جامع جملۂ افراد کمالات علوم ‌ ‌ چون الف لام که باشد ز پے استغراق
زود باشد که زُداید ز رُخ رنگ حسد ‌ ‌ زود باشد که زداید ز دل رنگ نفاق
مهر امروز مصون باد از آثار زوال ‌ ‌ ماه امروز امان یابد از آزار محاق
دانش و جهل دو طفل اند درین فرخ عهد ‌ ‌ که یکے زان دو رشید است و یکی دیگر عاق
مهر و کین هست درین دور دو کوکب گوئی ‌ ‌ بهبوط این مترصد بصعود آن مشتاق
نیست دور از اثر تربیت آب و هوا ‌ ‌ یابد ار مرتبۂ کاملِ انسی وقواق
بو که امروز چه گلدسته ببینی هر جا ‌ ‌ دسته در دسته صحف بر سر هر طاق طاق
بو که زین مژده ببالد به نیستان اقلام ‌ ‌ بو که زین نغمه برقصند بگلستان اوراق
همچو بختی حجاز آمده در رقص ملک ‌ ‌ از حُدی خوانیم امروز به آهنگ عراق

بر فلک خیل ملک نوبت شادی زده اند
کز پے آمدن ندوه منادی زده اند

فاش گوئیم که حکم و حکم از ما باشد ‌ ‌ عالم از ما علم از ما قلم از ما باشد
شرق تا غرب ازل تا ابد از ما آمد ‌ ‌ روم تا شام عرب تا عجم از ما باشد
در عرب رایت علم ادب از ما علم است ‌ ‌ در عجم هیبت شیر اجم از ما باشد
هم رعایت بالوفِ ملل از ما مرعی ‌ ‌ هم عنایت بصنوف امم از ما باشد
با هم آمیزشِ شیر و شکر از ما یابی ‌ ‌ با هم آرامش شیر و غنم از ما باشد
سینه آئینه صفا دیده جهان بین داریم ‌ ‌ بخت اسکندری جام جم از ما باشد
هم اساتین دول مرتفع از ما آمد ‌ ‌ هم قوانین عمل منتظم از ما باشد
حفظ یزدانی و امداد سماوی داریم ‌ ‌ حیا آئینه و تیغ دو دم از ما باشد
از خدا صد کرم و یک طلب از ما آمد ‌ ‌ از گدا یک طلب و صد نعم از ما باشد

ای خوشا هجرت ما خوشتر از آن قرن ما | هم حریم حرم و هم ارم از ما باشد
ماه و مهر هم و سیه تا به سپید از ما هست | رونق شاهگه و مسجد هم از ما باشد
گو همه روی زمین باش پر از فتنه و شر | دار الامن حرم محترم از ما باشد
نیست ما را سر ترصیع کلاه و دیهیم | ورنه لعل و گهر کان و یم از ما باشد
سرنوشت من و تو هست همه صفحهٔ خاک | اندرین راه سر هر قدم از ما باشد
آنچه با ما کند و کرد نه از بخت بود | آنچه بر ما رود و رفت هم از ما باشد

می کند دیو و پری گریه به نادانی ما
رفت آه از کف ما مهر سلیمانی ما

چشم بد دور که از گردش چرخ دوار | طالع خفته بیک چشم زدن شد بیدار
چمنی از پردهٔ غیب آمده شمعی بر کف | روز روشن شده از روشنی آن شب تار
سبزه می روید و گل بوید و بلبل گوید | نوبهار آمده امسال نکوتر از پار
می خلد در دل مرغان غزلخوان از رشک | مصرع تازه که بر نوک زبان دارد خار
گر چنین نشو و نما می کند این تازه نهال | هست امید که تا سال دگر آرد بار
بو که این گلبن نو خیز شود گلزاری | گر بدینگونه بود ابر بهاری در کار
آب این چشمهٔ جاری برود تا پنجاب | فیض این ابر بهاری برسد تا به بهار
لکهنو یافته خوش برگ و نوائی از نو | مژده ای لکهنویان مژده بهارست بهار
نیست یک بلبل رنگین سخنی همچو حزین | ورنه در باغ بود مرغ نوا سنج هزار
نافهٔ ناف زمین نفحهٔ این باغ بود | بو که این نفحه برد باد صبا تا به تتار
کانپور است مگر کان سعادت گردی | گوهری زاد که شد رونق هر شهر و دیار
چشم دارم که کند هند سوادی روشن | گر همین شام و سحر هست و همین لیل و نهار
داعی ندوه بود قدوهٔ ارباب همم | زبدهٔ اهل کرم عمدهٔ جمع احرار

منشی اطهر علی است آنکه بنا ریم امش — بر زبان تا که نشو ئیم زبان را صد بار
خانه پیراسته آراسته خوانے از نزل — خان خانان بود و آمده خود خوان سالار
هست حق ناصر و حامیش درین کار اهم — نصرت از جانب یزدان بودش از انصار

یارب این بنده و این نادی این بادی باد
شاد تا یوم تناد این از ارباب عناد

مخمس بر غزل جامی علیه الرحمة

راه خلاص از چمنم آرزوست — رخنهٔ زندان تنم آرزوست
سیر فضای وطنم آرزوست — باز هوای چمنم آرزوست
جلوهٔ سرو و سمنم آرزوست

گرد لمن پند و نصیحت چین کار — از می و میخانه گرفتم کنار
عاقبت از کرده شدم شرمسار — توبه زمے کردم و آمد بهار
ساقی توبه شکنم آرزوست

دل ز کجا وین همه ذوقِ حضور — فرزه وانگاه تمنای هور
موسیِ عمران و کجا کوهِ طور — من کیم و بزم تو لیکن ز دور
دیدن آن انجمنم آرزوست

کرده به بیت الحزنم تا مقیم — همچو ترنج ست دل از غم دو نیم
فارغم از جنت ناز و نعیم — نکهت گل را چه کنم ای نسیم
بوی از آن پیرهنم آرزوست

فصل بهار است و زمان شباب — بلبل و گل بهر دو مستی خراب
محتسب و شحنه و قاضی بخواب — شیشه شراب است و شب ماهتاب

در لعبلم گلبد تم آرزوست

بی رخ تو دیده منور مباد	بی لب تو باده بساغر مباد
بی سر سودای توام سر مباد	زیستنم بی تو میسر مباد

بی تو اگر زیستنم آرزوست

ای بکلامت دم عیسی فدا	مهر سکوت از لب خود برگشا
گر دهنت هست خموشی چرا	پرسشش اگر نیست بگو ناسزا

گر دهنت یک سخنم آرزوست

بیش بها هست سخن زان دهن	چون ز عدن در و عقیق از یمن
پیش عزیز اینهمه دم بر مزن	هیچ مگو جامی ازان لب سخن

کاین سخنان زان دهنم آرزوست

قطعه رسید دیوان شهزاده مرزا فریدون قدر

بنام ایزد مشرف گشتم امروز	به تشریف شریف خاص سلطان
چه تشریف آفتاب عالم افروز	چه تشریف آسمان انجم افشان
چه تشریف افتخار هر سخن سنج	چه تشریف اعتبار هر سخندان
بخود می زیبد م نازش که آمد	ز دیوانگاه خاصم خاصه دیوان
چه دیوان کز فروغ گوهر خویش	بود چشم و چراغ معدن و کان
چه دیوان از ضیا مصباح تحقیق	چه دیوان کز صفا مرآت عرفان
چه دیوان سر بسر انگاره ناز	چه دیوان یک قلم تصویر جانان
چه دیوان یک گلستان ارغوان زار	چه دیوان یک خیابان سنبلستان

ز اندازِ خرامِ کلکِ مشکین	عیان موج رم وحشی غزالان
ورود این مقدس نامه باشد	نزول آیهٔ رحمت زیزدان
بلے خاقان اقلیم سخن ہست	کلام ابن خاقان ابن خاقان
فریدون قدر روشن صدر کآمد	بصدر قدر ہمچون بدر تابان
جلالِ او شجاعت را دلیل است	جمالِ او سعادت راست برہان
توانِ عالم و ہم جانِ عالم	جہان جان و ہم جان جہان بان
بزم معدلت شمع شب افروز	بباغ سلطنت سرو خرامان
لب او آبروئے چشمۂ خضر	برُخ او نور چشم ماہ کنعان
بود از پرچم رایات جاہش	بروی ماہ گیسوی پریشان
فریدون گر درفش کاویان داشت	درفش این بود کلکِ دُرافشان
اگر او افعیِ ضحاک راکشت	ازین ست از درِ افلاک ترسان
بہر وقت و بہر ساعت بہر دم	عزیز آمد ثنا خوانش بصد جان

الٰہی تا سکون باشد زمین را

بکامش چرخ گردان باد گردان

دیباچہ داستانے کہ آغا صاحب نگاشتہ است

سپاسے کہ لوح طلسم دل ست	کشایندۂ حسن آب و گل ست
سپاسے کہ ذوق بیان می دہد	زبان را شگفتن توان می دہد
سپاسے کہ گنجینۂ گوہر است	نفس را بہ از گنج باد آور است
سپاسے کہ داد از خشنود از وست	ہر بود و نابود بہبود از وست
سپاسے کہ کام حلاوت دہد	صلا بر سرِ خوانِ نعمت دہد

سپاسے که رنگین از و گفتگوست ‏ نفس با که گلدستهٔ رنگ و بوست

خدارا سزاوار و درخور بود ‏ که روزی ده و بنده پرور بود

شد این نه سراپرده هر هفت ازو ‏ بهر پرده نیرنگها رفت ازو

ز داروے هوشی که در کار کرد ‏ بسا خفته کز خاک بیدار کرد

بدان گونه بست این طلسم شگفت ‏ که کس خورده بر وے نیارد گرفت

ز بس هر کس از فیضش انعام یافت ‏ سکندر گر آئینه جم جام یافت

ملک را بتکلیل سر بر فراز ‏ ملک را بتهلیل جان تازه ساز

نوا بخش ساز مناجاتیان ‏ نمک پاش زخم خراباتیان

غمش داد دلدادگان می دهد ‏ برد دل بشوخی و جان می دهد

شبستانیان بینش افروز ازو ‏ دبستانیان دانش آموز ازو

زمین تا زمان بنده فرمان او ‏ سمک تا سما جمله از آن او

ننازش نیفتد بچیزے نیاز ‏ بخود باشد از بے نیازیش ناز

به وخشور خاصیم داد اختصاص ‏ باخلاص کرد از عقوبت خلاص

محمد که از نام او نقش بست ‏ درین خانه نقش و نگاری که هست

زهے دلنشین نقش مانی فریب ‏ هم او رنگ زیب و هم ارژنگ زیب

گرامی تر از هر گران سایهٔ ‏ بلندی گرا تر ز هر پایهٔ

چراغے که تا محفل افروز شد ‏ شب تیره روشن تر از روز شد

بود زله خواری ز خوانش خلیل ‏ مگس ران آن شهد جبرئیل

عزیز آورد از ره سوز و ساز
خدارا نماز و نبی را نیاز

خاتمہ سفرنامہ مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

نخستین شود خامہ ام تیزگام | براہِ خداوند بیت الحرام
خلیلش بنا کرد آن خانہ را | برون کرد زان خانہ بیگانہ را
چہ زادش چہ زاد و چہ مہر و چہ ماہ | ہمہ بستہ احرام آن بارگاہ
فلک تا ملک قاف تا حد قاف | بآن بارگہ روز و شب در طواف
ازینجا شوم سوے یثرب روان | فلک ناقہ گردد ملک ناقہ ران
کہ آن بقعہ شہرے بود دلنشین | نشیمن گہ خاص سلطان دین
ازان پس روم راہ مردانِ حق | سخن رانم از رہ نوردانِ حق
دم از اولیائے خدا می زنم | صلائے وِلا بر ملا می زنم
کہ گم کردہ در راہ او خویش را | ولے رہنما شاہ و درویش را
خصوصاً محمد حسین آنکہ بود | بعلم و عمل شاہ ملک شہود
بصورت ربودی دل از اہل دل | بسیرت دمانید گلہا ز گل
بکسب ضیا از وے اہل علوم | کہ بود آفتابے میان نجوم
شریعت از و رونقے تازہ یافت | طریقت از و طرفہ آوازہ یافت
ز دے شوق چون زخمہ بر ساز او | بوجد آمدے عرش از آواز او
بتارِ نفس زخمہ زن چون شدے | نوا سنج اسرار بیچون شدے
چو بر بست احرام ملکِ عرب | نگنجید در جامہ از بس طرب
بچشم تر و با لب خشک تر | گذشت از تر و خشک و از بحر و بر
سیاہی چو آن خانہ از دور کرد | دل و دیدہ اش را پر از نور کرد
خوشا آنکہ این ہفت خوان در نوشت | کہ مہمان آن خوان و آن خانہ گشت
صلائے کہ بر خوان الوان زدند | بمہمانئے اہل ایمان زدند

بلب بود لبیک و در دیده اشک | چو اشک آب حیوان بران بر درشک
چو داد اشک او دیده را شست و شو | تو گوئی که کردی بزمزم وضو
وضو تازه کرد و زان تازه کرد | لب شکر آلهی زبان تازه کرد
مشرف بطوف حرم آمدا و | ز طوف حرم محرم آمدا و
بصد شوق و روز و شب و صبح و شام | ادا کرد ارکان حج را تمام
ز سعی صفا مروه گوئی که وے | بیکبار کونین را کرد طے
بسوے منا رفت با جان ریش | که شد فارغ از کشتن نفس خویش
پس از حج ازان خطه شد ره سپار | سوئے خاک یثرب چو باد بهار
ز باد صبا ناقه رهوارتر | ز سیلاب خود تیز رفتارتر
بران محملے بست و در وے نشست | چو بنشست طی کرد بالا و پست
ز وے هر نفس شوق بر ناقه بانگ | که باشد درنگ اندرین راه ننگ
درا با حدی خوان شدی هم نوا | که اینجا خموشی بود ناروا
بیکبارگی بره کاروان او فتاد | ردارد بکون و مکان او فتاد
ز بانگ حدی خوانی آن محل | برقص آمدے چون جمل هر جبل
بهر خیمه سارے فرود آمدند | بکام از سرود و درود آمدند
وران بحر مواج کشتی شکن | چو کشتی شده تخته بش قطره زن
چه غم کشتی را از موج و هوا | اگر ناخدا اش بود با خدا
تو گوئی که بے بادوے بادبان | شد از مساکن سفائن روان
چو او روضه پاک از دور دید | تجلی چو موسی ازان طور دید
ازان روضه گل چید و شد باغ باغ | وزان بوستان تازه و تر دماغ
در آشفتگی خاطرش گشت جمع | چو پروانه می گشت برگرد شمع

اگر نام دریام چون ماه و هور — به نظاره کردے نظر کسب نور
ز بس توشه از خوان نعمت گرفت — برجعت سوی هند رخصت گرفت
سفرنامهٔ خویش تحریر کرد — بره انچه رو داد تصویر کرد
سفرنامه هر چند باشد بنام — بمعنی بود خضر راهِ انام
پرست از نکات علوم و فنون — بود شرح مجموعهٔ کاف و نون
سوادش بعلم و عمل جاویست — تو گوئی که تفسیر بیضاویست
بیاضش بود صبح عید نظر — سوادش شب قدر هر دیده ور
مناجاتیانند ازوے بکام — خراباتیان را ازو مے بجام
بود هر ورق پردهٔ سازِ عشق — که خیزد ازو نغمهٔ رازِ عشق
بهر سطر سطرے ز رازِ نهان — ز هر نقطه صد نکته باشد عیان
کسی را که عالی بود ظرف وے — محیطیست بس ژرف هر حرف وے
دریغا که آن رهبر ره نورد — سفرنامه بنوشت و خود کوچ کرد
که از لکهنؤ سوئے اجمیر رفت — پے خاکبوس درِ میر رفت
اگر جذبهٔ شاه چشتی لقب — سو خود کشیدش ز ملک عرب
دران بقعه روزے ببزم سماع — که صاحبدلان داشتند اجتماع
نوا زن نوا سنج قدوس بود — که در رقص گیتی چو طاؤس بود
بوجد آمد از قول قوال او — که سرخوش شد از نشهٔ حال او
سخن چون ز قید رهائی شنفت — مکرر همان گفته را گفت و خفت
بآزادی بیش شد کار بند — رها کرد خود را ازین چار بند
بیکدم ز دن جان بجانان رسید — که یوسف ز زندان بکنعان رسید
بدریا بود بازگشت آب را — بجانِ جهان جان بیتاب را

الٰهی بحقِ اسیرانِ خویش ‌ ‌ ‌ بوارستهٔ بند آئین و کیش
بزندانیانِ گرفتار دست ‌ ‌ ‌ که گردند آزاد از قید پوست
بآزادهٔ کز رهِ اختیار ‌ ‌ ‌ شود خود گرفتار خود رستگار
که فردا دهی رستگاری مرا ‌ ‌ ‌ نسازی گرفتار خواری مرا
عزیزے که بخشیدهٔ عزتش ‌ ‌ ‌ نگه دار از خواری و ذلتش
گر آزادم و گر اسیرِ توام ‌ ‌ ‌ بهر حال فرمان پذیرِ توام
عزیزی از تو چیزے ندارد عزیز ‌ ‌ ‌ جان از تو و جان ز آنِ تو نیز
اگر گوهر جان نثارِ تو باد ‌ ‌ ‌ وگر نقد دل هم بکارِ تو باد
به بخشائی هر لحظه جانے دگر ‌ ‌ ‌ که در جان نثاران شوم نامور
کنم ختم این نامه را بر دعا ‌ ‌ ‌ دعا از من است و قبول از خدا

خدایا بحقِ نبی فاطمه
که بر قول ایمان کنی خاتمه



مثنوی ید بیضا

کہ ہر بیت آن ذو بحرین ذو قافیتین مع التجنیس ست بلکہ اکثر ابیاتش سہ سہ چار چار قافیہ دارد و بعضی سراپا مقفی و مسجع ست و منقوط و غیر منقوط و فوق النقاط و تحت النقاط و قلب مستوی و حسن تعلیل و استبتاع وغیرہ

اے ز تو اندر سر من شورہا — نام تو ہست افسر منشورہا

ای قلم از حال تو معنا نگار — وی رقم از خال تو رعنا نگار

گر پئے تحمید تو دارد کتاب — بر در توحید تو آرد کتاب

می تند این بسملہ از طیلسان — می کند این مسئلہ مرطی لسان

شمل این بسملہ منزل رسید — واصل این مرحلہ کامل رسید

در بن این نخلۂ تر ریشہ ہست — تشنۂ او تیشہ و ہر ریشہ ہست

از نم احسان تو سرمستیم — در نم فیضان تو سرمست ہم

لائق اوصاف از انصاف نیست — لائق اوصاف از آن بافتہ نیست

اینہمہ از نام تو پیدا نشان — بیخبر از جام تو پیدا نشان

می رود اوصاف تو هان کی زیاد | می شود الطاف تو زان می زیاد
مزرع انعام تو بی مرز بان | بهره ور از نام تو بی مرز بان
درگه اجلال تو آن سوی ظن | درک در احوال تو آن سوی ظن
بندهٔ درگاه تو فرمان بران | راندهٔ درگاه تو فرمان بران
ذرهٔ خاک در تو ذره تاب | فر تو بر کافر تو دیده تاب
مظهر انوار تو هر تاجدار | منتظر انظار تو در تاجدار
از در تو حاجت هر شه روا | وز بر تو شهرت هر شهر روا
باشهٔ پران تو باشه پرست | خاشهٔ میدان تو باشه پرست
خنجر تو خنجر سنجر برد | آتشت آب از دم خنجر برد
ق نه فلک از جاه تو دوره همسر | بر در خرگاه تو دوره همسر
هر یک از اینان شرعی کار تست | بندهٔ فرمان بر پر کار تست
اشک من از عفو تو تکبیر بشید | ده که شکر آمده در خورشید
ق قهر تو هم راستی از مهر تست | آتش و نور آیتی از مهر تست
آب یک آب مد شیرین و شور | جوشش آن واسطهٔ تسکین شور
زمزم فیضان تو طوفان کند | محرم ایوان تو طوف آن کند
جاری از احسان تو خاک نیل | پر ز تو اندر خم افلاک نیل
خاک از انعام تو زر گشت چون | قلبش از احکام تو برگشت چون
کامده از گلشن جان خوشه چین | بر رخش افتاد از آن خوشه چین
نار هی از آن خاک در آبی شده | کار وی از باد فر آبی شده
هر که از و تافته رو آفتاب | آمده بر مزرع او آفت آب
یافته از لطف تو جان بایزید | آتش قهرت بود آن بایزید

فیض تو بس هست این رهروان ‌ قهر تو ره بست بر این رهروان
نسبت تو نامده جائز بشر ‌ قادر مطلق تو و عاجز بشر
باشد از ایوان تو کوته کمند ‌ انس و جن از شان تو آگه کمند

خطاب بحضرت باری با عجز و زاری

ای رخ زیبای تو در دلبری ‌ ذاتت از اندیشهٔ باطل بری
جای تو اندر دل ما هست بس ‌ کلبهٔ ما منزل ماه است و بس
عکس تو در دیدهٔ تر دیده است ‌ مروحه جنبان مژه بر دیده است
شمع دل از روی تو بر کرده ایم ‌ جمله سر از کوی تو بر کرده ایم
وادی شوقت همه الین ست ‌ موسی آن بادیه راهی بس ست
راه تو خوابیده و بیدار تو ‌ جای تو هر دیدهٔ و بیدار تو
ما همه در راه تو تا زنده ایم ‌ بندهٔ درگاه تو تا زنده ایم
طاعتی از ما بتو زیبنده است ‌ رحمتی از باب تو زیبنده است
بر تو تا بر من ما مور هست ‌ دانه کش از خرمن ما مور هست
در بر یک نیکی ما ده تو هست ‌ مسکنتی این ناسره را ده
بفیض از اکسیر تو شد قلب من ‌ والهٔ تدبیر تو شد قلب من
فکر تو بس طاعت هر روزه ام ‌ ذکر تو بس شربت هر روزه ام
یاد تو چون خواهش شبخون کند ‌ خاطر من کاهش شب خون کند
پیش تو راز دلم آئینه هست ‌ صیقلی آخر دلم آئینه هست
گشته دل از صدمهٔ نیرنگ خورد ‌ شیشهٔ این میکده بر سنگ خورد
از شب و روز اکثر و بسیار رفت ‌ محمل بس بار و بس بار رفت

ناقه‌ام از قافله تنها فتاد / دور از این مرحله تنها فتاد

می‌شود از محمل ما ره سپار / توشه و زاد و دل آگه سپار

کشتهٔ ما را بده از رحمت آب / رشتهٔ ما را بده از رحم تاب

دولت علمم ده و هم درک فن / تا شود او دافع غم در کفن

تشنه لب از بهر لب جویا عزیز / بر در تو آمده جویا عزیز

سر تو در مخزن در جان او / نی دُر از و هست نه دُرج آن او

در ره احمد قدم از سر دهش / توشهٔ ملک قدم از سر دهش

از سر نو ۱۲

در نعت سرور عالم صلی الله علیه و سلم

مشعلی از سوز دل آرم بدست / رهروی اندر شب تارم بدست

طاقت رفتن نه و منزل دراز / همره من همدم من دل دراز

هادی ما حادی راه هدی / حادی ما هادی راه هدی

شبنم ما میرود از خویشتن / غارت خجلت شود از خویش تن

از در باغ آمده فرخنده باد / غنچهٔ دلها همه در خنده باد

بوی گل آورده از آن گوشمال / غصه و غم خورده از آن گوشمال

عشق بر آنست که میگوی دوست / دیده ور آنست که میگوید اوست

آمد او جان پی تکریم خواست / در دل او جا پی تعظیم خاست

درد دل آورد دل آرام را / داوره آورد دل آرام را

صدق دل اظهار کن ایمان بیار / نقد خود ایثار کن ای جان بیار

او نبی و شاهد حق پیش پیش / همسر او آمده کس پیش نه بیش

وعدهٔ او محکم و هم عهد او / محرم او همدم و هم عهد او

محضرِ دین مستند از شاهِ دین اشهد آن بود از شاهدین
احمدِ بی میم احد القابِ او ابجدِ بی جیم ابد الفبا او
علم وهبی از دفتر و درسے نبود یک قلم آن از برے در سینه بود
مرسله شد آمده بر مرسلان مرحله زد یافته هر مرسل آن
بیشتر از عالم وهم زادم اوست توشهٔ عقبایم وهم زادم اوست
از پسِ پرده شده چون رونما نقد دو کون یافته چون رونما
تا که خود این آئنه در خانه بود ناطقه طوطی شکرخا نبود
روضهٔ او جنتِ عشاق بس حوضهٔ او جنتِ عشاق بس
خادم آن روضهٔ فردوس باش الحذر ای بیخبر از دور باش

سراج معراج

نیمشب از خوابگه آن شاه خاست طالعِ بیدار از او ماه خواست
شب نگوایهٔ کثرتِ ضوءِ بدر بود روشن از او طلعتِ نوروز بود
حلهٔ صد نور بر آن دوخته نور از او ماه و خور اندوخته
جلوه گر آنگه بر رخش آن شده از نظر آن اختر رخشان شده
جانب حق داشته چون رو نظر شد رخِ او آینه افروزِ مهر
گشت از این منزل و مسکن روان چون نگه از دیده و از تن روان
در رهِ او آمده گرد و رباد از تگِ او دیده بد دور باد
یک تگِ او کرده طی آن شب جهان دائره بر دائره مرکب جهان
همرهِ او مانده گر او بر درخست یکسره از سدره مر او بر درشت
رفته در این صورت و شکل ای سفیه نیست بر این شبهت و شک لیس فیه

بنیجرد آنکس که ازین منکرست | منکر اندر رہ دین منکرست
دیدۂ او دیدہ ازان درکشاد | دیدۂ وگردیدہ ازان درکشاد
راہِ نہ افلاک براو بازگشت | پاک شد او پاک ترا و بازگشت

بسبیل خطاب در آنجناب

ای نبی امّی ابی امّی فداک | وی ابی امّی نبی امّی فداک
ای دل وجان زانِ تو ایمان ما | وی ہمہ قربانِ تو ایمان ما
بر لب جو جا بود ار سرورا | جای تو در دیدۂ تر سرورا
نام تو طٰہٰ بس و حم بس | یا ورِ ہر بیکس و حامیم بس
مہ خجل از روی تو یار ای تست | انہمہ نیر روی تو یار ای تست
جان و دل از فکرِ تو برہم خورد | کام و لب از ذکرِ تو زمزم خورد
گریۂ جویائے تو نیسان بود | نالۂ شیدای تو نیسان بود
ہیچ تو روشن شد از او نامِ بدر | دست تو بشکسته از او جامِ بدر
رونقِ ہر بتکدہ بالات برد | بیرقِ ہر بتکدہ بالات برد
طبعم از افضالِ تو خرمن درود | بر تو و بر آلِ تو از من درود
دا نیم ار بلبلِ ہندوستان | دامنم از جنگلِ ہندوستان
بخششی از اخلاص و از انعام بخش | یا بد از آن خاص و از آن عام بخش
لطف تو بر ما شدہ تا سائبان | خواستہ از سایۂ ما سایہ بان

ساختہ تا سایۂ تو با عزیز
آمدہ ہمسایۂ طو با عزیز

مستی خوش نوائی در ذکر ساقی و نائی

ساقی از آن جمجمه کان جم خورد | نائی از آن زمزمه کانجم خرد
خوشه از این تاک در افگن بزیر | زهره از این طاق بر انگن بزیر
ساقی ما ساقی دوران ماست | ساقی و هم باقی دوران ماست
کشتی ما جانب ساقی روانست | تا که در این میکده باقی روانست
ق
از کف او ساغر و گردن کشی | بر سر میدان سر گردن کشی
نائی ما گر تنه در تن تنند (غم کلان ۱۲) | پردهٔ صد غلغله بر تن تنند
دمدمه گر همه ورزم زمست | از لب او آن همه مرزم زمست
زمزمه زین زخمهٔ برزخ فزن | یک تنه بر نغمهٔ بر زخمه زن
زمزمه زا آمده تا تار ازو | غالیه سا آمده تا تار ازو
گر قره پر خون شده بی نائیم | از نیش افزون شده مینائیم
هر که مر این نائی و ساقیش هست | بر سر آن ملکت باقی نشست

ذکر اهلی شیرازی مصنف سحر حلال و سبب تالیف این قیل و قال

ساقی از آن ساغر چینی نژاد | گرچه دو رنگی و دو بینی نزاد
صیقل آن می بر دار زنگ ما | نقش دو رنگ آور دار زنگ ما
اهلی من منبع فن و بیان | بانی فن مرجع کرّ و بیان
جادوی جائز و سحر حلال | در کف او معجز و سحر حلال (نازک ۱۲)
دیدهٔ ما نامه هم آن نامه دید | دیده هم آن نام هم آن نامه دید
معجزه خوان گر همه جادوستان | طالب آن سر همه جادوستان

[illegible] ۱۲

شعر تر آورد خوش اندر دو بحر — منبع صد مخزن گوهر دو بحر
از دم او تازه بر آمد ورود — وز دم او نغمه ور آمد درود
قافیه شد در سر تجنیس تنگ — هم ره قید و در تاسیس تنگ
اهلی ادا اهل در آن کار بود — مشکل ما سهل در آن کار بود
لیک بد آمد سر از اسباب تافت — تار جسم از شمسهٔ این باب تافت
رشتهٔ تابیدهٔ او تافتم — پنجهٔ تابیدهٔ او تافتم
پنجه ام آن زلف دوتا شانه کرد — رنجه ام آن زلف دوتا شانه کرد
او که گل افشان شده بر نام جم — گل کند از نامهٔ من جام جم
کرد گر او در خور حسن آفرین — تارک ما در خم آفرین
هست گر او مونس میخوار جم — من خود از آن مجلس می خار جم
کی دم از اسکندر و کی تیز نم — کی زدم این ساغر و کی میز نم
نی سر رنجیدهٔ دستان مرا — دل شده خود رنجهٔ دستان مرا
کی سخن از لیلی و یا حی زنم — نعرهٔ یا محیی و یا حی زنم
با سخن ار کمتر از او ساختم — بارهٔ محکم تر از او ساختم
حاجب در آمده هر مصرعی — تیغ دو سر آمده هر مصرعی
بیهده گو بس کند از لاف تا — کلک دو سر دم زند از لاف تا
مو شده در دیدهٔ او تافتم — زان سبب این زلف دو مو تافتم
یا در ما داور ما صفدر ست — سرور ما حیدر ما صفدر ست
کلکم از این معرکه صد گوی برد — بل حسد از خاطر بدگوی برد
شاهم و شهنامهٔ من صوبه ایست — در کف من خامهٔ منصوبه ایست
چیده ام از فکرت خویش آن بساط — یافته بیگانه و خویش انبساط

شاطرِ من خرقهٔ شطرنج یافت / خاطرِ من غرقهٔ شطرنج یافت
هر که در افگند در این رود بار / زورقِ خود راند بر این رود بار
حافظِ این غمزده بینا خدا / کشتیِ ما مانده بی ناخدا
حدقهٔ چشم شده تا ماهی هو / رفته ام از مدرسه تا ماهی هو
خواند هر آن دل شده چون ما سبق / شسته‌ای از گریهٔ خون ما سبق
تلخیِ غم با مزه تر دیده ام / دامنِ دل تا مژه تر دیده ام
خالم از اشکم گل و گلزار شد / وز غمِ من بلبل و گل زار شد
گل همه تن گوش بر آوازِ ما / بلبلی از بهت در آوازِ ما
گر چکید از خامهٔ من یاسمن / گل کُند از نامهٔ من یاسمن
نفحه از خامهٔ من در دمد / دود جگر از نامهٔ من در دمد
خامهٔ من زخمهٔ آهن گزاست / خامهٔ من نغمهٔ آهنگ زاست
تیشهٔ من کافته مر این دُوکان / پیشهٔ من یافته مر این دُکان
کانِ دو کونِ من از اندیشه کن / صیرفی ای دل شو و اندیشه کن
لعل و دُر آن یکسره در کانِ ماست / سیم و زر اینک سره در کانِ ماست
آتش و آبی بدم آمیختم / باده نابی بدم آمیختم
ساقیم آمیخته می با گلاب / می شود از خجلتِ مستی ما گل آب
شیشهٔ ماهست پر از شهد و شیر / بیشهٔ ماهست پر از فهد و شیر
باده ناب است در این جام بین / آتش و آب است در اینجا مبین
مجمعِ بحرین ازین آب جوست / مطلعِ سعدین ازین تاب جوست
میوه بود رنگ ست در این شاخ در / رو بد و سو هست این کلخ در
خامهٔ من سعد بر این در جبین / نکتهٔ هر سعد در این دُرج بین

حکایت

ساقی از آن بادهٔ حیرت فزا ‌ ‌ ‌ مستیِ دل دادهٔ حیرت فزا

آینه از پیکر آن جام کن ‌ ‌ ‌ روشن از آن گوهر انجام کن

گوش کن از بلبل رنگین نغم ‌ ‌ ‌ قصهٔ عیش و طرب آگین نغم

مه وشی از زمرهٔ مه پیکران ‌ ‌ ‌ در رهِ او هر که دشته پیک سان

تافته هر ماهے از آن ماه رخ ‌ ‌ ‌ یافته هر شاهی از آن شاهرخ

در سرِ هر کس سودای او ‌ ‌ ‌ هر همه سوداگر سوداے او

رخ چه آن سنبل تر ابروش ‌ ‌ ‌ چون رگِ ابر آمده هر ابروش

روکشِ صفر آمده بیشک دهان ‌ ‌ ‌ خوبیِ حسنش شده از یک ده آن

خامهٔ هر قابل از او صاف تر ‌ ‌ ‌ چشمهٔ حیوان بل از اوصاف تر

کن سوی مهرِ مه نور رو کنون ‌ ‌ ‌ نور حق آن رو برش ابرو که لون

چهرهٔ او لاله دل آرا کلام ‌ ‌ ‌ زلف بر آن لالهٔ حمرا که لام

خواهر و زن مادر و بابش نبود ‌ ‌ ‌ مسکنی اما در و بابش نبود

دل همه چمن ساخته خون بیز ریش ‌ ‌ ‌ سینهٔ او داشته خون بیز ریش

چون رهِ صبرش نبده از دهر جرع ‌ ‌ ‌ جانب شهرش شده از ده رجوع

رخصت از آن منزلِ ویرانه یافت ‌ ‌ ‌ کلفت از آن منزل ویرانه یافت

بهرِ پی روزینه نان آن جبلی ‌ ‌ ‌ شغلِ آئینهٔ جان آن جبلا

غمزهٔ او عشوهٔ شهر آمده ‌ ‌ ‌ رونقِ هر ذرهٔ شهر آمده

شد سگ آخر بر صیقل گران ‌ ‌ ‌ سرخوش و سرور صیقل گران

غمزده صیقلگری را گرد گشت ‌ ‌ ‌ همدم و محرم شد و شاگرد گشت

در سر کار آنهمه پرداخته او | جان و دل از واهمه پرداخته او
سنگ شد از صیقل او آینه‌سر | رنگ شد از هیکل او آینه‌سر
دید بر آن آینه در روی خویش | بر محک او یافته زر روی خویش
ناوکی از دست خود آن مست خورد | شیشهٔ دل گشت از آن دست خورد
آب کز آب جگر آن خسته داد | این همه برگ و ثمر آن خسته داد
نور شد از پردهٔ نور آشکار | گرد دل آزردهٔ او زر آشکار
خاطر او بستهٔ اذکار شد | ظاهر او خستهٔ انگار شد
هم مژه تر آمده هم دیده تر | شد دل آن غمزده غمدیده تر
تشنهٔ حیرت زده دید آنچه دید | دشنهٔ حیرت زده دید آنچه دید
رهبر و رعنا شده واصل بدوست | پرتو معنا همه حاصل بدوست
زنگ دل از آینه داری زدود | کلبه اش آمد تهی آری دود
کلفت آئینهٔ دل صاف به | شربت نوشینهٔ دل صاف به
از رخ او گر شوی آئینه‌زار | بیدل و مضطر روی آئینه‌زار
سرمه‌کش از طلعت او سرکش | سرکش از طاعت او سرکش
چشمهٔ آبی دو در آتش نهان | هان سوی سرچشمه در آتشنه هان
دین که در این درسگه استاد هست | خوار در این خانقه استاد هست
سوختن آموخته آذرپرست | ساخته هر سوخته را زر پرست
صاحب دین مالک دینار شد | طالب کین مالک دینار شد
خاک شو ای پاک که تو زر شوی | پاک شو ای خاک که تو زر شوی
بهر تو آرایش باغ جنان | تو پس افزایش داغ جنان
زینت جنت پی زینت جبین ق | زینتی ظلمت پی زینت جبین

بنگری از جز من وجز ما صفا ‌ ‌ ‌ از من و ما تن زن وخذ ما صفا

دعوت دع ما کدر را بشنوی ‌ ‌ ‌ نفحهٔ از نافهٔ تر بشنوی

خصم تو جز کثرت اعداد نیست ‌ ‌ ‌ جامع جمعیت اعداد نیست

تفرقهٔ جمعیت اعداد دان ‌ ‌ ‌ داشته تبعیت اعداد دان

طبع تو در این دو ششدر شده ‌ ‌ ‌ بهر تو مر این دو ششدر شده

پردهٔ وحدت بود اینجا دوئی ‌ ‌ ‌ گردهٔ کثرت بود این جا دوئی

حکایت

ساقی از آن مستی نخوت شکن ‌ ‌ ‌ رونق تر دستی کثرت شکن

عینک وحدت بود آن جام بین ‌ ‌ ‌ دیده وری از وی شود انجام بین

اشغلی احوالی این گونه هست ‌ ‌ ‌ بر رخش از خال وی این گونه هست

خواجه اش آوازه درپیش خواست ‌ ‌ ‌ بندهٔ فرمان بر سر پیش خاست

گفت در این قصر بر آن طاق هست ‌ ‌ ‌ شیشهٔ صهبا و مر آن طاق هست

رو سبک آن شیشه در آور برم ‌ ‌ ‌ تا که از آن بهرهٔ در خور برم

ابروی او چون شد با طاق جفت ‌ ‌ ‌ دیده وی یافته آن طاق جفت

آمد و گفت آورم آیا کدام ‌ ‌ ‌ دانه تو میخواهی از او یا که دام

گفت که مفگن برخ اندر شکن ‌ ‌ ‌ رو یکی ای بیدل مضطر شکن

شکن و هم بفگن از آن هر یک ‌ ‌ ‌ قرعهٔ سنگی زن از آن بر دو یک

چون سخن از سنگ بر آن گوش خورد ‌ ‌ ‌ وز لب شکر شکن آن نوش خورد

در تگ و تاز آمده سنگی بکف ‌ ‌ ‌ کف بلب آورده و درنگی بکف

آمد و آن شیشهٔ پر می شکست ‌ ‌ ‌ بت شکن او گشته در این کی شکست

بعد از آن دیده زان دو یکی | یافت از آن نفخه نه جان بو یکی

تازه از آن گلکده بینش شد | چید از آن گل که دو بینیش شد

بهره تو گر خودی و گردوئیست | دور ترای راه روا ز هر دو ایست

خودشکن آن بت شکن آمد درست | رایج از آن سکه زن آمد درست

همتی ای آرش خیبر شکن | باره ات از بارش خوی پر شکن

درشکن این شیشهٔ شکن نهار | تا دمد از جیب تو روشن نهار

رخنه در این بارهٔ تن در فگن | طنطنه چون نعرهٔ تندر فگن

کز در اخلاص هر آن کو شکست | منزل او خاص در آن کو شکست

بر در او جسم تو در پرده هست | ذات وی از اسم تو در پرده هست

خیز و در این پردهٔ هستی بدر | تا شوی از پردهٔ هستی بدر

طفلی و استاد تو گردان فلک | کیت کند او صورت طفلان فلک

عاقلی از صورت گردون مترس | کو همه ترس آمده همچون مترس

سر بسر آن پردهٔ بازیگریست | عقل بر آن پردهٔ بازیگریست

حکایت

ساقی از اندیشهٔ آن شیشه باز | بند کن از شیشهٔ اندیشه باز

شیشهٔ افلاک در آور بچرخ | ریشهٔ ادراک بر آور بچرخ

فرقهٔ از مردم بازی گران | قیمت شان مردم بازی گران

شعبده در کیسه و باریسمان | آمده با ریسه و با ریسمان

بر در شه مشغله آراشده | روشن از آن مشغله آراشده

طرفه ره آن شعبده آرا سپرد | کودک و زن هر همه شه را سپرد

گفت که جمع آمده سرورِ هوا — لشکرِ دیو از رهِ شر در هوا
منکه دم از داورِ دیوان زنم — یکتنه بر لشکرِ دیوان زنم
آیم ازین رزمگه ارزنده ام — بنده و از لطفِ شه ارزنده ام
میکند ار شورشِ شان کشته ام — میکند ار شورشِ شان کشته ام
صبر بر این کشته و کشتارِ شاه — رحم بر این کشته و کِشتِ آرِ شاه
خاک هم آب آذر از آن تو باد — این صدف این گوهر از آن تو باد
شفته ام انداخته پس در هوا — شد ز کفِ آن فاخته پس در هوا
داد سر از لطمهٔ رد یکسرش — داشته در قبضهٔ خود یکسرش
باز شد این رشته گر آن باز شد — نسرهٔ چرخش اگر آشنا باز شد
یافته زان رشته کش آن رشته تاب — جادهٔ خود ساختش آن رشته تاب
جادهٔ ره بدپیِ آن عسر زار — رشتهٔ باشد پیِ آن مرغ زار
چون رهِ آن مرحله نابیت وا — زان شده همسلسله با استوا
پس زره آن فرد در اندام کرد — جای خود آن مرغ در آن دام کرد
خواسته هم تیغ و هم از شه سپر — بر خطِ آن رشته شد او ره سپر
در صفِ جنگ آمده با صد غرض — ناوکِ شان را شده تا خود غرض
از لمِ خون گشت پس از درگاه — آن درو درگه همه نخچیرگاه
حمله اش آویزشِ نمرود شد — بارشِ دم ریزشِ نمرود شد
خورد در آن معرکه بس سخت لخت — ریختش اعضا همه پس لخت لخت
ریخته آن پایگه آن دستگاه — یافته آن پایگه آن دستگاه
خفتهٔ غم تفتهٔ هم همسرش — شد دلش آشفتهٔ غم هم سرش
از دمن آورد یک انبار خار — گل شده در حسرتِ آن بار خوار

جمع دمنه بمعنی آثار خانه ۱۲

چون دل و جان سوخته هندو زن / آتشی افروخته هندو زن او

واله آن آذر و پروانه شد / شد همه خاکستر و پروانه شد

پرتو علوی کده بالا نتافت / کو همه آتش شده بالا نتافت

آتش او کان زده بود اشتعال / گوش زد از شو شده زود انتقال

داشته باد در ره ذر و در هوا / زن شده در آتش و شو در هوا

منتشر آن سلسله مویان شدند / هر همه چون سلسله مویان شدند

فتنه از آن داغ برآورد دود / دود که آن باغ برآورد دود

سوز داز آن غصه چه صندل چه عود / نالد از آن قصه چه صندل چه عود

گفت آن کز غم و هم چون گذشت / گوش کن اینهم دو سه دم چون گذشت

آمده با صد شده مدرسته باز / بر خط آن رسته که خود رسته باز

کرده اندر صف دربار شاه / ریخته دُر بر کف دربار شاه

کاهی نمی از بحر تو همچون محیط / فیض تو بر دجله و جیحون محیط

خنجر کین آخته خون ریخته / بر سر شان تاخته چون ریخته

صرصر من چون شده نادر گرد / آتشم از آب برآورد گرد

زاده جا نبازده انبازده / داده نان بازده آن بازده

پرده شه از راز بر انداختر / باز و شهبا زپر انداختر

ق

زان تن آتش تن و آتش زدن / زان در گلخن زن و سر خوش زدن

هر همه گریان شده با هایها / هر همه نالان شده با هایها

گفت هی این ها غلط آن ها غلط / خود غلط اینها غلط آنها غلط

می شود از رخی تو هر آشکار / کرده دو گیسوی تو مه ر آشکار

زهره هم اینجا و هم این جامه ست / شاه جم از پیش جم این جام هست

همسر من گر بود آن پیش شاه — می‌کشد این سوخته جان پیش آه

بو که از آهم کجا گل می‌کند — گل کند آهم که چه گل می‌کند

آه من از خانه‌اش آرد بدر — آه من از گلشنش آرد بدر

پس بعشم او نعره و فریاد کرد — وز زن با فره و فریاد کرد

ناگهی آن گم شده پیدا شده — وز رخ او گلکده پیدا شده

بر در سرا از ته جان بوسه زد — غنچه اش از گل شده زان بوسه زد

هر مهی اندازهٔ حرفت گرفت — هر مهی از کثرت حیرت گرفت

کرد پس آباد شه از جود شان — زان همه داد و دهش افزود شان

نیک در این طرفه ترافسانه رس — میوهٔ ما آمده مرخانه رس

نقش نو آراسته دستان نگار — یافته ناخواسته دست آن نگار

آمده این واقعه برناس پسند — شد دل هر کهنه و برنا پسند

هند از این پند و از این سند باد — خرم و خرسند از این پند باد

صورتش آیینهٔ اشکال دهر — یا دزد روئینهٔ اشکال دهر

فاتح این قلعهٔ محکم خرد — کم خرد آن کاین سخن او کم خرد

هست گر این غمکده زیبا طلسم — رد مکن ای غمزده زی باطل اسم

پرده در افتاده مر این پرده باز — پردهٔ خلق و در کین کرده باز

هر خط فرضی که تو جوئی ز چرخ — رشتهٔ آو بخته گوئی ز چرخ

بر سر هر رشته در و اپیچ — خود بود ار رشتهٔ در واپیچ

هست هر آن رشته پیچان کمند — رسته از او هر دم دوران کمند

آمده هر رشته پیچانش مار — دشمن جان است ته پیچان شمار

دنبه و بازی بتو کاین سان دهد — لشکر انجم پی کین سان دهد

گرده گردان در این شهر زه شیر | خون تو آن بشمر در این شهر زه شیر
اولت از جذبه بهری کشد | عاقبت از حربه قهری کشد
بشمری ار حاصل این ملک مال | گم کنی ای مائل این ملک کمال

در مذمت دنیای بدنهاد و رجوع بتوحید و اتحاد

مملکت آن چیست جز این یکدو کشت | سلطنت آن نیست جز این یکدو کشت
حاصل این مزرعه در دام مات | مائل این معرکه در دام مات
حسرت و غم کشته این کشت زار | با غم و هم کشته این کشت زار
سرکشی از جانب او گر کسی | می نشوی از طالب او گر کسی
نیست جز آب رخ و این آسیاب | خون دهد او خواهد از این آسیاب
حرص بر او گرسنه چون آردست | می دهد آغشته بخون آردست
آردش آمیخته دان با سبوس | یا بهم آمیخته دان با سبوس
سفره پر نعمت پرویز نیست | بل همه تن صورت پرویز نیست
نیست جز این یک تره خوان وی | نیست جز این یک تره در خوان وی
تره و بزغاله اش اندر چرا | قحط در این دشت در آخر چرا
سنبله آبستن جو ز ابسین | یک جو و یک خرمن جو ز ابسین
حاصل این مزرعه کان گاو خورد | دفتر پارینه تان گاو خورد
کودکی و دنده دندان شیر | بهر تو بشکسته و پستان شیر
افعی خونخوار تو در چنگ اوست | دشنه آزار تو در چنگ اوست
کرده زه از بهر تو محکم کمان | خون خورد از پیکر تو کم کم آن
مائل دلوی و مرا این کوتهی ست | دل منه ای تشنه بر این کوتهی ست

نی دهد او آگهی از ماهیت — نی بتو فلسی گهی از ماهیت
بلّه میزان بود از قلب سنج — دشمن جانِ خود و هر قلب سنج
توشه از آنِ وی میزان مے — خوشه از آن وی میزان مے
باده از او خواهی و در سر خمار — الحذر ای چشم تو بر سرخ مار
مسکنِ انجم شده هر هفت چرخ — دشمنِ مردم شده هر هفت چرخ
این شب و روز افعیِ ابلق بدان — بسته دل از سادگی احمق بدان
حمله بر رستم کشد آن اژدها — این اگر از دم کشد آن اژدها
آه از این هفته در این هفت خوان — وانچه از آن رفته بر این هفت خان
هفته و صد هفته از انگونه رفت — دوره آن رفته از این کوزه رفت (مراد دنیا ۱۲)
جم شد رود از چشم تو هم کی رود — لیک وی از دیدهٔ هم کی رود
خلق از این منزل و این کوچه رفت — لیک از این محفل و این کوچه رفت
باقی و هم مستقل الذات اوست — ساقی و هم راوق لذات اوست (شراب)
جنبشِ دوری همه اسراریست — گردشِ نوری همه آثاریست
هست بر این بارهٔ فیروزه ماه (مراد آسمان، قمر ۱۲) — صاحب گهوارهٔ سی روزه ماه
عقدهٔ امروزه وی وا نشد — عقل از این مرحله دیوانه شد
کیستی و چیست مر این چیست آن — چیست هم از کیست مر این چیستان
زادهٔ خاک اینهمه خاکی نژاد — جوهر پاک اینهمه خاکینه زاد
در بر هر مرغ دو صد مرغ زار — در پی هر مرغ دو صد مرغزار
زیر دل آزار به از صد هزار — زار نی هزار به از صد هزار
اینهمه یک شعبه از کار اوست — اینهمه یک حبه از کار اوست
آب یک آبست و از او صد حباب — لجهٔ حب تست از او صد حباب

حبهٔ حبِّ ازل احباب راست … کار حق الحق شده زین باب راست

حکایت

ساقی از افسرده تاک آبی آر … کآمده در پردهٔ خاک آبیار

پس سوی هر عامی و هر خاص بر … تا برد از دوحهٔ اخلاص بر

مردی از اصحاب هم ارباب صدق … صادق از دمی ز نظم ارباب صدق

در کف او کز کرم آن گور بود … خوشهٔ خرما و هم انگور بود

در بر آن یار که بودش روان … هدیهٔ او داشته زودش روان

او لا او شکر بر آن هدیه کرد … پس سوی یار دگر آن هدیه کرد

او هم از نیسان رشحه اعطا نمود … جانب یار دگر اهدا نمود

همچنین آن تحفهٔ ارشاد بار … هدیهٔ یاران شده هفتاد بار

تا بر صاحب اولی رسید … در حد سر منزل اولی رسید

حبهٔ حب ازل این بار داد … نعمت نعم البدل این بار داد

خوش ثمر آن غورهٔ اخلاص داشت … خوش اثر آن سورهٔ اخلاص داشت

هر که شد او پیرو این مخلصان … آمده از پرتو دین مخلص آن

باعث بهبود تو بخشش وجود … یافته از جود تو ارزش وجود

خاتمه

ساقی از آن ساغر دور پسین … ق … مستم و سرمستی غور پسین

بر همه کس پیش کن این جام را … بیخبر از خویش کن این جام را

بگذر از این هر همه تن عزیز … نشمری این زمره طنز اعزیز

راه بر این معدن سربسته به	دوری ازاین مخزن سربسته به
نظم خوش آن یکسره گنج زر است	دُر بود آن ناسره رنج زر است
جنس تو کاسد شده بی قدردان	وز کف حاسد شده بی قدردان
طالب جوهر خری اینجا که هست	طالب جوهر خری اینجا که هست
خامهٔ تو خاتم دستان شده	خاتمه بی خاتم دست آن شده
از کف تو کاین گل معنا شگفت	فکرت رنگین گل رعناش گفت
رای تو تا گر ید بیضا نمود	نامش از آن ره ید بیضا نمود
دست تو زین نخله ترچیده به	طبع تو زان خرم و بالیده به
شاد از انشاد تو شد شاخ شاخ	سینهٔ حساد تو شد شاخ شاخ
یافتی از محنت و رنج این ترنج	رنج تو شد دولت و گنج اینت گنج
هر روی از قافیه دارد خلاف	معجزه باشد که برآرد خلاف
مختلف اعراب گر آمد روی	نشمری از تفرقه آن خود روی
بنگر و اربا صره زیر و زبر	نیست در این دائره زیر و زبر
هر سو این دائره گردید نیست	دیدنی ای باصره گردید نیست
از در این باغ در آسیب خواه	چارهٔ هر رنج و هر آسیب خواه
در سر تو گر سر گلچینی ست	تشنگی این ساغر گلچینی ست
از در این میکده جامی طلب	بر سر این مائده جامی طلب
لاله و نسرین ببر اندر کنار	چشمهٔ فیضی نگر از هر کنار
تشنه لب آبی دم آبی بکش	خاطرت از ورطهٔ تابی بکش
از پی این خرمی افزا بهشت	روضهٔ خلد آدم و حوا بهشت
نفحهٔ مشکین دهد این گلزمین	هست پر از نافهٔ چین گل زمین

خاک پر از سوزشی و در سور باد
یارب از او دیدهٔ بد دور باد

مثنوی هدیه الثقلین

مایم و ثنای او تعالی	بنّای بنای پست و بالا
گردنده چو چرخهای ساخت افلاک	زد مهر سکون بشقهٔ خاک
آن حقه پر از حقائق او	وین شقه پر از شقائق او
شد شهرهٔ شهر یاریش عام	کز مهر فگنده مهره در جام
از کار جهانِ ظلمت اندوز	شد عقده کشا بناخن روز
گلشنِ کن جوف جیفه خواران	روشن کن روز روزه داران
مرآت نظر فروز ذرات	مصباح زجاجه تاب مشکاة
مرغولهٔ موی مشک مویان	گلگونهٔ روی لاله رویان
هم خاک ذلیل از و مکرم	هم گردنِ علویان از و خم
برعرش نهاده پایهٔ خاک	افگنده بنای کبر از افلاک
هر هفت نمای هفت گردان	شش سو گردانِ هفت مردان
بر بستر خاره و بنِ غار	یارانِ بخواب رفته یار
آویزهٔ گوش حق نیوشان	آوازهٔ کوس پر خروشان
کشتی شکنی به صخره در حال	دیوار بر آر مال اطفال
قوت دهِ جان و قوتِ انسان	دندان ده شیر مزد و ندان

در جام تو آفتاب از وی — در کام تو شهد ناب از وی
کور و بینا و ماه و خورشید — زو داشته جمله چشم امید
چشم ست و چراغ هر کسی را — باغ ست و بهار هر خسی را
هر ذره بمهر او سحرخیز — هر صومعه بیاد او شب آویز
عالم که پر از بدائع اوست — پیکر کدهٔ صنائع اوست
فرهاد تراش تیشهٔ او — مجنون آهوی بیشهٔ او
شکرش شکر فرشتگان ست — زخمش نمک برشتگان ست
وصفش نه مجال گفتگو هست — از هست بدان صفت که او هست
اندر قدمش قدم بلد نیست — ملکیست وسیع و هیچ حد نیست
پیش از همه هست و بود بیباک — هیچیست شمار اول از یک
دارد حرمش بلند اساسی — کانجا نرسد حد شناسی
انداخته دست برد شیطان — در ششدر چهرهٔ سخندانان
آتش شده غول ره مغان را — در داده تمام خانمان را
هندو زده باده بر لب گنگ — غافل که ز دست شیشه بر سنگ
بت گر دل سنگ می خراشد — از دست خود او خدا تراشد
ای خاک برین فراست و هنگ — آتش هست او که خواهد از سنگ
مومن سو کعبه رانده محمل — اما ز خدای خانه غافل
هر کس ز هوس نگشتش مست هست — هر یک بخیال خویش خوش هست
وین کیش کنش بجز هوس نیست — سررشته بدست هیچکس نیست
صد سال زمانه گر سر آید — عارف از صد یکی بر آید
اندیشه براه او بود لنگ — میدان وسیع بر خرد تنگ

برخیز عزیز و راه سر کن
گر مرد رهی قدم ز سر کن
بسم الله کن به ره گرائی
کاین بس انگشت ره نمائی

پیش آمدن اولین مرحله در صفت بسمله

هر مرغ بیان که کرد پرباز
از بسمله یافت بال پرواز
بام حرم مکرم است این
یا کنگر عرش اعظم است این
از بسمله کرده ام چو چوگان
اینک من و خصم و گوی و میدان
هم تیغ من است و هم کلیدم
صد گنج کشاد اگر کشیدم
هست از ید قدرتش نمایان
انگشت اشاره سوی قرآن
نازم بعطای او که بی رنج
بنهاده کلید بر در گنج
بردار کلید و گنج بکشای
پس از ره معنی اندرون آی
ان مایه از آن خزانه بردار
کز تو دگران برند در بار
هر کس که ز بارگاه سلطان
بیرون آید گهر بدامان
چون شکر عطا شگون بداند
مشتی بیرون درفشاند
تو نیز که یافتی چنین گنج
شو در ره مفلسان گهرسنج

گهر پاشی خامهٔ دو زبان در صفت قرآن

سی گنج بیک خزانه اندر
هر گنج هزار عقد گوهر
هر گوهر آن پر از صفا هست
آویزهٔ گوش اصفیا هست
یک خطبه دعا لی خطیبش
یک باغ و هزار عندلیبش
یک روضه درود و صد گلستان
یک مائده و هزار مهمان

خوش رنگ بجلوه هر گل او — خوش زمزمه هفت بلبل او

مکی مدنی بگفتگویش — هندی عجمی بآرزویش

ابریست شررفشان گهربار — آن از پی خصم و این پی یار

نقد هر کس که قابل اوست — این یوسف دلوی دل اوست

زد مملکت زمانه حاصل — هفت اقلیم اند هفت منزل

هر هفت بحسن خویش هر هفت — نی همچو عروس زیر زربفت

آنرا که بود بسینه اندر — بحریست بیک سفینه اندر

بر رحل چو واعظی بمنبر — آورده سخن ز خلد و کوثر

گویا و خموش و پر ز نوش است — نور بصر و بهار گوش است

قرآن مجید و رحل پرنور — گویا که کلیم هست بر طور

مسند خوش و جاگزین او خوش — خاتم خوش و هم نگین او خوش

پیداست ز اهل عرش تا فرش — کالرحمن استوی علی العرش

معراج بود باوج طاقش — وز رحل اولی مجنحه براقش

اعراف بهشت مفلحون است — انعام انفال و مومنون است

در سایه اش از گناه بگریز — کاین یس پی تو دست آویز

دشمن بتصرفش زبون است — کاندر کهف لحافظون است

این گنج روان چو مستطاب است — با بسمله ام سزد خطاب است

خطاب به بسم الله و رجوع بآن بارگاه

ای موج نخست بحر عرفان — وی جسر عبور هفت عمان

بر سفره اگر گدا و گر میر — اول ز تو گشته چاشنی گیر

بس غنچه که گردد از تو خندان — مکتب ز تو می شود گلستان
از باد تو آتش آب گردد — زائل همه تپ و تاب گردد
آبی که ز باد تو شود سرد — شاید که شود دوای هر درد
هر کس که کند سخن سرائی — درج دهنش تو می کشائی
بس نام خدا معظمی تو — بالله که اسم اعظمی تو
شد مردم حیثیت آن یگانه — کش چشم بره بود زمانه
ذات تو که حجله گاه ذاتست — آرائش حجله از صفات است
سرا که حجاب از کتان است — گوئی که نهان و هم عیانست
لیلی که نهفته در عماری — مجنون نگرد ز پرده عاری
گو هست ببام عرش جایش — طالب نگرد بدل خیالش
بر اهل نظر حجاب هیچ است — چون ماه و شما نقاب هیچ است
تا دیده چه دید الله الله — یا دل چه شنید الله الله
تا نام که رفت بر زبانم — کان رفت فرو بمغز جانم
دل یافته بوی آشنا را — آویخته دامن صبا را
صد شکر که با دشرطه آمد — کشتی با مان ز ورطه آمد
جوئیست وجود عشق نوح است — گرداب نه پیچ و تاب روح است
زورق دل و شش جهت بادبانش — دریا خوش و نیز رهروانش
تسلیم و رضا بود دو ساحل — شد غرقه هر آنکه گشت غافل
وحدت که محیط بیکرانست — یک موجه از وی آسمانست
طوفان کرشمهٔ و ادا هست — عالم نم عین دلربا هست
هر چیز بخویش می فریبد — آخر دل هست چون شکیبد

این جدول و جو که بر بسیط اند | گر جمع شوند خود محیط اند
آن غمزه که کرد گل در آغاز | از نرگس مست شوخ طناز
بلبل شد و گل دمید از خاک | سبز آمد و خوشه سر زد از تاک
هر غنچه در او دو صد گلستان | هر قطره در او هزار طوفان
زه کرده کمان کشان کمانے | آراسته هر کمین مکانے
تا یار کرا بجا نه آید | یا تیر که بر نشانه آید
یک ساقی و صد هزار ساغر | یک ناظر و صد هزار منظر
یک جلوه کجا کجا ببینم | یک دیده کرا کرا ببینم
ذاتیست که گر بلند و گر پست | از خویش بخویش جلوه گر هست
آن زیرک مرغ باغ رضوان | وان دانه و دام مکر شیطان
از دست خلیل بت شکستن | بر گردن بت بحیله بستن
فرعون و غرور پادشائی | در شاهی دعوی خدائی
وز دست طفل خانه پرورد | غرقاب شدن بر آمدن کرد
ناگاه بخواب رخ نمودن | وز دیده ز دست دل ربودن
آن جلوه و آن نظاره کردن | وان دست و ترنج پاره کردن
رفتن در پای ناقه از دست | گشتن از چشم آهوان مست
با سنگ ستیزه ساز کردن | راهے سر دوست باز کردن
ایام بهار و جوش لاله | بلبل بے صبر و منع ناله
رازی در گوش در دمیدن | پیش از گفتن زبان بریدن
لعل و در و کیسهٔ لئیمان | اشک غم و کاسهٔ یتیمان
دریا دستان و العطش گوهی | صحرا گردان و آب در جوئی

این جمله و هر چه از صفا ست — حرفی ز کرشمه‌های ذاتست
بخروش عزیز ازین سخنها — خامش که خوش است تن زدنها
این درد مگو به ناصبوران — آئینه مده بدست کوران
افسانهٔ عشق و خاطر خوش — هشدار که هست موم و آتش
نی نی ز کسی چرا هراسم — گویم ز خدا خدا شناسم
با بانگ بلند راز گویم — می گویم فاش و باز گویم
دیریست که گردم اندرین دیر — اما اثری نیابم از غیر
با خاطر خویش درین چمنها — با خویش نشسته ایم تنها
باغ است شراب چون ننوشم — نوشیم و دگر چرا نجوشیم
گل بیند کس چرا نچیند — چشمی دارد چرا نبیند
از گل بگذر که چیدنی هست — می بینم آنچه دیدنی هست
برقی که نظر فروز موسی است — امروز چراغ خانهٔ ماست
خاکی تو و خاک خود حجاب است — ورنه شب و روز آفتاب است
عالم همه عین عالم آراست — گرداب و حباب و موج دریاست
هر شی که بکائنات بینی — آئینهٔ حسن ذات بینی

سرمهٔ بینش و آئینهٔ آفرینش

آن تشنهٔ موج جلوهٔ خویش — میخواست نهادن آئینه پیش
از جوش هوائی خود پرستی — آبی آمد بجوی هستی
برخاست کفی و آسمان شد — بنشست کفی و خاک انسان شد
افروخت چو شمعها با فلاک — میسوخت ز رشک آن دل خاک

طوفان ز تنور گرم برخاست — آب بحر و بهار برخواست
وین طرفه که شد ز جوش طوفان — آباد همه زمین ویران
چون جمله زمین گرفت موجش — از عرش برین گذشت اوجش
اکنون نه زمین فلک بود تنگ — وز رشک به آنش بود آنک

تکمیل این احوال و تفصیل این اجمال

سنگین جگری بخاک زد چنگ — گز سنگ دلی نهادش تنگ
بر بود چنان دل از کف خاک — کش سینه ز آه و ناله شد چاک
در دهر کسے مباد بیدل — ور هست بخاک باد و اصل
زین سست که در جهان پر پیچ — دل را ز کف دهند بر هیچ
مژگان کسے که تیز چنگ است — در بردن دل چه بید رنگ است
القصه ز دست صنع و ایجاد — شد از دل خاک کعبه بنیاد
ابلیس ز راه دور بینی — آمد ما بین او ز بینی
هر چند بهر طرف همی کافت — در کعبهٔ خاص ره نمی یافت
زد بر شکمش بامتحان دست — دانست بسنگ شیشه بشکست
پس روح دران وجود آمد — خود خانه خدا فرود آمد
گل کرد بهار جان ز باغش — گلبانگ ز عطسه زد دماغش
و اکرد نسیم غنچهٔ راز — شد گل شکرش (چهپا ۱۲) بشکر دمساز
چون شکر شکر فروش آمد — بحر رحمت بجوش آمد
مسعود یگانه گشت مسجود — مردود زمانه گشت مردود
شد علم نهان همه بر و عرض — یعنی هذا خلیفة الارض

چون کرد ز خوشه توشهٔ خویش — زان کو شنگ شد ز گوشهٔ خویش
بشکست بخوشه عهد بسته — رنگ رخ خویشتن شکسته
افتاد برون از آن گلستان — چون شاخ خزان رسیده عریان
از شرم گناه شد تنش آب — میداد چکیدنش به سیلاب
آخر که خلاص از آن بلا یافت — از دولت نام مصطفی یافت
زان روی حق آبرویش افزود — کان گوهر پاک را صدف بود

پرده کشائی ظهور سری جلوه افروز نور محمدی

آن پرده نشین حجلهٔ راز — میخواست که پرده را کند باز
شمعی پی انجمن همی خواست — پروانهٔ او شدن همی خواست
در دسر عشق باختن داشت — از خویش چو خویش ساختن داشت
بگزید مهر پارهٔ نور — پس کرد به بندگیش مامور
در سجده بزیر عرش ماند او — بر کرسی نقش خود نشاند او
هر جاهی که او نماز می کرد — آن جاهی بخویش ناز می کرد
از پرتو آن سهیل اعظم — شد رنگ پذیر ادیم آدم
آن روز او خلیفه کردند — کان گوهر بی بها سپردند
یونس را اندران سه ظلمت — شد شمع فروز از هدایت
هم نار خلیل گلشن از وی — هم چشم کلیم روشن از وی
منت ز جفا ظلمتش سراسر — بر گردن ابن ابن آذر
در پشت پدر بامت او — بس هست دلیل همت او
بر نیت فدیه قرعه افتاد — آنگه که بصد رسید اعداد

در ملک وجود تا سر افراشت — سرور سر سجدهٔ خدا داشت
روشستهٔ و موی شانه کرده — در کتم ازل ختانه کرده
این زگزند کارد نافش — ابر کرم ابرهٔ لفافش
ایزد بجفا ظلتش به پرداخت — از هفت ستاره هیکلش ساخت
از مهر خدا ز عهد عهداد — شد مهدی هفت مهد عهد او
عالم که بپا رسائی افروخت — دفتر کدهاے پارسی سوخت
شد خامه چو راندهٔ کف پاک — زان هست هنوز سینه اش چاک
جبریل امین بدرس پرداخت — تنج آیهٔ اقراء ابجدش ساخت
حق داده زگر محوشی اورا — تشریف گلیم پوشی اورا
سیراب عطای کوثر آمد — ممتاز خطاب وانحر آمد
فتح مکه ز چالشش او — کعبه شده چار بالش او
در احمد میم درمیان نیست — این راز بدیده ور نهان نیست
چون دید محمدش شد از هوش — بگرفت احد سرش در آغوش
الحق مشهود و شاهد است او — احمد محمود و حامد ست او

خطاب بجناب ابجدیت رجوع بحضرت نبوت

ای لوح تراش تختهٔ خاک — هفت آیه نگار لوح افلاک
بر ابجد خوان این دبستان — روشن شده راز این شبستان
این روضه که با همه صفا هست — تاریخ ظهور مصطفی هست
گردون که بیاض نه ورق یافت — شنگرف کتاب از شفق یافت
این نسخه هفت باب در اصل — ترتیب شد از دوازده فصل

هر باب ازین ورق کتابیست — هر فصل ازین کتاب بابیست
کشاف سواد این شبستان — شد علم آموز این دبستان
حلال دقائق و نکات او — وصاف صفات کائنات او
از فر فروغ کاشف کان — آئینۂ شرح هر گلستان
صاحب سیری زبس ارادت — زو یافته خلعت خلافت
کیوان که ز دوده دوده راز و د — بگرفت از ان سواد ها سود
زان دوده که تیر ازو حل یافت — هم نامه و خامه در بغل یافت
بهرام که جنگ نامه خوان شد — ناهید بشوق چامه خوان شد
اندوخته مشتری سعادت — از نسخۂ کیمیا سعادت
نسر طائر همی کند سیر — در نسخۂ نظم منطق الطیر
یک مکتب و صد هزار کودک — در کار بزرگ لیک کوچک
ترسان همه از نگاه تیز اند — زاستاد همیشه میگریزند
لرزند بخویش یک بیک شان — ترسند که میکند فلک شان
این جمله اگرچه بس شگرفست — یک سطر سواد آن دو حرفست
کن گفتنی و گشت کان پدیدار — بس گوهر راز ازان پدیدار
ای نقش نگار نامه ترکن — پاک از دل من سواد شک کن
دل را بهوس مخواه غمناک — این لوح ز حرف سهو کن پاک
هر گام این طالع سیاهم — چون خامه در افگند بجا هم
عالم از پیچ و تاب هردم — چون خط شکسته هست درهم
از بسکه زمانه رخنه کرد است — دل نیست کتاب کرم خورد است
رحمے که ز دست درد و غم تنگ است — آخر دل هست این نه سنگ است

مشکن که بیاد تست محفوظ | پیوند شکسته لوح محفوظ

طی مراحل در وادی دل

دل کعبهٔ فیض مطلق آمد | حق ست که مظهر حق آمد
دهی زرع فضای وادی او | عشق است عصای هادی او
بندد احرام اگر گدایش | خرق عادت بود ردایش
آنکه که رود ز خود مراقب | گویا که شود بخویش راکب
ناقه زانوی و سر عماری | مژگان پرده است بر عماری
لا توشهٔ قطع راه باشد | اثبات فرودگاه باشد
دارد بشمار جاده جاده | چون دست کرم همه گشاده
هم جاده وهم رهی که او راست | با صدق و صفاست نقش او راست
پنهان بچنان که گوییش هیچ | پیدا نه چنانکه نیست پر پیچ
نی راست نه کج نه پست و بالا | نی بیم سر و نه ترس کالا
نزدیک و بعید و سهل و مشکل | یک گام نی و هزار منزل
از چوبک ضرب هر ازانش | در شورشش کوس کاروانش
وز زیر لبی نوای پنهان | باشد جرسش همیشه نالان
احرام گذشتن ست از خویش | میقات فگندنست سر پیش
بستردن موز سر گذشتن | فدیه است فدا بشوق گشتن
رفع وسواس رمی شیطان | صبح عید است نور عرفان
سعی ست دو کون در نوشتن | طوف ست بگرد خویش گشتن
حاصل چو شود طواف خانه | از شکر و ثنا بود دوگانه

صد شکر که باز سوی ت آییم — لبیک زنان بکوی ت آییم

احرام حریم خالق کائنات بر سبیل مناجات

اى کعبهٔ جاودان وصالت — وى قبلهٔ راستان جمالت
اى قبلهٔ نمای کج نگاهان — وى زنگ زدای روسیاهان
من در گذر و ترا مقام است — من در سفر و ترا قیام است
بگذر که بطا علیم قاصر — قصر آمده فرض بر مسافر
از من که ضعیف و ناتوان تر — وز تو که رحیم و مهربان تر
زین بیش مخواه سینه ریشم — زین بعد مران ز پیش خویشم
جان هست بزیر بارم از غم — دامن نه کوه دارم از غم
غم آه مراز کار برد است — این تیغ تمام زنگ خورد است
در گریه نمک در آه اثر نیست — از حال منت مگر خبر نیست
غم مونس من مدام بادا — ور نیست غمت حرام بادا
زخم کهن مرا رفو ساز — یعنی که بدوز دیدهٔ آز
زاهد بنماز طالب حور — عابد بهوای خلد مسرور
اینها همه هست سر بسر هیچ — خواهم ز تو بس ترا دگر هیچ
از شوق سوی تو هر شب آییم — بکشا در جلوه را که ماییم
در بسته بر آشنا نشاید — بیگانه به نیمه شب نیاید
هستیم چه سایه بر در تو — ماییم و گدائی در تو
نقش در تست بر جبینم — کونین بود نه نگینم
از خاک در تو تاج من بس — وز ملک سخن خراج من بس

سگالش بر احوال خود

من آئینه دار گوهرستم / داراب لقب سکندر رستم

کلک دو زبان ست تیغ تیزم / طغرای نگین هو العزیزم

تحت العرش ست مخزن من / فوق العرش است مسکن من

پا لغز چه فتنه دست دادم / کز عرش بفرش اوفتادم

تا زین سپهم کجا شود جا / در تحت ثری که بر ثریا

چون پایهٔ نردبانست بیخ / ترسم که بیفگند بدوزخ

دنیا کو هست راه پرپیچ / مانند گیاه پیچ بر پیچ

این کوخ کهن نجس کلوخ است / پیداست که قلب خوک کوخ است

این آس روان کف فسوس ست / آری همه آردش سبوس است

خطاب بنفس خود

ای گرسنه دونان شب و روز / دل را بغذای جان بیفروز

طباخ هوا و سفره چین آز / وز دیده سماط کرده باز

شرب تو حرام داکل مردار / کردار تو بد در دروغ گفتار

آن کار بکن که نیک خویان / وان بذله بگو که راست گویان

آن باده بنوش کان مباح ست / وان چیز بخور که عین صلاح است

شو همدم نی چه میخوری می / زان رومی که خوش است بانی

نی کز دم خویش جان فزاید / با بانگ بلند می سراید

در عشق بکوش و می پرستی / خوش باش که هست نیست هستی

نی خامهٔ مشق راز باشد ‏ | ‏ نی شمع رهٔ نیاز باشد
نی نغمهٔ تر در آستین است ‏ | ‏ در زمزمه نی آفرین است
من کم نیم از نی تهی مغز ‏ | ‏ آه ار نزنم ترانهٔ نغز
اکنون که بود دلبا زسازم ‏ | ‏ آخر چو نیم نی نوازم

اظهار عشق حقیقی

ای سازدهِ شکسته سازان ‏ | ‏ وی پرده کشای بسته رازان
دلها شکنی بدر دستی ‏ | ‏ کاهنگ شکست دل پسندی
شادیم بجان نوازی تو ‏ | ‏ نازیم به بی نیازی تو
سرگرم تو آتشین بیانان ‏ | ‏ در آتش از تو ژند خوانان
موسی بتو محو خوش بیانی ‏ | ‏ مرغوب تو شعلهٔ شبانی
از زخمهٔ عشق خسته ام کن ‏ | ‏ دمساز دل شکسته ام کن
یا چارهٔ زخم کاری من ‏ | ‏ یا گوش بنه بزاری من
اندک صبری باین دل ریش ‏ | ‏ یا پرده برافگن از رخ خویش
اندازهٔ طاقت و توان کن ‏ | ‏ خود را بنمای و امتحان کن
کوه از نظر تو خاک گردد ‏ | ‏ دل را چه گنه که چاک گردد
بنمای یکی به پارسا رو ‏ | ‏ تا دردمرا کند قیاس او
لطفی کن و جلوه گر شو از دور ‏ | ‏ پندار که موسی ست بر طور
گو همدمی منت سزا نیست ‏ | ‏ شایان تو پرس و جوی ما نیست
از بهر سخن بهانها هست ‏ | ‏ گر نیست ز موسی از عصا هست
از بادهٔ عشق در خمارم ‏ | ‏ بگذر که ز ادب گذشت کارم

عمریست که در رهت خرابم | بگذارم اگر ترا بیابم
زین گونه که با تو همزبانم | پندار که من همان شبانم
پر از می وصل تست کاسم | کز خویش ترا نمی شناسم
مستم که تو میدهی شرابم | سوزم که تو میکنی کبابم
آن می که تو خورده بمن هم | وانگه بتمام انجمن هم
سرمست شراب سرمدم کن | سرشار غم محمدم کن

بیان معراج

بگذار که خامه ام شب داج | مستانه رود براه معراج
آن شب که سواد روشنی بود | عالم چو شگفته گلشنی بود
همزلف سواد او شب قدر | همچشم ستارگان آن بدر
شب بود سواد دیدهٔ حور | بل چشم و چراغ لمعهٔ طور
خورشید سیاه خانه زادش | مه هندوک حبش نژادش
عرش از ره سرخوشی دران سور | پوشیده ز فخر برقع نور
هم نافهٔ شب بمشک سائی | هم ناف زمین بنافه زائی
کونین شگفته چون چمن بود | تا سدره بهار موج زن بود
آسوده طیور در نشیمن | آزاده ز دام و دانه ایمن
هر سو همی چو شاهدان طناز | مرغی اولی اجنحه به پرواز
هم یاسمن از سپهر در جوش | هم خاک برهنه یاسمن پوش
کز درگه خاص خاص درگاه | بر درگه شه رسید ناگاه
زد حلقه بدر چو زخمه بر چنگ | با حلقهٔ در شده هم آهنگ
بگشاد زبان که خواب تا چند | ای چشم براه تو خداوند
زد پیر در گوش حلقه آواز | واگشته در کرشمهٔ ناز

پیغام وصال گوش کرده — پیمانهٔ شوق نوش کرده
برخاست و خویش را بیاراست — آراسته شد چنانکه دل خواست
بعثت چو بدست او وضو یافت — سرچشمهٔ کوثر آبرو یافت
آنگه که ز سجده سر افراشت — سجاده گذاشت جاده برداشت
رائض ز ریاض هشت جنت — آورده براق برق سرعت
در آخور نه فلک یگانه — ارجل برش ابلق زمانه
در خرقهٔ جل چو خور ته ابر — در برقع ابر برق بی صبر
لعلین لب و هم زمردین سم — مشکین دم و نیز عنبرین دُم
کوچک دهنی فراخ بالی — کوتاه دمی دراز یالی
مانند عروس شو ندیده — تنگش بکنار در کشیده
در معرض ناز همچو خوبان — گیسو بدهن گرفته رقصان
حق داده ز داغ ران فراغش — بر دل ز غم حبیب داغش
کودک حرکات و هم جوان روی — با عهد شباب در تکاپوی
از شوق برهنه پا دوان تر — وز وهم جریده رو روان تر
تا دم زنی از فلک بدر بود — گویا که دعای با اثر بود
خور آمده شانه کش دمش را — مه شد فوله نگین سمش را
چون شاه دو کون جا برین داشت — زان چار جهت ته نگین داشت
مه بود سیاه پوش راهش — وین سبز قبا کتان ماهش
ناهید ز بیم رنگ در باخت — دف را بدرید و مقنعه ساخت
از آهن نعل آن سبک گام — بربست طرف ز تیغ بهرام
زاوش زده بوسه در شتابش — شد خاتم مهر او رکابش

کیوان بفزود عز و شانش   منسوب چو شد بداغ رانش
از جستن پایه پایهٔ او   در ره نفتاد سایهٔ او
پا کز پیٔ قطع ره فراداشت   در نفی دو کون شکل لا داشت
هر سو همی ملک کشیده صفها   افروخته شمعها بکفها
کردند وداع همرهانش   او مانده و عزم لامکانش
زان پایه نهاد پا برفرف   شد دست بدست هیچ مصحف
نشنید بجز شنیدنی او   نے دید بغیر دیدنی او
بگذاشت همه زینهٔ راه   خود نیز نماند تا بدرگاه
واماند چو رفرفش ز رفتار   افتاد بپای شوق این کار
طی کرده بره حجابها را   برداشت ز رخ نقابها را
چون پای جهات از میان رفت   حیرت زده تا کجا توان رفت
نی جرأت آنکه پا نهد پیش   نے راه چنانکه رفتی از خویش
زین سوز تحیر انتشارے   زان سوز درنگ اضطرارے
زین رو شده راه بسته بر هوش   زان سوی کشاده شوق آغوش
زان سوی کشاد اگر نبودے   این عقدهٔ بسته چون کشودے
زان جا کششی که بی بجان برد   تا حجله گه آستین کشان برد
در کنبهٔ بے جهت رسید او   وان زمزمهٔ معرفت کشید او
هم شاهد حسن با همه سرناز   هم حجلهٔ وصل با همه ساز
شد ناز و نیاز را یک آهنگ   امکان و وجوب گشت یکرنگ
فرقے بمیان نماند باقی   میخوار که بود و ساقی
در حضرت ساقی محبت   می خورده بهم دمی انست

نازم بوفاق و اتحادش | کو رفت و زرفتکس نیادش
کارش همه چون بباز آمد | زان گونه که رفت باز آمد
گردیده بعرشیان عطاریز | آورده پی جهانیان نیز
همگشته با نبیا گهرسنج | هم داده با ولیای دین گنج

غاشیه داری خامه بسبیل خطاب آنجناب

ای آمدن تو از رهِ دور | جان بخش جهانیان مهجور
شد چشم زمانه باز روشن | باز آمده جان رفته در تن
پاک ره گذری باین دل چاک | ای رانده زخاک تا بافلاک
یک لمحه ازان بکار من هم | کا وردی ازان ریاض خرم
خلقی ز جدائی تو مخمور | تو از مے وصل گشته مسرور
بنما رخ و این خمار بشکن | بکشا لب گل بدامن افگن
بشکن سر زلف پرشکن را | بت بشکن و کفر برهمن را
خوی کرده بچهره زو شتاب | آتشکده ها بده بسیلاب
هنگامهٔ زردهشت کن سرد | چون زر رخ زردهشتیان زرد
دستی بدو زلف خم بخم زن | یعنی که دو کون را بهم زن
برخیز و بمنبر آر آهنگ | کائینه فروشهان اورنگ
از چهرهٔ خود نقاب واکن | صیحت بلال رض را نداکن
برخیز که ملک فتنه خیز است | برخیز که دیو در ستیز است
ننشیند فتنه تا نخیزی | نگریزد دیو تا نریزی
ملک از تو و باج از تو بستان | تخت از تو و تاج از تو بستان

وقتست که رستخیز خیزد | وین سقف کهن ز هم بریزد
رگهای زمین کشیده گردد | افلاک ز هم دریده گردد
برخیز که رستخیز برخاست | هر کس ز زمین برهنه برخاست
شاه است ز خود خجل گدا هم | درمانده بخویش انبیا هم
برخیز و بسوی خاکیان پوی | از خلوت خاک امتی گوی
مانند نسیم نوبهاران | بگذر بصف گناهگاران
کز خویش ثمر ندیدگانند | یعنی که خزان رسیدگانند
یک ره گذری سوی سفر کن | بر سوخته اختران نظر کن
خط بر سر جرم جمله در کش | دست همه را بگیر و برکش
بکشای لب ای شفیع امت | تا باز شود در شفاعت
وقتست که هر چه باز جوئی | بخشند بتو حق که خوبروئی
دارم ز تو چشم یک نگاهت | ای جان عزیز خاک راهت
از مهر تو هست چون سرشتش | بی شبه برند در بهشتش
از لطف تو گر سوادی آرد | افسانهٔ شوق بر نگارد

بیان آغاز سخن برای نامه نگار بیاری بخت بیدار حصول سعادت بیدار

شد ذوق سخن چو شمع راهم | زان یافته روشنی نگاهم
عشق آمد و خضر راه من شد | بر عرش فرودگاه من شد
هم قصر ورع ز پا درآورد | هم دلق ریا ز سر برآورد
از مدرسه عقل نکته پیراند | عشق آمد و آن ورق بگرداند
واگشت زماه تا بماهی | دیدم که گدائیست شاهی

رو داد چنان صفای ادراک / کائینهٔ من ز زنگ شد پاک
از مدرسه برد در خرابات / کانجا شده حل نفی و اثبات
کرداد سخن مرا گهر سنج / برداشته مهر از سر گنج
دل چشمهٔ فیض از سخن گشت / شد قطره محیط و موج زن گشت
هر قطره کزین محیط زد جوش / شد گوهر تاج یا دُر گوش
روزی پی مثنوی گرستم / زاد رهِ معنوی گرستم
با خویش بگوشه‌ای نشستم / خون خوردم و نقش تازه بستم
آن پیکر نازنین دل افروز / پیرایه گرفت در دو سه روز
چون دود چراغ خورده شبها / بگداخت دماغ من ز تبها
ناگاه بجنگ خورد با غم / زد عطسهٔ وحشتی دماغم
سیلاب جنون بسویم آمد / صحرا بطواف کویم آمد
خود رفتگی‌ام مقیدم کرد / زندانی کلبهٔ خودم کرد
من خسته و یار بی‌خبر بود / وین درد از آن زیاده تر بود
وان درد نصیب کس مبادا / خاص از پی بوالهوس مبادا
القصه شبی ز غایت درد / می سوخت لبم ز نالهٔ سرد
گردون ز شب ستاره آمود / چون خانه پر شراره و دود
کوکب بنظر ز تیره رنگی / همرنگ بخال روی زنگی
تاریک و تنگ بچشم ناظر / چون چشم غراب نسر طائر
هرگه شرار من طپیدی / پیراهن سنگ را دریدی
گه دست دعا بلند کردم / وز ناله سگی کمند کردم
سینه خست نفس ز حدت تپ / چون دود چراغ کشته بر لب

از هیچ دری نشد گشادم — آخر سوی قبله رو نهادم
دل میل طهارت و وضو کرد — چشم ز سرشک پر سبو کرد
جان گفت بنالهٔ گلوگیر — برخیز که هست وقت تکبیر
بستم بنماز چون دوتا شد — صد سجده بیک نیاز ادا شد
دل سرخوش گلفشانیم کرد — سرمست درود خوانیم کرد
گشتم چو بورود بلبل — غلطید نفس بجز من گل
افسانهٔ گل ز بس شنفتم — در سایهٔ نوبهار خفتم
دیدم که روان سبک چو آهم — بر سر شده چتر زن سحابم
هم قافلهٔ بهار گشتم — بر نکهت گل سوار گشتم
جان ناقه براه دوست میراند — غوغای نفس حدی همی خواند
ره بود همه ز خار و خس پاک — وز ابر بهار خاک نمناک
ناگاه ز لطف کردگارم — افتاد بدر گهی گذارم
کیوان ایوان و عرش پایه — خورشید فروغ و چرخ سایه
قندیل درش دل فرشته — پروانهٔ او دل برشته
سکان رهش فلک مسیران — دربان درش ملک نظیران
خورشید بمنظرش ز تنویر — یک ذرهٔ روز تاب و شب سیر
پا کرده ز دیده بیش رفتم — با خاطر خوش ز خویش رفتم
دیدم که بر آستانهٔ خاص — استاده یکی ز روی اخلاص
بحر عرفان در آستینش — ملک وحدت ته نگینش
طومار و فا عمامهٔ او — پیرایهٔ صدق جامهٔ او
ملک ملکوت ملک خاصش — در سلک سلوک اختصاصش

لب کرد رسید چون مراد ید — دیدم که رسید صبح امید
پیش آمدم و سلام گفتم — گفتا ز کجا تمام گفتم
فرزند عراق دینی و شتم — یعنی که غریب شهر عشقم
دستم بگرفت و کام جان داد — لعلینی بر درم نشان داد
تاج سر عرش و سقف دادم — بر داشتم و بسر نهادم
در پایهٔ عرشیان رسیدم — تسبیح سبحان شنیدم
کاین زمزمه از سروشم آمد — وین مژده بگوش هوشم آمد
کز خویش بفرسخی برون آی — وانگاه ز بیرون اندرون آی
جان کرد ز جسم خلع نعلیک — دل آمده نعره زن که لبیک
چون گشت درست جمله کارم — دادند به بزم خاص بارم
بزمی که غبار آستانش — ریزند بعرش ساکنانش
بزمی که ز روشنی جاوید — فارغ ز فروغ ماه و خورشید
یکسوی نشسته مه جمالان — یکسوی ستاده نونهالان
در کسب صفا ز مهر چون ماه — در نشو و نما ز ابر چون کاه
آیات صفا خط جبین شان — دعوات کمال ورنگین شان
موسی قبسان شوق دیدار — عیسی نفسان جان بیمار
دیوانهٔ وادی دل خویش — پروانهٔ شمع محفل خویش
خوش سیرت و خوش جمال و خوش روی — خوش طینت و خوش خصال و خوش خوی
در غزوهٔ عشق خنجر کین — از کشتن نفس کرده رنگین
بی می همه می پرست گشته — بی باده تمام مست گشته
بر یاد حق از کهن رساله — نوشیده می هزار ساله

سلطان رسل بلند ناز — چون مهر سپهر جلوه پرداز
پیرامن او ستاده جمعی — پروانه صفت بگرد شمعی
خوبان زمانه دست بسته — چون اختر گرد مه نشسته
از هر بن موی اهل مجلس — در شوق نظاره رسته نرگس
من هم ز نشاط اندران سور — از بخت رسای خویش مسرور
اما چو گدای روستائی — غافل از داب پادشائی
کز گوشهٔ چشم مهربانی — ممتاز شدم بمهمانی
آمد ببیان بزم در گشت — چون مهر مه آفتابه و طشت
برخاستم از مقام خود مست — بنشستم و شستم از جهان دست
سیراب ز شهد و شیر گشتیم — خوردیم چنانکه سیر گشتیم
دادند ز بزم خاص ایاغم — نوشیدم و چاق شد دماغم
چشمم که ز جلوه طرف بستی — از هر قطره ام نگاه رستی
کز شومی بخت خفته ای آه — بیدار شدم ز خواب ناگاه
چشمم چو ندید آن رخ پاک — ز موج سرشک سر بافلاک
تا حشر بخواب بودمی کاش — کاین درد بکس نمی شدی فاش
زان روز که آن جمال دیدم — یک لحظه بخود نیارمیدم
این دیده که بود جلوه گاهش — عمریست که هست وا براهش
هر شب بهمین خیال خوابم — کان دولت رفته باز یابم
وانگاه که دل بدرد آید — از شدت شوق می سراید
ای یوسف حجله گاه خوابم — بنگر که چها بتب و تابم
ای دولت رفته زود باز آی — باز از ره مهر جلوه فرمائی

چشمم که مدام خون بگرید — یکره بنگر که چون بگرید
یارب سر جلوه آیے پیشم — یا زود بخوان بسوی خویشم
بی روی تو گشته بزم دوران — تاریک چو چشم پیر کنعان
آه از دل وآه ز اشتیاقت — آه از من وآه از فراقت
یکبار ز راه لطف بارے — بر خاک عزیز هم گذارے
شد مصر خراب از سر نو — برخیز و عزیز عالمے شو
دل بے تو که باربار نالد — بنگر که چه زار زار نالد
روزے که عزیز با دل چاک — داغ تو برد بخویش در خاک
گویند ز رشک هے فلان مرد — آرایش عالم از میان برد
یارب ز جهان چو بار بندم — چشم از خود و روزگار بندم
از داغ غم تو توشه ام بس — وز خاک در تو گوشه ام بس

بر نام تو باد اختتامم
لبریز ز باده تو جامم



قیصرنامه که از آغاز فتنه جنگ بغاوت تا اختتام صلح فیما بین شهنشاه روس و سلطان روم جمله واقعات بیگار و حالات کارزار بسبیل اختصار درین نسخه مرقوم ست

بنام خداوندگار آفرین / هزار آفرین صد هزار آفرین
جهان پادشاه خدیوان خدیو / ازو به کیش او چه گاؤ چه گیو
نه او را نگاهی بدیهیم و گاه / نه او را نیازی بخیل و سپاه
ازل تا ابد بارگاه وی است / کران تا کران در پناه وی است
درش را بدربان سر و کار نیست / ولی ناکسان را برش بار نیست
ستایش سرایان ستایش گرش / سر سربلندان نیاز آورش
قضایش برآرد بهر جا که تیغ / که آرد که دارد دراز وی دریغ
اگر از جلالش زند دم زبان / بلرزد سپهر و بجنبد جهان
به یکتائیش هر که دم می زند / نه دم بل دو عالم بهم می زند
خرد را بدرگاه او راه نیست / ز کنه وش اندیشه آگاه نیست
ازو کوس کاوسیان پر صدا / وزو نای ناقوسیان پر نوا
به عثمانیان روم را رام کرد / بلی شام آن بوم را بام کرد
رخ غازیان را انجمن غازه ساز / بآب دم تیغ جان تازه ساز
بشمشیر کشورگشائی دهد / بتدبیر کار آزمائی دهد
بکلکش ابابیل چون پر زند / صف ژنده پیلان بهم بر زند
کند قطره را در صدف در ناب / دهد سایه را پایه آفتاب
هوس را نهد بر سر خوان نصل / مگس را کند خانه پر از عسل
دل و جان دهد تاب طاقت دهد / عجب اینکه بخشد اجرت دهد
اگر چرخ گردان بود ور زمین / بقهرش نه آن باز ماند نه این

هم او هست و هم او بماند بجای
که جاوید بانست و جاوید پای

بهر جا که منزل کنی کوی اوست
بهر سو که رو آوری روی اوست

مرا هست یادش بخور و بخواب
بروز آفتاب و بشب ماهتاب

عزیز از خدا مصطفی را شناخت
چو بشناخت او را خدا را شناخت

در نعت سرور عالم صلی الله علیه وسلم

سزد اینکه خود را نیایش کنم
که وخشور را او ستایش کنم

چه وخشور دستور دستوردان
پیام آور ایزدی ترجمان

فرستنده را می برم چون سجود
فرستاده را هم فرستم درود

فروزنده خورشید تابنده دار
شب افروز شمع ره کردگار

بمعنی ز رحمت نخست آیتی
بظاهر ز دولت پسین رایتی

زمین تا فلک روشن از دین او
زآئینه روشن تر آئین او

نشنبه شرف داده آدینه را
هم برزده دین دیرینه را

ز مهر نبوت که بر پشت زد
بمهر سلیمان زد انگشت رد

ز گردان و گردن کشان در نبرد
بیکمشت خاکی بجا آورده گرد

حبش از غلامی او داغدار
به بویش سواد ختن مشکبار

کلیمش برازید بکو ترات
خضر را ز آب حیاتش زکات

بود برتر از نه فلک پایه اش
نیفتاد از آن بر زمین سایه اش

چو از پیشگاه خدا آمد او
سزد گر پس از انبیا آمد او

کسی کافتابش بود بر قفا
رود سایه اش پیش خود در قفا

ولی روز محشر باقبال او
همان سایه باشد بدنبال او

جهان سایهٔ او و سراپای نور / بلی سایه از نور دارد ظهور
بهرش صلا چار سو میزنم / دم از آل و اصحاب او میزنم
بود بر درم آسمان جبه سا / که دارم سری پای در مصطفا

در اظهار شوق و تمنای دلی

خوشا آنکه من رو بمنزل نهم / بصد شوق بر ناقه محمل نهم
فلک ناقه و ناقه رقصان شود / ملک ناقه ران و حدی خوان شود
چو خورشید خاور بمغرب روم / ز هندوستان سوی یثرب روم
نخستین بزمزم وضوئی کنم / دل و دیده را شست شوئی کنم
بطوف حرم چون نیاز آورم / بشکرانه آنجا نماز آورم
کنم از در کعبه رو سوی او / برم دل ز کف با دو ابروی او
بدیدار آن روضه شادان شوم / اگر خار باشم گلستان شوم
بخاک درش کاش خاکم کنند / کز آلایش خاک پاکم کنند

در عرض حال خود

دلا حاجت از راستکیشان طلب / دوای دل از سینه ریشان طلب
در عشق زن رو گشادی بخواه / گشادار دهد رو مرادی بخواه
کسی کز درشان گدائی کند / بملک سخن پادشائی کند
من از خاک شان همتی خواستم / چو افلاک از خاک برخاستم
بود دولت از دولت شان مرا / دهد خواجگی خدمت شان مرا
نظامی بود بزم افروز من / برد آفتاب آتش از سوز من

من از خاکش اکسیر آموختم | ز شمعش چراغی برافروختم
هنر و گهر چو اسم چراغان کنند | ز خاکم جهان را گلستان کنند
بود گلشن و گنج من گنج سنج | وهم بی طرازش بی دست رنج
بود آنچه در بحر و کان آن ماست | که دریا و کان هم بدامان ماست
هر آن گوهری کش من آرم بکف | ندیدست آلایشی از صدف
اگر گوهر از لامکان آورم | وگر گل ز باغ جنان آورم
خوشا آنکه جا در جنان داشتم | ز کونین دل برکران داشتم
بعالم مرا آدم آورده است | ز دیر منانم جم آورده است
بلی هست کشمیر جنت مرا | بدوزخ در افگنده غربت مرا
ازان گلزمین ست چون شاخ من | بود سبز و خرم ازان کاخ من
زمینی چو فردوسم آمد وطن | که خوانند فردوسیم در سخن
ملقب به داراب در گوهرم | که آیینه حال اسکندرم
بلی فیض داراب جو یاستی | که چون طوطیم طبع گویاستی
عزیزم چه دارند اهل تمیز | سزد خوانم ار خویشتن را عزیز
مرا یوسفی هست در کاروان | ندانم که باشد زلیخای آن
نشد کس خریدار جنس درش | مگر آید از آسمان مشتری
درین خانه تا خم نشین گشته ام | فلاطون بیک اربعین گشته ام
ز من رونق می پرستی بود | همین مرد چل ساله مستی بود
چو امروز ز عمر من از چل گذشت | پی ناقه از ره منزل گذشت
هنوزم سر دست پیمائی ست | فرسش در پی نعل فرسائی ست
برآنم که چون ترکتازی کنم | به ترک فلک گوی بازی کنم

چو داؤد دارم نفسهای گرم — که پولاد در دست من گشته نرم
ازان درع سازم که در بر کنم — سپس ساز شمشیر و خنجر کنم
که هر کس درافتد براندازمش — وگر سر برآرد سر اندازمش
پس از رهروان نخست آمدم — چو دیر آمدم زان درست آمدم
بتکمیل نفس من این بس گواه — که ماندم دران بارگه دیرگاه
کسانی که آیند دنبال من — ببینند قال من و حال من
بجائی خطائے اگر بنگرند — بود چشم آنم کزان بگذرند
بیا ساقی آن آتش تابناک — که باشد چراغ شبستان خاک
بمن ده که از خود بجانم دهد — پس از مرگ آب حیاتم دهد

در تالیف کتاب

کهن آتش پارسی مرده بود — دل و جان گبران هم افسرده بود
نه آتش بجا و نه آتشکده — در دیر را قفل محکم زده
من آوردم آن قفل را چون کلید — در بسته را شد کشادی پدید
نگه کرد در تیره خاکسترے — درخشید برقی دران تیرگے
بهر گوشه خاکستری یافتم — ز بس کاوش اخگری یافتم
بدان اخگر این آتش افروختم — چو افروختم خویش را سوختم
بمن تافت تا آن درخشنده نور — بگفتارم آورد چون نخل طور
کنون قال آتش زبانی زنم — بموسی دم لن ترانی زنم
مرا این آتش از آتشی دیگر است — نه از سنگ و از تیشه آذر است
ز من یافت چون آتش مرده جان — مرا داد از زنده جاودان

مگو آتش آب حیات ست این / روان تن کائنات ست این
من آتش پرستی بجان میکنم / بجا گستر آتش نهان میکنم
گر آید بآتش گرفتن کسی / برافروزد آتش بسن خسی
الهی چراغش پر از نور باد / دم باد صرصر ازو دور باد
مرا آفریدند چون سبز بخت / بسوزنده آتش نشانم درخت
گدازم گر افتد تفسیده کشت / کند خرمم آن را نسیم بهشت
چراغم بود روشن از برق طور / ایاغم پرست از شراب طهور
بخون جگر تازه دارم دماغ / شدم فارغ از فکر جام ایاغ
نوائی نوی در سخن میزنم / دمادم شراب کهن میزنم
شب تیره و راه تاریک پیش / برافروختم شمع از سینه خویش
شدم قطره زن تا حد کائنات / دران تیرگی جستم آب حیات
سر چشمه سار سخن یافتم / سکندر طلب کرد من یافتم
دلم شاد ازین سال فرخنده شد / باین نامه نو سخن زنده شد
باندیشه چون سر بزانو نهم / ز کونین خود را بیکسو نهم
نهم سر بزانوی و پا بر سپهر / زنم پشت پا بر سر ماه و مهر
چو من سر بجیب قبا می کنم / در خلد بر خویش وا می کنم
گلی گر بخواهی گلستان دهم / وگر لعل جوئی بدخشان دهم
گر این نسخه از هم کشائی بهوش / صدای در خلد آید بگوش
دران روضه باشد گر راهی کنی / ببینی قصورش نگاهی کنی
اگر در خماری شرابی خوری / وگر تشنه کامی که آبی خوری
هوس گر بخوان و دادت برد / نعیم جهان را ز یادت برد

چو در سایهٔ طوبی آیی فرود
برضوان آن روضه خوانی درود

اگر طبع من نخل طوبا بود
که هر میوه خواهی مهیا بود

بلی هست این سرزمین سنگلاخ
شد از آبیاری من سبز شاخ

گشادم بجود از دری چون درے
سزد گر بگردون برآرم سرے

چو در پهلوی پهلوانی کنم
چرا چون خسان قلبه رانی کنم

کسانی که زخم سنان میخورند
همانا ز شمشیر نان میخورند

مرا همزبان کم ز شمشیر نیست
نی کلک من کمتر از تیر نیست

سزد اینکه من هم بشمشیر و تیر
شوم همچو اسکندر آفاق گیر

خدا را عزیزا بهم لاف چیست
بدین فضل این هزل انصاف نیست

گرفتم که سالار لشکر شوی
بکشور گشایی سکندر شوی

سکندر چه برد از جهان چون بمرد
کف خاک برداشت آنهم نبرد

تو آن کن که هرگه کنی عزم راه
شود صبحگه بر تو آن شامگاه

بگیر از جهان آنچه با خود بری
که روزی ازین خاکدان بگذری

بیا ساقی آن جام کیخسروے
بمن ده که از ساز و برگ نوے

کنم تازه آیین جمشید را
دهم تازگی باغ امید را

خطاب بآسمان از جوش ستایش ملکهٔ معظمه وکٹوریا قیصر هند

ببار ای فلک تازه کن خاک را
برآرای زمین بر فلک تاک را

بده ای نمو شاخ را توشه
سرای خوشه بر کش ز هر گوشه

بگیر ای کدو را ازان خوشه آب
بتاب آفتاب آب اکن شراب

برآ ای شراب از ته خم بجام
که باشی بکام شهنشه مدام

شهنشاه فرزانه وکتوریا | که آمد شهنشاهی اورا سزا
ز عدل وی اقلیم هندوستان | بود خرّم و سبز چون بوستان
چو خلقش خداداده ملکش وسیع | چو اقبال او بارگاهش رفیع
اگر بید بعهدش کسی جز سحاب | ننالد بدورش ولی جز رباب
نه بیداد صرصر رسد بر گلی | نه گل بشکند خاطر بلبلی
چو از عدل داد دست پیرایش | بود برتر از همسران پایه اش
نمی عیش دارد جهانی بکام | تو گوئی بود دور او دور جام
فلک مهد جنبان نبین مهد اوست | چو شهزاده ولیعهد اوست
ز دانش بخوبی جهان عالی مقام | که کرسی نشیند و منبر بنام
چو انجم یکی انجمن داده ساز | بدان میدهد سلطنت را طراز
گوارنر که صاحب کلاهی کند | بحکم شهنشاه شاهی کند
بود هند را شاه داور وزیر | گر این ماه آن هست مهر منیر
شهنشاه آری بود آفتاب | که هر ذره راهست ازو آب و تاب
بود فیض او دهر را همچو نهر | که هر شهر دارد ازان نهر بهر
پری چهرگان فرنگیش نر | بخدمت گری بسته پیشش کمر
فلک در نگاهش بکار دمی ست | کهن سال خدمتگذاری ست
نهیبش بهر جا که لشکر کشد | که دارد سر آن که سر بر کشد
زند فوج بحریش آتش بر آب | شود مرغ و ماهی بدریا کباب
جهان را مسخر بتدبیر کرد | که تدبیر او کار شمشیر کرد
نهد آسمان سر بپای هند | که در ظل مهرش بود جای هند
بر انداخته رسمهای کهن | بر آورده نخل ستم را ز بن

نشست آتش فتنه در عهد او
نسوزد زن هند از مرگ شو

ز بیمهری و جهل دوران گذشت
ز دخترکشی رای آنان گذشت

زمینی نه بینی بجز کاز و کشت
شده هند خرم چو باغ بهشت

بهر شهر طرح مدارس نهاد
کزان هند اگشت روشن سواد

بهر جا شفاخانها ساختند
که بنیاد صحت در انداختند

طلسم دگر ساخت از تلگراف
که گر خود ندیدم شمردم گزاف

ز شهری بشهری تنیدند تار
سخن را ره راست شد هم شکار

هم از باختر تا بخاور زمین
پل و راهها ساخت آهنین

روان گشته کالسکهای بخار
جهانی برومی شود رهسپار

بکشتی دودی بادی مدام (دخانی)
توان رفت از هند تا روم و شام

به پیمان دیرین ز راه وداد
بسلطان رومش بود اتحاد

بهر جا معین و مددگار اوست
بزور و بزر یار و غمخوار اوست

فیاضی اهل هند

بلی شاه با هر که دارد وفاق
رعایا کنند بیشتر اتفاق

خصوصًا درین عهد فرخنده عهد
که با رد میان روش نسبت عهد

بدولت پژوهی بپیراستند
بنام کسان دائره ساختند

بهر شهر و ده مجلس آراستند
ز هر خرمنی دانه خواستند

که کار آگهان صرف بیجا کنند
بدان خستگان را امداد کنند

سعادت زده حلقه بر هر دری
ز هر کشوری شد فراهم زری

سوی روم گنجی ز هندوستان
روان شد چو برگ گل از بوستان

فیاضی نیر اوج اقبال صدر آرائے ولتکدہ بھوپال

هم از فیض والی بهوپال هست — که خرم از و کشت آمال هست

درین کاربندی که برداد بکار — نیارم شمردن یکی از هزار

جهانش بانود بانو بانوان — که در خدمتش زهره بندد میان

کلاهش نه و لیک صاحب کلاه — محاقش نه و لیک مانند ماه

بود جائے حیرت که این آفتاب — جهان زاگرفتست خود در حجاب

بلی مظهر کردگارست او — که پنهان و هم آشکارست او

سزد اینکه باشد ز مردم نهان — که جان جهانست شاه جهان (نام ممدوحه ۱۲)

ز اقبال این بانوِ عالم ست — که در سایهٔ قدسیه بیگم ست

زهی بیگمِ پاک دل پاک ذات — که چون نامِ خود هست قدسی صفات

سحابیست دستش کزین مرز و بوم — رسیدست فیضش بدریای روم

فیاضی حضور پر نور والی ریاست رامپور

زهی همت والیِ رامپور — که چشم بد از دست او باد دور

درین کار چون بخشش آغاز کرد — درِ چاره بر خستگان باز کرد

ز دینار و درهم فرستاد گنج — که رنجیدگان را رهاند ز رنج

سحابی که آن گوهر افشان بود — کفِ جود کلب علی خان بود

درش کعبهٔ اهلِ امید هست — رخش قبلهٔ ماه و خورشید هست

بصورت ز یوسف بود یادگار — بمعنی خود او سایهٔ کردگار

خداوند ارباب اخلاص هست — خداوند را بندهٔ خاص هست

گهِ سجدہ اش روشن ست از جبین | که دارد دو عالم بزیرِ نگین
کفِ او که دادِ سخن ور دهد | بهر نکته صد گنج گوهر دهد
بلندست چون آسمان پایه اش | جهانی ست آسوده در سایه اش

فیاضئ نواب عالیجاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بہادر

بلی اینهمه فیض نواب هست | که بر روئے امید از و آب هست
چه نواب سرخیل نام آوران | کهین چاکرانش مهین سروران
جهانگیر باشد چو احسانِ او | جهانی بود زیر فرمانِ او
بگاهِ خموشی محیطیست ژرف | بگوهر فروشی سحابی شگرف
بعلم افتخارِ گران مایگان | بحلم اعتبارِ گران پایگان
زخوشش نطمی حکم این داورست | که بهبود بال زار و نقی دیگرست
بیا ساقی آن بادهٔ فتنه سوز | که گیتی فروزست هم جان فروز
بمن ده که بر یاد سلطان زنم | صلائی بگردون گردان زنم

خطاب بآسمان و رجوع بمدح سلطان

الا ای فلک پهلوانی بکن | بپیرانه سالی جوانی بکن
سبک تر بیادر قشونی گران | به تیر و کمان رو کش ترکمان
بشمشیر آتش بجیحون زنان | بشبگیر شبها شبیخون زنان
بجوئی کسان دیده بردوخته | جهان سوخته رخ برافروخته
سحر کرده خود را نهان در کمین | شبانگه سری بر کشیده بکین
چو گرد آید آن فوج آفاق گیر | بگو خال و خط شان نگار دبیر

بزارش بفرما که از سرخوشی | بده فتویی از بهر لشکرکشی
درافش درافشان بخورشید ده | دهل جای بر کتف ناهید ده
بگیو آن ره دیدبانی سپار | که ناید زهند وجز این هیچکار
باسپهبدی گیو بهرام را | که او هست سالار ایام را
بپیغمبری برگزین ماه را | پس آنگه خبرده شهنشاه را
که بخت غلامست من چاکرت | عدو پست همت بلند اخترت
باین خیل و این لشکر بیشمار | که آرد که با تو کند کارزار
بدینسان چو این فوج راسان دهی | نشان با چنین شوکت و شان دهی
عجب نیست کز حکم سلطانیت | ببخشند لمعتاهی عثمانیت
شود از تو خوشنود چون پادشاه | دولت آنچه میخواهد از وی بخواه
ولیکن همین ست راه صواب | که از جانب عالی طلب فتح باب
چو آزاد گردی ز آوارگی | در آنجا فرود آیی از بارگی
درین کهنه سالی و فرسودگی | کنی زندگانی باسودگی
بیک گوشه در کوشکی جا کنی | جهانی دگر را تماشا کنی
بهر پایه از سرفرازان خویش | به بینی سران را سرافگنده پیش
مگر آنکه روزی زراه نیاز | بپابوس سلطان شوی سرفراز
زجهرت طمع دارم این داوری | که آنجا مرا نیز یاد آوری
بپوزش زمن هم گذارش کنی | ستاینده را هم سپارش کنی
که دارم غریبی بهندوستان | چو بلبل نواسنج در بوستان
مرا خواجه هست دراجاکرست | چه جاگر که بهتر زیک لشکرست
به تیغ زبان خصم را سرفگن | ببازوی دل قلب لشکرشکن

کلید در فتح کلکش بدست
ز برجسته معنیش ماهی نشست

گه داستان رستم داستان
دهم راستی همدم راستان

چو بر رخش اندیشه گردد سوار
برون آرد از برق جنبان دمار

خیالش کشد دیو را در کمند
سمندش کشد شیر را پیل بند

ترا جان نثار است و جانان مرا
ترا بنده و خواجه تاشان مرا

از و منتی هست بر جان ما
که او شد برین درگهم ره نما

سزد کش چو من پایگاهی دهی
رهی را درین بزم راهی دهی

نیازی برین در فرستد ز دور
بصدقی که گوئی بود در حضور

برین گفته خواهد اگر شه گوا
بر آراز براین نامه و بر گشا

ستایش خاقان معظم سلطان عبد الحمید خان

مرا هست حیرت باحوال شاه
گهی مهر میگویمش گاه ماه

کجا ماه را هست افسر بسر
کجا تیغ خورشید را بر کمر

کند مه گر از مهر کسب ضیا
دلش هست روشن ز نور خدا

بقسطنطنیه پایهٔ تخت او
بجز رخ برین تارک بخت او

فلک بهر خدمت کمر چست بست
که بر تخت عبد المجید او نشست

ملک گفت سال جلوس سعید
شدش جای گوئی بعرش مجید ۱۲۹۳

باورنگ شاهنشهی پای اوست
ولی در دل عالمی جای اوست

بود دست خالی ولی وقت جود
کند سر فرو لیک گاه سجود

همین پاسبان کهن خانقاه
کهن دیدبان همین خوابگاه

ز نشستنش قوی پشت اسلامیان
بدورش بلند اختر شامیان

درش مرجع هفت ملت بود — ولی مرکز پنج نوبت بود
شود کار بند او بو خشنود پند — که از دین و دنیا بود بهره مند
گه حمله چون بر نشیند بزین — باستد سپهر و بجنبد زمین
محیطیست دستش بدم صلح و جنگ — که گاهی گهر آرد و گه نهنگ
نهنگیست تیغش بهنگام زور — که افگنده شورهی بدریای شور
بفرعونیان لطمهٔ رود نیل — بموسائیان سایهٔ جبرئیل
دو دستش دو شاخ از یمین و یسار — یکی بار دارد یکی خار دار
هوا خواه را زان یکی بار و برگ — وزین خصم را در جگر بند مرگ
کند گنج ازان صرف تیغ و تفنگ — که ظاهر شود گنج از قلب جنگ
سلح میخرد آب و تابش دهد — بدست انچه آرد بتابش دهد

بیان نسب دودمان آل عثمان

چو من سکه بر نام سلطان زنم — دم از دودهٔ آل عثمان زنم
کسی گوید از عیص اسحاق شان — کسی میدهد از قطوره نشان
نگارندگان کرده اند اختلاف — و لیکن درین گفته نبود خلاف
که عثمان غازیست نامی شان — ز آبای شان جد اعلای شان
بهشتصد نود بود دو نه در شمار — که چون حق بمرکز گرفت او قرار
چو عثمان بتخت خلافت نشست — بتسخیر هر شهر کمر چست بست
بسی از نصارا مسلمان شدند — بسی کشته بر دست ارخان شدند
ازان روز این دوده باشد بکام — در افزایش دین و دولت مدام
بلی بود هر یک بیاری بخت — پدر بر پدر صاحب تاج و تخت

چو بر هشتصد پنج و پنجه گذشت | مراد دوم رخت هستی نوشت
بسلطان محمد خلافت رسید | جهان را از و زیب و زینت رسید
چو قسطنطین آن قیصر ملک روم | ز سلطان مخالف شد از بخت شوم
بر آشفت سلطان و لشکر کشید | بقسطنطیه شد قیامت پدید
پس از زیر دادن پنجاه روز | ظفر یافت بر لشکر کینه توز
چنان بر فصیلش شده گوله بار | که لشکست شد فتح باب آشکار
در آمد از ان ره سپه تند و تیز | بر آورد سر فتنه رستخیز
بکف تیغ قیصر بناموس و ننگ | بزد خویشتن را به تیغ و تفنگ
سر از دوش قیصر چه یا فتاد | نه سر کنگر قصر کسرا فتاد
چو سلطان لوای ظفر بر فراخت | درون رفت و نشست جا گرم ساخت
سن هشتصد بود و پنجاه و هفت | که از دست نصرانی آن ملک رفت
از ان روز این گلزمین گلشن است | بدان بوده این مملکت روشن است
کنون خاوری را که از سروری | نشانند بر مسند قیصری
بود سی و چارم از ان دودمان | بماناد و تا بماند جهان
بر آرد فلک گرچه شام و سحر | مه دیگر و آفتاب دگر
بچشم کسی کو دل آگاه هست | همان آفتاب و همان ماه هست
بیا ساقی آن ساغر لاله رنگ | بمن ده که باشد دل از غصه تنگ
چو نوشم آن می بر یکائی کنم | دل از غم بافسانه خالی کنم

آغاز داستان فتنه دوم

نباشد چو بر یکی روزگار | قرار جهان نیست بر یک قرار

شب و روز خورشید و ماه آورد ❊ یکی زین سپید و سیاه آورد

یکی را نشاند بشاهی تخت ❊ یکی را نهد بر سر خاک رخت

نگر بد چو آباد بیند کسی ❊ بخندد چو ناشاد بیند کسی

نگر بوم سیرت بود چرخ شوم ❊ نمی خواهد آباد یک مرز و بوم

در آزار مردم فلک ز انجم ست ❊ حذر کن که این خانه پر کژدم ست

سر چاه دلوی در آویخته ❊ ولی زهر در آبش آمیخته

همانا که صیاد بحر و برست ❊ که نشترش دام ست و ماهی نشست

چو زنبور در مهر سر گرم کین ❊ بکف نوش و نیشش در آستین

کشد زهره گاهی بغنج و دلال ❊ بود گاه بهرام گرم قتال

بتاراج گیتی زحل مائل ست ❊ شود دزد اگر پاسبان مقبل ست

مرا این خم نیلی که دارون بود ❊ پر از خون چندین فلاطون بود

گذارنده قصهٔ روم و روس ❊ چنین زود وال گذارش بکوس

که در عهد شاهی عبد العزیز ❊ چو شد آتش فتنه در روم تیز

باطراف بلغار[۱۳] و سرحد سرب ❊ بهر سوی هر سگ چه شرق و چه غرب

هم از بوسنه تا بکوه سیاه ❊ نه کوه سیه بلکه کوه گناه

بپا کرده هنگامه نصرانیان ❊ که بنیاد[۱۳] کردند عثمانیان

ز حکم شهنشاه سر تافتند ❊ مکافات آن پیش پا یافتند

ولی شاه می کرد از آن درگذر ❊ وز آن درگذر داشت رای دگر

دل افسران سیه شد ز جای ❊ بجستند از شیخ الاسلام رای

سگ هر یک از جای برخاستند ❊ نهانی یکی مجلس آراستند

نشستند و دادند داد مراد[۱۱] ❊ بکرسی نشاندند نقش مراد

ولی بیخبر زین که نقشی بر آب / گشاید بخواهند ازان فتح باب
بنقش و نگار جهان دل مبند / که باشد نگارین بچون این پرند
ز دنیا و دولت وفا چون ندید / عزیز جهان آخر از جان برید
موافق چو تدبیر و تقدیر شد / قران گوشه گیر این جهانگیر شد
همین بود آری مراد جهان / که این دادگر داد داد جهان
مرادی بچندین دعا خواسته / بصد آرزو از خدا خواسته
به تخت پدر جای عبدالحمید / بود سایهٔ حق بعرش مجید
بگو فتنه بنشین که برخاست او / فلک پشت خم شو که شد راست او
مه و خور ز اورنگ نیلی فتاد / که او پای بر تخت زرین نهاد
دو هم فتنه خیل دجالیان / چو عیسی فرود آمد از آسمان
بروزی که صبح قیامت دمید / مر این آفتاب از افق سر کشید
فرستاد لشکر پی گوشمال / سر سرکشان تا کند پایمال
سران بر سر سرکشان تاختند / بیک تاختن کارشان ساختند
بلغار را رانده بلغاریان / بر آورده دود از تن ناریان
ز پولاد شمشیرشان گاه حرب / شده خرد چون سر اسپاه صرب
هنوز این همه فتنه بنشسته بود / که ناگه بلائی دگر رو نمود

حمایت شهنشاه روس بحال سرکشان

شهنشاه روس الگزندر بنام / که باشد بکشورستانی مدام
اگر قاف خود قاف اقلیم اوست / وگر ماه آن حلقهٔ سیم اوست
ز بس تیغ تیزش که خونریز هست / بجنگش نگر روی چنگیز هست

ز عمری که شد گروه حشمی بروم
ولی ایمن از جنبش آن مرز بوم

بر دن سینه گو همچو آئینه داشت
ولیکن درونی پر از کینه داشت

ز ترکان شده جبهه در کوه و دشت
گهی تیر گشت و گهی خیره گشت

گهی بر بارانیان ریخته
پس از ریختن با هم آمیخته

گهی فوج شاه بخارا شکست
تو گوئی که خار ابخارا شکست

چو دانست کز حکم سلطان روم
کشیدند سر زیردستان ز رم

به پیمان شکستن کمر چست بست
نه پیمان دل عالمی را شکست

بسلطان نوشت از ره داوری
که عیسائیان را دهد خودسری

دران خودسری خودپسندیش بود
که در سر سر پاسبانیش بود

گره خواست از کارشان کرد باز
ولی خود دلش بود در بند آز

بود چشم صیاد بر مرغ بام
که گر خیزد از بام افتد بدام

دگر نامه همچو خرم بهشت
بکشور خدایان دیگر نوشت

که از دست ترکان حق ناشناس
بود جان عیسائیان در هراس

نه اندر جگر آبشان نی بجوی
نه تابی برخسارشان نی ببوی

رسد آه شان تا بچارم سپهر
ولی گوش ننهد کس از راه مهر

چه باشاهی آید ز درگاه مهر
نه باشا بود با شه صیدگیر

دلش در کمین نصارا بود
شکارش همه مرغ عیسا بود

دریغا که با اینهمه زور و زار
چسان بنگرد شان چنین خوار و زار

چه ما داد کشورکشائی دهیم
از این بندگی شان رهائی دهیم

اگر صلح ما را ز جنگ نیست
دگر جنگ ما را از آن ننگ نیست

نه من ملک خواهم نه دولت نه مال
ولیکن بترکان دهم گوشمال

اگر باب عالی ندارد قبول | من و گوهری سیدان اسلامبول
چو دید پادشاهان فرخنده خوی | که سر بر زده فتنه از چار سوی
فرستاد هر یک ز کار آگهان | هنرمند دانا دل کاردان
که در باب عالی فراهم شدند | بگفتگوش همبزم و همدم شدند
سخن آمد از هر دری در میان | دلی هر یکی شد بدین همزبان
که سلطان اگر داد دولت دهد | کسی را از اینان حکومت دهد
که هم کیش و هم دین ایشان بود | گر اینسان بود کار آسان بود
پذیرا اگر نیست این داوری | ز ما کس ندارد طمع یاوری
اگر در میان نیست آمیزشیم | دگر در میان نیست آویزشیم
بر آشفت از رای شان چندگار | که ما را بود بس خداوند یار
اگر چشم یاری مراست از دست | دگر شهریاری مراست ازوست
نه پابند آبای ما | نه وابستهٔ رای کس رای ما
کجا رفت آن عهد و پیمان کجا | کجا رفت آن دین و ایمان کجا
کجا رفت آن عهد پیمان و بخشش | کجا آن حجاب و حیا نه وریش و فش
ز آیین خود برنگردیم ما | نگردیم از هر چه کردیم ما
گشاد آنچه باید ز شست و گشاد | بفرمان ما جمله داد و ستد و داد
گشوده قریب است دوران ما | که این مملکت هست از آن ما
جهان جمله زیر و زبر کرده ایم | بشمشیر این ملک سر کرده ایم
ز ما هر که سر تابد افسر دهد | نه افسر که خود عاقبت سر دهد
نهد هر که سر پیش بخشیم تاج | بگیریم ساده نخواهیم باج
درین خانه بیگانه را بار نیست | ور آید بمهر و وفا عار نیست

ز سلطان شنیدند چون این سخن | پراگنده شد آن همه انجمن
بجاهای خود رفت هر یک شتاب | شود محو انجم بر آفتاب
بماندند انگه ازین در شگفت | که آسان پی کار نتوان گرفت
چه دانست کان نونهال بلند | بنخل کهن میرساند گزند
چه دانست کان کوکب خانه تاب | بعالم فروزی شود آفتاب
چه دانست کان تازه مسندنشین | سر خود رساند بعرش برین
چه دانست کاین نوبکار آمده | دم کار جا یک سوار آمده
چه دانست کاسکندر فیلقوس | کمند افگند جانب فوروس
ولیکن ازان گفته تنگ آمدش | که با اندرین ره بتنگ آمدش
چو از جنگ هرگز گزیرش نبود | بکف حیله جز تیغ و تیرش نبود
برآمد چو خورشید با عزم و حزم | بمیدان رزم از شبستان بزم
برآراست فوجی ز انجم فزون | دم جان گزائی ز گردم فزون
ازین سو هم سلطان بآهنگ جنگ | کمر بست و شد بر جهان کار تنگ
بلشکرشکستن کله برشکست | که رنگ رخ مهر و مه درشکست
بهر سو فرستاد فرمان جنگ | که آمد سپه سوی میدان جنگ

آغاز جنگ روم و روس

دو جمشید لشکر برانگیختند | بخون تیغ ریختن می بکف ریختند
دو اسکندر از راه ارزندگی | بخون کرده پر چشمه زندگی
دو شمع از دو سو رخ برافروختند | نه پروانها خانها سوختند
دو صیاد گوئی که افگنده شست | که داند که ماهی کرا آرد بدست

کرامیه ۱۲ بیابانه ۱۲ کرامیه ۱۲

دو لشکر روان شد بمیدان کین | بجنبش در آمد زمان و زمین

در آمد بجنبش دو فوج گران | دو کوه از دو سو گشته گوئی روان

شهنشه چو آماده کار شد | بیلغار خود هم بیلغار شد

یکی داشت لشکر فزون از شمار | دگر سرکشان را بخود کرده یار

ز سلطان کسانیکه سر تافتند | بپابوس او سروری یافتند

بدرگاه او در پناه آمدند | ستم کرده بد و اد خواه آمدند

چو انجم ز خورشید رو تافته | به تیر اسپن ماه جا یافته

بدریای دینوب آمد چو شاه | بماهی گرفتن چو رخشنده ماه

مر این شور و غوغا بسلطان رسید | که سیلاب سختی بنعمان رسید

بجنبید از جا در آن اضطرار | که می داشت چون حق بهر کز قرار

ز ایوان بمیدان نرفت از شکوه | که کوهست و کی جنبد از جای کوه

بعبد الکریم از ره سروری | اشارت شد از درگه قیصری

که با لشکری همچو سیل دمان | شود سوی دریا چو دریا روان

بفرمان سلطانی آن سیلتن | بدینوب چون ابر شد قطره زن

تو گوئی که شد رهنما جبرئیل | که موسی روان شد بسوی رود نیل

دو بدر رسید رسانده باوج | ز صحرا بدریا حصاری ز فوج

گرفتند ترکان چنان راه را | که دلتنگ شد زان شهنشاه را

دو فوج از دو سو گشته پیکار کوش | دو دریای آتش در آمد بجوش

رسیده ز باران توپ و تفنگ | ز صحرا پلنگ و ز دریا نهنگ

برین جنگ آهنگ خوبی گذشت | که پیر فلک آن ورق در نوشت

ببستند بر آب یکبار پل | بسیلاب او اند بسیار پل

رودبیان ۱۲

سبک بسته آن جسر آهن سیاه   زبر کان نه شد هیچکس سنگ راه
فرو هشته رو بینه خمها بر آب   ز زنجیرها بسته با هم شتاب
به پرتاب تیر آهنین تیرها   برو راست کرده بند بیرها
بدم آن عمارت بپایان رسید   قضا گفت شو آسمان شد پدید
بتوپ و عراده بخیل و ستور   ازو در میان کرده ناگه عبور
ازین سو خدنگی و سنگی نجست   نه یک سینه خست و نه یک سر شکست
ندانم که این تازه نیرنگ چیست   سپه را ز جنگ اینهمه ننگ چیست
در اینجا بود رای رن ادو رای   که بر جای خود هست هر یک بجای
یکی از طمع افسران گشته کور   که افتاده در گور از صید گور
فلک حرفتی طرفه ایجاد کرد   که در جنگ نه رکار پولاد کرد
دگر اینکه سالار آن رزمگاه   بدین حیله و مصلحت داده راه
که گر لشکر روس زور آورد   ازان سو بدین سو عبور آورد
چنان حمله آرند بروی شتاب   که یا غرق خون باشد و غرق آب
ولی مرد بیکار هم وقت کار   همان میکند کان کند کردگار
سپاهی که در طالعش هست اوج   نه از فوج خصمش بود نی ز موج
کسی را که اقبال شد همرکاب   نه کوهش بود سنگ راه و نه آب
ازان پس چو روسی سپه پیش رفت   بهر جا که شد شهری از خویش رفت
چه گویم چها بر رعایا گذشت   تو گویی ز سر آب دریا گذشت
به برگ گلی گلشنی سوختند   پی دانهٔ خرمنی سوختند
نگاه غضب کرده هر سوی باز   در شهر بر روی هر کس فراز
اگر کاسکی ره سبازار برد   ز زن معجر از مرد دستار برد

اگر خارکش کرده تاراج کشت — وگر مطبخی برده چوب کنشت

ستمها باهل وفا کرده شان — نه بر کس که بر خود جفا کرده شان

نه شرم از مسیح و نه ترس از خدا — نه عار از جفا و نه بیم از سزا

بدین ملک گیری چو پیری کنند — بترکان چرا خرده گیری کنند

خود این مملکت را ده هند — ستم بین که تهمت بترکان نهند

اگر داور این ست گر داد این — نه دنیا بماند بجا و نه دین

بلی پادشاهی شبانی بود — نگهبانی گله را نی بود

ز موری که پامال دوران شود — چه دانی چها بر سلیمان شود

ز کشور خدایان بود بازخواست — که کارِ جهان نگردد ندر است

بیا ساقی آن می که زور آورد — دماغ جهان را بشور آورد

دمادم ازان می بده ساغرم — که با لشکرِ غم ستیز آورم

مقابلهٔ روم و روس در پلونه

دریغا که در خواهش ملکِ جم — جهانی بود تشنهٔ خونِ هم

کمانها بخون ریختن کرده زه — ز بهر چه از بهر این چند ده

هوسها سر سروران آکند پامال — چه سرها رود در سر ملک و مال

پاینده گره بر جبین جبین فزن — درکین فزن آهن فزن آهن فزن

دلِ پادشاهان بود ریش تر — که دارند حرص و هوا بیشتر

چو جا بر سر تخته زر بر کشند — عجب نیست گر قصد پروین کنند

هوسها را به سر چنان نمرود شد — بسوی فلک فتنه مردود شد

کجا تا کجا راند این مشت خاک — بآب و بآتش سمک تا سماک

هوس هر کجا دانه خرمن کند — نخواهد که پروین بدامن کند

گذارش گر داستان ستیز — بدینگونه نوک قلم کرده تیز

که چون روسیان هر طرف ریختند — بهر ناحیت فتنه انگیختند

بر آشفت سلطان ازین دار و گیر — بفرمود بنوشت فرمان دبیر

که سالار عثمان جنگ آزمای — نه ایوان بمیدان شود ره گرای

بیاراست سپاه صف شکن — قشونی ز ترکان شمشیر زن

همه کاروان و قواعد شناس — چو ایمان خود جمله محکم اساس

همه نوجوانان باهوت پوش — بیکجا کشیده جامه آتش فروش

بدشمن کشی جمله صاحب شکوه — پر از گرد دم و مار مانند کوه

بفرهنگ آهنگ ناموس ننگ — سبق برده در جنگ از اهل فرنگ

براه شکار آنهمه درع پوش — چو صیاد پیوسته دامی بدوش

پیاده سواره چه شیخ و چه شاب — نه آن را شمار و نه این را حساب

پیاده چو آب و سواره چو باد — با عدای نوح و با شرار عاد

بطرز فسون پیشگان وقت کار — بیکدست مهره بیکدست مار

گهی مهره از کیسه بیرون نهشتا — گهی مار را بر هوا سر دهند

سپهبد هم از شوق روز نبرد — سلح بر تن خویشتن راست کرد

زره را بیفگند در بر ز تنگ — سراپا شده دیده در راه جنگ

برش را نه جبر بیان عاجز بود — قزاگند هم در برش بار بود

از آن از سپر کرد دوشش کنار — که می بود در سایه کردگار

سپر را که داغ دل انگاشتی — همه نقطه باطل انگاشتی

نخستین سوی باب عالی شتافت — اجازت طلب کرده و بار یافت

چو پرتاب تیر از کماندار ماند | ادب یکقدم پیشتر زان نماند

کمان کرد از راستی تیر را | که بوسید خاک در میر را

چو خود خواندگارش بر خویش خواند | تو گوئی ز دو ششش بشش رساند

بسی رفت درکار تا درگاه | نیایش کنان با نوازش شهنشاه

سپس بر کف شاه بیعت گرفت | زمین را ببوسید رخصت گرفت

بصدق و صفا از ره کسب نور | درآمد چو ماه و برآمد چو هور

به پشت هیونی برآمد شتاب | چو بر آب خاک و چو بر آتش آب

درآمد بسوی پلوره دبانش | قضا در رکاب و قضا در عنان

حصاری بگردوی از خاره ساخت | بیکباره محکم تر از باره ساخت

بلند و یکسنگ آور ارجمند | یکی کنده برگرد آن کندمند

نه کوهی و برزن بدشمن گرفت | نه با سیم و زر بل باهن گرفت

بهر پایه لشکری را گذاشت | بهر لشکری افسری را گذاشت

بهر افسری اژدها پیکری | بهر اژدها پیکری لشکری

بهر سوی آن کنده توپی بزرگ | چو بالای چاه اژدهای سترگ

چنان توپها با چنین تاب و تب | بگردون گردنده راس و ذنب

ازانکه چو پیلی و آن پای پیل | که خرطوم پیلی ببالای پیل

تو گوئی که درهای دوزخ تمام | شده باز بر عاصیان صبح و شام

شهنشه ازان سوی با جنرلان | برآراسته لشکری از یلان

ملنکوف و گرگوری اسکوبلوف | بلشکرکشی برکشیدند نوف

بسی افسران دگر بی شمار | نه صد نی دو صد بل هزاران هزار

جهانبان دلشکر جهان در جهان | عنان در عنان و سنان در سنان

همه نیزه بازان گردن فراز | به هنگام خونخوار سرگرم راز
بنوک سنان در فلک رخنه گر | به تیر و کمان بر هوا جانشکر
به تیر و سنان حمله شیر اوژنان | چو شیران بر حمله در نیستان
برآورده از توپها پیش روی | یکی آهنین باره از چارسوی
دهن کرده وا توپها همچو غار | که از وی برآید افعی دمار
تو گوئی نهنگان دریای شور | گرفتند و بردند آنجا بزور
که گوید که توپ افعی خفته است | که این فتنه را اژدها گفته است
زننده آتش این اژدها پیکران | بشورند چون گاه کوه گران
دهانها چو باروچه سوراخ مار | درو مهره چون کژدم نیش دار
غذا اینش شب و روز آهن بود | که آهن دل و آهنین تن بود
شود نرم در روده پولاد کی | کند خورده وا همچنان باز قی
نشسته دلیران به پشت کرنگ | چو چقماق کش جا بود بر تفنگ
اشارت چنین شد بفرمان شاه | به اسپاه و اسپهبدان سپاه
که یکبارگی بر بلوه زنند | که همچون بلوه زهم بشکنند
اگر ارمنی بود دگر حبشی | برآورده بازوی آهرمنی
قدم بر قدم بر سر کف بکف | کمر در کمرکش بکش صف بصف
بهر ترکتازی تفنگی زنند | بهر جست و خیزی تفنگی زنند
نماند کسی یکقدم پیش و پس | همه همره و همتک و همنفس
چنان گشته از هر طرف گرم قیر | که دست از عنان رفته وا زسپر
نکردند در حمله یکدم درنگ | سپهبد زدی بانگ اسپه تفنگ
گهی خفته بر خاک مانند مار | گهی ره گرانیده چون سوسمار

گهی راست گه خم چه برنا چه پیر گهی چون کمان گاه مانند تیر
گهی حلقه مانند ماری شده گهی گرد همچون حصاری شده
کفل بر کفل گاه باهم چو گور پی هم روان گاه مانند مور
دو صد فیر کردند بر یک نفیر برآورده بم را باهنگ زیر
ازین سوی ترکان طاعت گذار بکار خداوند سرگرم کار
وضو کرده هر یک بخوناب خویش بشوق سجودی سر افگنده پیش
نمازی بخون جابجا ساختند دل از مهر و آزرم پرداختند
گهی در رکوع و گهی در سجود گهی در قیام و گهی در قعود
یکی گرم سعی و یکی در طواف یکی فدیه گردیده خود در مصاف
شمردند محراب شمشیر را رساندند بر عرش تکبیر را
به پیگار کار یکه تکبیر کرد نه شمشیر میکرد و نی تیر کرد
چنان سوی شمشیر عریان شدند که گویی هم آغوش حوران شدند
روا رو درافتاد در این و آن یکی در سفر شد یکی در جنان
ز بس آتش افروزی سم دروس شده رزمگه قبله گاه مجوس
بدینگونه چندی درآویز و ریز یکی در کمین و یکی در ستیز

تحریض شهنشاه زار بجنگ و پیگار

شهنشاه روزی بعرض سپاه ز خرگاه آمد سوی قلبگاه
زبان در زبان هر طرف برگفت کران تا کران صف بصف برد و گفت
دریغا که با اینهمه ساز و برگ باین تیغ و تیر و باین درع و ترگ
باین یال و کوپال این برز و بار نمی آید از دستتان هیچ کار
بلو نه خار است نی بی ستون چرا گشته چون تیشه سرها نگون

گر آن هست آتش شما موج آب
بگوشید کاتش نشیند شتاب

ز طعن شهنشاه و تشنیع وی
چو شد رنگ شان زرد و رخ پر خوی

چو دارا بهر یک مدارا نمود
نهان آنچه بود آشکارا نمود

که فردا بیاری اقبال و بخت
بکوشید در کار و پیکار سخت

بنالید هر یک که تا زنده ایم
شه و حکم شه را بجان بنده ایم

به بینی که فردا چها می کنیم
چه پیکارها برملا می کنیم

شهنشه قوی دل چو شد از سپاه
شد از رزمگه جانب خوابگاه

بیا ساقی آن می که هوش آورد
بیک جرعه خونم بجوش آورد

بمن ده که تنها بگردون زنم
بخورشید تابان شبیخون زنم

شب آمدن در رزمگاه

چو خاقان چین را حبش کرد زیر
بسی لعبت چینی آمد اسیر

ازان دلربا لعبتان شگفت
پری چهره جای خاقان گرفت

کواکب درخشان و شب تیره بود
چو زنگی که در خنده دندان نمود

خزیده بسوراخها مار و مور
برآسوده در آشیانها طیور

بتیره ز شوریدن آمد خموش
نقیبان برآورده هر سو خروش

شب از تیرگی همچو بیچاره بود
سگان را ز عو عو گلو پاره بود

فرو رفته شمشیرها در نیام
چو شیران پر حمله اندر کنام

دو لشکر برآسود از ترکتاز
بآرامگه هر یکی رفت باز

شد از خواب و خور هر کسی تلخکام
که فردا همان آتش باشد بجام

یکی را ز دل رفته صبر و قرار
نمی بود خوابش درین اضطرار

که فردا چه بر روی کار آورند
چه سرها که بالای دار آورند

گرا جامی باشد ببالای زمین — گرا افگند آسمان بر زمین
گرا دست باشد نگارین بخون — گرا جامه در بر بود نیلگون
یکی بود بیدار چون بخت خویش — نیالش کنان سر در افگنده پیش
که یا رب شبم را سحرگاه کن — دراز ست این قصه کوتاه کن
بصبح شهادت برآورم بده — درین ظلمت آب حیاتم بده

فتحیابی عثمان پاشا سپهدار سلطان

چو فغفور چین سر ز خاور کشید — بعالم گرفتن علم بر کشید
نه آن زنگیان ماند و نی پیک زنگ — سترد از زمین لوح فیروزه رنگ
دو لشکر بهم دیگر آمیختند — چو سیلاب سخت از دو سو ریختند
دو دریای آتش بجوش آمده — دو ابر سیه در خروش آمده
چه رومی چه روسی دو لشکر بهم — چو سیاره و ثابت افزون و کم
خروشید از هر طرف طبل و کوس — که بیدار بخت شهنشاه روس
دهل زن برومی دهل زد دوال — که بدخواه سلطان خورد گوشمال
برون آمد از نای ترکی خروش — کز و خون ترکان در آمد بجوش
در آمد بهر زه درائی درا — که ای مرد میدان بمیدان در آ
ز هر سو جرس نالهامی کشید — که در سینه دلها از ان می طپید
نقیبان بهر سو خروشان چو میغ — که باشد کلید در فتح تیغ
بمیدان دو دیدند از چار سوی — نکرده نهان هیچ و نی شسته روی
خروشید رعد و درخشید برق — یلان چون نهنگان بخون گشته غرق
صف ژنده پیلان ستوه آمده — بپرواز چون کاه کوه آمده
ز هر سوی روسی سپه زور کرد — جهان را پر از فتنه و شور کرد

روان پیش پیش اژدها پیکری | چو انبوه گرد دم ز پس لشکری
پس توپ بس رفت هر یک دلیر | چو روبه که باشد بدنبال شیر
عنان بر عنان و کفل بر کفل | سنان بر سنان و رفل بر رفل
رفل کرده خالی و پر دمبدم | چو اهل کرم کیسه پر درم
بدین رسم و ره پیش می تاختند | بهر دا و صد چهره می باختند
قضا گر کسی را ز پا می نشاند | قدر دیگری را بجایش رساند
فلک بانگ میزد که هان پیشتر | سپه پیشتر می شد و بیشتر
رسیدند پیرامن رومیان | بگیرند تا دامن رومیان
ز بس گوله در قلب گاه اوفتاد | هراسی بترکی سپاه اوفتاد
بیکبارگی مسکنین درگرفت | زمین تا بچرخ برین درگرفت
باین در گرفتن که دلگیر بود | گرفته مزن کان ز تقدیر بود
دل از دست دادند تیر افگنان | که گردند بیها و تهی چون کمان
شهنشه بکوهی چو رخشنده هور | بیکدست دوربینی و دید می ز دور
نظر کرد در طالع روس و روم | فراز رصد همچو اهل نجوم
چو دید اینکه رومی سپه گشت پست | بر و لشکر روسیان یافت دست
گهی دستها بر سرین میزدی | گهی پاها بر زمین میزدی
سپه آن طرف گوله ها می فگند | نه اینجا کله بر هوا می فگند
بنازم که ناخورده می مست شد | نگو مست شد بلکه از دست شد
بجز افسری شاه را بر گرفت | که رومی جبین همچو مه در گرفت
ولی غافل از بخت فرخنده فال | که آسته زود آید برون از دبال
سپهدار عثمان جنگ آزمای | خردمند دانا دل تیز رای

محیطی و چون کوه آتش بجوش — نهنگی بکف اژدهای بدوش

بجز سید از پشت گرگی بجست — که دو تو از سست و سیلاب سخت

یکی جامهٔ سرخ در بر کشید — چو خورشید سر از شفق بر کشید

دوگانه ادا کرده بگریست زار — سپه هم شد از گریه اش اشکبار

رخ از عجز مالید بر خاک پاک — کلید در فتح جستی بخاک

سپه مقتدی گشت او مقتدا — شهید دعا کرد اجابت خدا

نیایش کنان با رخ تابناک — چو شمشیر برداشت سر از خاک

ندانم بگوشش چه شمشیر گفت — که بر خاست از جای و تکبیر گفت

ز جا جست و استاده شد بر رکیب — برغبی که بالای منبر خطیب

سرانش شنیده فته او هر چه گفت — نه گوهر که گوش جهانی بسفت

بجوشید و هی بر تگاور بزد — گهی در ازل بود و گه در ابد

گهی در یسار و گهی در یمین — گهی بر سپهر و گهی بر زمین

سمندش که می گشت در کوه و دشت — ز بس تیز رفت از جهان در گذشت

دگر بادپا بر شد بر رخش دگر — درخشان درخشی حمایل ببر

ز بس بود ابهم برفتار چست — روان شد بس را هوار نخست

بر آمد دگر بر هیون سوم — که طاؤس دم بود و لولا و سم

بدم اختری بود دنباله دار — گرزان روش آینه شد زنگار

بسم سنگ آهنگران مینوی — که بر آهنین سپاران منزوی

درخشنده رخشی چو آذر گشسپ — که مهر آخور اوست و منزو بود اسپ

زمهر چنین توسن شاهوار — بپا ایستاد ره چنین شهسوار

سپهر چه بر جنبش آرام یافت — فلک را بدوران خود رام یافت

بدان فحلی آمد سوی فوج رس / که داماد در حجله گاه عروس
قضا شد کمان و قدر گشت تیر / زمین گفت بالا فلک گفت زیر
گهی بر صف راست دیدی که خیز / گهی جانب چپ دویدی که سیر
گهی بر یسار بانگ بر زد که بس / گهی بر صف پیش راندی که بس
گه آمد بقلب و دلاسا نمود / عیار هنر آشکارا نمود
گهی بر صف زنده پیلان دلیر / شدی حمله آور چو بر گله شیر
بیکسو براهیم با تیغ و ترگ / بداندیش را کرده دعوت بمرگ
بهر حمله قلب لشکر شکست / که تنها براهیم آذر شکست
بیکسو ی غالب بی ازراه زور / بخندق شده سنگ راه عبور
سواری ز روسی سپه شد پدید / چو مغلوب نزدیک غالب رسید
یکی نیزه میداشت غالب بپشت / بنافش سپر دو بر آمد ز پشت
چنان بر هوایش ربود از سمند / که افغان ز روسی سپه شد بلند
چو بر نیزه مرد گران ساق بود / مگو نیزه کان نخل تذاق بود
دلیران که بر توپ سر ریختند / چو موران باری در آویختند
زدی هر یکی خویش را بر سنان / چو بر شعله شمع پروانگان
خدنگ و سنان خورده بر یکدگر / بذوقی که اهل هوس نیشکر
بترکی سپه بانگ بر زد نقیب / که نصر من الله فتح قریب
زهر سوی ترکان بجو نخوارگی / شده حمله آور بیکبارگی
یمین زد بیا ایسر برامین یسار / پیاده برآورده گرد از سوار
دو لشکر در آمیخت چون نار و نور / دو دریا یکی شد چه شیرین چه شور
بهر لطمه طوفانی انگیختند / بهر لمعه برقی همی ریختند

ولی اختر روسیان گشت پست — که دل رفت از دست و از کار دست
نشد هیچ منصوبه سودمند — که بشکست فرزین بسی پیل بند
سواری که میجست راه نجات — اجل اسپ پیر اندر برد که مات (یعنی عثمان پاشا ۱۲)
هر آنکس که می تافتی روز سیف — تفنگ بیفزودی تف بر ریش حیف
دل از دست دادند تو پافگنان — ولیکن سلامت نبردند جان
کس از دست آن تیز دستان نرست — بجز تیر کان جست و جانها بخست
بهر سو ز آسیب آن باد سخت — سر از تن فتادی چو سیب از درخت
ز بس گرز بر ترک جوشن زدند — مگر سکه چون زر با آهن زدند
یکی ناله سر کرد و دیگر تفنگ — گر این مشت بر سینه زد و آن خدنگ
ز بس کشته شد پشته از خوب و زشت — نه جا در سقر ماند و نی در بهشت
از آن تیز دستان بهنگام کار — چه مزدور کاهل اجل شرمسار
ز بر گشتگیهای بخت زبون — شده رایت روسیان سرنگون
در آمد ز پا سرو موزون شان — علم گشته فواره خون شان (بلند گشته ۱۲)
لوای ظفر کرده ترکان بلند (ای علامت ۱۲) — که شد در جهان نام عثمان بلند (پاشا ۱۲)
بسا کس شد از شربت مرگ سیر — بسا کس که آن زنده آمد اسیر
بسی خانه کان روز برباد شد — بجز اینکه زندانی آباد شد

مضطرب شدن شهنشاه روس

شهنشاه چون از سر کوه دید — که روسی سپه را هزیمت رسید (شکست ۱۲)
فرو ریخت از چشم غمدیده خون — دلش خون جگر خون شد و دیده خون
در انداخت بر چهره خود نقاب — جهان تیره شد چون گرفت آفتاب
سبک از سر کوه آمد فرود — بلی آفتاب از سر کوه بود

بی صید آهو در آمد دلیر / چه دانست کاهو کند صید شیر
بماهی گرفتن دو افگنده شست / همش شست و هم رفت ماهی ز دست
رخ چون گلشن زعفران زار بود / ولیکن لب از خنده بیزار بود

خبر دادن عثمان پاشا از فتحیابی سلطان روم

سپهدار عثمان چو شد فتحیاب / غنیمت بدست آمدش بیحساب
بسر رشتهٔ تلگراف از مصاف / بسلطان خبر داد پاک از گزاف
که اقبال سلطان چو شد یار من / عدو کرد گم پی به پیکار من
و مهرت کسی را که عزت دهند / سزد گر چنین فتح و نصرت نهند
ازان مژده سلطان چو گل تازه شد / جهانی ز شادی پر آوازه شد
ز بس لائق سرفرازی شد او / مخاطب بعثمان غازی شد او
بیا ساقی آن داروی درد من / که گلگون کند چهرهٔ زرد من
بمن ده که دل شاد و خندان شود / وزو بر من آتش گلستان شود

خالی شدن پلونه از عثمان پاشا

چه نیرنگ دارد جهان دو رنگ / که گه لعل و گه خیزد آتش ز سنگ
ز خمخانهٔ چرخ بیجاده فام / یکی می بکام و یکی خون بجام
یکی را بود پای اندر رکاب / یکی را دهد جای اندر خلاب
دهد گرگ را پنجهٔ صید گور / سگان را بشیران در آرد بشور
خسان را بود روز بازارها / گل از خار می بیند آزارها
کند مشق صیدافگنی صبح و شام / بسی مرغ زیرک در آرد بدام
دلی نیست کز دهر آزار نیست / نه آزاده کو گرفتار نیست
گهی یوسفی را بزندان برد / ز زندان برآرد بایوان برد

گهی صلح را جنگ گردد سبب — بود دارو تلخ تیمار تب
ز خونریزی آسایش آرد پدید — شود خون چو فاسد بباید کشید
کشایش پدید آرد از بستگی — کند کار مرهم جگر خستگی
گزارندهٔ سرگذشت نخست — چنین می گزارد سخن را درست
که چون خورد روسی ز دشمن شکست — بجنگ الکزندر کمر باز بست
برابر دو گره زد بکین خواستن — بفرمود لشکر بر آراستن
ز شهر و ده و دشت در بحر و بر — شده لشکری جمع بیحد و مر
بجایی کس از اهل لشکر نماند — دگر ماند جز پیر لاغر نماند
زدی لو به چندانکه یک نظر — نشد در شهر جز به تیغ و سپر
چه گاه و سپهر و چه گاو زمین — ارا کش آمد بمیدان کین
هوا آنقدر گرم شد از هجوم — که بگداختی سنگ مانند موم
ز انبوه فوج بسیار دکین — نیامد برون دست از آستین
شد از بسکه در عرصه گاه نبرد — زمین پر ز گردان هوا پر ز گرد
گل از خاک جائی دمیدن نیافت — ق — نم از ابر راه چکیدن نیافت
دگر کرده گرد دلیرانه هجوم — شوه از هجوم آمد آن مرز بوم
ز یک سوی روسی سپه صف بصف — کلهندار (جابجو ۱۲) رومانیه یک طرف
ببستند بر رومیان راه راه — گرفتند از هر طرف ماه را
ازان گشته بر رومیان کار تنگ — که آخر شده جمله سامان جنگ
نه بارود و چندانکه بهر مصاف — کند روز کی چند دیگر کفاف
تهی کیسها گشته از کارتوس — ولیکن پر از شور سرها چو کوس
نه از خوردنی ماند در خوردشان — دلی هیجان زور نامردشان

زنا خوردن از جان خود گشته سیر ‏— بخون خوردن بدسگالان دلیر
نشد هیچکس بیدل از قحط نان ‏— که خوردند بر سینه زخم سنان
تهی از علف آمد آن عرصه گاه ‏— ستوران چون کوه گشته چو کاه
سپهدار عثمان چو این حال دید ‏— بیکباره آتش ز چشمش پرید
یکی با سران سپه شد دوچار ‏— چنین کرد راز نهان آشکار
که در وقت طوفان و سیلاب سخت ‏— ازین ورطه بیرون توان برد رخت
شدن غرقه در آب تیغ و سنان ‏— بود بهتر از مرگ بی آب و نان
شود بخت اگر یار چون جبرئیل ‏— دهد کوه در راه ما رود نیل
بهر سو کنم حمله با این سپاه ‏— اگر کوه باشد توان کرد راه
بسی رفت زینگونه گفت و شنفت ‏— بد برنده بد زشت و گوینده گفت
نماند چو در پرده آواز کوس ‏— شد آگه ازین حال جاسوس روس
ازان حلقه آمد برون چون نظر ‏— دوید و رسید و رساند این خبر
شهنشاه چون زان خبردار شد ‏— تو گوئی که از خواب بیدار شد
برآراست فوجی بزرین جرس ‏— چو هفت آسمان تو بتو پیش و پس
جناحی برآورد با صد خروش ‏— چو دیوار اسکندر از هفت جوش
ز فوج یمین و گروه یسار ‏— کشیده چو در تنگ محکم حصار
به پرتاب تیری ز هر یک طرف ‏— کشیده بدنبال هم چند صف
بهر پایه لشکرے بے حساب ‏— بهر گام تولی بصد آب و تاب
بدنبال هر توپ از هر کار ‏— بیکسو پیاده بیکسو سوار
از آن سوی رومی سپه در شتاب ‏— چو بر صید دراج و تیهو عقاب
ز توپ و تفنگ انچه درکار بود ‏— بسی از ارابه که پر بار بود

هم آنانکه مجروح بودند و زار　　　دگر رخت و اسباب‌ها بیشمار
گرفتند و بردند همراه خویش　　　سپه از پس و توپها پیش پیش
چنان آمدند از پلونه برون　　　که از هر دو سو شد روان جوی خون
بروسی جناح آنچنان تاختند　　　که پیشینیان را پس انداختند
شده برهم از بسکه میدان کین　　　یکی پنج گشت اسیر شد الیترین
زبس شیر دل ناچخ دمادم زدند　　　چه مژگان چه صفها که برهم زدند
نه از توپ ایمن دمی از تفنگ　　　نه از اژدها ترس نی از پلنگ
زهر مور جانی گذشته چنان　　　که از هفت خوان رستم داستان
چه بر قلب روسی در آمد شکست　　　به یکبار ساقه کشادند دست
یکی صاعقه سر ز ساقه کشید　　　بساق سپهدار عثمان رسید
در آمد سپهدار بالای زین　　　تو گوئی فتاد آسمان بر زمین
فلک گرچه افگند او را ز پای　　　ولیکن چه پایش نشد دل ز جای
چه دیدند نام آوران سران　　　که از پا در آمد سر سروران
نمودند هر یک گزین ترکتاز　　　بسوی پلونه توان رفت باز
پریشان گفته هر یک بکار آمده　　　ستیزه کنان ره سپار آمده
بناگاه جاسوسی آگاه کرد　　　که ناگاه تاراج بدخواه کرد
چه از ما تهی یافت ملجای ما　　　درون رفت و بشکست جای ما
نه پروا نباشد اگر حال من　　　رسد لشکر اینک بدنبال من
که ناگاه آن فتنه هم رو نمود　　　پراگنده شد هر طرف هر چه بود
که لشکر از هر کنار آمده　　　که از سیه تا لکه بار آمده
فرو ریخت روسی از هر کنار　　　بیک ده بده صد بصد صد هزار

چنان فوج روسی نبود از زحام که شمشیر ناید برون از نیام
شد آن فوج پرکار میدان جنگ زبس کار بر نقطه شد کار تنگ
سپهدار فرزانهٔ هوشمند بدانش دران کار شد کاربند
بخود گفت کاین وقت فرزانگیست که فرزانگی عین مردانگیست
نه پیچید سر از حکم تقدیر کس ره سیل نتوان گرفتن بخس
بجایی که سودی نباشد بجنگ نه جنگ است بلکه ننگست و ننگ
چه حاصل که هنگام مردن مرا بود خون خلقی بگردن مرا
خصوصا کسانیکه از وقت کار نه شب خواب نی صبح کرده نهار
چرا لشکری را بکشتن دهم همان به که خود را به دشمن دهم
گر آزرده دل خسته جانی شود ازان به که ویران جهانی شود
بهر حال چون جنگ بهتر ندید بجز صلح اصلاح دیگر ندید
بترکان بزد بانگ بس تند و تیز که با بخت و طالع نشاید ستیز
کشیدند یکیک زپیکار دست نظر بر نشان ماند و پیکان شکست
دو لشکر برآسود از ترکتاز در نهر از هر دو سو گشته باز
سپهدار روسی در آمد دلیر چو شیری که آید بنزدیک شیر
بدو تیغ خود داد عثمان زاد که گشت بجان جهانی نهاد
نهاری ازو خواست بهر سپاه که کاهیده بودند مانند کاه
دویدند در رفتند از هر طرف غلامان روسی طبقها بکف
کباب تر و نان گرم و پنیر گرفتند و خوردند و گشتند سیر
شکم شد پر از خورد و دل پر ز درد کشیدند هم آه و هم آب سرد
زبس گرم و سردی که دیدند شان بدان خورد و نوش آرمیدند شان

فرستاد گردون چار اسپه شاه | که شد اختر روم را جلوه گاه
روان شد سپهبد (عثمان پاشا ۱۲) براه نیاز | بیا بوس شاه آمده سرفراز
شهنشاه بستود و بنواختش | بکرسی زر جایگه ساختش
بدست (سوس ۱۲) خودش داد شمشیر را | که شمشیر زیبد چنین شیر را
نشد بر کسی آشکار آن نهفت | شهنشه چه گفت او چه از وی شنفت
چو این دولت تازه زان شاه یافت | سوی تختگه شاد و خرم شتافت
سپهبد (عثمان پاشا ۱۲) ار را نیز همراه برد | که دوران بد این امانت سپرد
برآنند دانشوران یک قلم | که او کرد در صلح اصلاح هم
میانجی نباید همانا چنین | که بشکست صفرا چو شد انگبین
چو صفرا و سودا بهم جمع بود | قضا هفت اندام اول کشود
سپس داد داروی نوشینه | که تحلیل شد درد دیرینه

بقیهٔ حال بعد از خالی شدن پلونه و صلح باهم

کجا رفته ام از عرصهٔ کارزار | که باشد هنوزم بدان عرصه کار
سخن باز رانم ازان پایه لغز | برون آورد کلکم از پوست مغز
که روسی سپه چون پلونه گرفت | جهان صورت بازگونه گرفت
بفوج سلیمان (پادشاه ۱۲) درآمد شکست | که مهر سلیمانیش شد ز دست
ز شبها شب برون آمده | ولی کس چه داند که چون آمده
رعایای قارص (نام دژ ۱۲) بدل کینه داشت | که مختار پاشا گذشت و گذاشت
بهر جای آورده روسی هجوم | چه در ارض (نام شهر در ایشیا ۱۲) روم و چه در مرز روم
خنک در دره روسیان کس نخفت | بجز باد کس خاک میدان نرفت (روبید ۱۲)
بهر جا که رومی سپه داشت جای | بآن پای مردی (مدد گاری ۱۲) نیفشرد پای

ز هر منزلی جنگ ناکرده رفت ‌ ‌ ندانم چها در پس پرده رفت
ندانم خود این مصلحت بود شان ‌ ‌ که سلطان بدینگونه فرمود شان
بپیچ خرد هست اینجا چه پیچ ‌ ‌ بگفتار هرزه گوئی پیچ
براندازه هر کس قیاسی نمود ‌ ‌ که داند که در پرده پنهان چه بود
ولیکن شود اینقدر آشکار ‌ ‌ که بر صلح و اصلاح افتاد کار
بهم بخت و طالع چو دمساز شد ‌ ‌ ره آشتی از دو سو باز شد
بسر رشتهٔ تلگراف از دو سو ‌ ‌ بجنبش در آمد رگ گفتگو
دو قیصر بهم مهربان آمدند ‌ ‌ سخنها بسی در میان آمدند
فرستاد هر یک امینان خویش ‌ ‌ که ظاهر کند راز پنهان خویش
سخن چین طراز گذارش گرفت ‌ ‌ گذارش سواد نگارش گرفت
سران از نگارش چو پرداختند ‌ ‌ مسجّل بمهر و نشان ساختند
چو من خود نبودم بمیدان جنگ ‌ ‌ چه گویم که باشد چه تاوان جنگ
که خواهد شدن بعد ازین سودمند ‌ ‌ کرا آسمان می رساند گزند

رخصت گرفتن عثمان پاشا از شهنشاه روس و آمدن در روم

شهنشاه را این زیان نیست کم ‌ ‌ که نخچیر او وارداند ز رم
همان ماهی کش در آمد بشست ‌ ‌ بناچار بایست دادن ز دست
چو او کارهائے جهان کرد راست ‌ ‌ جهان داد خود از و باز خواست
بناچار دستوری بار داد ‌ ‌ که رخصت بعثمان سپهدار داد
نوازش بسی کرد در کار او ‌ ‌ نمود آنچه آمد سزاوار او
ز بس شاد و خرم سپهدار شد ‌ ‌ سهی سرو او شاخ پر بار شد
سر عزت او بگردون رسید ‌ ‌ که پابوس خدمت بجا آورید

سوی روم آمد از آن مرز و بوم | بهر سوی کرده هجوم اهل روم
دگر آب رفته بجو آمده | مگو آب، جو آبرو آمده
همه فوج بحری بگاه سلام | سمک تا سما زد صلای بعام
گروهی بهر سو پذیره شدند | کواکب بنظاره خیره شدند
سپاهی بطبل و درا آمده | نوازندگان در نوا آمده
فلک انجم آورد بهر نثار | هوا لاله و گل پره کرد بار
چو از مرکب دودی آمد فرود | روان گشت گوئی که دریای جود
نخستین بپابوس سلطان رسید | بلی قطره آخر بعمان رسید
مه و مهر را داغ بر دل نهاد | که سلطان به پیشانیش بوسه داد
مگو بوسه تمغای اخلاص بود | که تمغای عثمانی خاص بود
جهاندار از بسکه شد شادمان | جهان نیز شد از سر نوجوان
بهر منزلی کوس نوبت زدند | بهر محفلی ساز عشرت زدند
بهر خانه بزمی برآراستند | برامشگری زهره را خواستند
چو حاصل بترکان شد آسودگی | بیاسود کلکم ز فرسودگی
چو شمشیر ها رفت اندر نیام | کشیدم زبان من هم آخر بکام
بیا ساقی آن می که مستی برد | نه مستی که از خودپرستی برد
بمن ده که جامی پر از می کنم | که طومار اندوه را طی کنم

خاتمهٔ کتاب

الاهی سخن سنج دانش پسند | زبان درکش و تن زن از چون و چند
قلم از ره نکته رانی گذشت | رگ ابر از درفشانی گذشت

زبان آوری تا کجا بید ریغ ‌‌‌‌ ستیزه نباید چو شد کند تیغ
عنان درکش و هی برابرش مزن ‌‌‌‌ درین عرصه خود را بر آتش مزن
کمان را مکن زه که نخجیر نیست ‌‌‌‌ نه نخجیر در جبه یک تیر نیست
چه گویم که شرمم ازین گفته باد ‌‌‌‌ بنا گفته عذرم پذیرفته باد
هنوزم بترکش دو صد تیر هست ‌‌‌‌ جهان پر ز هر گونه نخجیر هست
هنوزم بود همچنان تیغ تیز ‌‌‌‌ هنوزم جهان دستگاه ستیز
زبان تا بگفتار شد رام ما ‌‌‌‌ چه نخجیرگان نیست در دام ما
من این داستان را که گشتم نگار ‌‌‌‌ همانا زبانی بود یادگار
ز اخبارها آنچه اندوختم ‌‌‌‌ سواد دل افروز افروختم
ز تقدیم و تاخیر بر من مگیر ‌‌‌‌ گزو نیست اهل سخن را گزیر
چو پذرفت این نظم از من نظام ‌‌‌‌ بنام آورانم بر آورده نام
چو خود نام این نامه قیصر است ‌‌‌‌ اگر قلب آن مسکنی بهتر است
مر این داستان را که خوانیم ما ‌‌‌‌ بماند ز ما دُم نسیم ما
ز ارژنگ نقش و نگار عزیز ‌‌‌‌ همین بس بود یادگار عزیز
بسالش نوشت اینچنین کلک من ‌‌‌‌ گزین نامه افزود قدر سخن
۱۲۹۵ھ
هزار و دو صد هست و پنج و نود ‌‌‌‌ که دادم درین نامه داد خرد
امیدم چنان هست از کردگار ‌‌‌‌ که باشم براهش مدام استوار
بود آرزویم ز درگاه او ‌‌‌‌ که رو بر نگردانم از راه او
بیا ساقی آن بادهٔ ته نشین ‌‌‌‌ که ماندست باقی ز دور پسین
بمن ده که تاراج هوشم کند ‌‌‌‌ بتاراج هوشم خموشم کند

فی التشریحات

مثنوی ید بیضا

کہ ہر بیت آن ذو بحرین ذو قافیتین مع التجنیس ست یکے بحر سریع مطوی مکسوف یا موقوف مفتعلن مفتعلن فاعلن یا فاعلات دوم رمل محذوف یا مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلات بلکہ اکثر ابیا تش سہ سہ چہار چہار قافیہ دارد و بعضے سراپا مقفٰے و مسجع ست و قطع نظر ازین صنائع و بدائع صنعت مقطع و منقوطہ و غیر منقوطہ و فوق النقاط و تحت النقاط و قلب مستوی و حسن تعلیل و استتباع و غیرہ از محاسن فصاحت و لطائف بلاغت نیز ایرا د یافتہ کہ پرتوے ازین تمثال در عالم مثال بر طبع کسے نتافتہ۔ چونکہ فہم حقائق این مثنوی و دقائق این نقش نوی موقوف بر تعریف تجانیس بود لہذا ضبط آن درین جدول لازم نمود:۔

شمار	اقسام تجانیس	تعریفات	امثال کہ اکثرے ہم ازین مثنوی ست
۱	تجنیس تام مماثل	دو متجانس در نوع و عدد و ہیأت و ترتیب متفق و در معنی مختلف بود	شُور شُور ۔ رَوان رَوان
۲	تجنیس تام مستوفی	در عدد و ہیأت و ترتیب متفق و در نوع مختلف بود	رَوِی رَوِی ۔ مَدار مَدار
۳	تجنیس مرکب تام متشابہ	دو تجنیس متحد الکتابت مرکب باشد یا مفرد و مرکب	بالات بالات ۔ کمند کمند
۴	تجنیس مرکب تام مفروق	دو لفظ مختلف الکتابت مرکب باشد یا مفرد و مرکب	دلبری دل بری طیلسان طی اللسان
۵	تجنیس مرکب مختلف	متفق الحروف والترتیب و مختلف الکتابت و التلفظ	از انصاف ۔ ازان صاف
۶	تجنیس مرفوّ	دو لفظ مرکب از کلمۂ و جزو غیر مستقل کلمۂ دیگر	نور آیتی ۔ رایتی
۷	تجنیس صوتی	دو لفظ متحد التلفظ کہ در یکے حرفے مکتوب غیر ملفوظ باشد	جامہ بین ۔ بجا مبین
۸	تجنیس محرّف	دو لفظ از حرف غیر منقوطہ متحد الکتابت و مختلف الحرکت	مُحرم مَحرَم ۔ در واہمہ در واہمہ
۹	تجنیس ناقص متوّج	در اول یکے از دو متجانس حرفے زائد باشد	سرافسر ۔ جود وُجود
۱۰	تجنیس ناقص متوسط	در وسط یکے از دو لفظ حرفے زائد بود	برق بیرق ۔ دراز درآز
۱۱	تجنیس ناقص مطرّف	در آخر یکے از دو متجانس حرفے زائد باشد	بسمل بسملہ ۔ موی مویہ

۱۲	تجنیس ناقص و مذیل	در آخر یکے از دو لفظ دو یا سہ حرف زائد باشد	یم یمین ۔ نوا می نوا آئین
۱۳	تجنیس مضارع	حروف ہر دو متجانس متقارب المخرج بود	ہادی حادی ۔ راہ راح
۱۴	تجنیس قلب کل	از قلب حروف لفظی علی الترتیب لفظی دیگر حاصل شود	نستیح حتف ۔ رام مار
۱۵	تجنیس قلب بعض	از قلب حروف غیر مرتب لفظی لفظی دیگر حاصل آید	مرحوم محروم ۔ قمر رستم
۱۶	تجنیس جامع	آنچہ دران قلب بعض و حرفے زائد بود	آزر ۔ آرزو
۱۷	تجنیس مقلوب مجنح	قلب لفظ اول مصرعی یا بیتی لفظ آخر آن واقع شود	مار زلف او دلم را کرد رام
۱۸	تجنیس مقلوب مستوی	از قلب حروف مصرعے یا بیتے علی الترتیب ہمان مصرع یا بیت بر آید	دیدہ ما نا سہ ہم آن آمد دید
۱۹	تجنیس مزدوج	دو متجانس در یک مصرع با ہم متصل باشد	خنجر تو خنجر سنجر برد ۔ احمد احمد
۲۰	تجنیس خطی و تصحیف	دو لفظ متحد الخط و مختلف اللفظ مرکب از تمام منقوط یا بعض بود	یم نم ۔ پیدا نشان بیدا نشان
۲۱	تجنیس اشتقاق	دو لفظ از یک مادہ حروف مشتق باشد	شکیب ۔ شکیبد
۲۲	تجنیس شبہ اشتقاق	دو لفظ مشابہ از مادہ مختلف مشتق باشد	کشد ۔ گشاید
۲۳	تجنیس اشارہ	مجانست لفظی باشارہ حاصل شود نہ از لفظ	ریش موسی با سم خود ز تراشید شد (یعنی استرہ)
۲۴	تجنیس متداخل	در ہر یکے از دو متجانس دو تجنیس مختلف باشد	بوذر تورز ۔ قہ با طو با
۲۵	تجنیس مرصع	از تکرار مصرعے متحد اللفظ والکتابت معنی دیگر حاصل شود	طالب جوہر خری اینجا کہ ہست
۲۶	تجنیس لاحق مثال	سوائے حرف اول ہمہ حروف متجانس باشند	روضہ حوضہ ۔ درگاہ درگاہ
۲۷	تجنیس لاحق اجوف	سوائے حرف درمیانی ہمہ حروف متجانس بوند	قصر ۔ قبر
۲۸	تجنیس لاحق ناقص	سوائے حرف اخیر ہمہ حروف متجانس باشند	آزار ۔ آزاد

تشریحات

۱۵ | ایکہ حرف ندا جناب کبریا منادی سر بالفتح فرق در اس معروف و بمعنی فکر و خیال و ذرہ و قوت میل و خواہش و فوق و زبدہ و خلاصہ و خالص و بالضم بمعنے شرابے کہ از برنج سازند و نوعے از رقص باشد شبیہ بارغشک، شور رباد مجادل تمکین و نمک طعم و لذت معروف و آشوب و غوغا و فریاد و عشق و جنون و سعی و کوشش و دوزش کردن و شستن و پاکیزہ ساختن و نائے رومی کہ نفیر باشد پس این زمعنی شور را در نہ معنی سر مذکور ضرب دہند در یک مصرع ہشتاد و یک معنی عجب تحقیق لغت بر محمل صحیح جلوہ نماید منشور فرمان بادشاہی درین شعر دو تجنیس مرکب و مفروق ہست و دو قافیہ افسر و سر تجنیس زائد حاصل آنکہ سرم از شفقت در تابست ذات زینت گیر

یا آنکہ سرم کہ عنوان کتاب وجود ست از سواد سویدایت آرایشے وسرہر نامہ از نامت تاج پیرایشی دارد
۵۱/۵۲ یدانکہ این شعر تمام مقفی ومسجع ست وپنج قافیہ دارد ومعنا برعایت قافیہ رعنا بالف نوشتہ شد معنا نگار اسم فاعل ترکیبی اے نگارندہ معنی نگار رعنا نقش وکنایہ از معشوق رعنا ورنگ خال نقطہ سیاہ وبر بدیانی حاصل آنکہ قلم حقائق معرفت تو می نگارد ورقم از خال توجلوۂ معشوق رعنا دارد واز خال مراد زینت ہست یا بر وسیاہ باعتبار سواد نکتہ لفظ ارقم ورعنا نگارد وخال دارد یعنی دو نقطہ دارد ونیز این شعر مضمون لوح وقلم ظاہر می کند یا از قلم قلم مصنف مراد ست ورعنا نگار ہمین مثنوی کہ باعتبار دو بحر رعنائی اے دورنگی دارد
۵۳ این شعر تمام مقفے ومسجع ست پنج قافیہ دارد ودر آخر تجنیس مرکب مفروق سر خیال وآغاز تحمید حمد کردن تاب طاقت ورونق وفروغ حاصل آنکہ اگرچہ آغاز کتاب از حمد وثنائے تست لیکن طاقت بیان توحید تو کہ دارد وہرگاہ توحید ادا نہ شود تحمید نیز ادا نہ شود۔
۵۴ این شعر ہم چار قافیہ دارد ودر آخر تجنیس مرکب تام مفروق بسملہ بسم اللہ گفتن طیلسان بفتح اول وکسر لام چادر لسان زبان این مسئلہ کنایہ از حمد یا کتاب حاصل این مسئلہ را زبان طے میتواند کرد وبشرطا اینکہ بسم اللہ طیلسان مرحمت برسر کشد وپیداست کہ ہرچیز باسم الٰہی شروع کردہ شود با تمام رسد نسبت طیلسان بہ بسم اللہ کہ برسر ہر نامہ باشد ظاہر ست۔
۵۵ بسمل با بسملہ تجنیس زائد منزل بریدن قطع منزل کردن واصل رسندہ این مرحلہ کنایہ از حمد برید بفتح قاصد این شعر چار قافیہ دارد حاصل ہر کہ دل خستۂ بسم اللہ است واصل ہست بریدی کامل ست چہ کمال برید منزل رسیدن ست وپیداست کہ ہرچہ باسم الٰہی شروع کردہ شود با تمام رسد۔
۵۶ بن بیخ این نخلہ بسم اللہ بمعنی خاص یم دریا عیسے ومریم ونخلہ صنعت مراعات النظیر حاصل زیر این درخت دریائیست کہ ہر یک از صالحین وصالحات تشنۂ آنست اے طالب آنکہ نکتہ این مراد آخر بسم اللہ ست کہ رحیم است میم دران واقع است۔
۵۷ یم نم صنعت تصحیف وتجنیس خطی حاصل اندر پاے احسان تو سر خوش ہم ودریا ہم از فیضان تو سرمست ست مستی دریا باعتبار شور وکف وتموج ظاہر
۵۸ رائق شراب صاف معروف وشراب این شعر تمام مقفے ومسجع ست صافہ وانصاف تجنیس زائد وطرفہ صنعت تجنیس تازہ این کہ ہر دو مصرع سواے حرف را ولام متحد در حروف ومختلف در کلمات ست حاصل اینکہ دریاے رحم تو بغایت صاف است باین سبب صاف مرحمت تو ای شراب مرحمت تو درخور توصیف است
۵۹ نشان علامت وفرمان حاصل اینکہ این ہمہ نکتہا کہ گفتہ شد از بسم اللہ برکت نام تو ظاہر شدہ اما بید نشان

بیخبر اند یا اینہمہ نام و نشان مراد دنیا و ما فیہا

۱۵۱ (۱) ہان کلمہ تنبیہ زیاد مخفف از یاد و بمعنی زائد حاصل ثنائے تو باعث از دیاد مرحمتہائے تست ۱۲

(۲) مرزبان زمیندار و نگہبان زمین بی مر بیشمار در آخر تجنیس مرکب متشابہ ست حاصل مزرعہ انعام تو بے نگہبان ست اے ہیچ مانع ندارد ہر یک ازو متمتع می شود و زبان از نام تو بہرہ ہائے بیشمار و لذتہائے فراوان می یابد ۳ سو طرف و ے بد دیائے اضافت حاصل درگاہ اجلال تو برتر از وہم و گمان ہست و دخل در احوال تو بدگمانی ہست و نتیجہ بدگمانی پشیمانی ہست ۴ فرمان بر مطیع فرمان بر بضم با قاطع فرمان فرگاہ بمعنی حضرت حاصل فرمانبران مقبول و نافرمانان مردود درگاہ تو اند ۵ دُرّہ بالضم و تشدید را دُر کلان تاب طاقت و پیچیدگی و آب و رونق دِرّہ بکسر و تشدید را تازیانہ فر شوکت و شان و رفعت و نور ذرہ و درہ صنعت تصحیف و تجنیس خطی فر کاف تجنیس زائد دُرہ بضم و کسرہ تجنیس محرف تاب تجنیس تام حاصل ہر ذرہ راہست تاب گوہر دار و یا ہر کہ خاک راہ تو شد قیمتے پیدا کرد و فر تو ہر کافران حکم تازیانہ دارد ۶ جدار دیوار این شعر تام مقفے و مسجع ست در آخر تجنیس مرکب متشابہ حاصل ہر ظل اللہ مظہر تست بلکہ در و دیوار منظور نظر تست ۷ باشہ جانورے شکاری پران فرمان خاشہ خاشاک اے باشہ حکم تو صاحب شہپر ست یعنی حکم تو قویست و خاشہ راہ تو بال باشہ دارد اے ادنی از تو قوت اعلی دارد این شعر تام مقفے و مسجع و در آخر تجنیس مرکب مفروق است باشہ و خاشہ تجنیس لاحق است ۸ خنجر گلو سنجر نام پادشاہے دم نفس زدن و دم تیغ و دم آب گویند خنجر خنجر تجنیس خطی و با سنجر جناس لاحق برو بضم و بفتح تجنیس محرف آب و آتش مقابلہ حاصل تو آن قہاری کہ قہر ما نا نرا مقہور میسازی و آتش غضبت آب خنجر را ہم میسوزد ۹ پرکار قلم نقاشی و دائرہ و حلقہ و بضم دانا و عیار پر گوشہ و کنار ہر شے حاصل از جاہ تو نہ آسمان در وہم و حیرت افتاد و معلق ایستاد پرکار و پرکار تجنیس محرف و مرکب ست و این نہ آسمان پرکاریست کہ بدست قوت تو سیگردد و ہر یک مطیع تست ۱۰ بشیر بشارت دہندہ شکر استعارہ از عفو و شیر از اشک حاصل گریہ من از بخشش تو مژدہ مید ہر چنانکہ شکر در خور شیر ست عفو لازم گریستن ۱۱ رایت علم مہر محبت و آفتاب آیت نشان و علامت حاصل قہر تو ہم در حقیقت محبت ست و آفتاب جلال و جمال تو آتش و نور ہر دو دارد و قافیہ اول تجنیس مزدوج و دوم تام مماثل قہر و مہر آتش و نور لف و نشر مرتب ۱۲ شیرین و شور اثبات مہر و قہر حاصل مہر تو مانند آب شیرین باعث تسکین ست و قہر تو چون آب شور سبب شورش ۱۳ محرم بضم احرام کنندہ و بفتح راز دان حاصل چون محرم طواف خانۂ تو میکند زمزم فیض تو میجوشد یا چون محرم جوش زمزم فیض می بیند از غایت وجد میگردد و می رقصد ۱۴ نیل دریائے مصر و رنگ حاصل

صفحہ ۱۵۱ احسان تو ہم برخاک نیل را سبیل دہم خم افلاک را پر از نیل کرد ؎۱۲ خاک کنایہ از آدم قلب نا سرد و دل
چار قافیہ ہست آخر تجنیس تام مماثل یعنی ہرگاہ آدمؑ از انعام تو کامل شد دلش از احکام تو چرا برگزید کہ از
بہشت خوشہ چیداے گندم خورد و بر رویش شکن افتاد اے آثار ملال ظاہر شد ؎۱۳ ناری کنایہ از
ابلیس خاک مراد آدم آبی انکار کنندہ باد فروزن داد گر مکافات کار آبی شدن تباہ شدن این شعر
جامع عناصر است حاصل ابلیس سجدۂ خاک نکردہ بپاداش آن تباہ شد ؎۱۵ تافتہ بمعنے گردانندہ
این شعر تمثیل ست اے ہر کہ از در دگر داند آب در حق او آتش شود اے رحمت بوے زحمت گردد ؎۱۶ بازید
از اولیا ست حاصل احرار از لطف تو سر در دا شرار از قہر تو مقہور ہستند

صفحہ ۱۵۲ ؎۱ مصرع اول متعلق مصرع اول شعر بالا و مصرع ثانی متعلق مصرع ثانی ؎۲ ہر چند تو قادر ہستی اما
نسبت تو بشر کردن خلاف ادب ہست ؎۳ شان حال و شوکت حاصل ایوان جلالت تو رفیع ست آگہی تام
کس ندارد ؎۴ کلبہ استعارہ از دل آہ مراد محبوب مطلوب ؎۵ بردہ نگس را ن تشبیہ مردہ جنبانی مژگان ظاہر
فاعل دیدن و جنبانیدن مژگان حاصل جنبش مژگان در حقیقت مردہ جنبانیست بروے عکس تو نشیمن چشم
جلوہ دار و ؎۶ بر کردن روشن گردانیدن و بلند نمودن و سربلندی شمع روشن ؎۷ راہ خوابیدہ
راہ پوشیدہ و مخفی و از خانہ خوابیدہ و بیدار تقضا و ؎۸ تازندہ از تاختن یعنی دوندہ و تازندہ دیگر تا بسے
تو قیتیۂ غائبہ اے تا وقتیکہ زندہ باشیم ؎۹ زری طرف تمام شعر مسجع مقفی ست زتنیدہ و زری بندہ تجنیس مرکب
مفروق حاصل طاعت از ما و از تو عنایت می زیبد ؎۱۰ برکبہ تشدید احسان و نیکی ما تو امر کردہ شدہ
مور معروف تجنیس مرکب متشابہ ست حاصل ما وا میکہ فیض احسان تو بر من فرمان بردار جاری باشد
ہرکس و ناکس از فیض ما مستفیض گردد و فائدہ بردارد ؎۱۱ ناسرہ زر قلب دہ دہی بوزن الہی نیز خالص
پس مضمونش این آیۂ کریمہ ست مَن جَاءَ بِالحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشرُ اَمثَالِہَا ؎۱۲ بغش بمعنی خالص قلب دل و زر ناخالص
؎۱۳ روزہ یوم و صوم تمام شعر مقفے و مسجع ست ؎۱۴ شبخون حملہ وقت شب حاصل دریاد تو کہ خون میگریم
از غم کاہیدگی شب ست نہ از تعب ؎۱۵ گل کبیر کنایہ از جسم خاکی یا سرشت آئینہ معروف و بمعنے ظاہر
حاصل بر تو روشن ست کہ در دلم مکدر ہست پس بآئینۂ دل صیقلی بکن ؎۱۶ خورد گشتن ریزہ شدن شیشہ
استعارہ از دل و سنگ استعارہ از صدمہ ؎۱۷ بسیار رفت اے بسیار گذشت از ایام ،

صفحہ ۱۵۳ ؎۱ ناقہ کنایہ از مرکب عمر روان یا وجود ؎۲ رہ سپار روندۂ راہ سپار امر از سپردن توشہ
زاد ایمان و اعمال ؎۳ این شعر تمام مقفے و مسجع ست و متحد الحروف سوائے کاف و راء حاصل گشتہ ایمانم
خرم و رشتہ آمالم محکم کن ؎۴ عزیز اسمے اسماے الٰہی و تخلص مصنف جو یا جویندہ

۱۵۳ ه۵ درج بضم بهندی ڈبیا ه۶ شب تار کنایه از ظلمت معاصی است در هر وے بد است
ے نازیبا و نامناسب است ه۷ دراز طویل و مرکب از در و آز که بمعنے حرص ست درین شعر صنعت
فوق النقاط است ه۸ حادی حدی کننده وحدی آنکه وقت راندن شتر ساربانان اشعارے میخوانند
راه طریق در اصطلاح موسیقی نغمه آین شعر تمام مقفی است و هم صنعت عکس دارد و متحد الحروف باختلاف
حالے حطی در ہاے ہوز و این قسم را جناس لفظی گویند و صنعت تحت النقاط نیز دارد حاصل دل ما خود حادی
و خود حدی خوان و خود ناقه و ناقه ران ست غرض اظهار شوق باشد ه۹ شبنم کنایه از دل خویش
مرکب از خوے و شین ضمیر و بمعنے خود حاصل در راه نعت از خجلت آب میشوم ه۱۰ در باغ کنایه از
جناب الٰهی فرخنده باد کنایه از حضرت رسالت مآب و شگفتگی غنچها متعلق به باد ست ه۱۱ باد شمال کنایه از
جناب رسول صلعم حاصل جناب رسالت صلعم مژدهٔ رحمت از حضرت احدیت آورده ه۱۲ حاصل این شعر آنکه
عشق و دست میگویدا اما در نظر غور صاحب نظران نور من نور الله ست که مضمون این بیت بطرف مسئله وجودی
و شهودی شعر ست ه۱۳ خواست بود خواهش کرد و بے واؤ از خاستن ه۱۴ دل آرام اے ارام دل
کنایه از معشوق ره آورد ارمغان فاعل دادن دل ست و ره آورد مفعول و بالعکس هم می تواند حاصل
شوق دل عشاق دل آرام را اے محبوب کونین را آورده آین شعر در صنعت مقطعة الحروف و غیر منقوط است
ه۱۵ ایثار کردن صرف کردن یار کنایه از جناب رسالت ه۱۶ نبی قرآن مجید شاهد گواه حاصل
او نبی برحق هست و گواه نبوت او قرآن بس ست و از اولین و آخرین کسے همپایهٔ وے نیست
ه۱۷ عهد پیمان و زمان و وقت همعهد مراد از اصحاب این شعر هم صنعت غیر منقوط دارد -

۱۵۴ ه۱ محضر سجل قاضی آشهدان کنایه از اشهدان محمد رسول الله صلعم شاهدین گواهان ه۲ احمد بے میم
احد معروف همچنین ابجد بے جیم ابد که اگر جیم از ابجد جدا کنند ابد می ماند مراد ازان علم ابدی است
که علم ازلی را هم بدلالت تضمنی متضمن ست و این حدیث شریف بدلالت مطابقی بران منطبق علمت علم الاولین
والاخرین حاصل چون این خطاب و القاب باو عطا شد تشریف علم ابدی هم که مخصوص احدیت ازلی است
باو مرحمت گشت اگر باری القاب را ساکن خوانند معنی آنکه او احمد بے میم القاب بود و این اختلاف وے را
غلو گویند چنانچه حافظ شیرازی گفته ع صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا،
القا بمعنے افگندن و الهام ه۳ از بر حفظ و یاد حاصل علمش نه از سفینه بلکه در سینه بود ه۴ دماره دمانیده
و آنچه بعرض درس دهند ه۵ شکرخا شکرخوار طوطی و شکر و آئینه مراعات النظیر ه۶ جنت باغ و بالضم سپر
حوضه آنچه مشابه بحوض باشد و نیز حوزه بزا ناحیه ه۷ دورباش نیزه باشد که پیش پیش شاهان برند حاصل آنکه او دیبا باش

۱۵۴ ش۸ حله پیرایه و زیور حاصل مهر و ماه هم از ان شب نورانی کسب نور کرده ش۹ رخش مراد براق
رخش رخشان تجنیس مزیل ش۱۰ مهر محبت و آفتاب حاصل مهر رابقدوم خود منور فرموده ش۱۱ روان بالفتح
بمعنے جان و نفس ناطقه که همیشه درحرکت فکرے جاری در وان در روان باشد اینجا بیان سرعت براق
ش۱۲ دائره بر دائره درجه بدرجه جهان بالفتح عالم و روزگار و درین معنی بالکسر هم آمده زیراکه عالم دنیا از بس
ناپائدار محض بے ثبات ست گویا که بسوے فنا جهنده ست و بطرف عدم دونده و مرکب جهان تیز بکسر جیم
بمعنے براق جهاننده درین صورت جهان جهان تجنیس تام مماثل باشد ش۱۳ همره مراد جبریل و درخت مراد
سدره یکلته تنها رخت بردن رفتن تنه مناسب درخت اے تنها ورفت ش۱۴ سفیه کمینه و بیوقوف
شک لیس فیه شک نیست دران در آخر دو تا تجنیس مرکب پنج قافیه هست۔

صفحہ ۱۵۵ ش۱ منکر بکسر کاف انکار کننده و بفتح آن بد و زشت ش۲ کشاد نتیجاب ش۳و۴ بازگشت داشد و بمعنی برگردید
ش۵ امی بیاے نسبت ناخوانده و امی بیائے متکلم مادر من آبی امی فداک اے پدر و مادر من فدا ے تو
این شعر صنعت عکس و پنج قافیه دارد ش۶ آن بمعنے ملک ش۷ سر درا بالف ندا ش۸ برهم خوردن اے
برهم شدن ش۹ نیسان مراد ابر نیسان و بمعنے مانند نے ش۱۰ جنگ بدر از غزوات ست بدر تمام
اینجا مراد شق القمر از معجزه باشد ش۱۱ بالات اے قد تولات نام بت بیرق علم و نشان کرتقاست تشبیه بند
حاصل لوائے نصرت تو رونق دبیرق بتکده برد بلکه بنائے کفر برکند تمام شعر مقفے و مسجع است ش۱۲ درود
بالکسر ماضی از درودن و بضمتین صلوٰة ش۱۳ شان برائے کثرت آید و امراز ستدن ش۱۴ بخش امر از بخشیدن
و حصه ش۱۵ بان درختے خوشبو حاصل تا سایه پرور لطف تو شده ام بان از سایهٔ ما استفاضه میکند ش۱۶ ساختن
موافقت کردن طوبی درخت بهشتی که دران میوه‌هاے گوناگون و خوشبوها ست و آینجا برعایت قافیه با بالف نوشته شد

صفحہ ۱۵۶ ش۱ جمجمه قدح چوبیں و کاسهٔ سر ش۲ این تاک و این طاق آسمان زیرپائین و آواز پشت خوشه مراد برج سنبله
ترجمه اے ساقی از قدحے که درخور بزرگان ست سنبله را از آسمان بر زمین افگن و اے مطرب از نوائیکه انجم را
میگیرد زهره را فرود آر یعنی افلاکیان را هم مستی و بوجد آر یا آنکه بمن مضامین عالی کن ساقی و نائی کنایا از خضر طریق
و مرشد این هر دو شعر قطع بند ست و حرف ندا محذوف ش۳ تنه در تن زمزمهٔ مطربان ش۴ دمدمه همهمه انچه
زیرلب خوانند زمزم بمعنے زمزمه و چاه زمزم حاصل نواے مطرب دلپذیر ست و زمزمه اش عظمت زمزم دارد
ش۵ این دخمه مراد دنیا اے مصروف نغمه شو و از دنیا هیچ مگو ش۶ غالیه خوشبو تا تار ملکے از چین حاصل
از انفاس اوست که تاتار معطر ست ش۷ نائی نواز نده نے ملکت بمعنی ملک ش۸ نژاد اصل از رنگ مرقع مانی
ترجمه اے ساقی اگرچه شراب حقیقت دو رنگی و دوبینی نمی آرد اگر صیقل او زنگ من دور نماید هر آئینه از مرقع من نقش

١٥٦ نقش دو رنگ ظاہر میشود و این دو رنگی عین یکرنگی است کر دو را یکے کردن ست و این اشارت ست بر وجہ یون دست دو دو دریا در یک کوزہ نمودن ۹؎ سحر حلال معروف و نام مثنوی اہلی شیرازی ۱۰؎ آمد سیاہی دید آخر بمعنے بصر این نام و آن نامہ مراد مثنوی سحر حلال حاصل من ہم آن نامہ را دیدم و بصر ہم اے چشم و خرد ہم دید در حقیقت اسم با مسمی ست اے اگرچہ سحر ست اما معجزہ باید گفت کر طالب آن دوستانند نہ دشمنان چہ معجزہ انبیا برائے کافران بود آندرین شعر ہر مصرع صنعت قلب مستوی دارد یعنے چون از سر دیگر خوانند ہمان مصرع باشد

١٥٧ ۱۱؎ دو بحر اول عروضی و دوم دو دریا ۱۲؎ یم دریا رود دریا و جوے و نام سازے ۱۳؎ قافیہ تنگ شدن متحیر شدن قید و تاسیس از حروف قافیہ ست حاصل اہلی لائق این کار بود و مارا انکار بہتر بود ازان کہ کارے بس مشکل ست ۱۴؎ پنجہ بر تافتن غالب آمدن ۱۵؎ زلف دوتا با عتبار دو بحر باید و قافیہ شانہ معروف و کتف حاصل بغایت کشش و کوشش رفت کہ این مثنوی سرانجام یافت ۶؎ گل نام معشوق و جم نام عاشق کہ قصۂ آنہا در سحر حلال ست ۷؎ آفرین توصیف و مرحبا جم آفرین خالق ۸؎ کے بمعنے معروف و نام بادشاہے کہ کیان اولاد او ہستند حاصل من قصۂ بادشاہی گویم ۹؎ دستان نام پدر رستم و نغمہ و داستان ۱۰؎ حی قبیلہ لیلے و محیی و حی از اسمائے الٰہی ۱۱؎ ساختن موافقت کردن آرہ قلعہ خورد حاصل اگرچہ من مختصر گفتہ ام اما از اہلی خوشتر گفتہ ام ۱۲؎ حاجب دربان مصرع یک تختہ از دو تختۂ در نصف بیت ۱۳؎ لا فتا کنایہ از لافتی الا علی الخ ۱۴؎ مو در دیدہ افتادن ضرر چشم ست نقم اے انتم زلف دو مو سیاہ و سپید باعتبار دو بحر حاصل آرایش این زلف دو موا ئے مثنوی سبب کوری حاسد است ۱۵؎ گوے بردن سبقت بردن ۱۶؎ شہنامۂ من اے کتاب من صوبہ حصۂ از ملک منصوبہ اصطلاحے از شطرنج و تدبیرے کہ در امرے کنند ۱۷؎ بساط فرش شطرنج خویش بمعنے خود و ضد بیگانہ

١٥٨ ۱؎ شاطر شطرنج باز شط دریا این ہر سہ اشعار شعر اصطلاحات شطرنج است و خود ستائی شاعرانہ ۲؎ رود دریا بار حمل رود بار دریا ۳؎ بینا خدا خدائے بصیر ۴؎ صد و حلقہ چشم حرف ہا التشبیہ بحلقہ چشم ہای دہری دوم غوغائے مستان حاصل تا محو ہو اللہ شدہ ام از مدرسہ گذشتہ اے از دانش گذشتہ بہ بینش فائز گشتہ ام ۵؎ ما سبق گذشتہ حاصل ہر کہ چون تحصیل علوم باطنی کرد علوم ظاہری فراموش کرد ۶؎ تلخی اے تلخی عشق بسیار بامزہ یافتہ ام کہ دل و دیدہ ہر دو را مستغرق شدہ می گریم ۷؎ آوا بمعنے آواز اے گل و بلبل ہر دو مست نغمہ ما ست ۸؎ گل کردن ظاہر شدن حاصل اگر خامۂ من حسرت نگار شود نامۂ من یاسمن زار شود ۹؎ دحہ درخت دمیدن بمعنے نفخ و رستن ۱۰؎ زخمہ مضراب آہن گزا گزائندہ آہن چامہ غزل حاصل کلک من برندۂ آہن اے اثر کنندہ در دل آہنین ست ۱۱؎ این دو کان مراد دو بحر

۱۵۸ ۱۱ه تیشه کنایه از قلم این هر سه شعر مقفی و مسجع است کن بمعنی شو امر الٰهی و امر از کردن کان کون کن صنعت اشتقاق،
پیداست که گوهر از کان بتیشه و تبر بر آرند چون امر الٰهی شد کن همه معدنیات کونی پیدا شدند میگوید که از امر الٰهی
کان و کون اے مثنوی ذو بحرین ملک من شده ست و زر و نقرهٔ خالص بر آوردم بس صیرفی آن اے
قدردان آن شو ۱۲ه کان معدن و کان در اصل که آن بمعنے ملک ۱۳ه خیشه و بیشه مراد این کتاب
شهد و شیر و فهد شیر که بمعنے پلنگ و اسد ست اشارت به دو بحر و دو قافیه و مضامین آن ۱۴ه آتش و آب
کنایه از ضدین مبین روشن و ظاهر ۱۵ه تاب جو جوینده تاب ۱۶ه شاخ در در زالدو در آخر دروازه
۱۷ه سود ماضی سودن ست و بمعنے فائده

۱۵۹ ۱ه حیرت فزا فزاینده حیرت و امر ۲ه که و مه خرد و کلان پیک قاصد ماه را پیک فلک گویند مناسب
مه پیکران مه و مه تجنیس محرف حاصل که و مه طالب او بودند ۳ه تافتن رخ روشن کردن رو شاه رخ
اصطلاح شطرنج رخ نام مهرهٔ حاصل هر ماهے از و شرمنده و هر شاهے از و مات بود آین شعر هم مقفی و مسجع است
یافته تافته شاه ماه صنعت جناس لاحق ۴ه سودا معروف نام خلطے ۵ه صفر نقطه و بمعنے خالی و از نقطه
یک ده می گردد ۶ه رو را آفتاب و ابرو را بماه نو تشبیه داده حاصل آنکه آن رو نور حق ست و براو ابرو
گویا نون ست نکته اینکه حرف نون اول نور ست و نیز ابرو را به نو تشبیه هند ۷ه چهرهٔ او برنگ لاله ست
و بالائے او زلف مثل لام ست و لام را بزلف تشبیه میدهند ۸ه بابه بمعنی پدر و بمعنی در مسکن بے در
و باب مراد ویران و خراب ۹ه خون بیز خون ریز حاصل دل او را بے زری خون کرده بود ۱۰ه
جوع گرسنگی حاصل بتلاش روزی از ده بشهر رفت ۱۱ه جلا بالفتح ترک وطن کردن و بکسر زدودن زنگ
حاصل از ویرانهٔ خود رفت و جلائے وطن جلائے آئینه حالش شد و اشاره بدان که پیشهٔ صیقل اختیار نمود
چنانچه بعد ازین روشن گردد ۱۲ه غرّه بالضم و تشدید را سپیدی پیشانی و سپید توم و اول روز ماه باشد
شهر اول بمعنے ماه دوم بمعنے دیار حاصل آنکه بشهر آمد ۱۳ه سرگران بودن ملول بودن سبک و گران
صنعت تضاد ست ۱۴ه گشت بمعنے گردید و بمعنے شد

۱۶۰ ۱ه پرداختن مشغول شدن و صاف و خالی کردن حاصل در کار صیقل مشغول و مصروف شد ۲ه آئینه شد
اے روشن شد این شعر مقفے و مسجع تمام ست حاصل سنگ را که از جلا آئینه ساخت خود را نشناخت
و رنگ حقیقت بر و ظاهر شد ۳ه روے از فلزات ست حاصل روے خود در آئینه دیده عیار خود گرفت
۴ه وست و ید بمعنے قسم ست خورد گشتن ریزه شدن و شکستن حاصل آنکه هدف تیر نگاه خود گشت ۵ه
خسته زخمی عود تیزرو استخوان درخت حاصل تخمے را که مجنون جگر پرورده بود آن همه برگ و ثمر آورد که شیشهٔ دل شکست

۱۶۰ ورنگ حقیقت بر دظاهر شد دواصل گردید ۶ھ نور روشنی از تیغ غنچه مراد از آن آئینه یا دل ۷ھ حیرت زده
متحیر زده آخر بمعنے ماضی دید ماضی و بمعنی بصر آنچه دیداے هرچه دید دیگر آنکه آن دیده چه دیده بود که دشنه
حیرت زد حاصل آنکه از حسن مجازی بحقیقی رسید ۸ھ بدوست دراصل با دوست باشد ۹ھ صاف صحرو شراب
آئینه زار شدن بغایت روشن شدن و متحیر شدن نزار ضعیف ۱۱ھ حاصل از جمالش دیده روشن کن و از
طاعتش سر مپیچ یا آنکه سر از او مپیچ که بدیدارش فائز شوی این شعر طرفه صنعت دارد فافهم ۱۲ھ تو خود چشمه هستی
اے بحقیقت خود برس ۱۳ھ اُستا کتاب آتش پرستان ست ۱۴ھ آذر پرست آتش پرست ۱۵ھ مالک دینار
نام بزرگے و صاحب زر حاصل مالک دینار صاحب دین باشد و صاحب دینار صاحب دین نیست بلکه طالب
کین ست بفحوای حدیث لَعَنَهُ اللّٰهُ عَلیٰ عَبْدِ الدِّیْنَارِ ۱۶ھ ابوذر نام صحابی حاصل اگر خود را خاک کنی زر شوی
واگر پاک کنی بوذر شوی در مرتبهٔ ثانی پاک شدن بوذر تو زر تجنیس التصحیف والمفوظی ۱۷ھ جنان بکسر باغ و بفتح دل
۱۸ھ زین بمعنی زینت و تا در و برائے خطاب این شعر متعلق بالاست حاصل آنکه آرایش جنت برائے تست و
تو بآرایش دنیوی که در حقیقت رنج دل ست مشغول هستی مقام افسوس ست بدین ظن فائق شد و این شعر صنعت منقوطه دارد
۱۶۱ ۱ھ ما بن خودی تن زدن خاموش شدن ۲ھ شنیدن بمعنی گوش کردن و شمیدن این دو شعر مضمون
دَعْ مَا کَدِرَ وَ خُذْ مَا صَفَا دارد ۳ھ خصم الخ درین اشعار بحث توحید ست حاصل اعدا دشمن ست چه در لفظ
اعدا و اعداد موجود ست ۴ھ و دو شش نقوش کعبتین و نیز دو شش شش می باشد ششدر خانهٔ نرد ست چون
مهره در او افتد بند شود حاصل طبع تو در دو سه در رفته اے مستغرق شده بحقیقت این دو سه برائے تو ششدره
نرد شده که در بند افتاده الغرض شمار کثرت ترا از وحدت دور افگنده است ۵ھ گرده خاکه تصویر حاصل
دوئی حجاب ست ۶ھ نخوت شکن غرور شکننده و شکن دوم امر اے بشکن و در هر دو شکن تجنیس تام مستوفی
۷ھ احول دو بین اینگونه بمعنے اینچنین و این رنگ احول احوال تجنیس مشبه اشتقاق ست ۸ھ آوا بمعنی آواز
حاصل خواجه او را طلب کرد و او برخاست ۹ھ طاق محراب و ضد جفت حاصل خواجه گفت که شیشهٔ شراب
که طاق ست از طاق بیار ۱۰ھ جفت شدن مقابل شدن ابرو و طاق و جفت مناسب حاصل چون
احول بر طاق دو چار شد یک شیشه را دو شیشه یافت ۱۱ھ وانه مراد از همان شیشهٔ اصلی و ام مراد شیشهٔ دوم
که فریب نظر بود ۱۲ھ گفت که مگسل اے خواجه گفت که ملول مشو و یکے را بشکن و در هر دو شکن تجنیس تام مستوفی
۱۳ھ قرعه سنگی الخ سنگ زدن را بقرعه استعاره کرده و در دو یک مناسب آن چه دو یک دو خال را گویند
چنانچه دو شش و نیز دو یک مراد از مردن و دم واپسین ۱۴ھ گوش خوردن شنیدن شکر شکن شیرین گفتار
گوش و نوش تجنیس تبدیل ۱۵ھ کف بلب آوردن علامت جوش زدن رنگے کف اے بسبب عکس لب او کف بر لبش رنگین شده

۱۶۱ ۵۱ حاصل شیشه شکستن در حق او بت شکستن خود یعنی بر عیب دوبینی مطلع و آگاه شد و هر دو شکست تجنیس تام متشابه
۱۶۲ ۵۱ بو یک یعنی اندک بو کاف برای تصغیر ست حاصل ازان دو یکی را شکسته پس هیچ یکی را ندید بلکه وهم
هم ازان نماند ۵۲ دو بینش شد ای دوبینی او رفت ۵۳ ایست امر از ایستادن هر دو مراد خموشی دوئی
۵۴ درست ضد شکسته مرادف راست و اشرفی ۵۵ آرش نام پهلوانی باره قلعه خوی عرق اینجا
تحریص نفس کشی و ترغیب ترک خودیست ۵۶ ای این شیشه خودی و پندار نهار شکستن صبح چیزی خوردن
نهار یعنی روز حاصل نهار شکستن همین ست که این شیشه شکن تا سپیده صبح امید بد یار دشن نهار
مراد سپیدی سوای آنکه پیر شوی ترک خود کن ۵۷ کو در اصل که او بود حاصل هر که این باره را شکست
مقامش در قصری از قصور عالم علویست ۵۸ بدر امر از دریدن بالفتح بیرون حاصل حائل او جسم تست
در حجاب ذات هم تست ۵۹ فلک آسمان و چوبی که طفلان را بدان تادیب کنند ۶۰ ترس خوف
و امر از ترسیدن و بالضم پسر مترس صورتیست که مزارعان بدفع جانوران نصب کنند حاصل تو غافل هستی
چرا از فلک می ترسی که شکل مترس همه تن خوف و ترس دارد یعنی بیجانست ۶۱ شیشه باز شعبده باز
مراد ازان قضای الهی که شیشه افلاک شیشه بازی اوست یا مراد همان احول که شیشه را شکسته
۶۲ بچرخ آوردن بدور آوردن حاصل ادراک را ببلاش مضامین بلند بفلک رسان ۶۳ پاریس نام
باشد و پیرس دار السلطنت فرانس رتیسه رلیسیده ریسمان و کیت شعبده بازان را می باشد ۶۴ آرا
جمع رای مشغله مشغله تجنیس خطی ره سپردن طی کردن لی مشغول بازی در حضور شد و کودک
دزن خود بشاه حواله کرد

۱۶۳ ۵۱ سر بر هوا مغرور و حریص ۵۲ دیوان مکان نشست شاهان و دار العدالت و جمع دیو یکبته تنها
۵۳ یورش حمله میکند بالفتح کاف کشته کبیر کشت ۵۴ کشتار بسمل و مذبوح این دو شعر قطعه بند ست
میگوید که اگر زنده ام بنده ام و اگر کشته شوم ای شاه بر زن و فرزند من رحم کن ۵۵ آن یعنی ملک
صدف و گوهر زن و فرزند ۵۶ شفته و دیچی لولهٔ از رشته که بعربی کبه خوانند و هندی گڈی باشد
۵۷ یکسر تمام حاصل شفته را انداخت و یک سر او بدست گرفته بود ۵۸ باز جانور شکاری و کشاده
نسره کرکس و شکلی از اشکال آسمان انباز شریک حاصل شفته که مثل باز بپرواز آمد و باسمان رسید
در رشته دو انگشت ۵۹ تاب یافته ای تابیده شده رشته تاب تابنده رشته کنایه از شعبده باز جاده راه
۶۰ آن مرغزار کنایه از عالم بالا هست رشته یا علتی ست استوا خطی بر آسمان این هر دو شعر و تشبیه تمام ست
۶۱ آن مرد مراد شعبده باز زره را بدام تشبیه ست حاصل زره پوشید ۶۲ ره سپر ره رونده

۱۶۳ حاصل از بادشاه تیغ و سپر گرفته روانه شد وآخر تجنیس تبدیل ؎۱۳ غرض معروف و بمعنی هدف الغرض با دیوان جنگ کرده هدف ایشان گشت و غرض غرض تجنیس تام مماثل ؎۱۴ گاه برائے ظرف زمان و مکان آید و در درگاه تجنیس ناقص مذیل ؎۱۵ رد دو در یا نمرود پادشاه ہے کافر کہ بر ہوا بذریعۂ کرگسان بجنگ رفته بود حاصل بعد از دیرے خون بسیار بارید نمرود و نم رود تجنیس مرکب مختلف که در حرکت و کتابت مختلف و در نوع حروف موافق ست ؎۱۶ لخت نام سلاحے لخت لخت بمعنی پارہ پارہ و شین ریختش ضمیر منفصل مضاف الیہ اعضائے او ریخت حاصل از اعضائے شعبدہ باز گاہے دست و گاہے پا بر زمین ریخت ؎۱۷ پا گر مرتبۂ دستگاہ قدرت یعنی در دلیران آن مرتبت قدرت یافت کہ از دست و پائے ریختۂ او ظاہر نہ شد۔

۱۶۴ ؎۱ ہندو زن زن ہندو و بمعنی ہندو کیش ؎۲ شو بالضم بمعنی شوہر تعال بمعنی بیا این ہر ؎۳ شعر بیان سوختن زن ست ؎۳ سلسلہ مویان پیچیدہ مویان و مویان بمعنی نالان و سلسلہ زنجیر حاصل آنکہ آن ہمہ زنان ازین واقعہ پریشان و نالان شدند ؎۴ راغ صحرائے دامن کوہ و مرغزار و دود برآوردن تباہ کردن برآوردن برآوردن ؎۵ عود چوبے خوشبو و نام سازے مندل نام سازے صندل و مندل تجنیس تبدیل و عود و عود تجنیس تام مماثل ؎۶ رشتہ باز فیل شعبدہ باز باز آمد اے برگشت ؎۷ محیط دریائے شور و احاطہ کنندہ تجنیس تام مماثل ؎۸ آختن کشیدن خون و چون تجنیس تصحیف ؎۹ درین شعر اجتماع عناصر ست ؎۱۰ مان ضمیر جمع متکلم بمعنی ما کہ برائے قافیہ جان مع النون آوردہ انباز شریک کنایہ از زن ؎۱۱ شہباز مراد از شعبدہ باز حاصل پادشاہ حال گذشتہ ظاہر کرد و او در ماندہ شد ؎۱۲ اے از اصوات ست در صفت گریہ و نالہ در آخر مصرع علامت جمع ہائے ہا گریہ و نالہ حاصل ہمہ از آتش افروختن و سوختن آن زن کہ مست خم عشق بود نالان و گریان شدند ؎۱۳ اے شعبدہ باز گفت این نالہ و فریاد ہمہ خطا ست و در مصرع ثانی بتکرار گفت کہ اینہا و آنہا ہمہ غلط ست و بیہودہ این ہا اینہا و آن ہا آنہا تجنیس مرکب تام مفروق ؎۱۴ از روے تو خطاب بپادشاہ مہ کنایہ از زن حاصل گفت کہ از تو محبت ظاہر ست تو او را گرفتہ ؎۱۵ زہرہ ماہ جام کنایہ از زن جامہ و جام تجنیس ناقص مطرف۔

۱۶۵ ؎۱ پیش شاہ و پیش آہ تجنیس مرکب مختلف ست ؎۲ بو کہ بمعنی شاید کہ و امید کہ کچہ گل کردن راز فاش کردن ؎۳ بدر اے بر در و بمعنے بیرون ؎۴ بافر و فر با شان و شوکت ؎۵ از تہ جان اے برغبت غنچہ آوا اے دہان او گل شد اے باز شد و شگفتہ گردید حاصل آن زن آہ در زمین بوسی شاہ کرد بوسہ داد و بوسہ داد

۱۶۵ تجنیس ناقص متوسط ش۶ مه بکسر بزرگ وثانی بالفتح معروف حرفت پیشه گرفتن مه خسوف حاصل
هر یکی ازان شعبده متحیر شد حرفت وحیرت تجنیس ملحق بلاحق ش۷ شان ضمیر جمع و شوکت
ش۸ رس امراز رسیدن خانهٔ رس انچه درخانه پخته شود پیداست که میوه از آفتاب پخته شود
مصنف گوید که میوه من از دیگرے مستفیض نگشته ست ورس زرس تجنیس تام مستوفی ش۹ دستان نگار
داستان نگار نگار حنا ونقش ناخواسته بے خواهش ش۱۰ کهنه وبرنا پیر وجوان برناس پسند
وبرنا سپند تجنیس مرکب مختلف ش۱۱ بند باد بالکسر والفتح بمعنی نصیحت وپند وبند نام ملکے درهند
باد آخر مصرع دعائیه تجنیس تام مماثل ش۱۲ اشکال بالفتح صورتها وبکسر دشواری وزر دفینه قلعه محکم
حاصل این مثنوی از مشکلات ست ش۱۳ خرد بکسر عقل وبفتح مضارع خریدن حاصل بیخرد است
آنکه طالب این بنا شد ش۱۴ غمکده وغمزده تجنیس لاحق احرف زیبا طلسم وزی باطل اسم هردو
بترکیب مقلوب الصفت تجنیس مرکب صوتی ش۱۵ هر خط فرضی یعنی خط موهوم که حکما یک سر آن
بشرق وسر دیگر بمغرب بمقابلهٔ دائره معدل النهار بر وسط زمین فرض کنند ومعدل النهار
دائره ایست که تنصیف فلک نماید از مشرق تا بمغرب پس زمین بمقابلهٔ این خط از جائیکه قطع شود
همانجا خط استواست چرخ آسمان وآله رشته تافتن که آن را چرخه گویند ش۱۶ درواویخته
حاصل این خطوط اشل رشتهاست که از چرخه آویزان ست بران دل منبد اگرچه سلک گوهرهم باشد
که قابل اعتماد نیست بلکه بعد ازین میگوید که کمند وافعی بدان ودشمن جان بشمار ش۱۷ دنبه دادن
فریب دادن این سان این چنین سان دادن لشکر عرض کردن لشکر ۔

۱۶۶ ش۱ شرزه صفت شیر شیر دوم بمعنی لبن ش۲ کشت مزرع واصطلاحے از شطرنج لفظ یک دو
برائے تحقیر ست ش۳ مات درباختن بازی شطرنج حاصل دنیا کشت زار بیش نیست وسلطنتش
غیر از صدمهٔ هلاکت نیست که حاصل آن مرگ وماٰل آنهم گرفتار پنجهٔ مرگ ست ش۴ این آسیا
مراد آسمان آسی غمناک حاصل این آسیا جز آب هیچ ندارد واگر آب هم می خواهم بجائے آب
خون می دهد ش۵ آرد از آوردن دود دم غلهٔ سوده حاصل اگر روزی هم میدهد بمشقت میدهد
ش۶ سبوس نخاله هندی بهوسی باس خوف وعذاب بوس سختی واحتیاج وحاجت ش۷ سفره مائده
پرویز لقب خسرو پرویزن غربال تشبیه آسمان بغربال باعتبار کواکب ش۸ بره بچه گوسپند
وبرج حمل تره سبزی وانجا مراد برج سنبله خان مخفف خانه درین تمام اشعار بیان هیچ فلکی هست
وناموافقت آنها ش۹ چرا از چریدن بمعنی برائے چه بره وبزغاله حمل وجدی طرفه اینکه انها در چریدن بوده وانجا

۱۶۶ قحط افتاده ست (۱۰) سنبله خوشه ونام برجے ومعنے جوزاینده حاصل آنکه نتیجه خوب
نمید هد نکته در لفظ جوزا یک جو هست الغرض آسمان آبستن مکر وفریب ست وگندم نما جو فروش
(۱۱) گاو معروف وبرج ثور وفتر گاو خوردن تلف شدن (۱۲) دنده استخوان پهلو دنده
دندان ودسته پستان تجنیس شبه اشتقاق حاصل تو طفل نادانی که زهر را نوش وحرام را حلال فهمیدهٔ
(۱۳) کمان معروف وبرج قوس زه کردن کمان کشیدن کمان (۱۴) دلو معروف ونام برجے
کوتهی مخفف کوتاهی واصل دیگر کوتهی که اوتهی بوده -

۱۶۷ (۱) ماهیت حقیقت هر چیز ودر آخر بمعنے ماهی خود ماهے برج حوت (۲) میزان ترازو
ونام برج قلب ناسره ودل سنجیدن لازم ترازو حاصل میزان را با ماهی که دشمن تست
(۳) وسے ضمیر راجع بآسمان حاصل همه از ملک فلک است (۴) حاصل شراب از و مخواه که شرابش
مار سرخ ست (۵) هر هفت چرخ سماوات سبعه هر هفت آراسته (۶) اژدها معروف وشکلے از
کواکب وبا زیر کی کشد کش تجنیس شبه اشتقاق حاصل رستمے باید که این اژدها را زیر کند ومصرع ثانی آن
اشاره برستم واین اشاره باژدها معلوم ست که رستم بهفت خوان اژدها را کشته بود (۷) هفته
هفت روز هفت خوان وهفت خانه دنیا ومافیها که هفت آسمان وهفت زمین دارد واین اشعار
سیر دوری ذات کائنات ست حاصل بسیار هفته رفته وباز می آید ومی رود (۸) جم وسکے نام
پادشاهان حاصل این وآن همه از پیش نظر بود ولیکن عین ذات هرگز از عین صاحب نظر نه رود،
(۹) چیستان لغز این وآن اشاره بدنیا ومافیها یا اشاره بامروز ودی که در شعر اول ست (۱۰)
جوجه بچه مرغ خاکینه بیضه مرغ خاک را بجوجه استعاره کرده ست وخاکیان را بخاکینه حاصل
از خاک ظهور این همه چیزها عجب ست (۱۱) مرغزار سبزه زار وبالضم مرغ نالان وتخفیف حاصل
زهے صنع صانع که در مرغزار چندین مرغ در خروش اند ودر بال هر مرغے چندین نقوش دلآغوش
(۱۲) زیر آواز پست صد هزار لک هزار بل درین شعر تجنیس تام مماثل وزائد وشبه اشتقاق جمع ست
(۱۳) حبه دانه حاصل این همه که گفته شد اندکے از صنائع صانع ست آن کار از کار تجنیس مضارع
(۱۴) حب بالضم دوستی وبالفتح دانه،

۱۶۸ (۱) کار راست شدن درست شدن کار واین هر دو شعر مضمون وحدت ومحبت است
یعنی کار حق از محبت راست شود ومحبت مخصوص احباب اے خاصان اوست (۲) آبیاری
آب رسانده پرده خاک درون خاک یا بطون انسان (۳) برامراز بردن،

۱۶۸ و بمعنے ثمر درخت بزرگ را گویند ۵۴ اژدہے اے اگر از ذکر او در صدق زنم راست است
۵۵ گور بودن سبقت بردن ۵۶ روآن جان و رونده حاصل آن خوشه را پیش یارے که مثل
جان عزیزش بود فرستادم ۵۷ ہدیہ کردن ہدیہ فرستادن و در آخر تجنیس تام مماثل ۵۸ رہ نمون
رہ نمائی کردن نمود مصرع ثانی بمعنے کرد ۵۹ تحفۂ ارشاد بار ہدیۂ که ہدایت ثمرۂ اوست بار در آخر
بمعنے مرتبہ ۱۰ اُولی اول بمعنے نخست و ثانی بالفتح بمعنی بہتر حاصل آن تحفۂ بیش ہر که رسید نزد دوستی
فرستاد بعد نوبت ہفتاد بیش ہمان صحابی که اول ہدیہ فرستاده بود رسید ۱۱ مضمون این شعر
جبّه حبّ ازل الخ ظاہر گشت ۱۲ غوره انگور خام در این صنعت فوق النقاط ست و مقفٰی و مسجع
۱۳ این مخلصان مراد از تابعین و تبع تابعین ۱۴ تن زدن خاموش شدن حاصل اے عزیز
خاموش شو این گفتار ہا بیہوده مدان که این راز گویا مخزن اسرار ست و آن بربسته و سربسته بہتر
۱۶۹ ۱ یکسره تمام رو آن صفت گنج ست ناسره قلب ترنج روان رنج روح ۲ بقدر دان
قدر ناشناس و آن در آخر امراز دانستن ۳ درین شعر طرفه صنعتے بکار رفته که متحد الکلمات
و متفق الحروف مختلف المعنی ست و این چنین صنعت را که بعینه الفاظ یک مصرع برائے حصول
معنی دیگر مکرر خوانده شود تجنیس مرصع نامند حاصل ہر خرے که اینجا ہست طالب جو ہست
اما طالب جوہر خرنده کسے نیست اے بلے ہنری رواج دارد ۴ خاتم بکسر تا ختم کننده
و انگشتری و درین معنے بالفتح تا ہم آمده مصنف مخاطب بخود ست که خامۂ تو داستان را
ختم کرده این خاتمه در دست بجائے خاتم ست اے باعث زینت ست یا اینکه ازین
خامه و نامه صاحب علم و قلم شده ۵ معنا شگفت و رعنا ش گفت تجنیس مرفو ۶
ید بیضا نمودن کرامت و اعجاز نمودن حاصل چون رائے تو ید بیضا نمود لاجرم ہمان نام
نہاد که اسم با مسمے ست و نیز حریف غالب سحر حلال ست ۷ اینت بمعنے زہے حاصل
این ترنج اے مثنوی بجنت و رنج یافته و خوش آنکه سبب حصول دولت و گنج ست، ترنج
و رنج تجنیس ناقص متوج ۸ روی حرفے که قافیه بران تمام شود خلاف معروف و در خت بید
حاصل اگر روی و قافیه بجائے مخالف باشد از لطائف شمار کن خود روی اے خود رائی
۹ زیر و زبر کسره و فتحه و بمعنی پائین و بالا دائره آنکه ارکان عروض درا و نگارند حاصل اگر
اختلاف حرکت روے دیده شود درین محل مخل نباید شمرد مقصود مصنف آنکه اگرچه این اختلاف
معیوب ست اما عیبے که اظہار آن کرده شود عیب نباشد بنا بران عذر کرده سولے این اساتذه ہم

۱۶۹ گفتہ اند حافظ صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا، و سعدی
قافیہ اسپ کسب بیت کا موحد آورد و علی ہذا القیاس ۵۷ این شعر تمام مقفے و مسجع است
جامے طلب و جامی طالب تجنیس مرکب تام متشابہ ۵۸ کنار بالکسر آغوش بالفتح طرف حاصل تفرج
کن و تفریح از و حاصل بباز
۱۷۰ ۵۹ سوری نام گلے سور خوشی باد ہوا و در آخر دعائیہ سور و سوری تجنیس ناقص مطرف باد یاد
تجنیس تام مماثل حاصل آنکہ از عین الکمال حاسدان آن امصون مامون دارد بحق نبیک محمد وآلہ الاطہار وصحبہ الاخیار

فی التشریحات قیصر نامہ

صفحۂ کلیات ۱۹۵ ۱ باید دانست کہ کار آفرین اسم فاعل ترکیبی ست بمعنے آفرینندہ کار در ین صورت بیت
ذو قافیتین و مشتمل بر صنعت تجنیس تام باشد کہ آفرین آخر ہر دو مصراع متحد اللفظ و مختلف المعنی
واقع شدہ ۲ جہان پادشاہ خدیوان خدیو ترکیب مقلوب ست یعنے پادشاہ جہان خدیو خدیوان
بحذف عاطف کہ صفت بعد صفت ست و خدیو بمعنے پادشاہ بزرگ و قوی ۳ ارابہ بمعنی گردون
ہندی گاڑی و گیو بر وزن دیو نام پسر گودرز کہ پہلوان ایرانی بود و درگاؤ و گیو تقابل حیوان ناطق
و غیر ناطق ست یعنی حیوان و انسان ہر دو بکشش گردن نہادہ اند ۴ دیہیم بر وزن تعظیم تاج مرصع
پادشاہان و تخت و چتر و چار بالش گاہ یعنی کرسی زرین و تخت پادشاہان ۵ اسے ہر کہ در دلش
مضمون توحید راسخ ست و در ظاہر و باطن او منطوق وحدۃ الوجود دائق ہر دو عالم را یکے داند و
لیا فانی شمارد و مفہوم مصرع ثانی رکن اول کلمۂ توحید و مصرع اول جزو ثانی آن واقع شدہ کہ لا اللہ
بر نفی تمامی ماسوے اللہ دلالت کند و مدلول الا اللہ اثبات وحدت اوست

۱۹۵ ۱۵۹ رسم ولایت ست کہ پیاز و گندنا و تره بر خوان می چینند یعنی برای ہوس کہ خواہش نفسانیست مذموم پیاز را کہ
مذمت بد بویش از حدیث شریف ثابت ست رسانیده و نگس شہد را از غذائے لطیف شیرین کام گردانیده کہ در شان
مدح نحل و عسل ہر دو آیات قرآنی ناطق اند حاصل آنکہ بحکم الخبیثات للخبیثین و الطیبات للطیبین ذی روح و
غیر ذی روح و نیک و بد ہر کہ ہر چہ در خور ست مہیا می کند

۱۹۶ ۱۶۰ مصرع اول موافق آیہ کریمہ لہ ملک السموات و الارض و ما بینہما و مصرع ثانی مطابق فاینما تولوا فثم وجہ اللہ
۱۶۱ یعنی چون طاعت آنحضرت صلعم و نماز مسکذارم واجبست کہ بر رسول اللہ درود فرستم کہ سجود بے درود و طاعت خدا
بدون محبت احمد مجتبی اسود سیہ ندارد ۱۶۲ یعنی ذات مبارک آنحضرت چنان روشن آفتاب ست کہ وقت شب ہم
از جلوہ اش عالم مستفیض باشد بخلاف خورشید آسمانی کہ در شب عالم از و فیضیاب نبود و شب لفر و کنایہ از
دافع سیاہی ظلمت کفر کہ ذات آنحضرت ست نه تنہا رہنمائی آورده ۱۶۳ آیت بمعنے نشان و علامت
کہ آیت رحمت و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین در شان اوست و حاصل بیت اینکہ وجود با جود آن حضرت صلعم
و حقیقت پیش از ہمہ مخلوقات ست و لو ظہور او در دنیا بعد تمام انبیا گردید ۱۶۴ یعنی جمعہ را بر شنبہ کہ روز
کلان یہود ست شرف و افضلیت جمعہ از احادیث ثابت ست و این دلیل بطلان رسم قدیم باشد
۱۶۵ یعنی بسبب مہر نبوت کہ آنحضرت را بود مہر سلیمان را کہ مراد از جاه و حکومت دنیوی باشد ترک فرموده
و مناسبت در انگشت و مہر ظاہر و در اینجا اشارت ست کہ آنحضرت صلعم فرموده کہ اگر جاه دنیوی از خدا میخواستم
البتہ حاصل میگشت لیکن از دعای اخی سلیمان علیہ السلام شرم می دارم و آن اینکہ آیہ کریمہ رب ہب لی ملکا
لا ینبغی لاحد من بعدی ۱۶۶ اشاره است بآیہ کریمہ و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی یعنی وقت شدت
جنگ بدست آنحضرت مشتے سنگ ریزه ہا بجانب فوج کفار انگندند خاکش در دیده ہر کافر رسید و شکست کفار گردید
۱۶۷ مناسبت لب و کوثر و آب حیات و خضر ظاہر ست [illegible] کہ غذیہ برای دادن [illegible]
نوشتہ و ہند و آب حیات کنایہ از لب و مراد آن ظاہر و نیز اشاره باآنکہ آنحضرت را برات بر عطای حوض کوثر داده شد
و آن سوره کوثر است و مہر گاه [illegible] مدار ایں [illegible] واجب گردد ۱۶۸ یعنی آفتاب از ازل تا
بر پشت آنحضرت بود سایہ کہ مراد از انبیا اند [illegible] فردای قیامت آنحضرت روانہ سایہ بان آفتاب
کنند لاجرم سایہ بر قفا باشد

۱۹۷ ۱۶۹ حادی بر وزن جدا سرود کہ شتربانان [illegible] شتر با آن مست شده چالاک و سبکرو گردد ۱۷۰
خواجگی یعنی وزیری و صاحبیت و اینجا مراد خواجہ شدن ست کہ حضرت مصنف علام را مردمان خواجہ عزیز الدین میخواندند

۱۹۸ ۱۷۱ گنجہ نام شہر نظامی علیہ الرحمہ ۱۷۲ بدرخ مراد از ہندوستان باعتبار رنگ ۱۷۳ شانخیر [illegible]
وان بہن ۱۷۴ کاخ قصر و کوشک است چونکہ اصل خاندان آبا و اجداد حضرت مصنف از سرزمین خطہ کشمیر ست
از ان سبب فریع او از ساز و برگ سخن سر سبز ست ۱۷۵ رنگی پروردہ [illegible] مراد از گلزمین کشمیر ست ۱۷۶
دارا بہ لقب حضرت مصنف علام ست ۱۷۷ کنایہ از مرزا دارا بیگ متخلص بجویا و مرزا کامران بیگ متخلص بگویا
کہ ہر دو برادر حقیقی [illegible] طالب کلیم ہمدانی و کشمیر [illegible] گفتہ چنانکہ شاہ ہر دو نام طالب کلیم را

۱۹۸ باهم قسمت کرده اید یعنی مضامینش را تقسیم نموده باشید و معنی بیت ظاهر ست ۱۷ عزیز آن یعنی مراد دوست دارند
دعویدار آخر مصرعه ثانی تخلص حضرت مصنف ست ۱۵ یوسفی باعتبار حسن مضمون مراد از کتاب ست و از زلیخا
مراد خریدار ۱۶ دری زبانیست از صنعت زبان فارسی که بدره کوه منسوب ست چه بزبانه سابق دربار
کهن روستائیان بدان ناطق بودند چون این زبان مخلوط بزبان دیگر نبود لهذا فصیح خوانند ۱۶ مشتری یعنی
خریدار و نام ستاره که بر فلک ششم است خریدار جنس مضمون عالی از عالم بالا می آید ۱۸ در کتب تاریخ ست
که چون افلاطون بسن پیری رسید در خم برنگ نشست و شاگردان بموجب وصیت او سر خم گل کرده بر غار گذاشته
نهادند پس حضرت مصنف میگویند که من درین خانه ای در دنیا یک چله ریاضت کرده ام مثل افلاطون دانشمند ستم
و مقرر ست که انسان را بعمر سن چهل سال عقل کامل حاصل شود ۱۹ ے پرستی مراد از سخن سنجی که بعیان مرد
چهل ساله ریاضت تواند بود چنانچه مصنف علام میگویند که عمرم از چهل گذشت چهل و پنج رسید و چه بیست تا که
ابسه هنوز و عدد ش پنج ست ورد تو منزل که سیم و عدد ش چهل ست اشاره بهمین چهل و پنج سال باشد
۱۹۹ ۵ گبران یعنی آتش پرستان و مراد اینجا دانایان سخن ست و این تمهید بے فروغی سخن و بیان کساد آنست
۶ یعنی حضرت مصنف علام بر شاهراه نظم کلام رسید و ایشان را ملکه از هر باب سخن گفتن حاصل گردید ۸
این آتش افروختم یعنی این افسانه کار بزرگ [illegible] گفتم ۹ حوین را سوختم یعنی خود شهرت شاعرانه از نظم
۱۰ یعنی حضرت مصنف علام می فرمایند چنانکه شیخ طور از تجلی انوار حق تعالی بسخن آمده همچنان جلوه حسن معانی
مرا گویا نموده ست ۱۱ آتش [illegible] خوش [illegible] لسانی [illegible]
که [illegible] یعنی [illegible] آنکه [illegible] هرگز [illegible] و مراد این جواب [illegible]
حضرت موسی علیه السلام که فرموده بود [illegible] ارنی انظر الیک یعنی [illegible]
[illegible] حاصل از موسی [illegible] ذکر الناس و ارادة العام [illegible]
نام پدر حضرت ابراهیم علیه السلام [illegible] اهل تاریخ گویند که نام [illegible]
عم را [illegible] قالت [illegible] چنانکه حق تعالی [illegible]
[illegible] آبا و اجداد پیغمبر [illegible] و کفر [illegible] حاصل ست
۲۰۰ [illegible] کنایه [illegible] آتش [illegible] و آسمان [illegible]
[illegible] آتش [illegible] درخت [illegible]
[illegible] آنست که [illegible] آب [illegible] و ظلمات [illegible]
[illegible]
۲۰۱ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۰۲ ۵۵ مراد از اراکین پارلیمنٹ یعنی صدر عدالت شاہی و ہر رکن مجلس شوری آنرا بزبان انگریزی ممبر گویند
۵۶ زنگیش بفتحتین و سکون ثالث و کسر کاف فارسی و یاے مجہول و سین مہملہ نام دختر افراسیاب کہ در نکاح سیاوش
۲۰۳ بود و کیخسرو پسر اوست ۵۷ یعنی رسم معروف ستی شدن زنان ہنود کہ از قدیم الایام در ایشان جاری بود
و آنرا عبادت می دانستند اکنون موقوف شدہ و این رسم را تعبیر بآتش نشستن نمودن خیلے مناسب ۵۸ بدلت
پنہانی اے براے جمع دولت و تفحص آن چہ پژوہیدن بمعنے جستن آمدہ و دائرہ ساختن آنکہ از بہر تحصیل زر
بر کاغذے شکل دائرہ کشند و دران اسامی مسئول عنہم برنگارند و در عرف آنرا چندہ گویند ۵۹ ای از بہر جلب
اندک اندک زر چندہ تحصیل نمودہ براے رفاہیت اراکین و علاج خستگان عساکر دولت علیہ عثمانیہ فرستادہ
۲۰۴ ۶۰ جہان بانو ترکیب تانیث است اے بانو جہان و بانو بمعنی بی بی و خاتون خانہ و عروس و بانو بانوان
انجیل بہ سروران و زہرہ بضم اول و فتح ثانی و ثالث نام ستارہ معروف کہ جائے او بر فلک سوم است لیکن
فارسیان بسکون ثانی استعمال کنند و نیز نام زنے کہ ہاروت و ماروت فریفتہ او بودند و بفتح اول و سکون ثانی
بمعنی حسن و خوبی و آرایش ۶۱ کلابش نہ آو اشارہ بآنست کہ بمہ وجہ بتقاضائے لوازم محاسن انوثت
ظاہر اکلاہ ندارد لیکن باعتبار حکمرانی و جہانبانی در حقیقت صاحب کلاہ است و معنی مصرع ثانی بر ہمین قیاس است
۶۲ محاق بہ سہ اعراب بمعنے کاستن ماہ و ابتداے آن از شب بانزدہم باشد و بمعنی سہ روز آخر ماہ کہ دران
ایام ماہ ناپدید می شود ۶۳ باید دانست کہ جناب قدسیہ بیگم جدہ مادری یعنی مادر مادر ممدوحہ است
۶۴ فیض بمعنی بسیار شدن آب رود چنانکہ از اطراف بریزد و ریختن آب و خیر بسیار و فاش شدن خبر و
اینجا سیدنش بہ پاے روم نہایت مناسبت دارد
۲۰۵ ۶۵ خصوصا درین زمان از کمال قدردانی ممدوح دار الاقبال بہوپال جیدار با بفضل و کمال است
و امر بالمعروف و نہی عن المنکر چنانکہ باید دران دیار دائر و سائر شد ۶۶ قشون بضمتین لفظ ترکیست حقیقت
بمعنی واو ست کہ داؤ براے اظہار ضمہ در ترکی می نویسند فارسیان اکثر قشون را بواو معروف خوانند بمعنی
فوج گران و لشکر بسیار و اینجا مراد از کواکب است ۶۷ شبگیر سفر کردن در شب پیش از سحر و لہذا بضم شب و
شبگیر خون ہم گفتہ کہ از اشباع کسر باے موحدہ پیدا شدہ اگرچہ این خلاف قیاس است مگر بلفظ در اشعار
[illegible] بسیار آمدہ چنانچہ تعرض نیست و در بعض انشا این لفظ بدون یاے تحتانی بسکون باے موحدہ
موافق قیاس آمدہ بمعنیش بوقت شب پنہان برنشستن و تاختن و قتل کردن فوج دشمن و در سکندر نامہ
ہمہ جا بمعنے شبیخون و جنگ و قتال آمدہ ۶۸ دیدہ بر دوختن است کنایہ از آن کردہ و این اشعار در صفت آن لشکر
است کہ مراد ازان کواکب باشد و جہان سوختہ باعتبار حوادث و انقلاب کہ از تاثیرات کواکب بود بسبب ازا
[illegible] کردہ
۲۰۶ [illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۰۶ ۵۴ اسپهبد بفتح باء ابجد وضم آن لقبیست مخصوص ملک طبرستان و بمعنی سپهسالار که سردار و خداوند لشکر باشد
چه بد بمعنی خداوند و صاحب و اسپه سپاه و لشکر بود و سبب آن مقید نیست و بهرام نام ستاره مریخ سرخ رنگ
بر فلک پنجم که آن را ترک فلک و جلاد فلک نیز گویند ۵۵ شاه بمعنی عزیز و [illegible] و سلاح جنگ و سامان و سرانجام
و عرض لشکر و نشان و اراده هر یک معنی مناسب [illegible] است ۵۶ [illegible] بیاید [illegible] که نام
مصنف علام خواجه عزیزالدین متخلص به عزیز بوده است ۵۷ خواجه بمعنی مالک و خداوند و در توران لقب
۲۰۷ سادات است ۵۸ برجسته بمعنی ترکیب یافته است [illegible] برجسته و آن مخصوص نیست بشر که [illegible] کلمه [illegible]
کلمه بفیض مبدئی فیاض از غیب بخاطر رسد ۵۹ شست بالفتح قلابیکه بدان ماهی شکار کنند و آن آهنی
باشد سر کج ۶۰ پیل بند نام یکی از منصوبهای [illegible] و آن [illegible] در بازی [illegible] پیل [illegible]
دو پیاده [illegible] تا این هر [illegible] بجز [illegible] و در [illegible] مات کردن [illegible] از جانب
چپ و راست قلعه شده [illegible] ۶۱ [illegible] جلال و جمال
پادشاه چرا نیم که گاهی باعتبار جلال آفتاب [illegible] کمال ماهتاب لیکن حیرت در حیرت اینکه
آفتاب شمشیر بر کمر ندارد و ممدوح دارد [illegible] نیز ندارد و ممدوح دارد ۶۲ [illegible] بزرگ
کهن خانقاه مراد بیت الله شریف [illegible] خوابگاه مراد از روضه مطهر آنحضرت صلی الله علیه وسلم
۲۰۸ یعنی ممدوح خادم الحرمین است ۶۳ بید برگ [illegible] که [illegible] برگ و درخت بید باشد
۶۴ [illegible] آل عثمان [illegible] خاندان اولاد سلطان [illegible] سلطان علاءالدین سلجوقی که [illegible] امیر لشکر ملقب
بعثمان غازی بود و بعد وفات علاءالدین [illegible] نشست پادشاه شد بیست و هفت سال
سلطنت نمود و بعمر شصت سال [illegible] وفات یافت ۶۵ عیص [illegible] نام پسر حضرت اسحاق
علیه السلام که سلاطین روم [illegible] ازان روم [illegible]
از نسل او بیند شده [illegible]
آمده سکونت اختیار کرده بود [illegible] آل عثمان [illegible] خاندان [illegible]
[illegible] ۶۶ [illegible] پنج سال سلطنت نموده [illegible] و پنج
۲۰۹ سال در گذشت ۶۷ [illegible] سلطنت عثمانی است که
بعد وفات سلطان محمد خان [illegible] محمد خان [illegible]
یک سال سلطنت نموده [illegible]
دوازده پادشاه را گرفت [illegible] مفصل وقایع آن در تواریخ مسطور است
۶۸ قسطنطنیه [illegible] مخالفت [illegible] سلطان
محمد خان [illegible] حکم جهاد [illegible] لشکر [illegible]
آتش [illegible] آمد [illegible]
فوج [illegible] سلطنتش [illegible] اکبر

۲۰۹ تا این واقعه بیست و نه مرتبه محصور شده و هفت بار مفتوح گشت ۲۰۹ قیصر یعنی طفلیکه شکم مادر مرده او را چاک نموده برآرند چون اول پادشاهان قیاصره که اغسطس نام داشت اینچنین بوجود آمده بود لهذا ازان روز هر پادشاه روم را قیصر میگویند و قیاصره روم اول کیش فلاسفه داشتند و بعد ظهور حضرت عیسی علیه السلام مذهب عیسوی قبول کرده نصرانی شده بودند و اکنون بعد شکست قسطنطین قیصر روم از زمانهٔ سلطان محمد خان الی یومنا هذا همه مشرف بدین اسلام اند الحمد لله علی ذالک

۲۱۰ ۲۱۰ مراد از چاه دنیاست و دلو ظرف معروف که بدان آب از چاه کشند و نام برج فلک که سختی و دال آفتاب ودان ست و اینجا بیان عداوت آسمانست مر کرا که هیچ آب هرگز نه رساند ۲۱۰ یعنی نسر طائر و آن شکلیست بر فلک بصورت کرکس که بجانب شمال بیرون باشد از منطقة البروج و آنرا عقاب نیز گویند و از ماهی مراد حوت باشد و آن نام برج دوازدهم فلک ست که بصورت ماهی واقع شده و نماند دشمنی ست و حضرت مصنف آسمان را کمپانوران خشکی و تری هردو دار و یعنی کرکس و ماهی دران ست صیاد بحر و بر تشبیه نموده ۲۱۰ قصهٔ دیگر افلاطون که بموجب وصیت او در خم کلان بند نموده در غار سپه نهادند مشهور ست ۲۱۰ از طبار ظگیره و از سر به سر وده و از هر یک هر یکی گونیاو از بوسته بوسینیا و از کوه سیاه جبل اسود مرا ست ۲۱۰ کاف تعلیلیه یعنی عیسائیان باغوای حکام هم مذهب ازان عذر نمودند که بزعم خود دانسته بودند که درمیان اهل اسلام پیشه ظلم و ستم را اختیار نمودند و حال آنکه امر بالعکس بود

۲۱۱ ۲۱۱ پرند بفتحتین چادر حریر و تیغ و جوهر تیغ ۲۱۱ خرد یعنی ریزه ریزه و سرب بالضم مخفف اسرب که بعربی آنک و بهندی سیسه خوانند ۲۱۱ اسپاه بکسر اول و با عربی و فارسی هر دو درست یعنی فوج و لشکر انبوه و سرب سرویه را گویند اسے فوج سرویه و اسپاه یعنی سگ هم آمده و ایراد این لفظ بمقابلهٔ دشمن تعریضیست فافهم

۲۱۲ ۲۱۲ مراد از صیاد شاه روس و مراد از مرغ بام دال سرویه بلکه یونانی نیز و مراد از قفس حبس و چنبر و کنایه از آزادگی ایشان و بدام افتد اشاره بآوردن ایشان را در قبضهٔ خود فافهم ۲۱۲ آب در جگر نداشتن کنایه از مفلس بودن ۲۱۲ باشه طائر شکاری کوچک تر از باز و معرب آن باشق ست ۲۱۲ مرغ عیسی و مرغ مسیح شپره و خفاش را ازان می گویند که چون عیسی علیه السلام خواست که مرغی بسازند وصورت مرغ مرتب ساخته نفس در دمید بقدرت حق تعالی زنده شد لیکن چون مقعدش فراموش ساخته بودند پرید پیدا از ان حق تعالی مرغے بهمان صورت پیدا کرده و مراد اینجا نصاری اند هستند

۲۱۳ ۲۱۳ کنجایش لفظ ترکی ست یعنی مشورت و صلاح پرسی ۲۱۳ از هر درے اے از هر باب هر قسم ۲۱۳ عهد پنجاه و شش مراد از عهد و پیمانی ست که درمیان دول مسیحی یعنی روم و روس و انگلیسیه و فرانس و پروشیا و اسٹریا در ۱۸۵۶ء بمقام پیرس واقع شده بود ۲۱۳ چک و چانه بود عطف چیک فارسی اشکل زنخ و چانه یعنی ذقن کنایه از قابلیت و استعداد و یعنی لاف و گزاف و پوچ گوئی هم آمده و لفظ اول یعنی محضر و قباله و سند چیزی سست و ریش یعنی موے زنخ مردان معروف و تش بالفتح یعنی شمله و دستار چونکه مردان را مهره و سبب اعتبار و عزت میشوند لهذا از ریش و تش نشان و شوکت

و اعتبار بزرگی مراد گیرند من قبیل اطلاق السبب علی المسبب ۲؎ یعنی از عہد سلطنت سلطان عثمان خان که سنه ۶۹۹ بود
تا زمانہ جلوس ما که سنه ۱۲۹۳ ہجری است پانصد و نود و چہار سال گذشته ۳؎ ساو در آخر واو بمعنی باج و خراج
و حصہ و بہرہ و طلاے خالص و باج بمعنی زرے که بادشاہ غالب از مغلوب بگیرد

۲۱۴ ۴؎ مراد از نونہال سلطان عبدالحمید خان ۵؎ مراد از نخل کہن شہنشاہ روس ۶؎ [illegible] فیلقوس
اے سکندر بن فیلقوس و این مرکب ست از لفظ فیلق بمعنی لشکر و از لفظ [illegible] بمعنی امیر یعنی امیر لشکر و
سکندر نام بادشاہے مشہور از روم و بعضے او را از [illegible] [illegible] الاکبر [illegible]
بودند دیگرے ست و بعضے گویند که او غیر [illegible] [illegible] والله اعلم بالصواب

۲۱۵ ۱؎ کسانیکه یعنی اہل بغاوت بپا بوس او [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] را
مراتب عالیہ و مبالغ کثیرہ حاصل باشد ۲؎ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] شوند
و در نور قمر درخشان باشند و مراد از انجم باغیان و از خورشید سلطان روم و از [illegible] [illegible] روس ست
۳؎ پیراہن در موید بالفتح ست مطابق رشیدی و در برہان بالکسر [illegible] [illegible] مختلف
پیراہون ست و در سراج پیراہن بالفتح پر وزن پیراہن بمعنی گریبان [illegible] ۴؎ ان یلیق اشارہ
بہ الکریم بادشاست و یلیق یکے از القاب رستم دستان ۵؎ تفرقہ زدن بمعنی دو [illegible] [illegible]
و تشبیہ ابر برائے او خیلے مناسب افتادہ

۲۱۶ ۱؎ روئینہ خم مراد از بیہا ے روئین ۲؎ عرادہ نوعے از آلات جنگ [illegible] و آن آلتے باشد کوچک
تر از منجنیق که بدان سنگ بر خصم اندازند ۳؎ کاسک نام قومیست [illegible] [illegible] روس

۲۱۸ ۱؎ تشونے بیاسے تعظیمی اے لشکر عظیم ۲؎ پراز کرد [illegible] مراد اسلحہ ۳؎ فرہنگ بمعنی عقل و ادب
و اندازہ ہر چیز نگاہ داشتن ۴؎ آہنگ بمعنی لشکر و شتاب و تعجیل و طرز [illegible] و کشش و قصد و توجہ و ارادہ
و آواز سرود و مقام و مکان و قانون و قاعدہ و این ہمہ معانی درینجا درست باشد ۵؎ ببر بیان بکسر اول نام
حلیہ جامہ که رستم در جنگہا می پوشید و آن پوستین بود از پوست ببر که او را در [illegible] [illegible] رستم

۲۱۹ کشتہ بود و بیاے [illegible] روحی را نیز گویند ۱؎ پرتاب تیر [illegible] [illegible] مراد از [illegible] سلطان
۲؎ خواندگار بمعنی صاحب امر و صاحب زمان که مخفف خداوندگار ست و نزد اہل ایران لقب
سلطان روم و اینجا ہمین مراد باشد ۳؎ قضا و قدر [illegible] [illegible] [illegible] پادشاہ بودند که
مطیع و فرمانبردار او زیرا که در ارادہ این معنی شائبہ شرک ست وما انا من المشرکین ۴؎ [illegible]
[illegible] عربی بمعنی دانا و حکیم و پہلوان ۵؎ گند مند بر وزن نقش بند عمارت [illegible]
۶؎ [illegible] [illegible] از علم و توپ ۷؎ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۲۱۹ جنرلان فوج روسیہ ست ش۵ نوف شور و غوغاے کہ از کثرت مردم خیزد و آواز و فریاد کردن سگ را هم گفتہ اند چہ هر گاه سگ بانگ زند و فریاد کند گویند سگ می نوفد پس لطف تعریض این لفظ براے دشمنان پوشیده نیست ش۵ مراد از افعی دمار گوله و دود بارود ست ش۵ دود و مراد از اژدرشکل [illegible] تیز پست و مراد از قی کردن سر شدن گلوله باشد

۲۲۱ ش۵ یال بمعنی گردن و باز و دست حیوانات و گوپال بمعنی عمود و گرز آهنین و تخت و جو دندان با [illegible] [illegible] و شوکت و قدر و قامت و بلندی و تو شاختگی و شکوه و عظمت ش۵ بیستون نام کوهیست [illegible] بحکم خسرو پرویز تراشی کند و دوران تنگا فها کرده که تا ازان راه جو سے شیر براے شیرین روان کرده [illegible] بنفسہ کہ فرهاد بتمناے شیرین آن کوه را گبند بر و پرکنده بود و همین اتوی است

۲۲۲ ش۵ خاقان چین کنایہ از آفتاب و حبش کنایہ از شب و مراد از جبین حبشی ستارگان یعنی روز آخر شد و شب آمد ش۵ شب را بزنگی تشبیه داده چنانکہ ستارگان وقت شب درخشنده باشند همچنان وقت خنده دندان زنگی می نماید ش۵ تبیره بمعنی طبل و کوس و نقاره و دهل ش۵ بستیاره چیزے کہ در نظر زشت و مهیب نماید و بلا و آفت و افسون و غول بیابانی یعنی سگان از دیدن آن شکل مهیب شب در غوغا بودند ش۵ گنام آرامگاه بهائم و چراگاه

۲۲۳ ش۵ [illegible] از ستارگان و پیکر زنگ مراد از ماه ش۵ مراد از زنگ سیاهی شب است [illegible] چونکہ فوج دولتیہ بہ نسبت لشکر روسی کم بود لهذا آنرا بکواکب سیاره کہ بحرکت خود [illegible] تشبیه داده کہ در شمار هفت اند یعنی قمر عطارد زهره شمس مریخ مشتری زحل و [illegible] ثوابت کہ ستارگان غیر متحرک اند تعبیر نموده کہ در شمار بیشمار اند

۲۲۴ [illegible] بمعنی پلاسے کہ بدان چار جامہ ستوران کرده بران سوار شوند و قل [illegible] از هندی خار دار ش۵ کوهے یعنی چبوتره بلیٹ تا هم بر قلعہ کوه بلند براے انتظام جنگ فوج ساختہ بودند ش۵ مراد از حال فوج روم و [illegible] رصد و رصد [illegible] بالاے رصد و رصد [illegible] چبوتره کہ به بلندی هفت صد گز بر قلعہ کوه بلند ساخته منجمان بران نشستہ پیمائش میکنند ش۵ و [illegible] کلان حول برج و کواکب دریافت میکنند ش۵ و [illegible] وقت [illegible] آمد شهنشاه روس را بکمال شادمانی در کنار گرفتہ از زمین بر داشت و گفت کہ [illegible] مانند باد درگذشت منحسف شد و گمان برد کہ پلونہ فتح گردید ش۵ مراد از باد فوج ترکیست

[illegible] فوج روسیہ مشهور شده بود

۲۲۵ [illegible] از پشت گرمی بخت اے بهروز گاری و تقویت بخت خود رسید ش۵ دیوار سست است [illegible] و سیلاب سخت اے فوج روسیہ مثل سیلاب تند آمده ش۵ استاده شد بر کیب ای سوار [illegible] المرکاب یعنی حلقہ معروف کہ سواردران پاے نهد ش۵ سر آتش است [illegible] پادشاه مثل غالب و ضاے دابراهیم سے کہ ازین هر عثمان باشد الکمال تقویت بود

۲۲۵ سلہ ہے بالفتح کلمۂ تنبیہ کہ برائے آگاہانیدن وخبردار گردانیدن درمقام تہدید وتخویف وزجر آید وتگاو بالفتح
وکاف فارسی اسپ تیز رو واین ترکیب ست از تگ بمعنی دویدن واز آو صیغۂ امر سلہ تپک بالضم بائے
فارسی وتائے فوقانی بعدہ وبیضے خالیسک یعنی مطرقۂ آہنگران وزرگران کہ بہندی آنرا ہتوڑا می گویند
سلہ آذر گشسپ بضم کاف فارسی بمعنی آتش جہندہ کہ عبارت از برق ست ونام آتش خانہ چون
ہمیشہ آتش آن شعلہ زن بود لہذا باسم برق مسمی گردید سلہ میرآخور یعنے داروغۂ اصطبل وبیور اسپ
بکسر بائے موحدہ ویائے مجہول وفتح واو لقب ضحاک چہ بیور یعنے دہ ہزار ست چون ضحاک مالک دہ ہزار
اسپ خاصہ بود لہذا باین لقب ملقب گردید

۲۲۶ سلہ یعنی صف پیلان قوی الجثہ را بکمال شجاعت وبہادری گلہ گوسپندان شمرد ورد مانند شیر حملہ کرد ہے
تشبیہ پیلان بنظر حقارت باگلہ مناسب سلہ یعنی براہیم بیگ کہ نام افسرے از فوج ترکان بود دعوت
کردن برائے ابراہیم خیلے ملائم سلہ ترگ بالفتح کلاہ خود یعنی کلاہ آہنی کہ در روز جنگ بر سر نہند
وبعربی مغفر خوانند سلہ وقواق وآن درختیست در جزیرۂ ... کہ بار ومیوۂ آن بصورت
آدمی وحیوانات دیگر نیز می باشد وازان صورتہا صداہائے عجیب وغریب برمی آید وسخن میکنند
وجواب میدہند وچون از درخت بشکنند یا بچینند دیگر آواز نہ دہند وسخن نگویند

۲۲۷ سلہ درین جنگ تعداد مقتولین روسیہ از اخبارات معلوم شد کہ نوزدہ ہزار وشش صد وپنجاہ وشش سپاہ و
۲۲۹ سہ صد افسر بود سلہ یعنی درمیدان جنگ از ہجوم پہلوانان آنقدر جائے تنگ شدہ بود کہ گل از
خاک میدان یعنی سر برآوردن نمی توانست وہمچنین ہوا آنچنان پر از گرد گشتہ بود قطرۂ آب از ابر
بر زمین نمی ریخت کہ گرد حائل بود سلہ کلہدار رومانیہ یعنے تاجدار یعنی چارلس والی رومانیہ

۲۳۰ سلہ برآراست آہ چنانکہ ہفت آسمان از زرین جرس کہ عبارت از ستارہاست درپئے یکدیگراند
شہنشاہ روس ہم صفہائے فوج را بآراستگی تمام یکے بعد دیگرے بحسن انتظام قائم نمود سلہ جناح
مقدمۂ لشکر یعنے فوج پیشین کہ آنرا ہراول میگویند سلہ دیوار اسکندری یعنے ... کندری وہفت جوش
وہفت فلزات ہم آمیختہ کہ آنرا اژدہات گویند وآن بغایت محکم باشد وآن ہفت فلز این ست زر
ونقرہ ومس وجست وآہن واسرب وارزیز سلہ وژگنگ بالکسر نام قلعہ ... ازان بنا نہادہ ...
سلہ دُرّاج نوعے از مرغان رنگین چون تدرو وتیہو طائریست کہ چکورا ... واین طائر مخصوص
ولایت است ودر ہندوستان پیدا نمی شود وعقاب بالضم مرغ شکاری ... رنگ

۲۳۱ سلہ باید دانست کہ اگرچہ در جنگہائے حال تیر متعارف کہ بعربی آنرا سہم خوانند نمی شود مگر جائیکہ درین کتاب
ہمچو این محل لفظ تیر واقع شدہ مراد ازان گولۂ توپ وبندوق باشد چنانکہ ... قاطع از بست وپنجم
معنی تیر ہمین مستفاد میشود ومن استطلع علیہ فلیرجع الیہ ... بتقدیم جیم فارسی برخائے معجمہ تیرے باشد کہ
سپاہیان بر پہلوے زین می بندند وبعضے نیزۂ دو شاخہ ونیزۂ خرد سلہ ساق بمعنی صف پسین یعنی گلہ
بہاق عثمان باشا رسید سلہ تنگاو ... بالضم جائے رفتن ... وازان ...

فی التواریخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱ قطعۂ تاریخ خانقاہ قادری کہ راجہ جنگ بہادر نانپارہ بنا کرد

بانیِ ایں خانقاہ بندۂ درگاہ شاہ | صاحبِ اعجاز و جاہ طالبِ دیں پروری
خادمِ غوثِ جہاں سرورِ خیلِ مہاں | واقفِ رازِ نہاں از رہِ بینش وری
راجۂ عالی مقام جنگ بہادر بنام | داورِ گردوں خیام شہرہ بنام آوری
شیر شکارِ دلیر شیر فگن شیرگیر | شیر فلک کردہ زیر شیر دلست او جری
روئے چو مہرِ منیر ماہ ازو مستنیر | دست چو ابرِ مطیر وقتِ سخاگستری
از درِ ایں خانقاہ تا ملکوت است راہ | راحلہ بس حبِ شاہ شوق کند رہبری
نغمہ چو بربط زند نے شنہ در تن تند | کوہ در اینجا کند رقص چو کبکِ دری
جمعِ ہمایوں قدوم آورد ایں جا ہجوم | جلوہ کند چوں نجوم با اختریِ خاوری
سکہ چو عرفاں زند طعنہ بشاہاں زند | نوبتِ جیلاں زند غلغلۂ دیں وری
صبح و مسا روز و شب باش طلبگارِ رب | جائے بریں در طلب گر طلبی برتری

گفت ملک ناگہاں مصرعِ تعمیرِ آں
منزلِ حقانیاں خانقۂ قادری

۲ دیگر

بانیِ خیر جنگ بہادر محبِ غوث | بنیاد کرد خانقۂ عرش پایگاہ

هست او خدا نگانِ جهان و جهانیاں	ذر بندگانِ خاصِ خدا وند دیں پناه
جائش با قتدار فراتر ز آسماں	تا با نکسار شده تر ز خاکِ راه
گیرد همیشه دست ز پا او فتادگاں	از پیر دستگیر خیاں یافت دستگاه
ایں خانقاه روضهٔ از باغ واو هست	گل چید آنکه آمده از صدق داد خواه
در موسمِ ربیع دوم کاں بهار اوست	خیزد گیاه از گل و روید گل از گیاه
هر خار را بنوک زباں لا شریک له	هر غنچه را گشاده دهاں ذکرِ لا اله
اینجا چو دجله هست خمِ معرفت بجوش	جامے بیار و تا خطِ بغداد مے بخواه
خاص آں زماں که جوش زند بادهٔ طهور	سبّوحیاں کنند صبوحی به صبحگاه
خاص آں زماں که منزلِ رندان شود	پر گرد واز کواکب رخشنده خانقاه
هنگامِ جوشِ حال بقوّال دور نیست	گر مشتری رداد هد و مهر و مه کلاه

شد ثبت بر کتابهٔ ایں طاق زر رواق
بنیاد خانقاه ملک سجده گاه شاه
۱۲ ھ ۱۸

تاریخ وفات محمد یعقوب خاں ولد نواب محمد ابراہیم خاں شرف الدوله بهادر که هر چهار مصرع تاریخیست		
۳	بس بکه چو بوئے گل شد ز گلستاں یعقوب ۱۲۸۱ ھ بهر سالِ فوتِ وے از فلک بگوش آید ۱۲۸۱ ھ	وا مصیبتا آه نوجواں یعقوب ۱۲۸۱ ھ گم ز دیدهٔ یوسف گشت ناگهاں یعقوب ۱۲۸۱ ھ
۴	قطعهٔ تاریخ عقدِ ثانی شیخ حافظ محمد اصغر علی تعلقدار گنڈاره ضلع گونڈه	
	اصغر علی آں حافظ قرآں که وجودش در ساعتِ مسعود و بدورانِ مساعد گر زنت بناگاه بنگینے زنیش	خود مصحف خوبی بود از پاک روانی شد منعقد از فضلِ خدا کرّتِ ثانی شد تعبیه بر خاتمِ او لعلِ یمانی

نقشِ دوم الحق که ز اولیٰ بود اولیٰ — گر از کفِ بهزاد و در از خامهٔ مانی
یا رب که بود وفق و فلقی بیان شان — تا دست و بغل بودنِ الفاظ و معانی

خوش گفت و گهر سفت عزیز آنکه بمن گفت
گوئی بود این عقد ز آیاتِ مثانی
۱۳۱۳ھ

تاریخِ دیگر

۵

از دواجِ ثانیِ اصغر علی — هم ز تاثیراتِ سعدِ اکبر است
او بود خورشیدِ برجِ اقتدار — از پئے خورشید ماہے درخور است
چونکه باشد از صنایع ازدواج — بهر او تکرارِ خود لازم تر است

از امورِ اکبر است امّا بسال
میتوان گفت از دواجِ اصغر است
۱۳۱۳ھ

۶ قطعهٔ تاریخِ ورودِ برادرِ عزیز حاجی عظیم الدین در آبو بعدِ حج بارِ دیگر در لکهنو

که هر مصرعه تاریخ است و مهمله شعرِ اول و معجمهٔ آن و مهمله و معجمهٔ شعرِ ثانی نیز تاریخ است

مهمله سنه ۱۲۸۳ھ — سپاس یاد بر دوران که آمد از حرم شادان (سنه ۱۲۸۳ھ) — رفیقی پاک طینت صاف باطن پایهٔ ایمان (۱۲۸۳ھ) — معجمه سنه ۱۲۸۳ھ
سنه ۱۲۸۳ھ — عزیزی کو ز جدِ مصر شد وارد دگر اینجا (سنه ۱۲۸۳ھ) — نگارستان شده از جلوهٔ وی کلبهٔ احزان (سنه ۱۲۸۳ھ) — سنه ۱۲۸۳ھ

قطعهٔ تاریخِ وفاتِ حافظ سلیمان قدس سره لکهنوی مدفون به گوگهاٹ

۷

دریغا رحلتِ حافظ سلیمان — که آگه بود از اسرارِ قرآن
خود او چون کعبه ساکن بود یک جا — روان قلبش بطوفِ کعبهٔ جان
شریعت با طریقت جمع در وے — چو رنگ و بوئے گل پیدا و پنهان
دلش گنجینهٔ اسرارِ معنی — رخش آئینهٔ انوارِ عرفان

	سلیمانی بملک فقر می کرد		کہ جن و انس بود اور ابفرمان	
	توکل را از د بوده قوی پشت		تورع را از و در کالبد جاں	
	مزار او بود از غایتِ فیض		زیارتگاہِ اہلِ صدق و ایماں	
	بملک فقر گفت الفقر فخری		نخوانده رب ہب لی چوں سلیماں	

توان سنجید بہر سالِ رحلت
کمالِ پایۂ حافظ سلیماں ۱۲۸۹

۸		دیگر	

	بخاکِ او ندا از غیب آید		بود ایں تربتِ پاکِ سلیماں ۱۲۸۹ھ

۹		دیگر	

	رفت تا شاہِ سلیماں زجہاں		ملک آمادہ مہمانی اوست
	بود شاہے کہ باقلیم بقا		ظلِ حق چتر سلیمانی اوست

ہست از لوحِ مزارش پیدا
مرقد او زنگ سلیمانی اوست ۱۲۸۹ھ

مسدس وفاتِ میر انیس و مرزا دبیر لکھنوی کہ ہر دو مصرع ہر بندش تاریخ است
مصرع اول تاریخ وفاتِ میر انیس ۱۲۹۱ھ و مصرع دوم تاریخ فوتِ مرزا دبیر است ۱۲۹۲ھ

۱۰	دردا کہ کس بدہر نماند از سخنوراں		مانند نے ہمیشہ بود خامہ در فغاں
	ہر بند ہست عقدۂ غمہائے ایں و آں		ہر مصرعے زحادثہ تمہید بد نشاں

هرگه ز بهر شمس و قمر هم بود زوال
چیزے بگو ز حالِ حریفانِ ذی کمال

۱۲۹۱ھ

۱۲۹۲ھ

ماہے کہ کاست ماتمِ آلِ پیمبرش	مہرے کہ بود برجِ شرف اوجِ ممبرش
شمعے کہ جاں گداخت غمِ آلِ حیدرش	پروانہ کہ سوخت ز سوزِ نہاں پرش

امروز شمعِ بزمِ لحد شد چو روئے او
۱۲۹۱ھ
شمعے دگر شدہ ز رہِ جلوہ سوئے او

۱۲۹۲ھ

سال گذشتہ رفت انیس آہ چوں بہار	بعد از سہ مہ دبیر شد از باغِ روزگار
القصہ نیست ہیچ دریں روضہ پائدار	خواند نوحہ مرغِ نوا سنج بار بار

اوّل شگوفہ دیدہ ام از گلستاں رود
۱۲۹۱ھ
زاں بعد آہ ازیں کہ ثمر از میاں رود

۱۲۹۲ھ

ہر یک بدہر بود خوش اقوال و خوشخصال	سر دفترِ مکارم و دیباچۂ کمال
در عہد نسبت ہمدم و ہمرہ پئے وصال	ہمچوں ردیف و قافیہ در قیدِ اتصال

باہم بہارِ صورتِ معنی نمودہ اند
۱۲۹۱ھ
گوئی بہم دو مصرعِ شہ بیت بودہ اند

۱۲۹۲ھ

گیرم دلا کہ از مژہ تر دست قلم کنم	در عرصۂ کمال قلم را علم کنم
وانگہ سیاہی ہم از چشمِ غم کنم	تاریخ ایں دو واقعہ را چوں رقم کنم

باہم دو خامہ را کہ دبیرِ قضا شکست
۱۲۹۱ھ
از جاں الف کشیدہ و ہم جملہ نقش بست

۱۲۹۲ھ

از سبزۂ بہارِ غم و گریۂ محن	آں سبز حلہ در بر ایں لالہ گوں کفن
رضواں چو دید ایں ہمہ پیرایۂ حسن	شد در حروفِ معجم و مہمل ترانہ زن

۱۲۹۱ھ ۱۲۹۲ھ

شاہاں بقصرِ لعل و زبرجد مقامِ شاں	ایں کرد فدیہ جاں بحسن و حسین واں

هر کس ز جاں گذشت بدار البقا رسید — وز خود هر آنکه رفت به پیشِ خدا رسید
ایں کارواں که رفت ندانم کجا رسید — ناگاه شد ندا که بآغازه جا رسید

گفتم که باز گشت سوے خاور آفتاب
سنه ۱۲۹۱
گفتا مگر راز سراپاے بوتراب

سنه ۱۲۹۲
ایں ناله و فغاں که دلِ زار میکند — وین نوحه را که جان و دل افگار میکند
از جور و ظلم چرخ ستمگار میکند — هر دردمند غمزده تکرار میکند

ہائے عزیز رونق زاہل کمال رفت
سنه ۱۲۹۱
وائے عزیز رونق آہل کمال رفت
سنه ۱۲۹۲

آں در سخن بجامه لواے ہنر فراشت — وین از ہنر بنا سوری ناگہاں گذشت
آں سرزمینِ شعر مسخر به نطق داشت — وین سرنوشت حسنِ عمل نیکی می گماشت

ملکِ کمال بود منظم از کلام او
سنه ۱۲۹۱
شد دفتر آل مسجل بنام او
سنه ۱۲۹۲

خاموش اے عزیز سخن را مکن دراز — از سایه خفتگانِ بہشتِ نیاز و ناز
تا بد ز حرف معجم و مہمل فروغ راز — کالشمس فی النہار که ہر یک نازدیر یاز

در دامنِ حجاب صفا بوده محوِ خواب
سنه ۱۲۹۱
گوئی که رو نهفت مه و مہر در سحاب
سنه ۱۲۹۱

قطعهٔ تاریخ شکار میموں که عاشق حسن خاں آں را کلاں نسبتی مصنفِ مرحوم کرده

۱۱ کشتن ناحق میموں بتو گویم چه نست — دلم از خون چنیں بیگنہی پُر خون ست
به نصیحت قلم سر زده رقم ایں تاریخ — صیدِ دل کن مکن ایں صید بسا میمون ست
سنه ۱۲۹۷

تاریخ فوت عزیزی نوراللہ

داغ آنکہ ز حیثش رخ ہمچوں مہ رفت — تشنہ کام آنکہ چو یوسف بہ شش اندر چہ رفت

آہ زاں نور کہ از دیدۂ من گشت نہاں — حیف ازیں دیدہ کہ از دیدن نور اللہ رفت

سنہ ۱۲۹۲ — سنہ ۱۲۹۲

تاریخ وفات میر غفّار شاہ

رفت غفّار شاہ تا از دہر — کارش افتادہ است با غفّار

از برائے دعائے مغفرتش — ہاتف غیب گفت یا غفّار

سنہ ۱۲۹۲

تاریخ فوت عزیزی رزق علی

آہ از فلک چہا بسر اہلِ قال رفت — سر دفتر فسانہ نگاران حال رفت

عالی تبار و سید والا نژاد مرد — معنی نگار شاعر نازک خیال رفت

از پائے تخت ہستی فانی بصد نیاز — تا پیش گاہ بارگہ ذوالجلال رفت

رفت آنچہ رفت بر سرم از رفتنش ولے — فریاد ازیں کہ دور ز اہل و عیال رفت

عمر عزیز بیں کہ چو آب رواں گذشت — یا بوئے گل کہ ہمرہ باد شمال رفت

ہیہات گنگ باد زبانے کہ گوید آں — رزق علی ز مدرسۂ قیل و قال رفت

از جوش گریہ در جگرم آب چوں نماند — صد جوئے آبم از عرقِ انفعال رفت

دریائے خوں ز ہر بن مویم رواں ببیں — از چشم من مپرس کہ بر دل چہ حال رفت

ایں ماجرا شنیدہ ام و زندہ ام ہنوز — وز زندگی چہ فائدہ چوں در ملال رفت

تا دیدہ روئے شیب شد از دیدہا نہاں — زیں آفتاب آہ کہ پیش از زوال رفت

تنہا نہ رفت دست و دل از کار در غمش — کلک از رقم گذشت زباں از مقال رفت

	از مطلع کمال چو او کوکبے نتافت	بس دورها گذشت و بسے ماه و سال رفت
	تاریخ رحلتش چو نگارد جز این عزیز آه از زمانه رونق بزم کمال رفت ۱۲۹۳ھ	

عزل سلطان عبد العزیز خان (بطرز تخرجه) و جلوس سلطان مراد بر تخت روم (بطرز تعمیه)

۱۵	سلطان عبد العزیز از حکم قضا	برخاست ز تخت و گشت ناگه خود را
	بنشاند مراد را بجایش چو خدا	کردند فدا سرِ ارادت ذرّا ۱۲۹۳ھ

۱۶ قطعه تاریخ عقد حافظ نظام الدین صاحب

بلبل و گل در چمن بنگر که باهم آمدند	یا که بلقیس و سلیمان شاد و خرم آمدند
شد مرتب بزم طوبیٰ بلبل و گل چون بباغ	نغمه خوانان چمن با زیر و بم آمدند
فاخته چون خرقه پوشان معمر تاخته	هدهدان مانند پیران معمم آمدند
کبک و طاؤس و تدرو و سارک و سار و چکاو	فوج فوج از دشت و در چون لشکر جم آمدند
یاسمین نسرین سمن ریحان و سنبل نسترن	موج موج از خشک و تر با نفحه و شمیم آمدند
عرعر و بید و صنوبر نار و انجیر و چنار	کش کشش همچون غلامان با خم و چم آمدند
برگ برگ و نخل نخل و شاخ شاخ و کاخ کاخ	در یکف بهر نثار گل ز شبنم آمدند
سوسن از بس کبر و ناز و سبزه از راه نیاز	پیشوا با صد نوید خیر مقدم آمدند
از پئے تحریر کابین نامه بر برگ سمن	لاله و نرگس همه با مهر و خاتم آمدند
سرو و شمشاد چمن چون شاهدین عادلین	بالکمال راستی صدق مجسم آمدند
یک طرف باد شمال و یک طرف باد صبا	در وکالت هر دو یک از یک مسلم آمدند
گل خموش از ناز یعنی خامشی عین رضاست	هان نه پنداری که خوبان گنگ و ابکم آمدند

بلبل آمد در خروش آمد خوش از جوش بود
بے نگوئی عشق بازاں باادب باہم آمدند

قمری حق گوے سرگرم خطابت گرم شد
اے ببا خوش لہجہ کاندر جہر مبہم آمدند

غنچہ آواز قمری لہجہ بانگ تدرو
چوں دو حرف الحق کہ از یک جنس مدغم آمدند

پیش ازیں نتواں سرود و پیش ازیں نتواں شنود
نیک می دانند خود آنانکہ محرم آمدند

قصہ کوتہ آنچہ گفتم جملہ الہام است و بس
اہل دل دانائے ایں اسرار مبہم آمدند

یک قلم آثار نیرنگ آمیزی رنگ ست و بو
کایں ہمہ انواع گوناگوں بعالم آمدند

گل بہ بلبل شمع با پروانہ قمری با سرو
جلوہ ہائے حسن و عشق است اینکہ توام آمدند

ماہ کنعاں از کجا جذب زلیخا از کجا
عاقبت بنگر کہ چوں ہم بزم و ہمدم آمدند

وامق و عذرا و شیریں خسرو و لیلیٰ و قیس
ہر یکے در سلک عقد خود منظم آمدند

از دوئی بگذر کہ باشند عین وحدت این دوئی
یکدل اند آرے دو دل ہر گہ کہ باہم آمدند

چوں بہ بیت با محبت جمع میگردد خوش است
خوشتر آں باشد کزاں سرخوش دو عالم آمدند

پیروان حکم شرع آرے محبت پیشہ اند
خاصہ خاصانے کہ از اولاد آدم آمدند

بندہ و آزاد را نبود گزیر از فانکحوا
ہر یکے پابند ایں زنجیر محکم آمدند

از گدا تا پادشا از اولیا تا انبیا
تابع ایں حکم از آدم تا باین دم آمدند

خاصہ در عہد طرب حافظ نظام الدین کہ او
ازدواج طرفہ کز فیض شہ و اب ہم آمدند

ہست او خود حافظ قرآن و قرآن حافظش
در پناہ ہر دو گر از اسم اعظم آمدند

ہم چو بلقیس و سلیماں ہر دو از دنیا و دیں
شادماں باشند کز ہم شاد و خرم آمدند

بہر تکمیل ہمایوں ازدواج او عزیز
از قران مہر و مہ بگذر کہ باہم آمدند

چوں برآوردم سر از اخلاص و تفتیش سال
مصحف و تفسیر دیدم منج باہم آمدند

۱۳۹۱ھ

۱۷ قطعهٔ تاریخ خطاب شاهنشاهی ملکهٔ معظمه قیصرهٔ هند،

فلک کہ شد کامیاب کون ومکان زین خطاب / سرخوش ازین رشح ناب خاطر احباب گشت
در نظر دوستان یکسره چون بوستان / قطعهٔ هندوستان خطهٔ شاداب گشت
از کرم بے حساب در رہِ مستان شتاب / شد گہر از شرم آب تا چو مے ناب گشت
لاله رخان فرنگ جلوه کنان شوخ وشنگ / عرصهٔ دہلی برنگ روکشِ سقلاب گشت
فرش گل و یاسمین غیرت دیبائے چین / سبزهٔ بروئے زمین اطلس وکمخواب گشت
شورِ تفنگ وشلک شد بسما از سمک / گوش ملک بر فلک گرز تب وتاب گشت
طالع ناہید شد مہ ہمہ خورشید شد / ساقیٔ جمشید شد باده ہمہ ناب گشت
ہر یک از اہلِ ہمم از برا و رنگِ جسم / ہم چو کواکب بہم در رہِ مہتاب گشت
حلقهٔ صدر از کمال بود بہ شکل ہلال / قوسِ فلک ز انفعال آب چو گرداب گشت
مرکزِ ہفت آسمان دائرهٔ آن کمان / بہر سجودِ سران حلقه چو محراب گشت
تارِ طرب می تنم نغمهٔ عشرت زنم / ہر سرِ مو بر تنم ہمسرِ مضراب گشت
داشت عزیز انفعال در سخن از قیل وقال / لیک پئے عرضِ سال مضطر و بیتاب گشت

گفت سروش پگاه مصرع روشن چو ماه
نیر اقلیم جاه مهر جہاں تاب گشت

۱۸۷۷

۱۸ تاریخ فوت خواجه حسن شاه عشائی در کشمیر

دردا کہ چو بوئے گل بیک چشم زدن / شد خواجه حسن شاه برون زین گلشن
تاریخ وفاتِ او ملک گفت بمن / با وجه حسن شد و باخلاق حسن

سنه ۹۷ ه ۱۲

۱۹ قطعهٔ تاریخ رسید نسخهٔ مرسلهٔ نواب یمین الدوله بهادر والی ریاست ٹونک

دو شنبه آمد خلعتی رعنا و زیبا بی بها — بهتر از زرنگین قبا سیمین کمر زرین کلاه
سرفراز و سربلند و سرخوشم کرد از شرف — گوئیا از در درآمد عزت و اقبال و جاه
از چه بهر افتخار و اقتدار و اعتبار — از که از میر وزیر و آصف و جم پایگاه
آن یمین الدوله کاندر لجهٔ احسان او — مرغ و ماهی و سمند و میکند هر دم شناه
از مدارش رای باشد سو یمین قطب فلک — وز فروغش روی آمد ثالث خورشید و ماه
صحبتش از اهل قال ارباب حال اهل کمال — نیست خالی هیچ وقت و هیچ ساعت هیچ گاه
چشم او بر جلوهٔ قرآن و تفسیر و حدیث — گوش او بر نعرهٔ تکبیر و تسبیح و صلواه
از برای ظالم و مظلوم و رنجور الم — درگهش دار الجزا دار الامان دار الشفاه
خلق را از خُلق او عیش و نشاط و انبساط — دهر را از لطف او آسائش و امن و رفاه
سرفرازان گردنان طالع وران بر درگهش — سوده خم کرده نهاده گردن و فرق و جباه
دل ربا آهن ربا و کهربا از حفظ او — عاطل از جذب دل است و جذب آهن جذب کاه
خلق او با خلق مهرش با من و قهرش بخصم — لطف یزدان فضل منان باشد و قهر اله
حرف بذلش وصف فضلش صیت شعر من بهند — رفته تا حد بخارا و سمرقند و هراه
گر فرنگیس و اگر نوشابه و رسوادابه هست — بندگانش را کنیزان و پرستارند داه
دوستانش همنوای بربط و چنگ و رباب — دشمنانش هم زبان ناله و فریاد و آه
ای عزیزا ای سرفرازا ای سربلند شاعران — روبران در سر فرود کن لیک خم قامت دوتاه
خواه از ابرام خواه از عاجزی خواه از نیاز — کام دل از وی طلب از وی بجو از وی بخواه
در سواد و ظلمت و تاریکی جهل آمده — مشعل و شمع و چراغ از بهر سر گم کرده راه
این سه روشن نسخه آمد سرمهٔ چشم جهان — وقف انوار ثلاثه گشت و امان نگاه

۱۲۹۹ھ

قطعۂ تاریخ تولد نبیرہ مولوی انعام اللہ ابن مولوی ولی اللہ صاحب مرحوم

۲۰ ہر کسے از بندۂ فیاض دارد بہرۂ ‏ گو لعل و گہر گوہر چرخ اختر یافتہ

ہم خضر آب حیات و ہم سکندر آئینہ ‏ ہم سلیمان مُہر ہم جمشید ساغر یافتہ

چرخ ہور و ہور نور و نور تشریف ظہور ‏ دہر گاہ و گاہ شاہ و شاہ افسر یافتہ

تن روان و جان توان از جلوۂ جانان گرفت ‏ دیدہ نور و دل سرور از روئے دلبر یافتہ

سرو مینائے زمرد ساغر یاقوت گل ‏ لالہ جام لعل و نرگس کاسۂ زر یافتہ

آب و رنگ روئے رنگین لالۂ احمر گرفت ‏ پیچ و تاب موئے مشکین سنبل تر یافتہ

باغبان روزگار از فیض ابر نوبہار ‏ نونہال آرزو را بار آور یافتہ

نور چشم مولوی انعام انعام آن کہ او ‏ یافت فرزندے کہ فر سعد اکبر یافتہ

بہر سال این عطائے ایزدی ناگہ سروش

زد ندا، انعام از حق طرفہ گوہر یافتہ

سنہ ۱۲۹۹ھ

قطعۂ تاریخ ورود مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر در دہلی بہ تقریب دربار شاہنشاہی و برپا کردن خیمۂ شال

۲۱ والی کشمیر تا در مرز دہلی خیمہ زد ‏ آسمانے طرفہ گوئی کہ عالم گیر شد

مصرع تاریخ نصبش گفت بلبل باعزیز ‏ دہلی از گلکاری آن خطۂ کشمیر شد

سنہ ۱۸۷۷ء

قطعۂ تاریخ وفات عاشق حسین خان لکھنوی رحمہ اللہ برادر کلان سبتی مصنف مرحوم

۲۲ در دا کہ رفت ناگہ چون بوئے گل ازین باغ ‏ سروے کہ دیدن او باغ و بہار من بود

از باد مرگ خاموش گشت افسوس ‏ شمعے کہ از رخ او روشن ہر انجمن بود

از صرصر حوادث ناگه فتاد از پا — آزاده که سروش آرایش چمن بود
زین بوستان بریده و ز دوستان رسیده — بادِ بهار گوئی یا آهوِ ختن بود
در پیچ و تاب سنبل در آتش از غمش گل — بر شاخسار بلبل یا مرغ بابزن بود
شمشاد و سرو باهم از بار غم شده خم — گل نیز داغ ماتم چون لاله در چمن بود
بے بستر و بالین بر خاک خفته امروز — ماهے که فرش خوابش یک باغ یاسمن بود
از دست برد فالج در لعب گاهِ هستی — نقش دو روزه مهرهٔ او در ششدر محن بود
یکشنبهٔ صیام و بست ششم پس از چاشت — هنگامهٔ رحیلِ روح روان ز تن بود
بر نعش او ز مسکن تا خوابگاهِ مدفن — بر گردِ مه چو انجم انبوه مرد و زن بود
پیش از زوال دیده روئے زوال هیهات — این آفتاب گوئی چون برق گام زن بود
جان بر لبش رسیدن و ز شوخیش رسیدن — هنگامهٔ فراقِ شیرین و کوه کن بود
بر دست حور و غلمان برداشته بجامے — در زندگی ز صوتش مهرے که بر دهن بود
فارغ لب و دهانش از تلخئ دمِ مرگ — کامش لبالب از شهد جامش پر از لبن بود
رویش ز نورِ ایمان در چشمِ اهلِ عرفان — مانند شمع فانوس تابنده در کفن بود
معراج پایهٔ او این بس که در شبِ قدر — در خاک خفت و روحش بر چرخ گام زن بود
آخر چه کرد گوش او کامروز شد خموش او — شیرین لبے که دوش او هر لحظه در سخن بود
دریائے هشت جنت واگشت برزخ او — از بس دو چار چشمش با نورِ پنجتن بود

تا رفته از سر جان خواند عزیز گریان
هم عاشق حسین و هم عاشق حسن بود
۱۲۹۹ھ

۲۳

قطعهٔ تاریخ وفات مولوی محمد شاه

دل ز دهر شد مانوس و مصیبتا فسوس — مولوی محمد شاه رفت از جهان ناگاه

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ	لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ
مالکِ جہانِ بذل باذل ملائکِ فضل	سالکِ سلوک آگاہ پیرِ سالکان راہ
بر سر ادب افسر در بر ہنر زیور	در جہان دانش شاہ بر سپہرِ بینش ماہ

طرفہ مصرعے درحال گفتم از برائے سال
صاحب بصیرت آہ مولوی محمد شاہ
۱۲۹۹ھ

۲۴ تاریخ وفاتِ منشی سید مظفر علی خان متخلص بہ اسیر لکھنوی

ہان زمین تنگ جہاں غافل مشو گر عاقلی	دار دار خون ہنرمندان جفا این چرخ پیر
صبر کن بر تنگیٔ دوران بدل تنگی مبازہ	در نجات از شہر بند دہر می جوئی بمیر
مرگ دشوار است از وے زندگی دشوار تر	نے ازان باشد گریزے نے ازین آمد گزیر
از ثریا گر فتادی در ثرے غافل مشو	در رہ سالک بود بسیار ازین بالا و زیر
شعلہ خیز و شعلہ ریز است از زمین تا آسمان	تو بگرد خویش می بندی حصارے از حصیر
زین طلسم بے در و روزن اگر خواہی خلاص	رخنہ در دیوار ہستی کن برون شو ہمچو تیر
تودۂ خاکستر ے پر از شرار و اخگر است	دخمۂ آتش پرستانست این چرخ اثیر
پا بعبرت نہ درین صحرا کہ یکسر نطع خاک	ہست ادہم گور و کمخیتِ گوزن و چرم شیر
ہر زمان از خاک خیزد نعرۂ ہل من مزید	عالمے خوردہ دنبود او ہنوز ش معدہ سیر
ہم عجم بے رونق است و ہم عرب بے آب و رنگ	انوری ماند و نہ خاقانی نہ حسان نے جریر
نے بدہلی ذوق ماند و نے ہوس در لکھنؤ	رفت از جا عالمے تنہا نہ از عالم اسیر
آنکہ بود او در اماثل بے مثال و بے ہمال	آنکہ بود او در افاضل بے عدیل و بے نظیر
پایۂ ارد و بعہدش بود بالاتر ز عرش	لکھنؤ بے او ز رونق شد چو بے سلطان سریر
نثر او نثرہ نثار و شعر او شعرے شعار	طبع او مضمون شکار و فکر او گردون مسیر

سکہ زد تا بر زر کامل عیار آن نامور	نقش او کرسی نشین شد نام او آفاق گیر
گر چراغ اہلِ ہند او را شماری درخورست	زانکہ بود از وے سوادِ ہند افروزش پذیر
سروِ آزادِ گلستانِ سخن از پا فتاد ۱۲۹۹ھ	نالہ شد طوق گلوے قمریان خوش صفیر
گشت تا خاموش این رنگین نوا از فرطِ غم	پارہ شد مرغانِ گلشن را گلو از بس نفیر

گرد چون پرواز روحش نو حہ سنج آمد عزیز
ہم صفیرِ بلبلان سدرہ بود افسوس اسیر
۱۲۹۹ھ

۲۵ قطعۂ تاریخ قصرے کہ خواجہ حسن در حیدرآباد بنا کرد

بہ بین کہ خواجہ حسن قصرِ نو بنا فرمود	بحسن سعی و بوجہ حسن بہ رائے حسن
بروِن آن چو رخ ماہ طلعتان پرنور	درون آن چو دلِ پاک طینتان روشن
فضائے او بکشاید برودرے ز طرب	ہوائے او برباید ز دل غبارِ محن
نجوم گرد سر شمسہ اش ہمی گردند	چنانکہ لشکرِ پروانہ گردِ شمع لگن
بعید نیست ز گستاخیِ سپہرِ بلند	کہ بوسہ بر لب بامش زند بگاہِ سخن
بہ بین بآئینہ کاریِ آسمانۂ او	کہ ہست منزلِ پروین و ہم مقام پرن
بہ رنگ و بوے خداداد و زیور و زینت	چو نو عروس گرفتست در برش گلشن
چہ فرو دین و چہ دی کعبۂ بہار بود	ہمیشہ طوف حریمش کند نسیم چمن
بہ بزمِ شیشہ و کبکان بباغ قہقہہ سنج	بہ کاخ ارغنِ مرغان بشاخ دستان زن
ز جار و شیشہ ز فانوس دل فروز مقام	ز تخت و کرسی و منزست دلنشین مسکن
بساطِ قاقم و سنجاب و شیر قالینش	بود سرابِ رہ مردمِ شکار افگن

زبام چرخ ملک گفت سالِ بنیادش
بود اُطاق حسینے رواقِ خواجہ حسن
۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ ممبری کونسل نواگوبنر جنرل بہادر راجہ امیر حسن خاں تعلقدار محمود آباد ضلع سیتاپور

۲۶

اے جہان بر خویشتن می ناز از خوش طالعی
تو عروس باغ را مشاطہ فصل بہار
باغ را دہ رنگ و بوئے اے نسیم فرودین
چہرہا احمر کنید اے لالہ و گل ارغواں
کوہ و ہاموں را بگیر اے باد نوروزی بزر
تاج و طوق و یارہ و پرگز بسیم و زر کنید
اے بہار امسال گل کن سر خوشی و خرمی
چہچہا اے عندلیب انشاد کن در تہنیت
داور ما گشت صدر آرا اے قدر و اقتدار
شد مشیر خاص وا سرا اے از کار آگہی
ساعد دولت سعید الملک مسعود ازل
اقتدار آخر رساندش بر سریر اقتدار
منسلک در سلک والا گوہراں شد گوہرش
نقشے از دولت بہ بست و بر سعادت یافت دست
شد ز مہر ایزدی توشیح جاہ او سجل
تہنیت چوں در غزل سنجی عزیز آغاز کرد

اے فلک بر گرد خود می گرد از نیک اختری
غازہ بر روشناسہ در موکن برائے دلبری
راغ را کن شست و شوئے اے سحاب آذری
دیدہا انور کنید اے مہر و ماہ و مشتری
کافتاب امروز شد گرم تلاش زرگری
اے سمن اے نسترن اے نرگس و اے جعفری
اے نہال ایں بار بار آور بہی و بہتری
نامہ اے خامہ کن انشا بہ مدحت گستری
سرور ما گشت قدر افزا اے صدر و برتری
شد معین را اے اہل لرا اے از دانشوری
کش لقب آمد امیر الدولہ از نام آوری
داورے آخر نشاندش بر سریر داوری
منتظم در نظم صاحب جوہراں شد جوہری
کش عطارد خامہ داد و مشتری انگشتری
ہم چو ماہ نیم مہ با مہر مہر خاوری
غلغل حسنت بگذشت از سپہر چنبری

عرشیاں گفتند سال ایں فرازیں بارگاہ
یافتہ در حلقہ کرسی نشیناں ممبری

۱۸۸۶ء

سنہ

۲۷

قطعہ تاریخ وفات مولانا عبد الرزاق قدس سرہ فرنگی محلی

عبد رزاق آن جنیدِ وقت و شبلیٔ زمان — کز نگاہ فیض او ہر ناقصے کامل شدہ
رایتے بود از سعادت سایہ گستر بر جہان — آیتے بود از ہدایت بہرِ ما نازل شدہ
چشم امید از جمالش چشمۂ خورشید گشت — دست سائل از نوالش بحرِ سائل شدہ
از بیانِ جان فزایش چارہ ہر رنجور یافت — وز زبانِ دلکشایش حلِ ہر مشکل شدہ
ہر کسے کو چشم لطفش دید صاحب دیدہ گشت — ہر کسے کو دل بمہرش داد صاحبدل شدہ
دست و بازوے ید اللّٰہی نگر کز بیعتش — پیروان را دستگاہِ باطنی حاصل شدہ
بست و پنجم ۲۵ از صفر روز دو شنبہ بعد چاشت — رہ گرائے ملک باقی زین کہن منزل شدہ
از میان فرقۂ ناسوتیان آمد برون — در گروہ خاصۂ لاہوتیان شامل شدہ
ابرِ دریا ریزِ گوہر بیز ازیں وادی گذشت — بحر گوہر خیز گوہر زائی زین ساحل شدہ
رفتم و از حضرتش ہمت طلب کردم عزیز — چون بتاریخ وصالش طبعِ من مائل شدہ

از زبانِ حال روشن کرد شمعِ مرقدش
نور پاکش بنور انوارِ حق واصل شدہ
سنہ ۱۳۰۷ھ

۲۸

ایضاً

سفر از جہان عبد رزاق کردہ — بقرب خدا بود مشتاق آرے
بشرع و بفقر و بعلم و بحلم — عدیلش نبودہ در آفاق آرے
بخلق نبی خلق را کردہ او — مشرف بہ تشریف اخلاق آرے

رقم زد بسال وصالش عزیز
برزاق پیوست رزاق آرے
سنہ ۱۳۰۷ھ

۲۹ قطعهٔ تاریخ طبع نسخهٔ نحوی تالیف مرزا جهان قدر

سیرزاده احمد علی شهزادهٔ والاگهر — آنکه او جوهر شناس علم و کان علم هست
هم ز فرطِ قدر طغرا ایش جهان قدر آمده — هم بقدر علم ذاتش قدردان علم هست
در نسب صاحب جلال و در حسب صاحب کمال — نور عینِ جان عالم نیر جان علم هست
کلکِ او باشد عطارد رای او مهر منیر — از علو پایه گوئی آسمانِ علم هست
نسخهٔ در نحو از تالیفِ او مطبوع شد — کز صفا آئینه دار عز و شان علم هست

بس همین مصداق حال است و همین مصرع سال
او جهانِ قدر یارب این جهانِ علم هست
سنه ۱۳۰۸ھ

۳۰ قطعهٔ تاریخ بنای روضهٔ جدید مزارِ حضرت محمد مقیم قدس سره

هزار شکر که تعمیرِ این زیارت گاه — ز دست عبد الوهاب یافت انجام
عطیهٔ ازلی ذاتِ او باهلِ جهان — چو نعمتِ وهبی نام او بکام انام
ز بسکه هست کفش بانیِ مبانیِ خیر — شد از عمارتِ این روضه نیز خیرش عام
علو مرتبه بنگر که ساکنانِ سپهر — قریب هست که بوسندش از ادب لب بام

عزیز مصرع سال و حقیقت حال ست
بنای نو مزار مقیم عرش مقام
سنه ۱۳۱۰ھ

۳۱ قطعهٔ تاریخ خانقاه درگاه بانسه شریف ضلع باره بنکی

حسن سعی عبد وهاب ست آری آنکه شد — خانقاهِ نو بنا در این چنین پاکیزه جاے
زیبِ کسب شرف شد بانیِ تعمیر آن — مسند آرای امارت راجهٔ فرخنده رائے

سیکند پیوستہ مال و زر تصدق بر رسول	وصف او نازم کہ باشد سوئے نامش رہنمائے

گفتم این تعمیر عالی چیست، از دہاتف ندا
منزل کسب صفا و جاے مردان خدائے
سنہ ١٣١٠ھ

٣٢ دیگر

خوشا عبد وہاب کز سعی او	عمارت شد این جا مقام پناہ
بود بانی آن تصدق رسول	کہ ماند بدیر جہان دیرگاہ
کفش ابر بارندہ بحر جود	رخش مہر تابندہ برج جاہ
عقیدت نگر کز تہ دل بود	فدائے رسول و حبیب الٰہ
ہم او ہست مخدوم مخصوص ہر	ہم او خادم خاص این بارگاہ

عزیز از پئے سال بنیاد گفت
بنا شد زہے اینچنین خانقاہ
سنہ ١٣١٠ھ

٣٣ قطعہ تاریخ وفات مولوی محمد اکرم ابن مولانا محمد نعیم قدس سرہ فرنگی محلی لکھنؤ

ذی مکارم محمد اکرم نام	صاحب لطف خاص و خلق عمیم
اکرم و اعظم و جلیل و جمیل	افضل و اکمل و زکی و فہیم
بحر عرفان و در بحر علوم	عین اعیان و نور عین نعیم
گشت دامن کش از نعیم جہان	شد بباغ نعیم ہم چو نسیم
حور و غلمان بحیرت افتادند	تا کہ ہست این کریم ابن کریم

مشعر سال وحال رضوان گفت
بود او گلبنے ز باغ نعیم
سنہ ١٣١١ھ

۳۴ تاریخ وفات میر وزیر علی صبا (بطریق تخرجہ)

دوش فریاد بگوش آمد و گفتم چہ سبب — ناگہان بلبل دل نوحہ کنان کرد ندا
ہست از مرگ صبا اینکہ جدا گشتہ عزیز — از چمن سبزہ، گل از شبنم و از باغ صبا

۱۲۷۱ھ

۳۵ قطعہ تاریخ کدخدائی پسران حافظ تونگر علی رئیس لکھنؤ

ہزار شکر کہ گشتند کدخدا امسال — روان فروز دو اختر گران بہا دو گہر
یکے نظیر حسین و دگر منیر حسین — کہ ہر یکیست بخوبی نظیر یک دیگر
چراغ دودۂ امید و شمع بزم مراد — فروغ دیدۂ خورشید و نور چشم قمر
زجوش عیش و طرب شاید ار نمی گنجد — بدست ساغر و مے در میانۂ ساغر
ز تاب رنگ گل جوش ارغوان گوئی — گرفتہ است ہوا باغ و راغ را در زر
نمودہ جلوہ بصد ناز شاہدان چمن — بدستوانہ و طوق و بہ یارہ و پرگہر
بفکر سال عروسی بود چو خامۂ من — سزد کہ ہم چو چمن نامہ را دہد زیور
رسد شناس نسیم تا رسد بذہن مرا — رشد — کہ مہر و ماہ قران کرد و زاد شش زادر

گہر شناسم و زیبا بود اگر گویم — پئے چنان دو نگین زیبد آن دو انگشتر

۱۳۱۱

۳۶ قطعہ تاریخ تحصیلداری شیخ صمصام علی تعلقدار گنڈارہ ضلع گونڈہ

صمصام علی کہ منصب داد — از رحمت خدائے بگرفت
طبعم رہ تہنیت سرائے — چون مرغ سخن سرائے بگرفت
در حیرت فکر مصرع سال — چون خاطر نکتہ زائے بگرفت

از عرش ندا بفرش آمد
بر کرسیٔ عدل جائے بگرفت
۱۳۱۲ھ

۳۷ **تاریخ وفات رجب علی شاہ مجذوب**

خوش از دنیا رجب علی شہ رفت
کشتش حسن فرط شوق نگر
شدہ مجذوب واصلِ محبوب

رخشِ ہمت ببیں کہ راند کجا
او کجا بود و یار خواند کجا
جان کجا رفت و جسم ماند کجا

خوش رسا او فتاد این مصرع
جذبہ اورا دلا رساند کجا
۱۲۹۲ھ

۳۸ **قطعہ تاریخ وفات حضرت دوست محمد**

گشت واصل بحق محمد دوست
شدہ سال وصالش این مصرع

وصل آرے ز ہجر دوست نکوست
کہ بیک دم رسید دوست بدوست
۱۳۱۲ھ

قطعہ تاریخ مسجد کہ چودھری خلیل الرحمن صاحب تعلقدار رولی ضلع بارہ بنکی در رولی بنا کرد

۳۹ زبدۂ عصر خلیل الرحمن
آن کہ در اصل فرید ست و وحید
طینتش صاحب اشفاق عمیم
مسجدے ساختہ از راہِ خلوص
رنجہا برد درین کار بسے
سقف آن ہست سپہرے کہ دراو

بندۂ خاص خداوند جلیل
آنکہ در نسل نجیب ست و نبیل
سیرتش جامع اخلاقِ جمیل
کہ کند حاصل ازان اجر جزیل
گنجہا کرد درین راہ سبیل
بستہ دل شمس و قمر چون قندیل

عزت و عظمت و حرمت بنگر — کہ کند طوف حریمش جبریل

سالِ تاریخ بنا گفت عزیز
کعبہ در ہند بنا کردہ خلیل
۱۳۱۲ھ

۴۰ قطعہ تاریخ کشتہ شدن ناصر الدین شاہ قاچار شاہ ایران

دریغا کہ مقتول شد بیگناہ — شہِ کجکلہ ناصرِ دین پناہ
بطرز برآورد از بہرِ سال — بیا داد از شاہِ مظلوم خواہ
۱۳۱۳ھ

۴۱ تاریخ طبع رسالہ شمائم امدادیہ مصنفہ حضرت امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر

چہ خوش رسالہ شد از فیض مرتضیٰ خان طبع — کہ مستفیض شود طبع خاص و عام ازوے
بیان محرم راز حریم سبحانیست — کہ محرمان حرم راستا احترام ازوے
عنایتِ حق و امدادِ ایزدی پندار — دل تو می طلبد گر نشان و نام ازوے
حلاوتِ سخن من بہشتیاں دانند — کہ شہد و شیر بہشتم بود بکام ازوے
بجائے خمکدہ این نسخہ ہست عارف را — کہ صاف بادۂ عرفان برد بجام ازوے
ہوائے مصرع تاریخ در سرم پیچید — کہ غنچۂ دلم آمد بابتسام ازوے

عزیز این نفحات از صبا شنید کہ گفت
رسد شمائم امداد در مشام ازوے
۱۳۱۲ھ

۴۲ ایضاً رسالہ نشر شمیم

این نسخۂ نشگرف کہ بگرفت رنگِ طبع — گلدستہ ایست تازہ کہ بربست نو بہار
ہر صفحہ نافہ خیز تر از خطۂ خطا — ہر نافہ نفحہ بیز تر از نکہتِ تتار

دار و سواد سرمۂ کی سواد آن — در دیدۂ بصیرت ارباب روزگار
درخدمتش تحیتے از من برائے نسیم — وز روضۂ قبول شمیمے بمن ببار
رنگ قبول بود بیانم از دگرفت — کانفاس من چو باد بہارست مشکبار
تفسیر حال سالک راہ ہدا ستی — گہ سوئے مکہ گشتہ مہاجر ازین دیار
پرکار وار گرد جہان گشت سالہا — آخر گرفتہ است بہ مرکز چو حق قرار

تاریخ طبع این نفحات خوش اے عزیز
نشر شمیم نافۂ نات زمین شمار
۱۳۱۴ھ

۴۳ قطعہ تاریخ فوت پسر خواجہ عبدالصمد ککرو مقیم بارہمولہ کشمیر

ز رفتن گل نورستہ حدیقۂ باغ — چہ گویم اینکہ چہ برجان جز و تاکل رفت
متاع زینت گلشن خزان بغارت برد — کہ رنگ و بوئے گل و پیچ و خم سنبل رفت
فغان کہ محفل عیش و نشاط برہم شد — ز دست ساقی و از دست ساغر مل رفت

کنند زروئے الم نوحہ باغبان پے سال
بنال بلبل شیدا کہ از چمن گل رفت
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند سید محمد ہادی خان بہادر اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت

۴۴ حبذا شان محمد ہادی — کہ بود سید و الا گوہر
چشم بد دور کہ دادش ایزد — پسر مہر لقا مہر پیکر
فلک آورد کواکب بہ نثار — خامہ ام ریخت بقرطاس گہر
یارب این تازہ نہال خرم — باد در ظل پدر بار آور
خضر شد راہ نمایم کہ بود — مہدیش نام نہادن خوشتر

ہاتفم نام خدا داد نوید
شد تولد پسرے نام آور
۱۳۱۴ھ

۴۵ قطعہ تاریخ وفات قاضی حکیم محمد عمر قدس سرہ

حیف صد حیف از قضاے کردگار — صدر ایوان قضا شد رہ سپر
داد ریغا در حجاب ناگزیر — بدر کیہان صفا شد از نظر
مخلص عثمان ز اولاد علی — پیر و بو بکر ہمنام عمر
اسم او در خط روشن یک قلم — بر کفش مرقوم از کلک قدر
در نکو نامی کرا باشد بدہر — دست آویزے بدین سان معتبر
از پئے بطلان سحر سامری — داشتے حکم ید بیضا مگر
بودش از فیضان صحبتہاے پیر — این ہمہ آثار و تاثیر و اثر
در شریعت مقتدے ہم مقتدا — در طریقت راہ رو ہم راہ بر
در حکیمان حاذق و صاحب کمال — شیخ وقت خود بقانون ہنر
با دم عیسے دم او ہم نفس — با کف موسی کف او ہم اثر
یا ہو الشافی دو جزوی نام او — ہم عدد یابند بشمار ار نگر
لطفش آمد مرہم ہر خستہ جان — خاک راہش صندل ہر دردسر
در سخن سنجی فرید عصر خویش — از حلاوت نظم او گنج شکر
کردہ ہمچون سلک نظم مولوی — از نود نہ نام تسبیح گہر
گرچہ اخلاصے بہر کس داشت او — با عزیزانش بود اخلاص دگر
شکر صد شکر اینکہ در عالم گذاشت — صدر دین و بدر دین ہر دو پسر
باد در دین و دول علم و عمل — این پسر یارب کہ مانند پدر

یادگار دیگرش کان تنویست
دیدنِ آن می کند روشن بصر

صدر دین گر قرۃ العین ویست
بدر دینش ہم بود نور نظر

صدر دین شد خواستار قطعۂ
در خصوص فوت آن والا گہر

این ہمہ لعل و گہر آوردہ ام
لیک از خونِ دل و خونِ جگر

وز سروش آمد بگوشم این ندا
یا نت عمر جاودان الحق عمر
۱۳۱۵ھ

۴۶ قطعہ تاریخ سید پادشاہ میان حیدرآباد

معرفت آگاہ پیر راہ سید پادشاہ
آنکہ بود او نیک صورت نیک سیرت نیک مرد

در شریعت در طریقت بے نظیر و بیعدیل
در ریاضت در عبادت بود ہم یکتا و فرد

از محرم شانزدہ روز سہ شنبہ بعد شام
بر ندائے ارجعی شد سوے مرجع رہ نورد

طالبانش راز در وقت صبح و مسا
دیدہ پر از اشکِ گرم و سینہ پر از آہِ سرد

ناگہان آمد بگوشم از منادی این ندا
پادشاہ ملک فقر افسوس از ینجا کوچ کرد
۱۳۱۶ھ

۴۷ تاریخ فوت جمال الدین برادر کلان حکیم خواجہ کمال الدین لکھنوی

رفت آہ از نظر جمال الدین
کش دل و دیدہ بود آئنہ دار

والد او بود بہار الدین
گوہرِ بے بہا و عرف بہار

او کہ چشم و چراغ حکمت بود
گشتہ چندے چو چشمِ خود بیمار

دیدہ از دید این و آن بربست
کہ بغلمان و حور گشت دوچار

خون شد از غم دل عزیزانش
خستہ دل تر عزیز جانہ نگار

گلبنے بود نورسیدہ بباغ — لیک پیش از بہار بست اد بار

نوحہ خوانست عندلیب بسال
گل شد از بوستان بہار ز کار
سنہ ۱۳۱۷ھ

۴۸ ایضاً

رفت از دیدہ تاج الدین — شب تاریک روز و صبح مساست
از جہان رفتن و جوان رفتن — جان گزا ماتمے و جان فرساست
چاک ہر سینہ ہم چو جیب گلست — داغ ہر دل چو لالہ حمراست
روضہ خوانان باغ می نالند — کان جگر گوشۂ بہار کجاست
سنہ ۱۳۱۷ھ
نغمہ سنجانِ خلد می گویند — تکیہ گاہش بسایۂ طوباست
سنہ ۱۳۱۷ھ

چمن آرائے ہشت باغ بہشت
گفت جائش بجنت الماواست
سنہ ۱۳۱۷ھ

۴۹ دیگر

دردا کہ از نظر ہا ناگہ جمال دین رفت — از این و آن جدا شد تا واز وصال حق گشت
دیدم دو چشم او باز ہنگام نزع گفتم — آرے جمال ناگہ محو جمال حق گشت
سنہ ۱۳۱۷ھ

قطعۂ تاریخ تقریب ختنہ ہر دو فرزندان منشی میر فرحت حسین وکیل رئیس نگرام ضلع لکھنؤ

۵۰ بنام ایزد از ختنہ گشتند شاد — دو فرزند دلبند فرخ خصال
یکے قرۃ العین عز و علا — یکے درۃ التاج جاہ و جلال
چو جان عزیز اند نور بصر — نگہدار شان حق ز عین الکمال

گرآن آبروے اب وجد بود	مرا این خال رخسارِ عم ست وخال
چمن یافت آرائش تازۂ	زپیرائش این دو رعنا نہال
سرافراز از گل گرفتن شدہ	دو شمع دل افروز روشن جمال
مغنی بہ بزم و عنادل بباغ	شدہ تہنیت خوان بصد حال و قال

بطرز براآورد من نیز چیدم
گل از نو نہالانِ باغ مقال
۱۳۱۷ھ

۵۱ قطعہ تاریخ مکتب نشینی نورالحق حیدرآبادی

گگشت نورالحق چو از فضل خدا مکتب نشین	خانقہ تا خانہ از اہل صفا مملو شدہ
بھر رنگ آمیزی نقش و نگار لوح او	در دبستان یک گلستان حرف رنگ و بو شدہ
روے خوب او بلا تشبیہ آمد مصحفے	سورۂ والشمس واللیل آن رخ و گیسو شدہ

فکر سالش داشتم ناگہ سروش از آسمان
گفت از انوار حق روشن سواد او شدہ
۱۳۱۷ھ

قطعہ تاریخ وفات منشی مشرف علی برادر منشی اطہر علی وکیل رئیس قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ

۵۲

مشرف بہ تشریف عز و شرف	بآن بارگہ رفت ازین کارگاہ
آگہ گفت سالش ز روے ادب	مشرف علی شد بآن بارگاہ

۱۳۱۷ھ

۵۳ ایضاً

رہرو چو آن جہان مشرف گردید	خاک رہ سوار زرف گردید
تاریخ وصال خواستم گفت سروش	گوئی بقرب حق مشرف گردید

۱۳۱۷ھ

۵۴ قطعه تاریخ وفات منشی حیدر حسین در عید الضحی

چو حیدر حسین از جهان ره گرا شد — دل آزرده گشتند گر که دگر مه

ندا شد ز غیبش که چون حاج اکنون — تو هم خیز و محمل به منجی خود نه

قضا گشت داعی و لبیک گفت او — که احرام درگاه حق از حرم به

بر این صوری و معنوی سال فوتش
نهم بود ذیحجه یوم سه شنبه

سنه ۱۳۱۷ھ

۵۵ قطعه تاریخ وفات منشی رفعت علی رئیس شاهجهان پور

رفعت علی که بود رئیس بلند قدر — یکچند ماند خسته رنجور و دردمند

طبع بلند و ذهن رسا داشت در سخن — کافگند بر فراز سپهر برین کمند

شانی رفیع داشته رفعت تخلصش — نطقی فصیح یافته گفتار دل پسند

آن دیده ور که دیده فرو بست عاقبت — آن سربلند کش اجل آخر ز پا فگند

ایوان رفیع دید که این گونه بر جهاند — میدان وسیع بود که اند اینچنین سمند

دلداده که کند دل از این آن و حبت — آزاده که رست و گسست این تمام بند

رضوانش شد پذیره خرامان و شاد شاد — حورانش کرده حلقه غزلخوان و خند خند

گویی رسید تا فلک این ماجرا که هست — آثار غم پدید از این نیلگون پرند

ای آنکه خواستی سنه رحلتش ز من — این عذر رست بس و پذیر عذر البسند

من رفته ام ز خویش چه دانم بگو چه رفت — کی رفته و ز رفتن او رفته است چند

رفعت علی بگو ز جهان رفت بل بگو
رفعت نماند پایه درین طارم بلند

سنه ۱۳۱۸ھ

۵۶ قطعہ تاریخ وصال مولانا حافظ محمد نعیم قدس سرہ فرنگی محلی لکھنوی

دریغا کوچ مولانا نعیم از عرصۂ ہستی
روان فرسا غمے گیتی بہم زن ماتمی باشد

سحابِ عالمِ دانش محیطِ اعظمِ بینش
کہ ہر یک قطرہ بحرے ہر نمے از وے یمی باشد

عدیل او سہیم او نمی یابی نمی یابی
ہمال او مثال او نمی باشد نمی باشد

پس از وے از خدا ہر مسلمے خواہد کہ بر جایش
روانی بخشِ علمِ دینِ اسلام اسلمی باشد

زفیضِ عالمِ علوی نہ پنداری بعید آرے
اگر شادابیِ باغِ نعیم از شبنمی باشد

بکسبِ آبروے کان بود فیضانِ آبائی
بود کاین قطرہ روزے خود محیطِ اعظمی باشد

بسالش از سروشِ غیب این مصرع بگوش آمد
کہ مرگِ عالمے الحق کہ مرگِ عالمے باشد

۱۳۱۸ھ

۵۷ قطعہ تاریخ دیوان حضرت شاہ امین الدین

زہے رنگینیِ دیوانِ حضرت شاہ امین الدین
کہ در نقش و نگار آن نگارستانِ چینی یابی

ہم از شادابیِ اوراق شاخِ طوبی اش خوانی
ہم از گلہاے معنی رونقِ خلدِ برین یابی

چہ دیوان ہست گویا طرفہ تارستانِ عالیشان
کہ ہر بیتے ازان مانا بقصرے دلنشین یابی

سوادِ سالِ طبعِ او کند چشمت اگر روشن
از ابیاتِ امیں انوارِ آیاتِ مبین یابی

۱۳۱۸ھ

۵۸ قطعہ تاریخ وفاتِ میر خورشید علی نفیس لکھنوی

نیّرِ برجِ سیادت میر خورشید علی
سایۂ خود برگرفت از فرقِ دنیائے خسیس

بود مدّاحِ رسول و ذاکرِ آلِ رسول
صاحبِ حسنِ خُلق خلیق اُنسِ انیس

گر حسابے از حسب گیری کریم ابن الکریم ‌‌ ‌ در نصابے از نسب جوئی رئیس ابن الرئیس
حور و غلمان در جنانش آن پرستار این خدم ‌ ‌ انس و مونس هر زمانش آن جلیس این انیس
انجم و افلاک را رفعت ده از فکر بلند ‌ ‌ انفس و آفاق را جان بخش از انفاس نفیس
جسم او از هند و خیر البلاد آمد دفین ‌ ‌ روح او بر سدره با روح الامین با شد جلیس
دعوئے حسانیش در هند ثابت شد که بود ‌ ‌ حجت ناطق زبان او به گفتار سلیس

شام غم از مجلس ماتم عزیز آمد بگوش
آفتابے بود حقا اوج منبر را نفیس
۱۳۱۸ھ

۵۹ قطعہ تاریخ انتقال پُر ملال ذوالفقار علی

برید از جهان ذوالفقار علی ‌ ‌ شد از چشم اهل جهان خون روان
کنند این چنین نوحه برنا و پیر ‌ ‌ جوان مرد افسوس رفت این جوان
۱۳۱۸ھ

۶۰ ایضاً

بذو الفقار علی آب کوثر ارزانی ‌ ‌ که بود تشنهٔ دیدار و دوستدار علی
قضا باو خط رهداری عدم چون داد ‌ ‌ اجل کشید الف از نام ذوالفقار علی
۱۳۱۸ھ

۶۱ قطعہ تاریخ وفات قیصرِ هند هز مجسٹی کوئن وکٹوریہ آنجهانی

فرو مانده انگلینڈ و شاهنشهِ هند ‌ ‌ کز ماتم او ست نیلگون این نه طاق
معمور ز مهر و لطفش این چار جهت ‌ ‌ هر هفت ز عدل و دادش این هفت رواق
تا شمع افروز خلوت خاک شد او ‌ ‌ شد تیره جهان بچشم ارباب وفاق
دلها پر خون و دیدها جیحون گشت ‌ ‌ جانها محزون و نیز طاقت شد طاق

امروز روا بود کہ گوئیم عزیز
در خاک نہان شد آفتاب آفاق

سنہ ۱۹۰۱ء

۶۲ تاریخ وفات محمد ہادی

میر ہادی چو رخت ازینجا بست | تا قماش شوق عشق وادی شد
گفت ہاتف بسال رحلت او | مرحمت رہنمای ہادی شد

سنہ ۱۳۱۸ھ

۶۳ قطعہ تاریخ وفات ڈپٹی محمد باقر

بود آنکہ ہمیشہ برقع از دیبایش | شد پردۂ خاک برقع زیبایش
گو سال رجوع مرجع ماوایش | در حجلۂ گہ بہشت زیبد جایش

سنہ ۱۳۱۹ھ

۶۴ ایضاً

منزلے باعصمتے ہست این مزار | میکند ہر دم بران رحمت نزول
بہر سالش از فلک گوید ملک | باد او محشور با بنت رسول

سنہ ۱۳۱۹ھ

۶۵ قطعہ تاریخ فوت رفیع الدین فرزند خواجہ عماد الدین

نونہال چمن ناز رفیع الدین آہ | ہمچو رنگ از گل و زین گلکدہ چون بو رفتہ
عمر او کرد چو طے منزل بست و ہشتم | پایش از زفتن و نیرو و ششن ز باز و رفتہ
بود گم گشتہ این کارگہ مینائی | لطف حق راہبرش شد کہ بمینو رفتہ

صوری و معنوی این مصرعہ شد تاریخش
بہ شب نوزدہ ماہ رجب او رفتہ

۱۳۱۹ھ

۶۶ قطعهٔ تاریخ وفات شیخ صمصام علی تعلقدار گنڈارہ

آن دنیور نامی کان شد راه رو دینو — صمصام علی بود او مشهور بنام اینجا
با این همه حشمتها با این همه ثروتها — مشغول عبادتها می بود مدام اینجا
بگذاشت دو گوهر آن اکبر دگر اصغر آن — منصور و مظفر آن هر یک بدوام اینجا
از گلکدهٔ ایمان گل داشته در دامان — در ملکدهٔ عرفان ل کرده بجام اینجا
بر حج و زکوٰة افسر و در سعیٔ سخاؤ جود — در صوم و صلوٰة او بود حقا که امام اینجا
بر ذکر خدا مائل با صدق و صفا شاغل — در کسب ضیا کامل چون ماه تمام اینجا
با نفس عزا کرد او گوئی بوغا برد او — بل گرد بر او رد او از رستم سام اینجا
هر چند که بود او یم لب خشک مژه پر نم — از کوثر او از زمزم پیوسته بکام اینجا
دل داد و شد آزاد آن جان کرد فدا شاد آن — جانان که فرستاد آن از وصل پیام اینجا
بس مرحله ها پیمود روزیکه بخاک آسود — آن روزهٔ اوّل بود از ماه صیام اینجا
اے وارد این مرقد مخرام برون از حد — هش دار کرمی خوابد شیرے به کنام اینجا
شد رهبر و راه دین زد خیمهٔ تعلیین — در دینهٔ ظاهر بین گو کرد مقام اینجا

خوابیده چو در مرقد شد گوش زد از مرقد
صمصام علی آمد مخفی به نیام اینجا
۱۳۱۹ھ

۶۷ ایضا

دانشورے ز دنیور درویش سیرتے — کز دهر رفت و خلق جگر خست و سینه کفت
صوری و معنوی سنهٔ رحلتش بس این — ماه صیام هم یکم و روز جمعه رفت

سنه ۱۹ هجری ۱۳ سنه

۶۸ قطعهٔ تاریخ مجلس خانه که شاه احمد حسین صاحب بنا کرد

کرد مجلس خانهٔ احمد حسین اینجا بنا — آنکه در تعمیر دلها محو و مستغرق بود
خواستم تاریخ بنیادش سروش غیب گفت — خانقاهِ صوفیان باصفا الحق بود
۱۳۱۹ھ

۶۹ قطعهٔ تاریخ عطاء خطاب راجه جنگ بهادر تعلقدار نانپاره

تعال الله اے دادرِ بنده پرور — که گیتی فروز آفتاب تو بادا
زمان تا زمین بهره مندِ تو بادا — گران تا گران فیض یاب تو بادا
بگرد جهان آسمان تا بگردد — جهانے روان در رکاب تو بادا
بهر جا بود تیز رائے زبانان — شرف جوے رائے صواب تو بادا
بدیوانِ دولت بود آنچه مخزون — همه درج فرد حساب تو بادا
سرِ سروران گردنِ گردنان خم — بدرگاه دولت مآب تو بادا
فتوحی ز درگاه فتاح داری — که مفتاح صد فتح باب تو بادا
شدی نامور با خطاب بلندی — که رفعت فزاے جناب تو بادا
عزیزا اینکه شیرین بیان شد بوصفت — رجا کامش از شهد ناب تو بادا
درین تهنیت مصرعے یافت طبعش — که مقبول از انتخاب تو بادا
فلک گفت آمین دعا گو چو گفتا
مبارک از ایزد خطاب تو بادا
۱۳۱۹ھ

۷۰ تاریخ وفات مخدره سردارے از کابل

بانو با عفت میسر اجل — وارد کشمیر ارم نزهتے

ہمچو نسیم سحر و بوے گل / رہرو جنت شدہ از جلتے

یافتہ در حضرت مخدوم جا / خادمے بارگہ عزتے

گفت فلک کیست ملک زد ندا

پردہ نشین حرم دولتے

۱۳۱۹ھ

۷۱ قطعہ تاریخ وفات حافظ ضیاء الدین ابن منشی خیر الدین

حافظ قرآن ضیاء الدین کہ او / بود شمع انجمن آرائے من

بازبان حال گفت از لطف حق / شد بہشت جاودانی جائے من

جنت الفردوس گلزار جنان / جائے من ملجائے من ماوائے من

بازمین گفت آسمان در ماتمش / نیلگون بہ خرقۂ خضرائے من

بانگ بر خیل ملک بر زد فلک / کوکبے گم شد ز کوکبہائے من

داد ناگاہ آفتاب او را جواب / بود او ہمچشم من ہمتائے من

چون ملک بشنید گفت از بہر سال

شد ضیائی از دیدہ بینائے من

۱۳۱۹ھ

۷۲ قطعہ تاریخ عمارتیکہ احمد اللہ شاہ ابن مختار جی بہ مسجد قدیم بہرائچ اضافہ کرد

ابن مختار احمد اللہ شہ کہ او / دین ور و دین پرور و دیندار ہست

ساخت این در پیہ مسجد را وسیع / بائے این مرتفع بالا ہست

حسن سعی و نام نیکش تا بحشر / نقش بر بام و در و دیوار ہست

سال تعمیر جدیدش اے عزیز

جد و جہد احمد مختار ہست

۱۳۱۲ھ

۷۳ قطعہ تاریخ وفاتِ حافظ محمد اسلم قدس سرہ

حافظ اسلم عابد شب زنده دار — عارف باللہ ولی اللہ و اصلے
گفت ہاتف مصرع سال وصال — بود شیخ عہد و پیر کاملے

سنہ ۱۳۲۰ھ

۷۴ ایضاً

حافظ محمد اسلم پیر رہِ طریقت — در واصلان معظم در کاملان مکرم
ذی قعدہ بود جمعہ بست و نہم پس از شام — کاین آفتاب گشتہ پنہان ز چشم عالم
از رحلتش جہانے دلخستہ و دل افگار — وز ہجر اوست دلہا پر خون و دیدہ پر نم

تاریخ انتقالش پیداست از وصالش
واصل بحق شد آرے حافظ محمد اسلم

سنہ ۱۳۲۰ھ

۷۵ قطعہ تاریخ وفات راجہ جنگ بہادر تعلقدار نانپارہ

چون راجہ با قدر و بہا جنگ بہادر — شد جانب فردوس از این گلکدہ راہی
فریاد رس ہر کس خود نبیدہ غوث او — وز بندگی در گہِ او یافتہ شاہی
معشوق الٰہی شنہ کہ رحلت غوث است — از مردن عاشق خبرے ست دو چہ خواہی
بر تربتِ آن عاشق جانباز چو رفتم — روشن شدہ در دیدم اسرار کماہی

گفتم کہ چہ مرقد بود این روضہ ندا شد
کارام گہ عاشق معشوق الٰہی

سنہ ۱۳۲۰ ہجری

۷۶ تاریخ وفات قاضی ممتاز حسین

بفردوس ممتاز حق راہ یافت | کہ راہے نرفتی بجز راہِ حق
بپرسند گر حال و سالش بگو | کہ ممتاز ہست او بدرگاہِ حق
| ۱۳۲۰ھ

۷۷ تاریخ مثنوی مولوی اکبر نیر

خامۂ نیر نوشت این مثنوی | باہمہ ناز و نیاز و سوز و ساز
مصرع تاریخ اتمامش بود | پرتوے از نیر عالم فراز
| ۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ نصب کردن سنگ مرمر در روضہ مولانا انوار قدس سرہ بمقام لکھنؤ

۷۸ فرش مرمر کہ شد جدید بنا | از صفا ہست خوشنما ہر سنگ
عبدہٗ باب کرد سعی بلیغ | کامد از مردہ و صفا ہر سنگ
از خاک پاک والی ہست | کہ شد آئینۂ ولا ہر سنگ
فیض انوار حق ببیں کاینجا | در تجلیست از جلا ہر سنگ

گفت سالش کلیم عصر عزیز
سنگ طور است از صفا ہر سنگ
۱۳۲۰ھ

۷۹ قطعہ تاریخ مہمانسرا ایکہ مصطفیٰ خان بنا کرد

ساخت این مہمانسرائے نو وسیع | آن کہ در ہر دو سرا یابد جزا
مظہر احوال و سال این مصرع است | مصطفیٰ خان بانی این نوسرا
| ۲۱ ہجری ۱۳

٨٠	قطعهٔ تاریخ وفات مولانا عبدالوهاب صاحب فرنگی محلی	
	چو شد واصل الی الله عبدالوهاب	که فخر کاملان ما سبق بود
	ندا از عالم انوار آمد	وجودش پرتوے از نور حق بود ١٣٢١ھ

٨١	ایضاً	
	شرح درد دل ز کلکم گوش کن	گفتۂ نائیست گویا آنچه نے
	نالہاے وے ز راه دیگر است	این نوا می خیزد از هر نائے کے
	گر گداز و سنگ از آهنگش بجاست	از محبت نیست خالی هیچ شے
	از زبان برگ گل واز نوک خار	راز فرد دین شنو اسرار وے
	آتش غم جان و دل را پاک سوخت	چارۂ هر درد آخر هست کے
	هر بن مو گشته چشمے خونفشان	اشک خونین می تراود جاے خوے
	حال زار ما سیه بختان مپرس	نور رفت از دیده برجا ماند نے
	ساقیے می خوارگان از بزم رفت	خون دل در جام باشد جاے مے
	عبدوهاب اهل دل را پیشوا	رفت واز خود رفته هر فردے ز پے
	قربت معبود حاصل کرد عبد	زندۂ جاوید واصل شد بحے
	بود الحق خضر راه اصطفا	منزل صدق و صفا را کرد طے
	در ره وادی سال رحلتش	ناقۂ فکرم تحیر کرده پے

شد ندا از عالم رؤیا عزیز
بود ظل مصطفیٰ حقا که وے
سنه ١٣٢١ھ

۸۲ قطعہ تاریخ حاجی سیف الدین ورآبو مہاجر

سیف الدین ز آستان مولی رفتہ | در مکہ رسیدہ وز دنیا رفتہ
گفتم بکدام جا ازینجا رفتہ | گفتند بجنت المعلیٰ رفتہ

۱۳۲۱ھ

۸۳ قطعہ تاریخ غسل صحت راجہ تصدق رسول خانصاحب تعلقدار جہانگیرآباد

اے سر سرکردگان و سرگروہ راجگان | داور عالی مراتب سرور والا مقام
گرد و روزے کاہشی رو داد از رنجوریت | کاہش آن خسر ماہ نو را میکند ماہ تمام
رنجہ در رنجیدہ از رنجوریت شد مرد و زن | خستہ و آزردہ از بیماریت ہر خاص و عام
خیر جاری گشتہ ظاہر وقت غسل صحت | سیر و سیراب آمد از فیضان آن ہر تشنہ کام

مصرع تاریخ غسل صحت خوش گفت خضر
کآب حیوانت بکام و دارو صحت بجام

۱۳۲۲ھ

۸۴ قطعہ تاریخ وفات مولوی حافظ محمود صاحب

محمود رفت و بادش قرآن پاک حافظ | چون حافظ کلام یزدان پاک او بود
ہر دم رسد بگوشم این مصرع از سروشم | گز مہر مقام پائی بہتر مقام محمود

۱۳۲۱ھ

۸۵ تاریخ وفات حمد اللہ ابن شیخ عبد اللہ صاحب

شود از مرگ حمد اللہ جگر خون | کہ میگویند رفت نوجوان رفت
ولے ہاتف بسال رحلتش گفت | بحمد اللہ بجنت از جہان رفت

۱۳ ہجری ۲۲

تاریخ وفات محبوب علی ابن منشی جمال الدین نائب علاقہ تحصیل ریاست کپورتھلا

۸۶

محبوب علی چو شد سوِ خلد برین		سیراب ز کوثر آمد و ماء معین	
گویند گروہ علوی از علیین		محبوب خدا شفیع وے باد و بین	
		۱۳۲۲ھ	

۸۷ قطعہ تاریخ وفات مولانا مولوی شاہ احمد حسن کانپوری

اللہ اللہ با احد پیوست شاہ احمد حسن		قطرہ از خود رفت و واصل شد بجر اعظمے
حافظِ قرآن و عالم عارفِ باللہ بود		محرم بیت الحرام و سرّ حق را محرمے
بہرِ امداد فریق گمرہان خضر طریق		بہر احیائے گروہ مردہ دل عیسیٰ دمے
در غم آن ابرِ رحمت ہر یکے چون رعد برق		گشت نالان با دلِ پرسوز و چشم پُر نمے

مظہر سال وصال وے این مصرعست

عالمے ناگہ بسر دو رفت از جا عالمے

۱۳۲۲ھ

۸۸ رباعی تاریخ انتقال شیخ تراب علی ابن احمد علی ساکن بھٹ گانون ضلع لکھنؤ

اے شیخ تراب اے جنان را دایت		نسبت سو حضرت علی زیبا یت
شد مصرع سال رفتن از دنیا		در سایہ بو تراب باید جایت
		۱۳۲۲ھ

۸۹ قطعہ تاریخ وفات مولانا مولوی محمد حسین الہ آبادی قدس سرہ

زبکہ شاہ محمد حسین باز آمد		بجانب وطن وطے بس مراحل کرد
ز لکھنؤ شدہ راہ بحضرت اجمیر		بصد نیاز دران آستانہ منزل کرد
ہمیشہ داشت تمنا اقامت اجمیر		اقامتے کہ قیامت تجلی نازل کرد

بعہد عرس دو شنبہ یکے ز اہل صفا — کہ ساز محفلے از سامعان کامل کرد
ز سوز عشق کہ در سینہ داشت مولانا — دو چند گرمی بازار اہل محفل کرد
بیک دو زمزمہ کز ساز پرده زد قوال — ہزار خستہ دلان را چو مرغ بسمل کرد
رسید نوبت شعرے کہ طبع مولانا — چو بحر موج زنان آمد و لب ساحل کرد
رجوع کرد بہ تکرار شعر چون قوال — دلش ز حال سوالے ز مائل کرد
ثبوت معنی آزادی بقا این بس — کہ خویشتن ز دل از قید این سلاسل کرد
دراز خفت و ره خفتہ طے شدش بدمے — بدان طریق کہ خود را بدست واصل کرد
سفر و راه حجاز و عراق بس این بود — کہ اجر عمره و سعی و طواف حاصل کرد
شگفت نیست کہ تا حشر گل ز گل روید — بخون دیده ز بس خلق خاک را گل کرد
سرود زمہره تابوت و آن ترانہ تر — برو نشانک روان زنده رود شامل کرد
ہجوم خلق و خرام جنازه تا مرقد — بسیر محمل مصری توان مقابل کرد

عزیز مصرع تاریخ خواست گفت سروش
ز حج کعبہ رنگ رخ بکعبۂ دل کرد
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ وفات مولوی عبد الرؤف بن مولانا عبد الوہاب سبط مولانا شاہ عبد الرزاق

۹۰ صاحب علم و عمل عبد رؤف — تابع سنت و احکام کتاب
بود پیر ره ارباب سلوک — سالک ملک بقا شد بشتاب
بستہ احرام دگر بعد از حج — حرم قرب حقش گشت مآب
بود پیوستہ ز درگاه رؤف — مورد رافت بے حد و حساب

مظہر سال وی و حال ویست
فضل رزاق عطائے وہاب
۱۳۲۲ھ

۹۱ قطعه تاریخ طبع دیوان حافظ رحمة الله علیه

صاحب مطبع نامی گرامی که بود / قطب دین مرکز اسلام مدار ایمان

خواست تا جمع کند جمله کلام حافظ / سعیها کرد و بمقصود رسانیدش یزدان

نسخهای کهن آورد و بکف از هر جا / آنچه درخورد در تم یافته برچیده ازان

طبع کردش چو بتحقیق و تصحیح تمام / همه مطبوع طبایع شد و مقبول جهان

حافظا آنست کش آیات بود این ابیات / حافظ آنست که مصحف بودش این دیوان

حافظا آنست که در میکده صدق و یقین / خود بود میکش و خود ساقی و خود پیر مغان

هست هر سطری ازان موج شراب معنی / هست هر دایره اش جام رحیق عرفان

قطره قطره که فراهم شده دریا گشت / جرعه جرعه که بهم آمده شد رطل گران

بسکه عام است بهر کس کرم پیر مغان / نقد جان بسپر و رطل گرانی بستان

در میخانه کشادند و صلای دادند / میزبان پیر مغان آمد و مستان مهمان

می سرایند بدف مغبچگان این مصرع
مژده ای هند شد اینجا می شیراز ارزان

۹۲ قطعه تاریخ وفات میرزا محی الدین رئیس کشمیر

میرد وانکه کالبد گریان سوی جانان سپرد / گر عزیز مصر گردد یوسف کنعان سزد

رخت از دار فنا میرزا محی الدین ببست / منزل و ماوای او در روضه رضوان سزد

از هواخواهان او گر سدره و طوبی بود / از پرستاران او گر حور و غلمان سزد

تیره شد گیتی که او در خاک خفت و در نهفت / در سحاب ار آفتابی می شود پنهان سزد

سرد مهری شد چو عالم گیر دل افسردگی / گر شود تاریخ بسته زین غم جهان لرزان سزد

خار خار غصہ و غم بسکہ گیتی را گرفت	خار میر دید اگر جائے گل و ریحان سزد
بسکہ بود او خیر خواہ اہل ملک و مالکش	فرزندان او گر گشت صد چندان سزد
والی جم رتبۂ جمون و کشمیر از پسش	مہربانی ہا کہ پیہم کرد بر ایشان سزد
مہر ذرہ مہر گستر بود چون مرزا بخلق	مہربان باشد اگر بر جان او یزدان سزد
تشنہ کامان را ز بس سیراب کردے فیض او	کامیابش گشتن از سر چشمہ غفران سزد

مصرع تاریخ نوشتن جستم از ہاتف کہ گفت
شانع مرزا محی الدین سنسہ جیلان سزد
۱۳۲۲ھ

۹۳ ایضاً

محی الدین رئیس ملک کشمیر	کہ اعزاز از خدائے مہربان یافت
سوم از ماہ حج بود اینکہ رخصت	باحرام حریم جان جہان یافت
با جسم گل فشانیہا کہ میکرد	برات از حق بگلزار جنان یافت
وجودش شمع محفل کاشانہ بود	فروغ از راے او ہر دودمان یافت
تجلاے سینہ ہمچون صبح صادق	زخاک آستان راستان یافت
بیانش زندہ کردے مردہ دل را	کلامے اینچنین نامے چنان یافت

ابا نفس خضر این مصرع بمن گفت
پس از مرگ او حیاتے جاودان یافت
۱۳۲۲ھ

۹۴ قطعہ تاریخ وفات خواجہ غلام غوث متخلص بہ بیخبر منشی لفٹنٹی الہاباد

خواجہ زبان دانی بیخبر غلام غوث	آنکہ تا سخن گو شد رونق سخن آمد
ہر کجا کہ قد افراخت سرو راز پا انداخت	ہر زبان کہ رخ افروخت شمع انجمن آمد

یونسے کہ بطن حوت شد برائے او تابوت — یوسفے کہ پیراہن بہر او کفن آمد
چرخ را ز روح او طرفہ راح حاصل شد — خاک را ز جسم او تازہ جان بتن آمد
فرقتش زبس حسرت خار در جگر بشکست — تربتش زبس نزہت دلکش چمن آمد
جوہری ماہر بود معدن جواہر بود — لعل از بدخشانش گوہر از عدن آمد

آفتاب رخ بنہفت چون زبان حالش گفت
ابر رحمت باری سائبان سن آمد
۱۳۲۲ھ

۹۵ ایضاً

خواجۂ ذی شان غلام غوث والامایہ — کز وجودش خواجگی را بود صد عز و وقار
بدر روشن صدر صدر جمع ارباب کمال — صدر ذو القدری کش آمد قدردان خود روزگار
مغفرت را روز و شب از درگہ حق مستحق — مرحمت را صبح و شام از حضرتش خواستار

خواستم گلدستۂ سالش ز رضوان بہشت
کرد او گلپوشش از گلہائے فردوس این مزار
۱۳۲۲ھ

۹۶ ایضاً

آن خواجہ کہ بود بنام غلام غوث — خوشتر ز روئے خوش جمال و خوش نام و خوش سرشت
در قیل و قال ہمنفس شاعران فرس او — در وجد و حال ہم اثر خواجگان چشت
روشن شد از سواد و بیاض صفات او — توقیع دقیقے کہ بنامش قضا نوشت
گوئی برنگ و بوئے گل و چون نسیم صبح — سوئے بہشت رفت کہ این کشت را بہشت

رضوانش دیدہ گفت کہ این نو رسیدہ کیست
گفتند حوریان جنان خواجۂ بہشت
۱۳۲۲ھ

۹۷ ایضا بطریق تخرجہ

بگذشت غلام غوث آخر زین دار ۱۵۲۲
خواہی سنہ اش زنام او بیرون آر

سنہ ۱۳۲۲ھ

اخلاق حمیدہ داشت افزون ز شمار
بے مثل و مثال و بے عدیل و بشمار
۱۲۵۵

۹۸ تاریخ کدخدائی نوشاد علی خان تعلقدار ضلع بارہ بنکی

نوشاد علی خان شد از سر خدا نوشاہ
طبعم چہ گہر ہا سفت تاریخ مسیحی گفت

چون زہرہ قران آشب با ماہ ہمایون باد
نوشاد علی خان شد نوشاہ ہمایون باد
۱۹۰۷ء

۹۹ قطعہ تاریخ انتقال پرملال ملک معظم اڈورڈ ہفتم

اینچہ رنج و عناست واویلا
صحن گلشن زغصہ شد گلخن
قیصر ہند ہفتمین اڈورڈ

زین چہ شور و بکاست واسفاہ
روز روشن بدیدہ گشت سیاہ
کرد نہضت ازین جہان ناگاہ

سنہ عیسوی اگر خواہی
برکش از نہضت شہنشاہ آہ
۱۹۱۰ء

۱۰۰ قطعہ تاریخ فوت محمد علی پسر شیخ اصغر علی تاجر عطر لکھنو

محمد علی ابن اصغر علی
جوان از جہان رفت واحسرتا
شدہ عاقبت باعث مغفرت
ز روئے جمل سال فوتش بود

کہ ہست آشکارا نکونامیش
نکوتاہی عمر و ناکامیش
نکونامی و نیک انجامیش
شفیعش محمد علی حامیش
۱۳ ھ ۲۴

۱۰۱

قطعهٔ تاریخ مراجعت حاجی عبدالغفار خان رئیس نانپاره از حرمین شریفین زادهما الله شرفا

ای آنکه در هوای بطحا و یثرب از هند ‌ ‌ ‌ دل بر سفر نهادی بستی بناقه محمل
صرف کثیر کردی رنج عظیم بردی ‌ ‌ ‌ راه هدا سپردی در طی آن مراحل
شرطست ره نوردی در راه دوست ورنه ‌ ‌ ‌ یک گام بیش نبود تا کعبه از ره دل
با نغمهٔ حدی خوان ذکر جلی موافق ‌ ‌ ‌ با نالهٔ درای آن ذکر خفی مقابل
بر بختیان نشسته جمعی ز نیکبختان ‌ ‌ ‌ یا آنکه بر درختان شد مجتمع حواصل
بر اشتران حدی خوان چون واعظان بمنبر ‌ ‌ ‌ یا گلبنان ببر وی گرم نوا عنادل
دنبال هم خرامان چون دانهای تسبیح ‌ ‌ ‌ با یکدگر بجنبش یکدست چون انامل
یا بی شمار و بی سر کشتی بتیز دستی ‌ ‌ ‌ بی باد و بادبانی بینی روان بساحل
کشتی نشین جماعت طی کرده ره براحت ‌ ‌ ‌ ایمن ز لطمه‌های اشرار آن قبائل
شد قطره زن بسرعت در ظل بر رحمت ‌ ‌ ‌ از ساحلی بساحل از منزلی بمنزل
ارکان حج ادا شد طی مروه و صفا شد ‌ ‌ ‌ در خانهٔ خدا شد هر مرد راه داخل
از قید قد جفائی آزاد گشت فی الخارج ‌ ‌ ‌ زان دیو ران هر آنکس شد در مدینه داخل
از خاک آستان سلطان دین و دنیا ‌ ‌ ‌ شد قلب اهل دل را حاصل عیار کامل
چشمی که گشت روشن زان روضهٔ منور ‌ ‌ ‌ آن روشنی نگردد تا صبح حشر زائل
یارب عزیز را هم مانند آن جماعت ‌ ‌ ‌ با زائران او کن روزی بلطف شامل

هاتف چو حال بشنفت سال مراجعت گفت
حج تو باد مقبول مقصد همیشه حاصل

۱۳۳۵

۱۰۲ قطعۂ تاریخ بنائے مسجد عربی دار العلوم فرنگی محل لکھنؤ

سعی مولانا شرافت اللہ اللہ دید نیست	آنکہ نام نامیش زینگونہ اعلان یافتہ
اجر سعی وے ز درگاہ الٰہی شد عطا	زانکہ بعد از حج شرف از کعبہ جان یافتہ
بانیش حاجی محمد خانِ ذالاشان بود	کاین بنا را او بنائے دین و ایمان یافتہ

سال تاریخ بنائش گر کسے پرسد عزیز
گو ثواب حج اکبر او ز یزدان یافتہ
۱۳۲۵ھ

۱۰۳ قطعۂ تاریخ کدخدائی ہر دو دختر شیخ اصغر علی تعلقدار گنڈارہ

بحمد اللہ کہ دل شد شاد و خرم	ز عقد ہر دو دختر نیک اختر
فلک بہر نثار ہر دو آورد	چو پروین دیران شد عقد گوہر
چہ گویم از فروغ بزم شادی	کہ چشم روشنان شد زان منور
ز جوش خیر می دگلہائے صد برگ	چمن دار د بستی جامہ در بر
تلو نہائے باغ و راغ بینید	گہ اصغر می نماید گاہ احمر
اگر بلبل و گر صلصل اگر سار	شدہ ہر یک نوا سنج دنوا گر
دو بالا شد نشو و نما شد	کہ فصلِ نو بہار آمد مکرر
باین عید الضحیٰ نازم کہ آورد	دو عیدِ انبساط افزائے دیگر
چنین تقریبہا اتمام دادند	بوالا ہمتی ہر دو برادر
اگر اکبر و گر اصغر بہر کار	ہم آن منصور و ہم بادا ین مظفر

بسالش گفتہ ام این مصرع مسیحی
مبارک انعقاد ہر دو دختر
۱۹۰۸ع

۱۰۴ تاریخ ولادت فرزند شیخ مظفر علی برادر شیخ اصغر علی تعلقدار گنداره

هزار شکر که ولادت خدای فرزندی — که چشم بد ز رخش دور باد شام و پگاه
بفر فرخ خلفش چشم روشنی گویم — که برده گوی سعادت ز مشتری آن ماه
ز عمر و دولت و اقبال بهره ور بادا — بسایهٔ پدر و مام و عم و ظل اله

چه خواستی که پرسی سنین میلادش
که روشن است و عیان از طلوع اختر جاه
۱۳۲۵ھ

۱۰۵ تاریخ بنای خانهٔ حیدر حسین

خان عالی مرتبت حیدر حسین اینجا نه ساخت — مصرع تاریخ اگر خواهی ز روی انتخاب
هان بیا ترک سر اغیار گیر گوش کن — از در حیدر رسد اینجا نوید فتح باب
۱۳۲۵ھ

[۱۰۶] قطعهٔ تاریخ وفات مطیع رحمن ابن الطاف رحمن

چون شد مطیع رحمن رهرو بملک باقی — آسود زیر ظل عرش شفیع رحمن
رضوان چو دید این حال گفت این چنین بسال — گردد مطاع حوران فرخ مطیع رحمن
۱۳۲۵ھ

۱۰۷ تاریخ وفات اهلیهٔ برخوردار شهاب الدین

عفیفه که نکو خوی بود و نیک خصال — بربست رخت ز گیتی چو دخت مرده نژاد
ببین چه رفت ز گلچین بگلبن امید — ببین چه داد ثمر عاقبت ز دخت مراد
فغان که گلبن رعنای باغ عصمت را — رسید لطمهٔ صرصر چنانکه داد بباد
ز رنج و غصه بنالید باغبان و بگفت — شگوفه کرد و نهال چمن ز پای افتاد
۱۳۲۵ھ

۱۰۸ قطعہ تاریخ وفات محمد منصور فرزند اصغر چودھری طالب علی تعلقدار کرسی

جان بحق داد محمد منصور | کرد حاصل شرف قرب الٰہ
نوحہ خوان گشت بسالش ہاتف | نوجوان رفتہ زگیتی ناگاہ
۱۳۲۵ھ

۱۰۹ تاریخ وصال مولوی لمعان الحق قدس سرہ

بو لمعان الحق الحق منظر انظار حق | مطلع صدق و صفا و منبع اسرار حق
سال فوتش ادعیان زین مصرع روشن بجو | شد نہان از چشم گوئی لمعۂ انوار حق
۱۳۲۵ھ

۱۱۰ تاریخ وفات مولوی مسیح اللہ

محب علم و عمل مولوی مسیح اللہ | کہ شد بعالم علوی ز سطح سفلی خاک
بگو کہ رفت ز دار الفنا مسیح اللہ | کہ یافت دولت عمر ابد ز ایزد پاک
۱۳۲۵ھ

۱۱۱ ایضاً

یادگار صاحبان علم ازین دار فنا | راہ پیما شد سوئے دار البقا ناگہ ببین
آن جمال و جاہ کش او را خدا بخشندہ است | گر نمی دانی بدان، ور نیستی آگہ ببین
سیر گاہ او فضائے جنت الماوا ستے | حور و غلمان از برائے خدمتش ہمرہ ببین
مصرع تاریخ می جستم کہ با من خضر گفت | یافت عمر جاودان آن مسیح اللہ ببین
۱۳۲۵ھ

۱۱۲ قطعہ تاریخ وفات منشی اطہر علی وکیل مہاجر کاکوری ضلع لکھنؤ

اطہر علی آن کہ جنت و کوثر یافت | از خاک مدینہ بالش و بستر یافت
شد سال وصال او ز روئے الفا | نام اطہر و طبع اطہر و جا اطہر یافت
۱۳۲۵ھ

ایضاً

۱۱۳ اطهر علی آنکه خواند جانان او را
عمر جاوید داد یزدان او را
انیمصرع بر زبان هاتف بگذشت
شد خاک مدینه آب حیوان او را
۱۳۲۰+۵=۱۳۲۵

ایضاً

۱۱۴ اطهر علی آنکه داشت از جان عارے
گردید فدائے جان جانان آرے
چون لب تشنه عمر جاودان بود بگو
شد خاک مدینه آب حیوان بارے
۱۳۲۵ھ

تاریخ وفات اہلیہ مولوی شرافت اللہ صاحب ڈپٹی کلکٹر فرنگی محلی لکھنوی

۱۱۵ بود آنکه بروے برقع از تقوایش
شد رُوے بسوے مرجع و مبدایش
خیل ملک از فلک بسالش گویند
در حجله از بهشت الٰهی جایش
۱۳۲۵ھ

قطعہ تاریخ کدخدائی ابو الحسن خان برادر ریاض حسن خان صاحب رسولپور ریاست ضلع چھپرا

۱۱۶ نو بهارست و باغ و راغ امروز
پر ز نسرین و نسترن شده است
بلبل و صلصل از وفور نشاط
تهنیت سنج همچو من شده است
جاے پروانه روشنان جمع اند
ماه من شمع انجمن شده است
از بهار جمال لاله رخان
انجمن رشک چمن شده است
سال این بزم طوطی گفت عزیز
وه که نوشاه بو الحسن شده است
سنه ۱۳۲۶ هجری

۱۱۷ قطعه تاریخ کتب خانه دیوبند ضلع سہارنپور

بنا شد کتب خانۂ دیوبند
که پیشش بود پست این نہ قباب

از و شرق تا غرب روشن سواد
وز و ہند تا سند شد فیض یاب

کشادِ درِ علم خواہی اگر
درآ از در اے طالب فتح باب

بطرز برآور دِ تاریخ اوست
کتب خانۂ نادرہ لاجواب

۱۳۳۸ - ۱۲ = ۱۳۲۶ ہجری

۱۱۸ قطعه تاریخ بنائے حد شرقی دار العلوم فرنگی محل

این رواق حد شرقی در دار العلوم
باہمہ خوبی بنا در ساعت مسعود شد

یاری باری و عبد الباری دنیا ایش
باعث تکمیل این تعمیر و واز و د شد

ہم بنائے علم محکم گشت ہم بنیاد دین
ہم خدا راضی و ہم خلق خدا خوشنود شد

از در القا رسید آمصر عم ناگہ بگوش
بانیش زینبا البناء انی زر بیے جود شد

۱۳۲۶ھ

۱۱۹ ایضاً

این عمارت که شد بنا اینجا
وصف آن خارج از شمار بود

از علوم و فنون گوناگون
این کتب خانہ پر نگار بود

از پئے دیوبند و سگانش
باعث عز و افتخار بود

سال تاریخ این بنائے خنگرف
گو کتب خانہ یادگار بود

۱۳۲۶ھ

۱۲۰ تاریخ وفات احمد اللہ شاہ رئیس بہرائچ ابن مختار جی رئیس کشمیر

رہرد از گیتی چو حاجی احمد اللہ شاہ شد
جائے محمل دل بہ بخت در رہ معبود بست

پردہ از روئے حقیقت چون بروے اوکشاد
دیدہ ہا از دیدن بیہودۂ بیسود بست

شد سہ بار از حج مشرف گو بعمر شصت سال
طرفے از حج چہارم نیز باسے زود بست
۱۳۲۶ھ

از حدی خوانی بگو ہم آمد این مصرع کہ گفت
وہ چہ احرام حریم کعبۂ مقصود بست
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ انتقال حاجی خواجہ غلام محمد ورآبو ابن حاجی سیف الدین رئیس در مدینہ شریف

۱۲۱ ز کشمیر واز خواجگان بو نامے
غلام محمد بفضل اب وجد

بہ تقبیل این آستان شد مشرف
بہ تکمیل ایمان زیزدان موید

بہ یوم الاحد بستم اول جمادی
ز تائید رحمت بجنت در آمد

پے سید رضوان کہ ہست این ملک گفت
فدائے نبی و غلام محمد
۱۳۲۶ھ

۱۲۲ ایضاً

دریغ خواجہ کشمیری اصل وارابو
بنام بو و غلام محمد او مشہور

زخاک درگہ سلطان دین صفائی یافت
کہ سینہ اش شدہ آئینہ و دلش پرنور

بروز شنبہ و بستم جمادی الاول
شنید ارجعی از بارگاہ رب غفور

رسد ز عالم غفران ندا بعالمیان
کہ چون رسید بہ سنجاشتم فقیہ مغفور
۱۳۲۶ھ

۱۲۳ قطعۂ تاریخ وفات صفیہ بیگم بنت نواب صدیق حسن خان مرحوم و مغفور

بلقیس صفت صبیۂ داشت
صدیق حسن امیر ذی جاہ

از صدق و صفا صفیہ نامش
در جود و سخا فرید و یکتاہ

صفوت کدۂ بہشت رضوان
آراستہ بہر او چو خرگاہ

شد سال وصال بنت صدیق
صدیقۂ عصر رفت ناگاہ
۱۳۲۶ھ

۱۲۴ تاریخ وفات نثار احمد

سید نوجوان نثار احمد
زین جہان در جہان سر مد شد

گوہر جان نثار احمد کرد
جائے او قصرے از زبرجد شد

بود روز سوم ربیع دوم
کین غم و غصہ از یکے صد شد

پدرش یوسف آنکہ چون یعقوب
حزنش افزون و رنج بیحد شد

دور و نزدیک ہر کسے کہ شنید
بیدل و بیقرار و بیخود شد

سال فوتش نوشت کلک عزیز
جان بحق جان نثار احمد شد
۱۳۲۶ھ

۱۲۵ رباعی تاریخ وفات شاہ التفات احمد مغفور

واصل شدہ شاہ التفات احمد
از روے التفات احد بہ صمد

شد مصرع سال و صلتش ہمزبان دو
قرب احد آمد التفاتِ احمد

سنہ ۱۳۲۶ ھجرے

قصیدہ تاریخی مشتمل بر رسید دیوان جان دہی مشتمل بر سکہ سفیر کبیر ایران مقیم قسطنطنیہ بہ سنس ارفع الدولہ مرزا رضا خان دانش

۱۲۶ بفرمائش شیخ شبیر حسین صاحب قدوائی تعلقدار گدیہ ضلع بارہ بنکی

ہدیۂ نغز کہ بمن از حضرت داور رسید
جام از جمشید یا آئینہ از سکندر رسید

از خطِ آن جام روشن شد سواد دانشم
پرتو بینش ازان مرآت پر جوہر رسید

ہم برائے خستہ جانان مژدۂ درمان رساند
ہم برائے تشنہ کامان چشمۂ کوثر رسید

خوش نسیمے از چمن گلریز و گل افشان وزید
خوش شمیمے از ختن جان بخش و جان پرور رسید

بر فراوان بخششی فصل بہارم تازہ است
یک گلستان گل بمن یک بوستان عبہر رسید

بلبل رنگین بیان را دستۂ گل از چمن
طوطی شیرین زبان را تنگی از شکر رسید

تازہ گردید از شمیم وے مشام روزگار
نافۂ مشک تتار و نفحۂ عنبر رسید

آمدست از گولڈن ہارن ہائے دولتے
یا مگر از شاخ زرین مرغ زرین پر رسید

چامہ ہائے جانفزا و نامہ ہائے دلکشا
از زبان جان جانان وز بر دلبر رسید

با حقائق با دقائق عمدہ تر مجموعۂ
با ظرائف با طرائف طرفہ تر دفتر رسید

شرع اگر مہر دہان من نگشتے گفتمے
کاسمانی نامۂ اینک بہ پیغمبر رسید

فاش تر گویم کنون گوہر فشانی میکنم
کز جناب آفتاب خاوری گوہر رسید

ارفع الدولہ رضا خان دانش آن بحر کرم
کز کف او فیض و فیضانے بخشک و تر رسید

صیت جود و جودت او پارس تا پیرس گرفت
فیض فضل و بذل او کشمیر تا کشمر رسید

میر مؤمنیان کہ تمغائے نکونامی بوے
زامپراطوران والاشان نام آور رسید

ہم عمارت را از و این توقع داین وقعت بود
ہم سفارت را از و این فرۂ و این فر رسید

فتح بابے باشدش از باب عالی ہر زمان
این فتوحاتش نہ دارائے سکندر در رسید

راستی اینست کز درگاہ شاہ کج کلاہ
این ہمہ تشریفہائے عز تش در بر رسید

ہر مثالے کامدش از شہ براے ارتقا — طائر اقبال اورا گوئیا شہپر رسید
بہر استقبال اجابت آمد از درگاہ حق — بہر دعایش بر زبان این ثناگستر رسید

چون رسید این دفتر بینش شمیر از بہر سال
از در دانش رقم زد خاوری گوہر رسید
۱۳۲۶ھ

۱۲۷ قطعہ تاریخ وفات اہلیہ احسن الدین صاحب رئیس بنارس

وادریغا بانوے عصمت مآب — روے خود پوشید از چشم جہان
تا نشوئیم کام ولب از صفت آب — نام پاکش را نیارم بر زبان
گشتہ رضوان پردہ دار مجلسش — بستہ بہر خدمتش حوران میان
سال فوتش گر کسے پرسد بگو — بود او ہم اسم خاتون جنان
۱۳۲۶ھ

مصرع سالش شد از روے ادب
بود وے ہمنام خاتون جنان
۱۳۲۶ھ

۱۲۸ قطعہ تاریخ وفات خواجہ فرید الدین عرف فدن صاحب رئیس لکھنؤ

فرید الدین چو بوے گل ازین باغ — بگلگشت بہشت جاودان رفت
نہال دوستی از پا در آمد — بہار دوستان زین بوستان رفت
دل احباب نالان چون جرس ہست — کہ میر کاروان از کاروان رفت
دریغا گشت گیتی تیرہ و تار — چراغ دودمان خواجگان رفت

سنین رحلتش جستم ندا شد
فرید دہر ناگہ از جہان رفت

۱۳۲۶
سنہ ہجری

۱۲۹ رباعی تاریخی رسالہ الناظر لکھنؤ

الناظر اگرچہ آئینہ ست مبین — مرآت صفا ست بہر ارباب یقین
گر چشم سنین طبع داری بنگر — جا نیست جہان نماے ہر صفحہ و این

۱۳۲۷ھ

۱۳۰ قطعہ تاریخ ولادت منشی مبارک علی ابن منشی جمال الدین منیجر پیسہ اخبار لاہور

مبارک علی را مبارک کہ حق — عطا کرد فرزند صاحب جمال
بس این مصرع سال احوال او — مبارک جمال و مبارک خصال

۱۳۲۷ھ

۱۳۱ قطعہ تاریخ وفات حکیم محمد باقر ساکن پاٹانالہ لکھنؤ

شیخ دوران حکیم باقر نام — از جہان رفت و پاک و طاہر رفت
گفت ہاتف بسال رحلت او — در پناہ امام باقر رفت

۱۳۲۷ھ

۱۳۲ تاریخ مولوی عبد العلی آسی مدراسی فروغ تخلص

مولوی عبد العلی آسی مدراسی فروغ — طالب علم خفی و صاحب علم جلی
رفت ازین دار المحن شادان ہاتف گفت سال — جاے در فردوس گوئی یافتہ عبد العلی

۱۳۲۷ھ

۱۳۳ تاریخ تولد فرزند سید برکات احمد لکھنوی

بطالع برکات احمد بود نازش — کہ یافتہ پسرے خوش خصال و خوش حرکات
عزیز مصرع سال ولادتش گفت — کہ آن سعید بود از نتائج برکات

۱۳۲۷ھ

۱۳۴ تاریخ ختنہ فرزند مرزا محمد عسکری سلمہما

صبا مرزا محمد عسکری را	زمن این تہنیت با پدر رسانید
مبارک ختنۂ فرزند داد باد	کہ گویا غنچۂ امید خندید
مسلمانان شدند از ختنہ اش شاد	کہ از روے رکن سنت یافت تشئید
شود سرسبز و خرم تر ز اوّل	چمن پیرا سر شاخے کہ ببرید
رہ این تہنیت بر بد آسان	قلم از قط زدن چون تیز گردید
ز حق صبح و مساہست التجایم	کہ در ظل پدر ماناد جاوید
نسیم این مژدہ در گلشن چو آورد	گل از شادی بہ پیراہن نگنجید

بسالش بلبل این مصرع بمن گفت
توان چیدن گلے از نخل امید
۱۳۲۷ھ

۱۳۵ قطعہ تاریخ عقد غلام حسن فرزند عزیزی خواجہ سلام الدین سلمہما در کشمیر

ز عقد غلام حسن دُر فشانم	دو گوہر شدہ جمع بارے بدُرجے
بتاریخ اختر شناسی رقم زد	دو کوکب قران یافت آرے ببرجے
ھجری	۱۳ ۲۸

۱۳۶ قطعہ تاریخ انتقال منشی کنور چندی سہائے متخلص بہ نہال خلف راجہ جیالال بہادر متخلص بہ گلشن لکھنوی

ہزار حیف کہ چندی سہائے زین گلزار	برنگ نکہت گل شد روان بجنبش باد
الف کشید ز دل باغبان و داد ندا	نہال گلشن مہر و وفا ز پائے فتاد
	۱۳۲۸ھ

قطعہ تاریخ مسند نشینی حضور پرنور مظفر الممالک فتح جنگ ہز ہائینس نواب میر عثمان علی خان صاحب بہادر

۱۳۷ نظام الملک آصف جاہ والی ممالک محروسہ آصفیہ حیدرآباد (دکن)

دارائے دکن بمسند عزت و ناز — بنشست و بجدل وداد شد ممتاز
از اوج سپہر داد ہاتف آواز — حق کرد قرار زود بر مرکز باز
۱۳۲۹ھ

۱۳۸ قطعہ تاریخ بنائے مطب جناب حکیم تاج الحق فرنگی محلی

ہست دُر تاج الحق آں درجوانی شیخ وقت — کرد از بہر مطب ایں کوشک عالی بنا
مخزن حکمت وجود ابن حکیم حاذق است — دستگاہ علم ابدان دار دو دست شفا
از پے اصلاح قلبی گر نگارد نسخہ — دارد آن خاصیت اکسیر و حکم کیمیا

خواستم سال بنا ناگہ ملک گفت از فلک
باشد این دار الشفائے بانی صاحب صفا
۱۳۳۰ھ

۱۳۹ قطعہ تاریخ وفات چودھری خلیل الرحمن تعلقدار رُدولی ضلع بارہ بنکی

نہم ماہ جمادی الاول — جان بحق داد خلیل الرحمن
آن کہ او بود رئیس ابن رئیس — رونق بزم رئیسان جہان
آن کہ او بود کریم ابن کریم — حاتم وقت بجود و احسان
خلعت از خوان خلیل اللہ داشت — خانہ اش وقف قدوم مہمان

مصرع سال چہ خوش گفت عزیز
بے شک او بود خلیل رحمن
سنہ ۱۳۲۹ھ

۱۴۰	قطعۂ تاریخ وفات عزیز مرزا صاحب سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ

صدر ذوالقدر بزم مسلم لیگ	رفت و در قرب ایزدی جا یافت
شبنم آخر بآفتاب رسید	قطرہ جا در کنار دریا یافت
شد ز ہر سو ندا تعال تعال	رہ بدرگاہ حق تعالیٰ یافت
بود الحق عزیز دلہا او	ہر کسش اسم با مسمیٰ یافت

گفت از روے افتخار عزیز
دہ چہ عزت عزیز مرزا یافت
سنہ ۱۳۳۰ھ

۱۴۱	ایضاً

از نظرہا عزیز مرزا رفت	ہر یکے راز دین و دنیا رفت
خلق دامن تہی ز گوہر ماند	ابر گوہر فشان گہر زا رفت
با ہمہ عز و جاہ و خیل و حشم	ہائے زین عرصہ رفت تنہا رفت
لطمۂ صرصر فنا بنگر	چون پر کاہ کوہ از جا رفت
اشک مردم رسید تا بہ ثرےٰ	نالۂ خلق تا ثریا رفت
بود او رہنمائے مسلم لیگ	جانب خلد جادہ پیما رفت
دادخواہ از پئے حمایت قوم	سوئے درگاہ حق تعالیٰ رفت
بود جان عزیز قوم الحق	قوم بے جان بماند او تا رفت

داد این نوحہ بر زبان ہاتف
آہ جان ناگہان زتن ہا رفت
سنہ ۳۰ ہجری ۱۳

۱۴۲ ## تاریخ قاری عبدالرحمٰن

عبد رحمٰن عالم صاحب عمل — حافظ و قاری با عز و وقار
گفت بہر سال فوت او سروش — بود گویا رحمت پروردگار
۱۳۳۰ھ

۱۴۳ ## ایضاً

عبد رحمٰن کہ بود اہل یقین — علم تجوید یافت رونق ازو
ہفت قرأت شدہ از دہر ہفت — پر ز آوازہ اش بود ہر سو
حافظ و قاری و ادیب اریب — عارف کامل و ملائک خو
سایہ چون برگرفت ازین گلزار — گشت رہرو بگلشن مینو
گر بپرسند سال رحلتش گو
بود انیک نظیر رحمٰن او
۱۳۳۰ھ

تاریخ بنائے کیننگ کالج دربادشاہ باغ لکھنؤ بفرمائش عزیزی شاہد حسین بیرسٹر تعلقدار گدیہ

۱۴۴ مژدہ اے اہل علوم اینکہ بنام کیننگ — قصر دیگر شدہ تعمیر بعہد قیصر
آن برفعت بود از منزل سپہر چارم — این بعظمت بود از طارم چارم برتر
ہست ہر سنگ از ین لوح طلسم دانش — ہست ہر خشتے ازین آئینہ علم و ہنر
آفتاب فلک فضل و کمال آخر کار — کرد تحویل ز برجے سوے برج دیگر
شکر صد شکر کہ از فضل الٰہی فی الحال — افتتاح در این مدرسہ کرد آن داور
خواست تاریخ ز من چشم و چراغ بینش — شمع ہر انجمن و شاہد نوری پیکر
مصرع عیسوی از گفتہ او گفت عزیز — نقش ثانی بود القصہ از اولی بہتر
۱۹۱۱ء

۱۴۵ **تاریخ وفات مولوی ہدایت اللہ صاحب عرف پیارے میاں فرنگی محلی**

چون ہدایت رو ہدایت رفت — عاقبت سوے باغ جنت رفت
عندلیبے برنگ تخرجہ گفت — گلے از گلشن شرافت رفت

۱۳۳۱ - ۵۰ - ۱۳۸۱ھ

۱۴۶ **ایضاً**

ہدایت اللہ ہم چو بوے گل — ازینجا رفت سوے روضۂ رضوان
فقیہ کامل وصاحب دل وعابد — تقی ومتقی وصاحب عرفان
ز دریاے کرامت گوہر یکتا — ز گلزار شرافت گلبن خندان
بفکر سال وصالش بود طبع من — کہ کے رفتہ کجا رفت واز این بستان

بگوشم آمد از ہاتف کہ میگفتے
ہدایت شد کہ جا ساز د بجنت آن

۱۳۳۱ھ

۱۴۷ **ایضاً**

شد ہدایت چونکہ وقت رحیل — بر زبانش وسیہ العبد العبد رفت
گفت ہاتف زروے آگاہی — جانب حق ہدایت اللہ رفت

۱۳۳۱ھ

۱۴۸ **ایضاً**

ہدایت داشت در سر چون ہوایش — رہ جنت ازین گلشن گرفت او
سروش از بہر سال حلتش گفت — بقرب حق بلے مسکن گرفت او

سنہ ہجری ۱۳۳۱

۱۴۹ تاریخ وفات حکیم عبد الحق

چون صداے ارجعی در گوش عبد الحق رسید — از وفور شوق گشته ره گراے راه حق
مصرع سال وفاتش گفت ہاتف این چنین — رفت عبدِ حق ازینجا جانب درگاه حق
۱۳۳۱ھ

۱۵۰ تاریخ انتقال خواجہ محمد یوسف خویش مصنفِ مرحوم

از قضا خواجه محمد یوسف — سوے اصلی وطن از گیہان رفت
مصریان نوحه کنان می نالند — ہاے یوسف طرفِ کنعان رفت
۱۳۳۲ھ

۱۵۱ تاریخ وفاتِ سید محمد حسن مدنی

عرف سید مدنی نام محمد حسن است — عارف کامل و معروف بعالی نسبی
روز یکشنبه و بستم ز جمادی الاول — رخت بر بست ز گیتی پئے قربت طلبی
لکھنو گشته منور ز جمالش چندے — زانکه او بود چراغے بره شرع نبی

سنہ رحلت او گشت ز روے الہام
رفت زینجا بجنان آن مدنی العربی
۱۳۳۱ھ

۱۵۲ قطعهٔ تاریخ مُہر رسالهٔ اخلاق تالیف مولانا عبد الحمید صاحب فرنگی محلی

فقیہ کامل عبد الحمید است — که باشد ذات پاکش برگزیده
ادیبے یا ادیبے ہمسر او — نه چشمے دیده نے گوشے شنیده
نوشته نسخهٔ در علم اخلاق — تو گوئی صورت معنی کشیده
زبس صدق و صفا ہر صفحهٔ آن — بود مرآتِ اخلاقِ حمیده

دلم بشگفت و رنگین مصرعے گفت
گل از گلدستۂ اخلاق چیدہ
۱۳۳۱ھ

۱۵۳ ایضاً

نوشتست این نسخہ عبدالحمید — کہ شد مرہم ہر جگر خستۂ
ازین علم با ذہن مشکلکشا — کشادہ بسا عقدۂ بستۂ
ببرگ و نوا نونہالے دمید — برنگ و ببو گلبن رُستۂ

چہ خوش گفت ہر کس کہ برجستہ گفت
بدین رنگ و بو بست گلدستۂ
۱۳۳۱ھ

۱۵۴ ایضا

علامۂ زمانے در گلشن معانی — شد گرم گلفشانی از بہر طیب احباب
ذوالمجد والمکارم عبدالحمید کز وے — گیرند فیض ہر یک گر شیخ ہست یا شاب
تالیف کرد از اشفاق فصلے بعلم اخلاق — شد شہرۂ آفاق کامد مفید اصحاب

چون رنگ طبع بگرفت ہر بلبل چمن گفت
این بوستان تازہ جاوید باد شاداب
۱۳۳۲ھ

۱۵۵ تاریخ فوت اطہر حسین ابن اصغر علیخان گورکھپوری محلہ بلاقی پور

محو گلگشت باغ رضوان ہست — مست میخانۂ طہور اطہر
مصرع سال پیر میکدہ گفت — خورد گویا ئے طہور اطہر
۱۳۳۲ھ

۱۵۶ تاریخهای تولد فرزند مهاراجه بلرامپور

شد سبز کوه و صحرا فصل خزان سر آمد — گل در چمن در آمد بلبل نواگر آمد
در محمدت گزاری مرغان باغ دراغند — در تهنیت سرائی هر سرور و سر آمد
نشو و نمای امسال کردست فارغ البال — هر مرغ بی پر و بال با بال و با پر آمد
این نور چشم داور با فرخی دباز — یا از صدف چو گوهر از بطن مادر آمد
هر ذره فارغ البال خوش وقت هست خوشحال — مهر سپهر اقبال ساطع ز خاور آمد
باجوهر مجرد ارزنده گوهری هست — با چهرهٔ منور تابنده اختر آمد
کن سال بکرمی یادگاری ز در رهٔ امداد — عمرش دراز تر باد چون یار و یاور آمد
سمبت ۱۹۷۰ بکرمی
بلرامپور به نور گشت از فروغ این هور — معمور باد ازین پور کاروح پرور آمد
۱۳۳۲ھ

هر روز هست نوروز خوش گفت بلبل امروز
خورشید عالم افروز گو از حمل بر آمد
۱۹۱۴ء

۱۵۷ قطعه تاریخ عقد ثانی شاه ابوالحسن صاحب پھلواروی

نوشاه بار دیگر چون شاه بوالحسن شد — آراستند بزمی چون جشن خسروانی
مرغ چمن به گلبن باشد بنغمه سنجی — باد صبا بگلشن آمد بگلفشانی
مادام در میان شان ده اتفاق یارب — مانند جام و مینا با عیش و کامرانی
با این همه فصاحت با این همه بلاغت — این قطعه هست الحق خود وحی آسمانی

تاریخ عیسوی دل از غایت طرب یافت
این عقد ثانی آمد چون آیت مثانی
سنه ۱۹۱۴ عیسوی

قصیدهٔ تاریخی ولادت فرزند ارجمند کیوان دربان مهاراجه علی محمد خان تعلقدار محمود آباد بالقابه دام اقباله

۱۵۸ راجهٔ راجگان عالی شان   کیست غیر از علی محمد خان

آن که گردد ز خوان نعمت او   ناتوان با توان و پیر جوان

آن که خیزد پی کف جودش   گوهر از قعر بحر و لعل از کان

رای او رایتیست از اسلام   روی او آیتیست از ایمان

در کفش مهر مهر آل نبی   بر سرش چتر سایهٔ یزدان

از ره علم و حلم و رای منیر   کوه تمکین و حسن امن و امان

نور چشمیش داد حق که شدند   روشنان چشم روشنی گویان

نور چشمی که چشم بد ز و دور   هست چشم و چراغ کون و مکان

من چه گویم که مشتری گوید   آفتاب آن و این مه تابان

صد و سی سال بلکه افزون تر   باد نسل پدر تبارک آن

نام این نامور بنام ایزد   تاج هر نامه هست و هر عنوان

سال میلادش این دعا گو گفت   زنده و شاد امیر احمد خان
۱۳۳۲ھ

آسمان گفت روز میلادش   گرد رخشان چو آفتاب جهان
۱۳۳۲ھ

سنهٔ هجری و مسیحی نیز   زین دو مصراع دگر هست عیان

زهره در رقص هر زمان ز طرب   مسرور و [illegible] تهنیت خوانان
۱۳۳۲ھ   ۱۹۱۴ء

۱۵۹ ایضاً

راجه محمود آباد آن که دادش کردگار   نور چشمی که ز نور طالعش شب گشت روز

گفتم از بهر فرزندش [illegible]   [illegible] عالم فروز
۱۳۳۲ھ

مسدس بر وفات مولانا شبلی نعمانی

اے دل افسانۂ پُر درد بگو — زان جوان مرد جہان گرد بگو
کہ سوئے خلد سفر کرد بگو — برہ در رسم بر آورد بگو
از سخن تاج جہانبانی رفت
مولوی شبلی نعمانی رفت
۱۳۳۲ھ

دشمنِ اہل خرد دوران شد — خالی از علم و عمل گیہان شد
از ادب و ز طلبش حرمان شد — ملک معنی و بیان ویران شد
از سخن تاج جہانبانی رفت
مولوی شبلی نعمانی رفت
۱۳۳۲ھ

خلقے از چرخ کہن می نالد — خلقے از رنج و محن می نالد
ہر یک از اہل سخن می نالد — در چمن مرغ چمن می نالد
از سخن تاج جہانبانی رفت
مولوی شبلی نعمانی رفت
۱۳۳۲ھ

دستِ جورِ فلکِ کور سواد — دفتر دولت دین داد بباد
یک قلم علم و عمل رفت زیاد — قلم از کف علم از پا اُفتاد
از سخن تاج جہانبانی رفت
مولوی شبلی نعمانی رفت

۱۳۳۵-۳=۱۳۳۲

سنہ ۳۲ ہجری ۱۳

قطعہ تاریخ وفات مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ

آہ سردفتر ارباب کمال — کز دفترکدۂ فانی رفت
حاکم محکمۂ علم و حکم — ناظم ملک سخن دانی رفت
فاضل و افضل و بے مثل نماند — کامل و اکمل و لاثانی رفت
باکمالے کہ تو آگاہی ازو — ہمہ دانے کہ تو میدانی رفت
ہمتش بین کہ بیک پائے آخر — تا بمنزل گہ روحانی رفت
راہ دان آمد و ہم راہ شناس — رہ دشوار بآسانی رفت
بر دل و جان من از رفتن او — رنج روحانی و جسمانی رفت

خاست چون از سر جان ہاتف گفت
مولوی شبلی نعمانی رفت
۱۳۳۲ھ

قطعہ تاریخ وفات خواجہ الطاف حسین حالی

خواجہ حالی ز الطاف حسین — کرد حاصل آخر آنجا قرب رب
گفت ہاتف سال و حال رحلتش — یافت حالی رتبۂ عالی عجب
۱۳۳۳ھ

تاریخ وفات خان بہادر ڈاکٹر حافظ عبد الرحیم اسسٹنٹ سرجن وکٹوریا گنج لکھنؤ

بر احوال عبد الرحیم از مراحم — خدایا ترحم خدایا ترحم
بسال وفاتش گروہ ملائک — ندا از دو ترحم الٰہا ترحم
۱۳۳۳ھ

بیان حالات شاہ محمد وزیر صاحب مرحوم و ذکر حسب و نسب آن امیر فقیر بانی مدرسۂ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ

نخستین خدا را سجود آورم — سپس مصطفیٰ را درود آورم
بر اولاد و اصحاب خیر الانام — ز من باد یا رب درود و سلام
ازین پس و یادے از رفتگان — کنم ذکر بیدار دل خفتگان
خصوصا بزرگے کہ در عہد حال — شد از رحلتش عالمے را ملال
محمد وزیر آن سیادت مآب — سیادت مآب و سعادت نصاب
ز آیات رحمت ہم او آیتے — ز رایات نصرت ہم او رایتے
بہار گلستان دین و دول — چراغ شبستان علم و عمل
ز علمے کہ بر بستہ بود او رصد — فلاطون ز آنجا ارسطو رسد
گہے سالک و گاہ مجذوب بود — کہ دیوانۂ حب محبوب بود
کشیدے چو نقشے بدفع گزند — مدد خواست از خامۂ نقش بند
چو نقشے کسے را از و دست داد — بکرسی نشانید نقش مراد
خداداده بازوے زور آورش — اگر دیو ور گیو فرمان برش
بدل خستگان لطف او مرہمے — بلب تشنگان کرد کار یمے
شد آسان از و مشکلے ہر کسے — دمانید گل لطفش از ہر خسے
یکے گفتش از صاحب دست غیب — دگر کیمیاگر بلا شبہ و ریب
کسے گفت دانائے علم جفر — بلے نیست از گفت مردم مفر
ولے پے کسے تا حقیقت نبرد — چو آئینہ زنگ از طبیعت نبرد
ولائے کہ دارد دلے با خدا — بہ از کیمیا سیمیا ریمیا
کہ داند کہ در پردہ پنہان چہ بود — بجز فیض جاری منان چہ بود

بز و گوسپند ارچه پرورد او / شبانی چو پیغمبران کرد او

بجز مِن نخود چیدے از دست خویش / بهر روز چید و نهادے به پیش

باین پرورش هر یک از فرهی / بگنجید در پوست از فربهی

شدے هر یکے، بچهٔ زنده پیل / نهنگے بزرگے ز دریائے نیل

گهے کرد ازان گلّه قربانیے / که می رفت در خورد مهمانیے

بتقریب میلاد خیر الانام / بهر سال دادے صلائے بعام

نمی بست در بر رخِ اهل شهر / که بگرفت یک شهر ازان سفره بهر

بنازم که فیاض دریا دلے / برآراست نزلے بهر منزلے

ز خوانهائے نعمت شدے خانه پُر / ز مهمانِ ناخوانده کاشانه پُر

بیک سفره خوردند میر و فقیر / نشستند دست از نگشتند سیر

غذائے لطیف و هولئے نظیف / قوی گشت از خوردنِ آن ضعیف

هنوزم بود لذت آن بکام / که گشتم مخاطب بشیرین کلام

بوجه حسن هم بخلقِ حسن / رساند نسب تا امام حسن

ز آبائے او بود مردے جلیل / که باشد ملقب بسید عقیل

ز معقول و منقول بحرے عمیق / ولے خود بدریائے وحدت غریق

کنم شرحے اکنون ز اجداد او / دل خویش آباد از یاد او

محمد وزیر ابن جعفر که بود / بفر و بفرتاب با جاه وجود

بنِ قاسم ابنِ محمد سعید / سعیدِ ازل هم رشید و وحید

بنِ احمدِ نقشبندی طراز / بنِ فخر دین باعثِ فخر و ناز

بنِ قطب دین قطبِ دین مبین / که جیلانی آمد بصدق و یقین

نجنبد گر از جائے خود قطب گاه / بهند آمد این قطب از امر اله

بجاپور را کرد جاے مقر　　سه پشت اندران بقعه گشته بسر
همانجا بود مرقد پاک شان　　مگر بود ازان خاکدان خاک شان
ولے قاسم و جعفر نیک بخت　　سوے حیدرآباد بردند رخت
ازان خطه در موضعے کرده جا　　شده محو در کسب صدق و صفا
همانجا شد از درگه ایزدی　　بجعفر عطا دولت سرمدی
هزار و دو صد هفت و چل کن حساب　　که شد از حمل طالع این آفتاب
سعادت ز پیشانیش تافتے　　رشادت در و هر کسے یافتے
ز تائید کارش بجاے رسید　　که از بندگان خودش حق گزید
ازان قصبه ناگاه او رخت بست　　که در حیدرآباد رفت و نشست
ارادت باو افضل الدوله داشت　　لواے تولاے او بر فراشت
بعهد ولیعهدے اورا گفت　　چه خوش گفت گوئی که گوهر بسفت
که روز شنبه بحکم آله　　سوے صاحب گاه و صاحب کلاه
بدستت عنان حکومت دهند　　همانداری دین و دولت دهند
بالآخر همان شد که او گفته بود　　که تقدیر باهم این چنین رفته بود
ازان روز شد اعتقادش زیاد　　که جاگیرے از ملک خویشش بداد
زبس بود مستغنی از عز و جاه　　بوے کرد واپس پس از چندگاه
ازان خطه بگرفت آخر دلش　　بطوف حرم کرد دل مائلش
بحج رفت با مادر خویشتن　　بدار الامان شد ز دار الفتن
بحج رفت شش باره و بازگشت　　تو گوئی که او شش جهت در نوشت
دران بارگه بارشش بار یافت　　درخت مرادش چه خوش بار یافت
ازین خاکدان رفت چون مادرش　　قضا ظل او برگرفت از سرش

غرض بود تعلیم فرزند خویش — که در لکهنو آمد آن راست کیش
بسر گشت مشغول تحصیل علم — کمر بست از بهر تکمیل علم
پس از انفراغ علوم و فنون — شده محو کسب صفای بطون
پدر چشمهٔ فیض را سر کشاد — بروی کسان از کرم در کشاد
مگر بود ابری درین مرغزار — که شد کشت آمال را آبیار
پدر آنچنان و پسر این چنین — که نازد بر ایشان زمان و زمین
گر او بود ابر این محیطیست ژرف — ور او بود کوه این بسیطی شگرف
مکان منیع و زمینی وسیع — خرید از پی درسگاه رفیع
دبستانِ تجوید قرآنیه — که موسوم باشد بفرقانیه
بسعی تمام و بصرفِ کثیر — عمارت بسی کرد بالا و زیر
پس از ختم تعمیر آن نیک مرد — باخلاص این درسگه وقف کرد
که در گیتی از وی بود یادگار — بروز قیامت هم آید بکار
شود این دبستان بر و بوستان — کند سیر آن باغ با دوستان
دران گرمگاهی چنان هولناک — بود بر سرش ظل قرآن پاک
باغاز ماه صفر ز اعتدال — مزاج در انحراف گشت حال
بیک هفته فرمود ترکِ غذا — غذا روح را بود ذکر خدا
ز ماه صفر چارده وقتِ شب — کشید آب و بگرفت برزخ عجب
چه برزخ که خاص محمد بود — ز اسم محمد سوید بود
بقا شوق بر داد چون زمزمش — برغبت بنوشید او دمبدمش
درینجا ز زمزم شد اکثر بکام — در آنجا کند آب کوثر بجام
دلی نرم و تن سخت و رخ زرد داشت — گهی از طرب سرخ چون ورد داشت

دلش سوی حق رو بسوی قبله بود | نماز نیازی ادامی نمود
بُنان شد چو جنبان بسان لبان | بجنبش درآمد نسیم جنان
نسیم جنان در جنان رفت باز | که جان جهان از جهان رفته باز
بحق داد جان آن امانت سپار | همان کرد کان خواستی کردگار
بمعشوق پیوست آن عشقباز | بود این چنین ربط ناز و نیاز
پس از غسل اندام وی نرم بود | بآن گشت شستشو تنش گرم بود
رُخ روشنِ او بوجه حسن | چو خور گشت طالع ز صبح کفن
بقصد نماز وی از هر کنار | شده جمع مردم فزون از شمار
پس از انفراغ از ادای نماز | روان گشت تابوت آن سرو ناز
چو بردند تا گور تابوت را | تضرع فزود اهل لاهوت را
کشاکش در انبوه مردم فتاد | طلاطم باموج قلزم فتاد
نه تابوت آن کشتی نوح بود | فتوح و فلاح از پی روح بود
سپردند در خاک گنجینهٔ | چو رازی که دار و نهان سینهٔ
تهِ خاک خفت او بروزِ خمیس | کس آنجا بجز حق نبودش انیس
ببالین او لاله شد عودسوز | گل وارغوان شمع مرقد فروز
مشامم که شد تازه زان رائحه | باخلاص خواندم برو فاتحه
عزیزا ز سخن تن زن و شو خموش | ملالت بکش در طوالت مکوش

سنینش ازین مصرع سجع گیر
خدا شاه عادل محمد وزیر
۱۳۳۱ھ

تاریخ وفات سید اکبر حسین برادر زادهٔ سید باقر حسین بہرائچی

چو شد پیمانهٔ اکبر حسین پر
ندیم ساقی کوثر بود آن

سحابے کا بیارد بر خاک لحد ہست
سحاب دیدہ ہائے تر بود آن

ملالے کان زند بر جسم دو عالم
ملال آل پیغمبر بود آن

غمے کان جان گدا باشد کدامست
ندا آمد غم اکبر بود آن

۱۳۲۶ھ

تاریخ وفات مبارک جہان بیگم والدۂ سید باقر حسین

چو بیدار دل بود از رفتگان
شد این خوابگہ از مبارک جہان

۱۳۳۱ھ

تاریخ وفات حافظ ضیاء الدین

حافظِ قرآن ضیاء الدین کہ او
بود شمع انجمن آرائے من

با زبان حال گفت از لطف حق
شد بہشت جاودانی جائے من

سلسبیل و کوثر و تسنیم ہست
راوق من صاف صہبائے من

جنت الماوے و علیین جنان
جائے من ملجائے من ماوائے من

ہر کسے کو گوش کرد این حال گفت
وائے من اے ولئے من اے وائے من

با زمین گفت آسمان در ماتمش
نیلگون بر حلۂ خضرائے من

بانگ بر خیل ملک برزد فلک
کوکبے گم شد ز گوہرہائے من

داد بیتاب آفتاب او را جواب
بود او ہم چشم من ہمتائے من

چون قمر این ماجرا بشنید گفت
شد ضیا از دیدۂ بینائے من

۱۳۰۹ھ

فی الرباعیات

حق جمله فضائل به محمد بخشید
افزودش پایه چون به معراج رسید
لیکن بعد از شهادت هردو امام
شد منبعِ قرب قاب قوسین پدید

دیگر

ای راه روِ ره صفا همچون تیک
در کعبه چو می رسی بگوئی لبیک
ترک کونین بایدت در رهِ عشق
کین ارضِ مقدس ست فاخلع نعلیک

دیگر

ناکرده بناز و غمزه دلها تسخیر
مائل باداے او چه برنا و چه پیر
حاضر غائب چه قلب میر و چه فقیر
راجع سوا او بود و نحو یکه ضمیر

دیگر

رستم از زور شهره شد در افواه
من کرده بجهد زیر نفس گمراه
فرقست همین قدمیان من داو
کاو دیو سپید گشت و من دیو سیاه

دیگر

هستی از بسکه نیست پنداشته ایم
از هر چه گذشتنیست بگذاشته ایم
دنیاست ز دست آنچه انداخته ایم
دل هست از دهر آنچه برداشته ایم

دیگر

مستی بشراب پر تکالی کردن
کم ظرفیِ خویش هست حالی کردن
هستی مانند ساغر صهبا هست
پر کردن او هست بهر خالی کردن

دیگر

واعظ قالت سخن پرستی باشد — سودائے حور زن پرستی باشد
تن زن ز حدیث جنت و حور و قصور — کاین جملہ ہوائے تن پرستی باشد

دیگر

برخیز و بکار و کشت تخمے میریز — گر غورہ بہم نشد بکف آر مویز
چون بادہ نماند رو بافیون خوکن — خاتون چو بخانہ نیست شو جفت کنیز

دیگر

گریانِ برہش ہمیشہ چشم مشتاق — در سینہ جگر خون شد از زخم فراق
ہر چند کہ گشتہ ایم یکسر آفاق — با او نشدیم جفت طاقت شد طاق

دیگر

دل از کفِ من بغمزہ آن ابرو برد — وز ابروش آن دو نرگس جادو برد
القصہ ازین و آن بچندین کوشش — گوئے سبقت بدلبری گیسو برد

دیگر

عالم ہمہ پر ضیا ز ماہ رجب است — ما ہے عجبے کہ شمع راہ طلب است
ہر اختر تابناک و ہر ذرہ خاک — مرآت جمال و جاہ ماہ رجب است

دیگر

اے پایۂ تو بلند تر از افلاک — پایت کہ بریدہ شد چہ ہستی غمناک
زیر قدمت بلندی و پستی ہست — پائے بفلک داری و پائے بر خاک

دیگر

مجموعۂ شعر من پرستشگاہیست — طاعت کدۂ گروہ حق آگاہیست
در دیدہ حق پرست اہل معنے — ہر بیت درین صحیفہ بیت اللہیست

دیگر

شیطان کہ ز قہر ایزدی باک نکرد
از سجدۂ خاک خویش را پاک نکرد
امروز چہ سود سودن جبہ بخاک
در روز ازل چو سجدہ بر خاک نکرد

دیگر

در دیکہ بگردنم از وہست نکوست
از معنی نحن اقرب اندیشہ از وست
گر دیکہ ز ہستیم بر آرد این درد
ترسم رسد اے عزیز تا دامن دوست

رباعی خط مولوی سراج الحسن صاحب

سلطان بس تاج خواہد و دیگر ہیچ
از ملک خراج خواہد و دیگر ہیچ
بلبل گل و ز روے خوب محبوب عزیز
پروانہ سراج خواہد و دیگر ہیچ

دیگر

اے راے تو ہمچو رسے صاحب تنویر
رسے روے تو ہمچو راے خورشید نظیر
روشن ز تو بس سواد دار العلم ست
اینجا نہ منور از سراجیست منیر

دیگر

ابروے تو ہم کمان و ہم شمشیر ست
یا ناخن شیر از پے نخچیر ست
از بسکہ خلیدہ مو بموئش و دل
داریم گمان کہ ترکش پر تیر ست

دیگر

تملیک تبت از حق زیباست اگر خواہم
فرزند رشیدستم میراث پدر خواہم
چون سرمہ کی خلق بہر سوے نخواہم
یک رہ نظر لطفے از اہل نظر خواہم

دیگر

اے جوان پیرہن خویش بہر رنگ مرز
دامن خویش میالاے بخون تا بہ رز
از تجارت گہ گیتی کہ ندارد سودے
نبری جز کفنے با خود و آنہم دو سہ گز

فِی الرُقعات

رقعہ تقریب یازدہم جمادی الثانی از جانب راجہ حبیب صبا ناشپارہ

شکر صد شکر کہ از مکرمت سبحانی — شدہ طالع ز افق ماہ جمادی الثانی

ماہ نو باز کلید در امید آمد — ماہ نے آئینہ طلعت خورشید آمد

یا فلک جذبہ غوثیہ بکار آوردہ — کشتی غرقہ دُر بکنار آوردہ

چشم بد دور بود مطلع انوار این ماہ — روشن از نور کماہی شدہ ماہی تا ماہ

مژدہ اے اہل طرب فصل ربیع آمد باز — چمن از رنگ دگل و لالہ دگر بست طراز

ہر یکے شاد درین باغ چو شمشاد آمد — بو کہ باد سحر از جانب بغداد آمد

خطبۂ معرفتی نغمۂ بلبل باشد — دفتر منقبتی ہر ورق گل باشد

بلبلان زمزمہ سنج بشیٔ للہ — ذکر قمریست ز شب تا بسحر یا غوثاہ

گل بباغ آمدہ تا بزم طرب افروزد — لالہ در طرف چمن عود بہ مجمر سوزد

طرفہ بزمیست چمن مرغ چمن قوال است — ہر کجا می گذری مجلس حال و قال است

دارم امید کہ از صدق شوند اہل صفا — از نہم تا دہم و یازدہم بزم آرا

دیدہ ام از رخ شان مطلع انوار شود — خانہ ام جلوہ گہ ثابت و سیار شود

شاد گردد ہمہ بہائی ناشپارۂ ما — میہمان خانۂ ابرار شود بارۂ ما

چشم دارم کہ ازین طائفۂ صاحب نظرے — کند از لطف بسوے من طالب نظرے

قلزم صدق و صفا چونکہ بہادر گردد
قطرہ ہم در کفش از قدر بہادر گردد

رقعہ مکتب نشینی نور الحق فرزند نور الحمید نبیرہ ملک العلما مولانا محمد حیدر فرنگی محلی

بیا بسم الله آئین صفا گیر
ز اقرأ باسم ربک اصطفا گیر

اگر سر عشق اسم مصطفی است
زبان لوح طلسم دلکشا ہست

طلسم دلکشا یعنی در علم
دہ گنجینۂ پر گوہر علم

زند انگشت الف چون بر لب راز
در افشانی کند گنجور آغاز

شود بر لوح چون مرقوم الف با
بکرسی می نشیند نقش آبا

قلم گردد کلید قفل ابجد
کشاید گنجے از قفل اب وجد

زہے گنجور گنج وے چشم بد دور
ز انوار حقش دل باد پر نور

عیان پیوستہ نورے از جبینش
کہ نور الحق بود نقش نگینش

ز نور حیدرش نور ظہور است
کشادے از در علمش ضرورست

الٰہی باز کن بر روئیش این در
کہ رو آرد بشہر علم اندر

ازان در چون ببیند فتح باب او
ز شہر علم گردد فیض یاب او

سواد روشنی وہ ہم چو ماہش
کہ گردد در دو عالم شمع راہش

رقعہ مکتب نشینی و ختنۂ غلام حسین

میکنم ابتدا بہ بسم اللہ
خامہ را قط زنم بحمد اللہ

گل فشان شد بہار رنگینم
گلے از شاخ مسند عالینم

شد مرتب بفرط زینت و زین
محفل ختنۂ غلام حسین

آنکہ خورشید مشرقین من است
نور عینین نور عین من است

شمع اقبال روشن است امشب — گل گرفتن ز شمع نیست عجب
خامه را داد چون روانی دست — نقش یکتب شنینش بنشست
از صریرے کہ خامہ انگیزد — شور یکتب شنینش خیزد
وان نواہا کہ خیزد از لب نے — می رساند نوید خستنہ وے
زین دو شادی کہ بزم آرا شد — نشۂ سر خوشان دو بالا شد
لب چو مطرب بنغمہ بکشاید — زہرہ از آسمان فرود آید
چار شنبہ کہ ہست بست و ششم — محفل افروز می شوند انجم
چشم دارم کہ دوستان کرام — از سر شام ہمچو ماہ تمام
انجم افروز این انجمن گردند — چمن آرائے این چمن گردند

بر سر چشم چشم لطف باز کنند
از قدم رنجہ سرفراز کنند

رقعہ کدخدائی شمس الدین ہمشیرزادہ خواجہ فریدالدین عفی اللہ عنہ فدن صاحب گنگوہی

بحمد حق قلم چون یافت پیوند — چو برگ گل ورق آمد حنابند
نگارین نامہ از نعت رسول است — ہم آتش باعث رنگ قبول است
پس از نعتش باہنگ مناسب — زبان شد زخمۂ ساز مناقب
تحیت خیز کوس نوبت آمد — درود آہنگ رود عشرت آمد
شوم بعد از تحیت تہنیت خوان — چو مرغان خوش الحان در گلستان
جہان بزم نشاطے باز دادہ — صلائے خوان عشرت باز دادہ
فلک شد انجمن آرا بانجم — زمین انجم فروز آمد بمردم
بود مطرب شکر ریز و شکر خا — شود ہمخانہ یوسف با زلیخا

کند خورشید و مه منزل بیک برج — شود لعل و گهر را جا بیک درج
قران با زهره گردد مشتری را — نگین باشد ز لعل انگشتری را
بیک منزل کند جا زهره و ماه — که شمس الدین شود امروز نوشاه
دلا گوهر نثارش را بدست آر — که بندد او بسر دستار زرتار
پئے جشن عروسی با جد جلال — مقرر بست و هشتم شد ز شوال
امیدست از رئیسانِ ذوی القدر — که گردند انجمن افروز چون بدر
احبّا رونق محفل فزایند — اعزّا عزت افزاے من آیند

فرید الدین بفخر مقدم شان
شود ممنون و یابد عزت و شان

رقعهٔ کدخدائی بشیر احمد فرزند نور احمد خان بن حاجی علیجان حاجی محمد علی و محمود علی از اعمام نذیر احمد خان

بحمد الٰہی قلم ساجد است — که هم واحد و واجد و ماجد است
همین بندهٔ او بشیر و نذیر — کهین چاکرش پادشاه و وزیر
بشیرے که محمود و احمد هم اوست — هم او حامدست و محمد هم اوست
بشیرے که دل را بشارت دهد — ز رحمت بامت بشارت دهد
بشیرے که از حکم و فرمانِ او — مبشّر شد از مژدهٔ فانکحوا
بیا ساقیا مے به مستان بده — نویدے به عشرت پرستان بده
مئے کان بهر مشرب آید حلال — چه اربابِ قال و چه اربابِ حال
خصوصًا درین عهد فرخنده عهد — که عیش و طرب شد بهم شیر و شهد
جهان خانه و خوانے آراسته — جهان را بمهمانیش خواسته
بشیر احمد آن رشک تابنده حور — که از روے او چشم بد باد دور

شود نوشه و شمع این بزمگاه / بسر چیره و چهره روشن چو ماه
قران میکند زهره با مشتری / نگین جا بجا باید با انگشتری
فلک عقد پروین نثار آورد / گل و لاله فصل بهار آورد
بترتیب این بزم و این جشن گه / ز شوال شد منتخب یازده
وزیر احمد امیدوار قدم / بود چشم در ره بشکل نجوم

دهد عرضه از راه عجز و نیاز
کنند از قدم رنجه‌اش سرفراز

رقعهٔ کدخدائی عبدالحمید خان ابن حاجی عبدالغفار خان رئیس نائب چپا

قلم را چو با حمد پیوند شد / ز نعت محمد حنابند شد
صریر قلم دارد آهنگ ساز / رقم را بشکل عروس است ناز
زبان حلقه هر دم بلب میزند / دو والے بکوس طرب میزند
تماشائے آمیزش رنگ و بو / دهد مژده ربط جام و سبو
قران می کند زهره با مشتری / نگین خواهد از لعل انگشتری
خوشا کدخدائی عبدالحمید / تو گوئی که باشد درین سه دو عید
زند نوبتے نوبت صبح و شام / که نوشاه را دین و دنیا بکام
جهان محفل عشرتی ساز داد / برامشگران زهره آواز داد
مغنی که با برگ و ساز آمده / بساز طرب دل نواز آمده
بود چشم لطفم ز جمع کرام / شوند انجمن همچو انجم تمام
بنان پاره گردند مهمان من / بس آن رونق خانه و خوان من
بماه روان چارده صبحگاه / ازینجا باعظم گڑھ از راه جاه

رود شاه نوشاه با طبل و کوس ‏ ‏ خرامان سوی حجله گاه عروس
شود حاصل انجاز عقد افتخار ‏ ‏ کند آسمان عقد پروین نثار
بود روز رخصت ازان جشن گه ‏ ‏ همین شانزده یا که خود هفده

شود مهر و مه خانه افروز من
بود روز نوروز هر روز من

رقعه کدخدائی افتخار احمد فرزند خواجه حامد شاه برادرزاده حاجی احمد الله شاه ابن مختار شاه رئیس کشمیر

بنامِ واحدِ بیچون و بی چند ‏ ‏ که بخشد روح را با جسم پیوند
بحمدِ ایزدِ دادار سازم ‏ ‏ بنعتِ احمدِ مختار نازم
حبیب حضرت رب قدیر اوست ‏ ‏ عزیز هر امیر و هر فقیر اوست
ز احمد تا احد فرق اندکی هست ‏ ‏ بچشمِ ما اگر بینی یکی هست
ز نورِ احمد الله امروز ‏ ‏ مه و خورشید آمد عالم افروز
کند ناهید و مه منزل بیک برج ‏ ‏ بود لعل و گهر را جا بیک درج
شود گوهرفشان پروین تبارک ‏ ‏ که عقد افتخار احمد مبارک
بفرقش چیره زرین چهره انور ‏ ‏ تعالی شانه الله اکبر
بمسند جلوه گر با اقتدار ست ‏ ‏ مقام ناز و جای افتخار ست
گل اندر جوش و بلبل در خروش ست ‏ ‏ که عید دین و نوروز گو خوش است
زمانِ عشرت و وقت طرب هست ‏ ‏ مقرر بجد هم ماه رجب هست
کند با میهمانان عرض دلخواه ‏ ‏ مکلف چشم در ره احمد الله

کند از مقدم خود سرفرازم
که باشد بر نیاز خویش نازم

رقعهٔ عقد فرزند مولانا حافظ محمد حسین قدس سره

بود حمد حق را به نعت انعقاد — که دارد دو عالم بهم اتحاد
بهم هست سعدین را اقتران — که قرآن و تفسیر دارد قران
شد آراسته بزم با زیب و زین — پی عقد حافظ ولایت حسین
کرا از روی او چشم بد دور باد — ز دیدار او دیده پر نور باد
نهم خوان نزلی بعجز و نیاز — بدین نزل و منزل بود جای باز

چو انجم شود انجمن دوستان
دهم گلبرام جلوه بوستان

آغاز رقعهٔ کتخدائی

شکر لله که نو بهار آمد — با هزاران نو هزار آمد
قلم از حمد او خدابند است — لبم از شکر در شکر خند است
حجله آرای رنگ و بوست او — عهد بلبل بعهد گل بست او
رنگ نعت نبی بود هوسم — چون نسیم ست گلفشان نفسم
گل نقاب و نوا هزار کشید — عید نوروز چشم و گوش رسید
غنچه در پیرهن نمی گنجد — بوی گل در چمن نمی گنجد
بلبلان در غزل سرائی شاد — گل به گل می دهد مبارکباد
بزم شاهانه ساز داده سپهر — شمع افروز آن بود مه و مهر
بخت و دولت ز میهمانانش — عیش و عشرت ز میزبانانش

زهره وش ماه طلعتان در رقص
از زمین تا بآسمان در رقص

رقعهٔ میلاد شریف

بحمد الله که عطر آگین شود هر دم مشام اینجا / نسیم جان فزا از دوست می آرد پیام اینجا
فلک را گو که بر چیند بساط شوکت کسری / که آرایند بزم مولد خیر الانام اینجا
مقدس محفلی هست این که دارد جلوهٔ دیگر / تجلیهای طور اینجا کلیم اینجا کلام اینجا
بجنت ای که جوی شیر جوی شهد میجوئی / بیا کز لعل ساقی هر کسی دارد بجام اینجا
بنازم رتبهٔ بزم ولادت که هر ساعت / فلک آرد و طواف اینجا ملک دارد قیام اینجا
پس از نصف النهار بست و هفتم روز یکشنبه / کرم فرما شوند احباب با صد احتشام اینجا

پی کسب ضیا چشم قدوم از دوستان دارم
که حکم سرمه دارد خاک اقدام کرام اینجا

رقعهٔ رسید زعفران کهنه بنام مرزا سعد الدین رئیس کشمیر

درود خنده آورد ارمغانی / دهد یادم ز گشت زعفرانی
کدورت دیدنش از دیده رفته / ز خندیدن گل دیگر شگفته
گل افشان نونهالش شمع پرنور / بجان پروانه‌اش صد حور با نور
بدیدن برگ برگ آن بهم جمع / پر پروانگان در آتش از شمع
بدو گفتم مگر تاج خسروی / و یا گلگونهٔ روی عروسی
ندانم از کدامی کار و کشتی / بهشتی اصلی و قدسی سرشتی
چه شد بو بیت که رنگ تازه داری / ز رنگ تازه بر رو غازه واری
بگفتا من گیاه مهرم اما / بغربت منقلب شد صورت ما
هوای هند دورم از چمن کرد / اثر در جانم اندوه وطن کرد

مقامیست در کشمیر که برای پیدا وار زعفران مخصوص است ۱۲

بگفتم راز پنهانیست شد فاش — بیا خوش آمدی خوش باش خوش باش
گیاه مهر و برگ مهربانی — به از گلدستهای بوستانی
اگر برگ گل سرخ و اگر زرد — بود در چشم یکرنگان همان ورد
عزیزا این رنگها نیرنگ مهرست — بهر آن رنگی که بینی رنگ مهرست
بهر این ارتباط رنگ و بو هست — بهر این ربط در جام و سبو هست

دلا نیکوست آید هر چه از دوست
سراسر مغز دان باشد اگر پوست

رقعه کدخدائی مولوی عبد الرؤف فرزند مولانا عبد الوهاب ابن مولانا عبد الرزاق قدس سرهما

بنام آنکه خوانندش در آفاق — رؤف و باری و وهاب و رزاق
ز انوارش جهان پر نور آمد — ز اسرارش روان پر سور آمد
چو حمد از میم بر سر چیره بربست — محمد طرفه نقشی در نظر بست
محمد والی ملک ولایت — نخستین رایت و هم آخر آیت
جمال با کمال پر صفا بین — بیا مرآت پاک حق نما بین
عروس دین ازو منت گرفته — چه زینت خاتم دولت گرفته
چو حمد و نعت باهم یافت پیوند — ز رنگ آل شد کلکم حنا بند
درود از ما به روح آل و اصحاب — قبول از آل و از اصحاب ایجاب
که از ایشان بزم ایمان یافت تزئین — بلند آوازه آمد نوبت دین
شریعت واضع مهر و وفا گشت — طریقت جامع صدق و صفا گشت
شکر ریز عروس دین همین است — که باهم ربط شیر و انگبین است
تماشای بهار آرزو کن — نظر بر انجا در رنگ و بو کن

زمانِ ربطِ دین و دولت آمد
که اجماعِ کتاب و سنت آمد

شود عبد الرؤف آنگه که نوشاه
سزد گر دفِ نوازی میکند ماه

زرنه دان بر سر او چتر رافت
بدان رافت مصون باد از هر آفت

مقرر بهر عقد آن رجب شد
ولیکن نوز ده زان منتخب شد

همایون ساعتے فرخنده ماہے
که نوشاہی دہد رونق بگاہے

ز اقران و احبا چشم دارم
ز چشم لطفِ شان امید وارم

که چون مہر و مہ از نزدیک و از دور
کنند آن روز بزم سور پر نور

شوم ممنون منتہاے ایشان
کنم در دیدہ و دل جاے ایشان

رقعۂ شادی دخترِ نیک اختر محمد صمصام علی تعلقدار گندارہ ضلع بہرایچ

قلم وار از حمد رنگ قبول
حنا بند آمد ز نعتِ رسول

بود حمد حق را نسبت انعقاد
که دار د دو عالم بہم اتحاد

زبان حلقہ ہر دم بلب می زند
دو والے بکوس طرب می زند

تماشاے آمیزشِ رنگ و بو
شدہ باعثِ ربطِ جام و سبو

ترنم سرایندہ بلبل بہ گل
تبسم فزایندہ ساقی بہ مل

گل آمد بصد جلوہ پرتو فگن
ادیم چمن را سہیل یمن

ہوا تازگی بوستان را دہد
صبا مژدہ زان دوستان را دہد

چہ نرگس چہ نسرین کہ در عہد گل
زدہ حلقہ پیرامن مہد گل

جہان داد عیش و طرب باز داد
کہ مہ را دف و زہرہ را ساز داد

چکاوک سرایند بلبل بباغ
چو طاؤس رقصند تیہو بباغ

رقعہ تقریب کتخدائی غلام حید شاه پسر امیر شاه ساکن ضلع بہرائچ

بحمد حق قلم پیوند تا یافت — ورق چون برگ گل رنگ حنا یافت
زبان خامه از رنگین بیانی — کند در نعت احمد گل فشانی
گل آمد در گلستان با همه راز — که بلبل از طرب شد نغمه پرداز
نه تنها سرو و شمشاد دست هم دوش — بود گل نیز با بلبل هم آغوش
جهان بزم نشاطے ساز داده — برامش زهره را آواز داده
بفر و فرخی در ماه ذیقعد — بهنگام سعید و ساعت سعد
شود نوشه غلام حید را اینجا — قران گیرند ماه و اختر اینجا
دو کوکب میکنند منزل بیک برج — دو گوهر میدهد رونق بیک درج

بود چشم امیدم از احبا
شوند از مهربانی عزت افزا

رقعہ میلاد شریف

بحمد الله جهان پر نور و جان پر سرور شد اینجا — نخستین نور دیرین آمد و دارد ظهور اینجا
شنیدن غوطه در تسنیم و کوثر میزند هر دم — که باشد ذکر پاک شافع یوم النشور اینجا
ملک دربان این ایوان خضر سقائے این منزل — فلک فراش این محفل کند رضوان بخور اینجا
ملائک چون مگس جمع شد از شیرین بیانی ها — مگس رانی نماید گیسوے مشکین حور اینجا
اگر معراج چشم و گوش می خواهی ببین بشنو — کلیم اینجا و نور اینجا کلام اینجا و طور اینجا
ز نوشانوش این محفل بشارت باد مستان را — که ساقی پاک شربت پاک و مے باشد طهور اینجا
همین یکشنبه و تاریخ پنجم ساعت ثانی — کرم فرما شوند احباب نزدیک و دور اینجا

رقعہ نوید بتقریب قشقہ بابو پربھو دیال خلف منشی اودھ بہاری لال صاحب متخلص بہ ثمر لکھنوی شاگرد رشید مصنف

بحمد خدائے زمان و زمین
قلم جبہ سا در رہش دمبدم
نقش نگار معانی ببین
کشد خامہ تصویر حسن و جمال

ورق را بود قشقہ زیب جبین
بود نقش آن جبہ سائی رقم
شد این نامہ از رنگ مانی ببین
شود صاحب قشقہ پربھو دیال

الٰہی از و چشم بد دور باد
دل از شادی قشقہ طرفی ببست
کنم ساز و سامان بزم تلک
تماشائے آمیزش رنگ و بو

ز دیدار او دیدہ پر نور باد
کہ نقش مرادم بکرسی نشست
بود تہنیت خوان ملک تا فلک
دہر مژدہ ربط جام و سبو

جہان محفل عشرتی ساز داد
مغنی کہ با برگ و ساز آمدہ
بشنبہ کہ ہشتم ز مارچ بود
بود چشم لطفم ز جمیع کرام
کنند از قدم رنجام سرفراز

برامشگران زہرہ آواز داد
بساط طرب دل نواز آمدہ
ترقی جاہ و مدارج بود
شوند انجمن ہم چو انجم تمام
بود این نوازش مرا جائے ناز

شوند از رہ مہر مہمان من
بس این رونق خانہ و خوان من

رقعہ میلاد شریف از جانب محمد مصطفٰی خان صاحب مالک کارخانہ اصغر علی محمد علی لکھنؤ

بزم مولد کہ اصطفا می خواہد
از بہر بیان زبان پاک و دل پاک

آرایش صدق و ہم صفا می خواہد
میلاد شریف مصطفٰی می خواہد

رقعهٔ نوید عبد الحمید

خوشا عبد الحمید آن شمع محفل　　　که شمع انجمن از بس ضیا شد
بهار آمد که خندد غنچه در باغ　　　ز کار غنچه لبان عقده وا شد
شمیم بوستان عشرت فزا است　　　نسیم صبحگاهی دلکشا شد
مغنی هم ببزم شادی امروز　　　چو بلبل در چمن رنگین نوا شد
خوشا عبد الحمید و بزم عقدش　　　که آنرا عقد پروین رونما شد
همین بس معنی نور علی نور　　　که زرین چهره و زرین قبا شد
خوشا عقدے که وقت انعقادش　　　بسا عقد کواکب رونما شد
کف او رنگ نیرنگ دگر یافت　　　که رنگین دستش از برگ حنا شد
ز رویش دیدهٔ بد دور بادا　　　که شمع انجمن از بس ضیا شد

بسالش زهره زینسان نغمه زن گشت
مبارکباد کان سر کد خدا شد

رقعهٔ شادی دختر چنی لال

بمجد او قلم گردد حنا بند　　　که داده روح را با جسم پیوند
نسیم امروز در گلشن نگنجد　　　گل از شادی به پیراهن نگنجد
ملک بزم نشاطی ساز داده　　　برامش زهره را آواز داده
بتاریخ سوم از ماه شعبان　　　که باشد پنجمی یوم بسنت آن
بود جشن عروسی دخترم را　　　شرف حاصل شود زان اخترم را
نگین خاتم اقبال هست او　　　ضیاے چشم چنی لال هست او

رقعهٔ شادی خواجه محمود شاه لکهنوی

قلم دارد از حمد رنگ قبول	حنا بند آمد ز نعت رسول
بود حمد حق را بہ نعت انعقاد	کہ دارد دو عالم بہم اتحاد
صریر قلم دارد آواز کوس	رقم را بود حکم شکل عروس
زبان حلقه هر دم بلب میزند	دو دالی بکوس طرب میزند
زمین را دهد مژده هر دم زمان	کہ سعدین گیرند باهم قران
همین بست و پنجم ز ذیحجہ ماه	بود کدخدائی محمود شاه
ز رخسار او چشم بد دور باد	ز دیدار او دیده پر نور باد
بسر چهره بندد چه آن مهر چهر	برآید ز حنا در تو گوئی کہ مهر
چو رونق دهد مسند و گاه را	شود آسمان منزل آن ماه را

دیگر

قلم دارد از حمد رنگ قبول	حنا بند آمد ز نعت رسول
بود حمد حق را بنعت انعقاد	کہ دارد دو عالم بہم اتحاد
صریر قلم آمد از کوس	رقم را بود حکم شکل عروس
هوا تازگی بوستان را دهد	صبا مژده زان دوستان را دهد
تماشای آمیزش رنگ و بو	شده باعث ربط جام و سبو
ترنم سراینده بلبل بگل	تنعم فزاینده ساقی بمل
چکاوک سراینده بلبل بباغ	چو طاوس رقصنده تیهو براغ
خصوصا درین عهد فرخنده مهد	کہ عیش و طرب شد بہم شیر و شهد

جهان خانهٔ خوانِ آراسته — جهان را بمهمانیش خواسته
به ترتیب این جشن فرخنده فال — شده منتخب بست و یک ماه حال
بنام ایزد آن روز رحم حسین — که نوشاه گردد بصد زیب و زین
نهد چهره بر سر بصد آب و تاب — شود چهره اش چهرهٔ آفتاب
مغنی کشد این نوا بامداد — که نوشاه را خانه آباد باد
ملک آورد عقد پروین نثار — زمین گنج گوهر کند در کنار
احبّا اعزا شوند انجمن — شود طعنه زن انجمن بر چمن
فدای حسین است امیدوار — ز الطاف احباب صاحب وقار
که از شام مانند ماه تمام — قدم رنجه سازند با احترام

قدم بر سر و چشم احقر نهند
ز نقش قدم بر سر افسر نهند

قلم از حمد حق حنابند ست — لبم از شکر و ر شکر خند است
حمد و نعت نبی ست شیر و شکر — خوشتر از سلسبیل و از کوثر
گوش بر امر حنا نکه باید — چشم بر ربط رنگ و بو باید
سرو شمشاد باغ دوش بدوش — بلبل اندر خروش و گل خاموش
این خموشی که هست عین رضا — دو گواهند بس نسیم و صبا
عهد بلبل بعهد گل بستند — طرفه از باغ و جز و کل بستند
چشم بد دور نور دیدهٔ ما — نام الطاف و برگزیدهٔ ما
شود از لطف ایزدی نوشاه — هست فرخ قران زهره و ماه
بهر این انعقاد فرخ فال — بست و هفتم بود ز ماه حال
چشم امید باشدم ز مهان — که شوند از ره کرم مهمان



کلامِ ابتدائی

الٰهی شوخیِ پروانه ده شمعِ زبانم را
منور کن ز نورِ معرفت بزمِ بیانم را

الٰهی موج خیزِ حمد کن بحرِ بیانم را
ز موجِ کوثرِ توحید خود تر کن زبانم را

خیالِ یار در خوابم چنان از خویشتن بردست
که بانگِ صور هم افسانهٔ شد خوابِ گرانم را

چسان گنجِ صفاتش را برون آرم که عقل اینجا
به بندد از کلیدِ خامشی قفلِ زبانم را

ز بارِ جرمهایم بشکند میزان یقین دارم
نمی دانم چسان سنجند این بارِ گرانم را

دو روزست این بهارِ عمر فصلِ گل درین گلشن
عبث بادِ صبا بر باد سازد آشیانم را

همائے عشق از من بخیزد قوت شبا روزی
سگِ دنیا چه داند قدرِ مشتِ استخوانم را

من آن مرغم که بر طوبیٰ سکونت داشتم لیکن
فرود انداخته شاهین قسمت آشیانم را

پئے تعظیمِ سیلابِ حوادث اندرین دنیا
بود بر خاستن عادت همیشه آستانم را

برائے گرمیِ هنگامهائے آتش افروزی
بدوزخ می‌برد بالکل آتش فشانم را

جگر کاز چاشنیِ غم کباب از سینهٔ بریان
شراب از خونِ دل باشد مهیا میهمانم را

عزیز این نغمه تا کے پیشِ زاغانِ جهان خوانی
بجز مرغانِ قدسی کس نمی فهمد زبانم را

المنة لله که کسے زد دل و جان را
زخمیکه نه مرهم نه علاجے بود آن را

راحت دهم از گوشه نشینی دل و جان را
بیرون کنم از خانهٔ خود هر دو جهان را

چندان بطپیدم که دل از سینه بدر شد
هنگام تزلزل بگذارند مکان را

پیداست که تعزیر بگفتار چه باشد
بے جرم بجائیکه ببرّند زبان را

دیوار پر از رخنه کجا مانع سیل است
مژگان نتوان بست رهٔ خواب گران را

این کشتهٔ تیغ تو و این خستهٔ نازت
از رشک بهم صلح نباشد دل و جان را

زاهد که کند مدحت حوران بهشتی
بیچاره ندیدست مگر مغبچگان را

شد بلبل و گل نیز بهم آغوش ولے ما
در بر نکشیدیم که آن سرو روان را

بیچاره عزیز تو چه دارد به بشارت
جز این که فدائے تو نماید دل و جان را

گذر کردم ازین صحرا گرفتم دست سودا را
بهمت میزدم صد پشت پا هر گام دنیا را

لب جان بخش تو آموخته افسون مسیحا را
فروغ جلوهٔ حسن تو مشعل داد موسی را

بده پیمانه اے ساقی همین قیمت سودا کن
بیکدست آخرت داریم و در یکدست دنیا را

اجل گو تا علاج درد بیمار من سازد
فلک از دشمنی برداشت پیش از من مسیحا را

دل و دین را فراهم کرده ام یکجا بامیدے
که شاید میبرد غارت گرے این مال یغما را

لب جان بخش تو شهرت اعجاز میدارد
ز حسرت در دهن دم آب می گردد مسیحا را

به نیرنگی خوے دشمنان رنگین مکن دل را
که هر دم رنگهائے مختلف باشند حربا را

کند او وعدهٔ فردا ولا صبرم کجن امشب
سحر گه ناله سازیم می خوانیم فردا را

عزیز امشب مے جمشید ساقی میدهد شاید
که از خود رفتم و کردم تصرف ملک دنیا را

جایی ز کوی تو نبود خوب تر مرا
غیر از تو نیست هیچکسی در نظر مرا

نی همدمم نه خار و خسم نی گیاهِ خشک
بهر چه سوخته است فلک اینقدر مرا

همچون نشانهٔ که از و تیر نگذرد
خاری بپا خلیده بر آید ز سر مرا

گستاخی سخن چنین و حیا اینقدر خوش است
من می کشم ببر نکشد او ببر مرا

از پایمال چرخ شکایت چه می کنم
قسمت فگنده است درین رهگذر مرا

اسباب کارزار دلیران شجاعت ست
دست است تیغ و سینه بود بس سپر مرا

من چاشنی بوسه ز دشنام می برم
از حنظل است لذت شهد و شکر مرا

از بیضه تا برون شده ام گشته ام اسیر
بهر چه کار داده فلک بال و پر مرا

خواهم عزیز هم کندش در بدر فلک
آنکس که کرده است ز کویش بدر مرا

دو جهان سلسله دار خط پیمانهٔ ما
نه فلک حلقه بگوشش در میخانهٔ ما

هست سرمایهٔ غم وقف بویرانهٔ ما
کعبه می آید و ماتم برد از خانهٔ ما

فقر آباد که گشتیم غنی از دو جهان
گنج را راه مبادا سوی ویرانهٔ ما

از تنگ ظرفی ما عشق نگنجید بدل
می بجوش آمد و افتاد ز پیمانهٔ ما

هر کسی در طلبی دست بر آرد فردا
ما و دست طلب و دامن جانانهٔ ما

مرحبا عشق که بی منت ساقی مستیم
گوشهٔ چشم کسی گوشهٔ میخانهٔ ما

غم پیمانه کشان نیست بجز کیفیت
تاک را آب دهد گریهٔ مستانهٔ ما

حاصل از صحبت ساقی شده ظرفی مارا
کاسمان غوطه خورد در خم پیمانهٔ ما

شاید امروز عزیز آمده بر باده کشی
های و هوی دگری هست به میخانهٔ ما

منزل عشق که از دیده نهانست اینجا / راه باریک تر از موی میانست اینجا
همچو شمعیکه ز فانوس عیانست اینجا / او بپس پرده نهان دل نگرانست اینجا
ما همانیکه نهانست عیانست اینجا / پرده را هم بمیان حکم کتانست اینجا
ناله بنخیز و ازین دشت به پیرایه گرد / غافل آهسته که پا پر دل جانست اینجا
غمزه برخاست ز جا تیر کمانی در دست / دل بفریاد بر آمد که نشانست اینجا
بچه امید دگر باره به سویم آئی / خانه خالیست ز دل هست جانست اینجا
دخل در مدرسهٔ عشق خرد را نبود / عقل در اول نقش هیچدانست اینجا

گرمی محشر و دم سردی دنیا یکسانست
غم آبست گر آنجا غم نانست اینجا

گروه عشق جلا در دل بی کینهٔ ما / بعد ازین دست کلیم الله و آئینهٔ ما
نشود نقش تو بر داشتن از سینهٔ ما / زرد و عکس تو ز نهار ز آئینهٔ ما
قلم صنع نجنبید پی نقش وجود / تا نشد نقش تو زیب ورق سینهٔ ما
یاد بت در دل ما یاد خدا می گردد / صورت زشت شود خوب به آئینهٔ ما
از کمان فلک آن تیر که پرواز کند / بی تکلف گذرد از هدف سینهٔ ما
بلبل و گلشن و گل محفل و پروانه و شمع / ما و نظارهٔ عکس تو و آئینهٔ ما

زندگی همچو حباب است سبکروح جان را
گر هوای تو رود جان رود از سینهٔ ما

ساقی چو آفتاب بریزد بجام ما / صبح نشاط سرکشد از جیب شام ما
ما نغمه سنج گلشن طور محبتیم / در سر کلیم داشت هوای کلام ما
زهاد و کنج خانقه و گریه و فغان / مائیم و چنگ و مطرب و عیش مدام ما
ما عاقبت اسیر کمند اجل شدیم / آن آهوی رمیده نیامد بدام ما

هر جام شکل کوثر و هر رند شکل حور — میخانه هست روضهٔ دار السلام ما
ما بر فریب نکهت جنت نمیرویم — پیچیده است بوی کسی در مشام ما
اسباب عیش تلخ بود اهل درد را — این زهر هیچ گاه مبادا بکام ما
نام آوری بکفر نمودیم آن چنان — ورد زبان برهمنانست نام ما
اندر مزار تیره نگنجیم در کفن — صبح نشاط هست هم آغوش شام ما

ما عاشقیم عشق بود کار ما عزیز
عاشق پسند هست همانا کلام ما

بلند در دو جهانست شور نوبت ما — نه آسمانست جنیبت کش عزیمت ما
مئے نشاط کشیدن همیشه عادت ما — شراب غصه حرامست در شریعت ما
قبول خاطر بت گر نمیدهد صله — دگر برای چه روزست سعی طاعت ما
بنوش باده و با محتسب مقابل شو — که رند دوست بود قاضی عدالت ما
قصور ما نبود عادی گناه شدن — خراب کردهٔ لطف تو هست عادت ما
چنان بهر بد و نیک ما نساخته ایم — که شیخ و برهمن آید پئے زیارت ما
همین بس است ز همت که در تهیدستی — دراز پیش کسے نیست دست حاجت ما
فلک بناخن غم باز میکند رنجور — شود چو صورت بهبودی جراحت ما
گر انتقام گنه‌های من بدهر افتد — کسے گناه نسازد دگر ز عبرت ما
چه اعتبار بآسودگی خویش کنیم — بباد هست بسان حباب اقامت ما
چنین که ورد زبان یا صنم بود ترسیم — که بت خجل نشود از سپاس طاعت ما
مکن علاقه ز پیراهنی و عریان شو — برهنه لائق حد نیست در شریعت ما
گذشت قافله و ما هنوز در خوابیم — تباه در دو جهان خانمان غفلت ما
چنین که دختر رز جلوه میکند هر دم — دگر چگونه بماند عزیز عصمت ما

ارمغانِ عشوه بازانست جان زار ما
نذر این خنجر فروشان سینهٔ افگار ما

فصل گل افسوس آخر گوشهٔ فانی گرفت
گل نشد گوشه نشین گوشهٔ دستار ما

عیب مردم پیش تو گفتن هنر دانسته ایم
می توان نهمید از گفتار ما کردار ما

در طریقِ ما بدشمن مهربانی خوش بود
جائے در پهلو دهد سیلاب را دیوار ما

طاعت ما حلقه در گوش قبول بت کشد
برهمن گردد به بندد گر کسے زنار ما

دین و دنیا را کنون ما مفت سودا میکنیم
نیک بد هر شے که خواهی هست در بازار ما

عمر سر کردیم آخر در تمنائے غرور
قد ما کج شد نشد کج گوشهٔ دستار ما

تا قبول عشق گردیده ست کفر ما عزیز
برهمن بهر تبرک میبرد زنار ما

می کند مرهم گریز از سینهٔ افگار ما
عافیت پرهیز سازد از دل بیمار ما

هر گل فتنه که در گلزار هستی بشگفد
می کند دست فلک آرایشِ دستار ما

باغبانِ گلشن عشقیم ما را کم مدان
میکند روح القدس طاؤسی گلزار ما

میشود کونین ویران گرچه ما ویران شویم
پایهٔ عرش است بالاے سر دیوار ما

توبهٔ ما زهد و تقوی را بفرحت آورد
کعبه در رقص است از ناقوس استغفار ما

الٰهی از اندک و بسیار ما رسوا مکن
پلهٔ میزان چه سنجد اندک و بسیار ما

هر چه با دشمن بگوئی میکند بر عکس او
با فلک گوئیم بکشائی گره از کار ما

در جهان بگذاشتی ما را و خود رفتی عزیز
کار خود کردی و نکشادی گره از کار ما

بحثت آباد حیرت کے بود امید حاصلها
بگو برق تجلی را که سوزد خرمن دلها

فلک در گردش و بحر فنا در شور می ترسم
که این کشتی بگرداب است پیدا نیست ساحلها

نظر بر حال ما رندان ندارد یکقطره ساقی
مگر این سنگدل خواهد شکست شیشهٔ دلها

بحر عشق گر موج بلا خیزد چه غم دارد
که دشنا دوش طوفانم بهم آغوش ساحلها

نه تاب رفتن و نه فرصت آرام حیرانم
که طی کردیم منزلها و در پیش است منزلها

کجا این ساغر و مینا بفرد دسترس باشد
غنیمت دان عزیز امروز دور گرم محفلها

زهی از سنبل زلف پریشان خاطر شبها
سراپا همچو نرگس چشم در راه تو کوکبها

خراب بادهٔ خود ساخت چشمت کفر و ایمان را
بیک پیمانه می نوشند در دور تو منزلها

بعشرت آسمان باهم ندارد آشنایان را
که هنگام قدح نوشی شوند از هم جدا لبها

چنین گر سرو مهرها محیط آسمان باشد
بسان ژاله می ترسم فرو ریزند کوکبها

نزاع زهد و رندی زاهدا برطاق نه امشب
که مه ساغر بدست و سبحه گردانند کوکبها

ز مشق سنگ بازی مژده باید داد طفلان را
که مسند دست از دیوانگانت راه مکتبها

دل محشر پرست من عزیز از ناله سازد
فَتَنشَقُّ السَّمَا وَالأَرضُ حَتَّى خَرَّ کَوکَبهَا

که در هست از بس کلبه ام از ظلمت شبها
نظر آیند چون ریگ روان سیاره کوکبها

شبی گر بی تو ای ساقی نهم سر بر سر بالین
بچشمم ریزهای شیشه می ریزند کوکبها

تمیز نیک و بد در مردمان دهر می باید
که باشد مختلف تاثیر و یکسانند کوکبها

ندارد کلبهٔ من احتیاج پرتو شمعی
برنگ صبح از شبنم گریزد ظلمت شبها

بامیدیکه سرگرم خریداری شود طفلی
بکف سیپارهٔ دل مینمایم سیر مکتبها

بهر روز آسمان نیرنگ نو آئین کند ظاهر
بهر شب مهرهٔ دیگر بیندازند کوکبها

تو و اغیار و سیر ماهتاب و باده پیمائی
من و هجران و شوق گریه و تاریکی شبها

نمی دانم عزیز از تو چه زخم کاری دارد
که همراه نفس خونابهٔ دل ریزد از لبها

دران وادی دلم سر می نماید شور افغان را
که در گفتار می لغزد زبان موسی کلامان را

شود صد چاک آن دامن که گیرد چشم گریان را
مباد آن دست را طاقت که دوزد چاک دامان را

بر زور باده پیراهن اگر جنت هوس داری
که کوثر دست می دارد شراب آلوده دامان را

بظلمات عدم اے دل چراغ راه می گردد
بشمعے گر منور می کنی گور غریبان را

بحال محرمان بزمگاه عشق حیرانم
که اینجا در ته تیغست سر بیرون نشینان را

فراق رفتگان را بر نمی تابد دلم هرگز
به پیش چشم خود داریم تصویر عزیزان را

داغ عشق تو چراغ بزم جانم کرده اند
مهر تو خورشید صبح استخوانم کرده اند

شربت عشرت باهل عیش بادا خوشگوار
تلخی درد تو در کام و زبانم کرده اند

گرچه خاکم در ازل گردید اکسیر وجود
عاقبت صرف گل کوزه گرانم کرده اند

نیست این تابنده کوکبها که افلاک از حسد
تیز دندان بهر مشت استخوانم کرده اند

نے بکار صفحه نے زیب دیوارے شدم
صورت بے فائده صورتگرانم کرده اند

از ازل دردت در اندامم شکست انداختست
خوش علاج تخته بند استخوانم کرده اند

باعث پس ماندنم بے مهری همراهیانست
سست رفتارم جدا از کاروانم کرده اند

در بهاران و خزان محفوظم از تاراج باد
همچو بو در غنچه خاطر نهانم کرده اند

غنچه سان غیر از خموشی چاره نبود عزیز
صد زبان دادند لیکن بے زبانم کرده اند

از حریفان زمے عشق بشور آمده اند
گر نه افلاک درین جا بسر آمده اند

واے بر بے سر و سامانی ارباب جهان
که بدست تهی و با تن عور آمده اند

حشر آن قوم شود همره بیحوصلهگان
گرچه منصور ز یک جرعه بشور آمده اند

سخت تر اهل همم راز فنا هست عزیز
که بدوش دگران تا لب گور آمده اند

کے ملالِ دل کلفت زدہ پایان دارد — این غباریست کہ طومار بیابان دارد

عشق یک دفتر اوراق پریشان دارد — انتہائے دو جہان اول دیوان دارد

این چنین نالہ کہ جوشد ز دل خستۂ ما — گنبد چرخ اگرش شود امکان دارد

اعتبارے نبود بر سر و سامان جہان — پیش من بے سر و سامان سر و سامان دارد

قصر شاہی نرسد کلبۂ درویشے را — کہ گدائے در او ناز بخاقان دارد

برق ہر خشنہ کہ بر مزرع دنیا تابد — قصد بر دانۂ بیچارہ دہقان دارد

مسند فخر بآن خانہ بگسترد عزیز
کہ فلک بر در او پایۂ دربان دارد

بچشم تر دل پر اضطراب می سوزد — چراغ خانۂ ام امشب در آب میسوزد

بآب زمزم و کوثر خنک نہ میگردد — دل کسیکہ بذوق شراب میسوزد

ز دیر می شنوم بوے دل نمی دانم — کہ نیست آتش و چون این کباب میسوزد

نصیب دیدۂ تر ہست عکس روے کسے — چراغ بخت من امشب در آب میسوزد

ببین کرامت پیر مغان کہ نیمہ شب — چراغ میکدہ از آفتاب میسوزد

کسیکہ کشت امیدش نصیب سوختن ست — اگرچہ برق نیفتد ز تاب میسوزد

تمام سوختنم و اینقدر نہ دانستم — کہ دل برائے چہ ہمچو کباب میسوزد

فدائے خوے تو گردم کہ ہر نفس ما را — گہے ز لطف و گہے از عتاب میسوزد

دل گداختہ یک آتشیست در بر من — کہ گر نفس بزنم آفتاب میسوزد

قسم بآتش آن دل خورد سقر ہر دم — کہ از غم تو بصد پیچ و تاب میسوزد

ز زندہ درنجی زاہد بہ بزم بادہ مپرس — کہ چوب خشک در آتش شتاب میسوزد

عزیز را غم انجام زاہدان بگداخت
بہشتیے پے اہل عذاب میسوزد

مذاق عهد شبابست آن شباب نماند
هنوز نشئه بجاست گو شراب نماند

چنان بجرم گنه غرق گشته ام که بحشر
بهیچ کس ز سقر حصهٔ عذاب نماند

هجوم خواب گران آنچنانست در چشم
بدیده هائے دو عالم اثر ز خواب نماند

میان دلبر و دل این نگاه حائل بود
چو چشم بستم و پس میان حجاب نماند

بدشت عشق مکن العطش عزیز خموش
چه ذکر آب که اینجا سراب نماند

دل ما هیچو سحر سوخته جانے دارد
هر که از خوان فلک حصهٔ نانے دارد

سخن عاشق و معشوق نیاید در فهم
هر بیان نکته و هر نکته بیانے دارد

آنکه صد خوان کرم وقف گدایان کردے
این دم از داغ جگر سوخته نانے دارد

صنم و کوے تو و زاهد و سودائے بهشت
هر کسے در دل خود نیک گمانے دارد

رخنه در کار قناعت بشود آخر کار
باز هر کس ز سر طمع دهانے دارد

گوش گل طاقت افسانه ندارد بلبل
ورنه هر خار زبانے و بیانے دارد

سرمه در کار جرس نیست ز گرد منزل
لب بند در سخن هر که زبانے دارد

بچه اسباب کند وصف تو هیهات عزیز
نه دهانے نه زبانے نه بیانے دارد

دم قتلم بسر رسم چو جلاد آمد
ز طپیدن رگ حلقوم بفریاد آمد

پاے بند غم و رنج ست گرفتار بلا
هر که در سلسلهٔ این ستم آباد آمد

خواستم از ره صحرائے جنون پائے کشم
خار مانع شد و زنجیر بفریاد آمد

عشق شیرین دهنان نقش ره عادت ماست
این ندایم ز لب تیشهٔ فرهاد آمد

آب مے ریخت چنان محتسب افسوس عزیز
که ز بزم طربم شیشه بفریاد آمد

یارب ز کرم رنگ غمے در نظرم ریز — چون لاله همه تن خون کن و از چشم ترم ریز
از کاوشش یک ریزۂ الماس چه خیزد — کان نمکے ساز و بر زخم جگرم ریز
در جور و ستم ہم چو بود ظرف فلک را — زین شیشه بہانا بسبوے دگرم ریز
چون نغمۂ پیران کہن سوز زم بدل افگن — کونین بغارت ده و خاکے بسرم ریز
ہر شعله که از سینه زند سر بدل افگن — زہرے که چکد از مژه اندر جگرم ریز
صیاد مرا میل گرفتاری من ده — صد گلکده را رنگ ته بال و پرم ریز
تلخی بکشد چند عزیز از غم ایام — بارے بدلش لذت شہد و شکرم ریز

ز بزم باده کشان تا بہ این زمان برخیز — چه سود ازانکه بگویند بیش ازان برخیز
ز مرد بین بپرد بالان عرش مشتاق اند — بسیر باغچۂ قدس مرغ جان برخیز
وبال دوش عزیزان شدی پس مردن — بزندگی چو مسیحا ازین جہان برخیز
میان بلبل و گل خلوتے بہم گرم است — صبا بگو باشارت ز باغبان برخیز
ز تنها ہما ز جفاے فلک چه می ترسی — تلاش قوت کن اے مرغ ز آشیان برخیز
چه ابرو و چه نگه قصد کشتنم دارند — تو نیز اے مژه از بہر امتحان برخیز
بشوق نغمه کشی زنده دار پی شبها — شبے بطاعت حق نیز ابجوان برخیز
در آشیانه نشستن به بلبل ارزانی — تو ہمچو شبنم ازین کہنه بوستان برخیز

طلوع شد سحر حشر و شورشے برخاست
تو ہم عزیز ز مرقد بصد فغان برخیز

مرده ام و ہست آتش عشقت بجان ہنوز — روشن شود فتیله ز ہر استخوان ہنوز
اے حبذا خرام تو زان ره که رفته — سر میزند بخاک ز شوق آسمان ہنوز
آنانکه بمیناک ز شور قیامت اند — نشنیده اند نالۂ دل خستگان ہنوز
فصل بہار سیر ود و آمد خزانست — بیچاره بلبلے که نبست آشیان ہنوز

پیری رسید و خواهش نعمت ز سر نرفت — چون کودکان گرفتی این استخوان هنوز

زاهد که بر فزای ارم نازمی کند — بیچاره پی نبرد بکوئے مغان هنوز

دعوائے عشق گلبدنان چون کند عزیز — نگریست خون و چهره نکرد ارغوان هنوز

تاب دوری نیست در دل ای غم جانانه باش — خانه ویرانست در آرایش اینخانه باش

در صدا چون کاسه منصور پر آوازه شو — در خموشی میگزینی چون لب پیمانه باش

میزند سنگ فلاخن جائے طفلان پیر چرخ — ای دل آرام جوئے ما تو هم دیوانه باش

عالم هستی پر از آشوب جور فتنه است — خوفناک اینجا چو طفلان میان خانه باش

تا صباح عید قربان سیر کوشش می شویم — از همه تو تیغ بر کف ای فلک مردانه باش

سرکشی ای آسمان رسم حریفان کے بود — چون صراحی دمبدم سر خم در میخانه باش

همنشینی نیک خصلت شو ز بدخوبان گریز — آشنا با آشنا بیگانه با بیگانه باش

احتساب روزگار دور گردون نیز نیست — تا گذشتیم از اثرای گریهٔ مستانه باش

گر مئے مقصود نوشیدن هوس داری عزیز — در فغان دردمند و گریهٔ مستانه باش

دل بجائے نرود از در کاشانهٔ عشق — نیست در خلد هوائے خوش ویرانهٔ عشق

هوس دولت منصور بدر کن از سر — همه کس را نشود دولت دیوانهٔ عشق

شور محشر نتوان کرد کسے را بیدار — که بخوابست ز کیفیت افسانهٔ عشق

ظرف ما رشک بکم ظرفی منصور برد — که ندانست کشیدن مے پیمانهٔ عشق

ترس بدنامی خود هیچ زلیخا نبرد — نیک و بد را نشناسد دل دیوانهٔ عشق

شمع را درس نماید سبق سوز و گداز — گر ببیند بکسی سایهٔ پروانهٔ عشق

حیرت جلوهٔ بت خست دیدن ندهد — پردهٔ چشم شود پردهٔ بتخانهٔ عشق

اندران بزم که جبریل بشوید پر و بال
ناز بر شمع کند شوخی پروانهٔ عشق

سرگذشت من افسرده مگو هیچ عزیز
که دل افسرده جهان را کند افسانهٔ عشق

ما سبحه و زنار شکستیم و گذشتیم
از کشمکش هر دو برستیم و گذشتیم

چون گرد بکوی تو نشستیم گذشتیم
روی تو ندیدیم برستیم و گذشتیم

بر خود نگرستیم و گرستیم گذشتیم
در چشم زدن دیده ببستیم و گذشتیم

زین ورطهٔ دریا سبکروحی قالب
بر دوش حبابی بنشستیم و گذشتیم

از کعبه که در کفر گذشتست دلی ما
صد مرتبه زنار ببستیم و گذشتیم

زین چشمه چو ما تشنه لب آبی نچشیدیم
از هر دو جهان دست بشستیم و گذشتیم

از سلسلهٔ دهر رهائی نه ز عقلست
ما مردم دیوانه برستیم و گذشتیم

افسوس کجا داد اجل فرصت دیدن
چون چشم به تیر تو ببستیم و گذشتیم

هرگه که عزیز از سر کوی تو گذر شد
بر خاک نشستیم گرستیم و گذشتیم

شب فراق ز درد تو داغ میدزدم
برای ظلمت دل این چراغ میدزدم

برای ماتم زندان رفتگان هردم
گریستن ز کباب و ایاغ میدزدم

باتشین نفسیها دمیکه می جوشم
بزیر دامن صرصر چراغ میدزدم

ز بو فروشیی باد صبا نیم ممنون
که بوی باغ نبرده دماغ میدزدم

مجو ز خضر که آن گمرهم درین وادی
که بی‌نشانی خود از سراغ میدزدم

بآبداری مضمون عزیز غواصم
ز بحر فکر دُر شبچراغ میدزدم

ممنون برق کے شوم از گرم ہمتی — خود آتشم کہ بر سر خرمن فتادہ ام
آلودہ کے بلاست کہ در دشت معصیت — ہر گام از گرانئ دامن فتادہ ام
قسمت بلاست شکوۂ تاثیر ہیچ نیست — کز مدتے بنالہ و شیون فتادہ ام
چاک قبائے غیر چہ دوزم کہ خویش من — در دست اختیار چو سوزن فتادہ ام
این روزگار دست ندارد ز رہزنی — من بیخبر بمنزل رہزن فتادہ ام
برخوان دہر گر بحقیقت نظر کنم — مہمان میان خانۂ دشمن فتادہ ام

من نغمہ سنج خلدم و از قسمت اے عزیز
اکنون اسیر دامگہ تن فتادہ ام

خواہم کہ باز بیعت دست سبو کنم — خود را شریک دائرۂ ہای و ہو کنم
خواہم کہ جستجوئے صنم کو بکو کنم — گر سوئے کعبہ گاہ بہ بتخانہ رو کنم
صد رہ اگر بچشمۂ کوثر وضو کنم — کو جرأتے کہ بیعت دست سبو کنم
وحشت اگر خروش برآرد بہ میکشی — زنجیر موج مستیِ مے در گلو کنم
احسان مے فروش ز ہمت بعید ہست — اکنون ز آب دیدہ لبالب سبو کنم
ہان شیخ باش کہ در روز رستخیز — پیش خدائے خویش ترا زرد رو کنم
چاک درون سینۂ من کے شود درست — صد سال اگر بسوزن عیسے رفو کنم
در آتشم کہ دل بکسے شمع رو دہم — تا در گداز و سوز چو پروانہ خو کنم

دور عزیز ہست کنون محتسب خموش
ورنہ خراب ذخستۂ دلے آبرو کنم

تا چند درین دیر فنا پا بگل افتم — کو منزل مقصود کہ با اہل دل افتم
تا چند درین کان نمک مضمحل افتم — خود کان نمک ہستم در زخم دل افتم
رفتند حریفان چہ حریفان نہ زپیشم — این کے جرم بود کہ من مضمحل افتم

دی توبه زہے کردم وانیدم بر ساقی | می خیزم و می گردم بس منفعل افتم
این شوخی بیتابی ہا ہست کہ در کام | از پاے جگر خیزم و بردوش دل افتم

کو جذب شہادت کہ عزیز از اثر شوق
بر ہر دم تیغے کہ بیفتم بحل افتم

غریق رحمت گرداب بحر لاہوتم | بدوش نوح خضر ہست تخت تابوتم
زمانہ جوہر من ناشناس دمی ترسم | کہ سنگ فتنہ زند چرخ و جام یاقوتم
فغان کہ دایۂ نا ترس روزگار مرا | ہنوز طفلم و باز ہر می دہد قوتم
تلاش جوہر ذاتی بکن درین بازار | کہ با خزف نخرد کس اگرچہ یاقوتم

عزیز عمر بسر میکنم بمیکدہ ہا
کہ تا بمیرم دستان برند تابوتم

چون آدم بدہر چگونہ چسان شدم | دامان غم گرفتہ برون از جہان شدم
سرگرم در گداز محبت چنان شدم | چون شمع سر بسر ہمہ یک استخوان شدم
ہر سو کہ می روم ز حوادث پناہ نیست | ہر جا گریختم ہدف آسمان شدم
عمرم بکعبہ سی شد و مویم سپید شد | گر اینقدر بمیکدہ ماندم جوان شدم
آن استخوان خشکم و بمیغز در جہان | نے حصۂ ہما نہ نصیب سگان شدم
ہر کس بجا رسید بسوے تو راہ برد | گویا براہ عشق تو سنگ نشان شدم

پابند یک چمن چو عنادل نیم عزیز
ہر جا کہ گوشہ نظر آمد گلستان شدم

چہ توان گفت کہ چون تا در دلدار شدم | دلم از دست کسے بردمن از کار شدم
ہر کرا یار ہدف کرد من افگار شدم | ہر کجا ناوکش افتاد من از کار شدم
یک مسیحا نفسے نیست درین دار فنا | امتحان کردم و صد مرتبہ بیمار شدم

دست بردار ازین مشت پر اکنون صیاد
بکشی ظالم اگر باز گرفتار شدم

از عدم آمده بودم پئے تفریح بدهر
چه بلا آب و هوا بود که بیمار شدم

من کجا، خلد کجا، بادیهٔ دهر کجا
راه گم کرده درین دام گرفتار شدم

من و خواب عدم و بود خوش آن را گہے
عشق ناگه در دل کوفت که بیدار شدم

عشق ورزیدم و از زهد و ورع بگذشتم
راهزن بوده ام و قافله سالار شدم

یا رب این جاده گه کیست که در اوّل گام
رفتن از من شد و من از سر رفتار شدم

جلوهٔ ماه وشان هست خردسوز عزیز
هان خبردار تو باشی که من از کار شدم

جامے نخورده سیر ز بزم جهان شدم
برگ گلے نچیده ازین بوستان شدم

گشتم سبک بچشم مصیبت کشان بار
زین جرم کز گرانی غم ناتوان شدم

آخر کمینه غاشیه دار تو بوده ام
با توسن سپهر اگر همعنان شدم

از عیب جو سواد هنر شد فزون مرا
چندانکه نکته چید کسے نکته دان شدم

یک گوشه چون کنج قفس نیست جان فزا
در چارسوے گلشن کون و مکان شدم

مویم سپید تا شد و پشتم خمیده شد
در آفتاب از پئے خود سایبان شدم

چو پائے در دهستم و آمادهٔ غمم
هر جا شکسته بخت فلک استخوان شدم

خاک مرا هنوز دهد آسمان بباد
گه در زمین بگوشهٔ مرقد نهان شدم

ایمان ز دست رفت دل از من بتافت رو
آخر چه شد مرا که بکوئے بتان شدم

گردیده اند حلقه بگوشم بهشتیان
تا من غلام حضرت پیر مغان شدم

شهد و شکر عزیز بشعرم نمی رسد
تا بر طریق حافظ شیرین زبان شدم

شگفته دل ز بهار جهان نگردیدم — برنگ غنچه گهی یک دهن نخندیدم

بهر دیار گذشتم جهان نگردیدم — زمانه راز دل خویش تنگ تر دیدم

من و غم شب هجران و تیره روز بهار — چه کار هست بنوروز و عشرت عیدم

بهار آمد و برخیز ساقیا که سحر — دهد صدائے صبوحی بجام خورشیدم

ز باغ دهر ثمر یافت هر کسے لیکن — هنوز بار نیاورد نخل امیدم

منم که بهر تو فریاد می کنم امروز — وگرنه از دم باد صبا نرنجیدم

پس از وفات عزیزان کفن مپوشانید
برهنگی چه کند چون که چشم پوشیدم

به بند از هر دو عالم چشم سوئے دل توجه کن — کزین ویرانه می یابی نشان جلوه گاه او

چنانم کرد بیخود لذت زخم نگاه او — که بردند آهوان بر دو چشم از نخچیرگاه او

حرم را بارها کردم خیال جلوه گاه او — پرستیدم بتان را سالها از اشتباه او

گران تر پلهٔ عصیان من از کوه تابانش — سیه تر نامهٔ اعمالم از زلف سیاه او

شهید غمزهٔ آن ناوک بیدادم کز عمرے — فلک چون مرغ بسمل میطپد در صیدگاه او

چرا از کعبه و بتخانه پیدا کرده اند جائے — که شیخ و برهمن را نیست آگاهی ز راه او

نباشد این خود آرائی بغیر از خاطر آزارے — دلے بشکسته باشد دانم از طرز کلاه او

چنان طاقت نمی یارم که برق وادی ایمن
بموسی انچه کرد اکنون کند با من نگاه او

متفرق

رهروانے که براهت کمر دل بستند — کشتی خویشتن از بحر بساحل بستند

قطرهٔ خون همه کسے بود که از دیده چکید — تهمت دل بعبث بر من بیدل بستند

یارب این دشت ندانم چه تماشا دارد — که خلائق ز کشاکش ره منزل بستند

شرار عشق او ما را اگر پهلو بسوزاند
دو عالم را دل از یک نعره یاهو بسوزاند

اگر رمز حقیقت بر زبان آریم در مستی
مسلمان سبحهٔ زنار را هندو بسوزاند

بگلگشت چمن گر بوی گل از دلش گردد
صبا دامن زنان بر آتش گل بو بسوزاند

اگر گرمم کند عشق تو بر آتش سپر سیتها
صد آتش خانه بالای سر هر مو بسوزاند

تیز بینا نیکه شل چشم در کاشانه اند
سیر عالم میکند ما را درون خانه اند

عشق تنها هست مشتاقان هجومی کرده اند
پیر دیری دارم که یک ساقی و صد پیمانه اند

فکر روزی چیست ایدل تکیه بر ایزد بکن
فکر مهمان می کنند آنکه صاحب خانه اند

دور بینا نیکه خوب و زشت را دانسته اند
آشنا با آشنا بیگانه با بیگانه اند

شام دود دست پریشان شد از مجمر ما
صبح برخاسته خاکستری از اخگر ما

بفسان فلک آن تیغ که میگردد تیز
روزگار از سر الطاف زند بر سر ما

اندرین میکده زان به ز که دور فلک است
دل ما پر شده و پر شده ساغر ما

ما گدای در جانانه و شاهی چه سگ است
از ادب سایه بینداخت هما بر سر ما

خراب بادهٔ عشق تو ام نمی دانم
گهی خیال من ای بی نیاز میگذرد

مدوش بار گران راه تیره حیرانم
که کاروان به نشیب و فراز میگذرد

بهت دل پر داغان ادنا زم
تمام عمر بسوز و گداز میگذرد

هزار شکر که عمر عزیز ای یاران
بر آستانهٔ آن بی نیاز میگذرد

پسندیدن ز شیرین حسن کار از کوهکن باید
ز بت باید قبول و بندگی از برهمن باید
غم دنیا چه ناسوریست هرگز به نمیگردد
مگر اینداغ را مرهم ز کافور کفن باید
برنگ گل چرا هر دم قبای نو بنو پوشی
همانا مدت عمر ترا یک پیرهن باید
سحرگاهان شگوفه با زبان حال می گوید
کرای رنگین قبایان زود تر فکر کفن باید

مهر آسمان ندارد الفت جهان ندارد
خوشوقت آنکه کاری از این و آن ندارد
زنهار عشقت آرام در سینه نگیرد
این باز ز هرزه پرواز یک آشیان ندارد

گشتیم مبتلا چو گرفتیم نام چشم
یارب کسی مباد گرفتار دام چشم
ساقی منار هیچ که در بزمگاه دل
پروای باده نیست که پر هست جام چشم
از انقلاب انجمن دهر هر زمان
از شیشه گریه می طلبم می ز جام چشم
در دل عزیز زخم که داری که هر نگه
بوی ز خون دل چکد از هر کلام چشم

همتی کو تا کنار از عیش رنگین جهان کنم
گل به بلبل بخشم و خاشاک در دامان کنم
نعمتی بر خوان من نبود بجز درد و الم
میخورم خون دل خود هر کرا مهمان کنم
بلبلست این کز فغانش نیست تاثیری بگل
عالمی سوزد اگر من ناله را افغان کنم
زهرهٔ مردان ز گرمی آب می گردد عزیز
من کیم تا سیر این وادی بی پایان کنم

هرگز بزیر سایهٔ احسان نمی روم
جان میدهم بچشمهٔ حیوان نمی روم
هرگز بسوی محتشمان من نمی روم
لب تشنه جان دهم و بدریا نمی روم
بر سنگ میزنند سر خویش آهوان
روزی که من بجانب صحرا نمی روم

نبرد از نکهت حنا نه خمار مرا — نفس رسید ز سر کوی تو گلزار مرا
از عدم آمده بودم پی گلگشت جهان — دام گیسوی کسی کرد گرفتار مرا

بدرگاهش بود حاجت چه ادنی چه اعلی را — ز کشتی کاسهٔ دریوزه برکف هست دریا را

تماشا می کنم هر لحظه آن یوسف نقابی را — که هر عضو از صفا در جلوه دارد آفتابی را

تغافل هست زنجیر گران پای نگاهش را — درازی هست دام راه گیسوی سیاهش را
ز غیرت سبز پوشان جامه بر تن چاک بسازند — اگر بینند خون آلودگان صید گاهش را

برنتابند کسانی که فغان بلبل — یارب از شور قیامت بچها می آیند
بوی گل نیست که آید ز چمن در کویت — ناتوانان تو بر دوش صبا می آیند

چند هر دم ز غم مرگ احبا بکشد — آسمان کاش بیک مرتبه ما را بکشد
همه را زنده ز اعجاز مسیحا بکند — گر کند زنده کسی را که مسیحا بکشد

به نیک و بد تلطف می توان کرد — دو عالم را تصرف می توان کرد
تو هر جا جلوه سازی تا قیامت — بهر گامی توقف می توان کرد
اگر فرصت بدست آید همه عمر — بحال خود تاسف می توان کرد
گذر خواهی عزیزا در حریمش — بدربانان تعارف می توان کرد

شمع حسن یار من گر انجمن آرا شد — یک پر پروانه در صد انجمن پیدا نشد
هر حبابی بهره اندوز محیط فیض او ست — قطرهٔ بیچارهٔ ما واصل دریا نشد

هجر تو دریست کز دو طرف بسته اند — وصل تو مخزنیست کلیدش شکسته اند
آن سرو تازهٔ تو که حوران خلد هم — چون گل برهنه سر بهوایت نشسته اند
از نعمت زمانه گدایان کوی تو — طرفی که بسته اند همین چشم بسته اند

جانب بتکده چون آن ستم ایجاد آمد — صنم از خود شد و ناقوس بفریاد آمد

بسکه از شوق وصال تو بخود بالیدم — پاره شد جامهٔ هستی چو بغل وا کردم

جلوه در خانهٔ ما کردی جرأت دارم　　شکر نعمت کنم و یا بتو صحبت دارم
چشم بر جلوهٔ آن آئینهٔ طلعت دارم　　گوش بر شورش غوغاے قیامت دارم

چه پرتو هست یارب کوئے آن شنگ تجلی را　　کر بیرون گشته است از سر هوائے طور موسی را
ز هر مویم پریشان حالی مجنون توان دیدن　　تماشا می توان کردن بهر عضو تو لیلی را
نیفتد بیخراشش دل سخن در دام کس هرگز　　قفس از سینهٔ خاشاک باشد مرغ معنی را
کلیم فخر با دوشش برین لطفے دارد،　　سر من بر نتابد دولت صاحب کلاهے را

کلام متفرق

مخمس بر هفت بند عزیزی

بند اول

السّلام اے هر غلامت خواجهٔ مالک رقاب　　السّلام اے هر ادیبت جامع آداب دواب
السّلام اے هر کلامت منبع لبّ اللباب　　السّلام اے هر خطیبت صاحب فصل الخطاب
خطبهٔ مجموعهٔ فضل تو بس امّ الکتاب

با قضا مجموعهٔ از کاف و نون ترتیب داد　　چشم حق بینِ تو شد بر مطلع حسن تو صاد
شد سواد سایهٔ پاکت همه صرف مداد　　خامهٔ صنعت مگر بر صفحهٔ ذاتت نهاد
نقطهٔ مهر نبوت از براے انتخاب

جانفزاے عیسی مریم نسیم گلشنت　　آتش زردشتیان را گشت بادِ دامنت
بینش افروز کلیم الله چراغ ایمنت　　تا رخ ادیانِ پیشین گشت درین روشنت
محو می گردند انجم چون بر آید آفتاب

تا دو پیکر شد قمر از معجزه یکبارہ ات ‌‌ ‌ ‌ ‌ برنتابد کوہ برق جلوۂ رخسارہ ات
حجتے روشن بود ہر پارۂ دربارہ ات ‌ ‌ ‌ ‌ دین و دنیا ہر دو گشتے محو یک نظارہ ات

گرنمی فرسود حسنت جلوہ با چندین نقاب

تشنۂ رشحے ز فیضت خضر در ہر کوہ و دشت ‌ ‌ ‌ ‌ عیسیٰ مریم ز دعواے مسیحائی گذشت
در ہواے جلوہ ات موسیٰ بگرد طور گشت ‌ ‌ ‌ ‌ از لب جان بخشت آگہ چشمۂ حیوان چو گشت

از خجالت آب شد حتّیٰ توارتْ بالحِجابْ

اے لواے دولتت رکنِ رکین قصرِ دین ‌ ‌ ‌ ‌ ہر دو گیتی را بود حفظ تو بس حصنِ حصین
بر ولاے تست قائم طارم عرش برین ‌ ‌ ‌ ‌ خیمۂ چرخ افتد از بادِ حوادث بر زمین

گر نہ از حبل المتین مہر تو دارد طناب

اے ہواے بوستانت راحت روح روان ‌ ‌ ‌ ‌ وے ولاے دوستانت قوت جان جہان
اے فضاے درگہت نزہت فزاے انس و جان ‌ ‌ ‌ ‌ اے فداے روضات جانہا کہ و کون و مکان

اِنَّ مِنْ جَنّاتِ عَدْنٍ رَوْضَۃٌ حُسْنُ الْمَاٰبْ

از لب گوہر فشانت عالمے گوہر بگوش ‌ ‌ ‌ ‌ در ثنایت ہست گوہر آفرین گوہر فروش
غیرت حسنت کند موسیٰ کلامان را خموش ‌ ‌ ‌ ‌ ما و اوصاف تو ہیہو شیست یارب یا کہ ہوش

ما و سوداے تو بیداریست یارب یا کہ خواب

آنکہ چون افسر در راہ خدا پاے ثبات ‌ ‌ ‌ ‌ پشت بازو صولت او بر سر لات و منات
آنکہ چون بر فتح و نصر آوردہ از ایزد برات ‌ ‌ ‌ ‌ آنکہ چون شد ناصب رایات دین کائنات

بود کسرِ طاق کسرا ایش نخستین فتح باب

اے خوشا روزیکہ شد او بینش افروز جہان ‌ ‌ ‌ ‌ اے خوشا روزیکہ شد او رہنماے گمرہان
اے خوشا آن دم کہ بر وے وحی آمد از سمان ‌ ‌ ‌ ‌ اے خوشا آن شب کہ گشت او رہگراے لامکان

جانِ پاکان در عنان خیلِ ملائک در رکاب

حلقهٔ در تا بجنبانی و بینی سبب سکون — تا زنی انگشت برخیزد نوا از ارغنون
گرم یابی بستر آئی بجاے خویش چون — تا نفس از سینه و حرفے ز لب آید برون
رفت ازین نہ خانقہ ہمچون دعاے مستجاب
رفت و دیگر عالمے بے رنگ مکر و شین یافت — ہم نشان از بے نشانی اندران ما بین یافت
جملہ گاہی طرفۂ بازینت و بازین یافت — چون نگہ آخر سکون در پردہاے عین یافت
تیر جستہ بازگشت و جاے در قوسین یافت

بند دوم

قدر خود بنگر بچشم آنکہ قدر افزاے تست — کحل مازاغ البصر در دیدہ بینائے تست
برتر از ہر پایگاہے مسکن و ماواے تست — بگذر از معراج کان خود پایۂ ادنائے تست
جاے نازست آنکہ اینجا نیز با حق جاے تست
نے در انجا لمعۂ از روشنئ مہر و ماہ — نے در انجا از ملائک در جلو خیل و سپاہ
نے در انجا امتیازے از سپید و از سیاہ — عرش و کرسی ماندہ از حیرت چو نقش پا براہ
رہ گراے راہ اسری محمل والاے تست
این مقامست آنکہ حق را جز تو با کس کار نیست — این مقامست آنکہ غیر از کردگارت بار نیست
در حریم راز امشب ہیچ یک را بار نیست — جز تو و حق ہیچکس محرم ازین اسرار نیست
بے خبر جبریل ہم از سرّ ما اوحاے تست
پرتو نور جمالت جلوۂ شان خدا — جلوۂ شان کمالت بدر اوج اصطفا
انچہ در آئینہ ہا از صفاے سینہا — انچہ در انجم ضیا و انچہ در مردم صفا
لمعۂ از روے تو یا پرتوے از راے تست
زابیار بہاے جودت تازہ شد باغ وجود — شاخ و برگ و رنگ و بوے ہر نہالے را افزود

در تنو ہر بوتہ گوے از سدرہ و طوبے ربود — اے عجب ترا آنکہ سرو قامتت بے سایہ بود

ہر دو عالم سایہ پرورد قد رعنائے تست

آسمان تنہا نباشد رہ نورد کوہ و دشت — روز و شب دارند ہر دم بکویت بازگشت

ہر عزیزے چون عزیز الدین عزیزہ نوشت — شکر للہ کار ما از رشک ہمچشمان گذشت

چون خدا خود والہ حسن جہان آرائے تست

اے نسیم کوچہ تو مشک ریز و مشک بیز — آتش شوق گل و بلبل ہوایت کردہ تیز

گلزمین یثرب از خلق تو رشک خلد نیز — خاک کنعان خود کجا بود اینقدرہا حسن خیز

گرمی بازار یوسف ز آتش سودائے تست

اے بریدے عالمے باز از تو درہائے فتوح — گرد کار بادبان حفظ تو با کشتئ نوح

آن وجود آدم آن مستئ جام صبوح — آن سجود قدسیان بر مشت خاک و نفخ روح

رمزے از خاک رہ تو حرفے از لبہائے تست

اے جمالت دیدہ خورشید را روشن چراغ — وے ز حسنت ماہ کامل را بود بر سینہ داغ

روشن از مہر تو قلب و سینہ و چشم و دماغ — دیدہ و دل ہر دمہ تسنیم و کوثر باغ و راغ

ہر کجا آبے بجوے باشد از دریائے تست

کیست کان رختم ازین وادی بساحل میکشد — کیست کان زین ورطہ ام کشتی بساحل میکشد

کیست کان سوے توام زین عرصہ محمل میکشد — گرچہ بابا در تو در خلدم ولے دل میکشد

اشتیاق منزلے کان مسکن و ماوائے تست

عزت افزا و گدازے در دل افگار کن — رحمت فرما و حل مشکل دشوار کن

چشم بکشا و علاج خاطر بیمار کن — روے بنما و ز ابرو جنبشے در کار کن

بخشش کون و مکان وابستۂ ایمائے تست

عرشیان را گرد درگاہ تو باشد آبرو — عرش دارد خاکبوس آستانت آرزو

هست بر امرت مدار آسمان تو بتو — حرز بازوے اولی الایدیست نقش نعل تو

سرمۂ چشم اولی الابصار خاک پاے تست

صدقۂ چشم من و سرو قد دلجوے تو — صد چو من قربان هر یک جنبش ابروے تو

جذبۂ شوقے رساند گر مرا در کوے تو — چون توان دیدن باین آلودگیها سوے تو

دیده را از گریه شویم تا ببینم روے تو

بند سوم

قامت رعناے تو دیدند و محشر ساختند — ریخت رشحے از لبت تسنیم و کوثر ساختند

آمد از زلف تو بوے مشک و عنبر ساختند — حالت از راه تو گردی چرخ اخضر ساختند

سایه ات بردند و از وے مهر انور ساختند

اے شرف ملک قدم را حاصل از تقدیم تو — آسمان را پشت خم در معرض تقسیم تو

شد بنی آدم کرم از ره تکریم تو — در حریم قدس بهر خطبۂ تعظیم تو

از سپهر تو بتو نه پایه منبر ساختند

آستانت ملتثم و ملجاے خیل سرورانست — زیر حکم سرورانت هم زمین و هم زمانست

خاک پایت حرز دولتهاے کون و مکانست — نقش نعلین ترا کان نقش تسخیر جهانست

از براے پادشاهان تاج و افسر ساختند

لی مع الله کان مبارک وقتے از اوقات تست — بر گروه انبیا و اصفیا از اثبات تست

خامه کن آنچه بنوشت آیتے از آیات تست — اولین حرف کتاب آفرینش ذات تست

اے خوشا حرفے کزان طومار و دفتر ساختند

حبذا بخت همایون فال آن فرخ خصال — کش بود بر جبهه داغ بندگیت چون هلال

دولت شاهی به پیشش هیچ چیزست و چه مال — افسر جم را شمارد کمتر از جام سفال

هر کرا از دولت فقرت توانگر ساختند

بند پنجم ۵

محرم راز الهی مطرح انظار غیب   مجمع انوار قدرت مظهر آثار غیب
مورد طٰهٰ و یٰسین مخزن اسرار غیب   مرکز اِنَّا فَتَحْنَا نقطهٔ پرکار غیب

معنی حاتم و مفهوم صراط المستقیم

ای کحل دیده ات از کحل مازاغ البصر   وی مسجل نامهٔ اعجازت از شق القمر
تازه از ابر عطایت هر چه در باغ از شجر   راندهٔ دست سخایت هر چه در کان از گهر

ریزه خوان نوالت هر چه در خلد از نعیم

مومنان را از جبین انوار ایمانت عیان   کافران را در دماغ آثار القابت نهان
گل کند از بوته هر خار درخت بوستان   کوثری از پهلوی هر ریگ میدانت روان

خفتنی در سایهٔ هر نخل صحرایت مقیم

وصف خوبان جهان بنگر من عار من است   مدح حسن یوسفیت روز بازار من است
شاهد رعنای نعتت گرچه غمخوار من است   در تجلی گاه اوصاف تو در کار من است

عقدهٔ کز رعب حسن افتاده در نطق کلیم

عالم نابود را حق هست از بود تو کرد   فرش را عرش از جبین سجده در سود تو کرد
بحر و کان را پُر ز گوهر بخشش جود تو کرد   با جهان فیض ورود نزهت آمود تو کرد

آنچه با گلشن کند باران و با گلبن نسیم

هر کجا دریای فیضان تو می آید بجوش   قطرهٔ آبی بود با هفت قلزم در خروش
فیلسوفان را ز گفتارت کند حیرت خموش   لعل نوشین تو هر جا می شود حکمت فروش

کاغذ عطار گردد کهنه تقویم حکیم

سنگ اگر گوہر شود در مدحت برجا بود
پارس از سنگ درت ممنون منتہا بود

کار اکسیر ار کند گرد رہت زیبا بود
کیمیاے کم عیاری ہاے قلب ما بود

خاک کویت را کہ دارم دوست تر از زر وسیم

قبہ جاہ تو عالی تر ز ہر عالی قباب
رتبہ تو آشکار ست از کتاب مستطاب

کس نداند جز خدا قدر تواے والا جناب
مرکز پرکار روز و شب کہ باشد آفتاب

اوج جاہت را نماید نقطہ داماں جیم

شد زبانم تا شکر ریز ثناے مصطفےٰ
از زبانم ہست جاری چشمہ سار اصطفےٰ

بر دہانم بوسہ ہر دم میزند صدق و صفا
من کجا این نغز گوئی و سخن سنجی کجا

مدح تو ذوق صحیحم دادہ و طبع سلیم

میزند ہر دم غمے نشتر رگ و جان مرا
از طبیبان ہیچ یک نشناخت درمان مرا

میرساند بیدلی با چرخ افغان مرا
چارۂ من کن کہ حال درد پنہان مرا

یا تو می دانی و یا داند خداوند علیم

اے ظہورت باعث آرائش کون و مکان
از ہواے روضہ ات ہر گلزمین شد بوستان

از قدومت خاک می بالد بخود چون آسمان
در گروہ انبیا ذات تو دارد با جہان

نسبتے کان در کواکب با سہیل ست دادیم

ہست اوصاف تو دریا و ما ہمچون خسے
کے بکنہت میرسد جز فکرت معنے رسے

اندرین رہ راہ پیما را بود بیش و بسے
گرچہ در خوش طلعتان ہستند مستثنےٰ بسے

نیست ہمتاے تو جز یکتاے بے ہمتا کسے

بند ششم

در دبے پایان و شوق بیکرانم دادہ اند

قلب سیما بے بآتش ہمعنانم دادہ اند

زخمِ تنهائی وچشم خون فشانم داده اند
جان بیتابی وعشق جان جانم داده اند

وز برائے شکر نعمتها زبانم داده اند

نقد دل راکے دہد جز دلربا بیدل بہیچ
ہست گیتی ہیچ و آویزد چرا مقبل بہیچ
ہست این سودائے خامی کان شود زائل بہیچ
عشق صد جنسم نمود دل نشد مائل بہیچ

آگہی از یوسف این کاروانم داده اند

فیض یزدانی بود طبع روانم رامعین
بحر مواجی چوابرم ہست اندر آستین
می تراود از زبان خانه ام ماءِ معین
کوثر و تسنیم کز لبہائے من جوشد چنین

اجر حمد مہاست کز پیر مغانم داده اند

می نه گنجم در زمین و آسمان از بس نشاط
کاین زبان کامرانی ہست وقت انبساط
آفتابم تابش آمد آسمانم شد نشاط
روز و شب با ساکنان عرش دارم اختلاط

تا بدرگاه تو جا بر آستانم داده اند

از پئے وصفت زبانم راسخنور کرده اند
کام من گویا که پُر از شہد و شکر کرده اند
سینه ام گنجینهٔ از لعل و گوہر کرده اند
بہر ایثار ت دل و دستم توانگر کرده اند

خامهٔ چون دیدهٔ گوہر فشانم داده اند

طوطیے شکر فشان از باغ عرفان توام
بلبل رنگین بیان از شاخ ایقان توام
شاعر شیرین بیان مانند حسّان توام
از نمک پروردگان خوان احسان توام

کین حلاوت وین طلاقت در بیانم داده اند

تا کشد جذب محبت خاطرم را سوئے تو
جان من باشد اسیر حلقهٔ گیسوئے تو
میکشد جذب محبت تر زبانم سوئے تو
تا باسانی دہم جان در ہوائے کوئے تو

خوش فریبِ وعدهٔ باغ جنانم داده اند

ماه وخورشید چون کبک شید ابرُخ ہمچون مہست
چون نگس خیل ملک جوشند گردِ در گہت

میکشد شوق تو وحشی و طیر از شش جهت
طاقت صید مضامین کس ندارد ورنه هست

دست و بازو دیده این تیر و کمانم داده اند

طالع من می دهد هر دم نویدے از نوم
وقت آن آمد که از هندوستان بیرون روم

پائے او سر کرده از مشرق سوے مغرب روم
چشم آن دارم که خاک یثرب و بطحا شوم

گو رواج سرمه در هندوستانم داده اند

هر دو عالم را توانم در نوشتن یک بیک
یک دو گامے بیش نبود از سماکم تا سمک

سنگ راهم کے تواند گشت سد نه فلک
کے براهت پائے همپائی من دارد ملک

تا قدم شد تو قسم که سرور لامکانم داده اند

کارپردازان قدرت خوش دکانے چیده اند
قدر هر کس را بمیزان خرد سنجیده اند

پائگاهے برتر از نه آسمانم دیده اند
هم ز اسرار خودم این آگهی بخشیده اند

هم بچشم خویشتن این عز و شانم داده اند

بند ششم

غزل نعتیه

اے از سحاب دست تو هر قطره سیم بار آمده
در دور چشم مست تو پیمانه بیکار آمده

چشم سخن پرداز تو باشد دلیل ناز تو
حقا که از اعجاز تو آهو بگفتار آمده

جاه و جلال و سروری صدق و صفا پیغمبری
ناز و ادا و دلبری بر تو سزاوار آمده

شها غدار از روئے تو خورشید اسیر موئے تو
اندر خم گیسوے تو نیلفے گرفتار آمده

تا مرکز خاک درت شد قبله هر شش جهت
سرگرم طوف درگهت این هفت پرکار آمده

کهف الوری نور الهدی شمس الضحی بدر الدجی
وصفت بدیوان قضا زینگونه بسیار آمده

آمد ز رفرف جلوتت شد عرش اعلی منزلت
در لیلة الاسری دلت واقف ز اسرار آمده

اے انبیا را پیشوا وے اولیا را مقتدا
بر انبیا و اولیا سرخیل و سالار آمده

لب تشنه ام لب تشنه ز ریگ ره بهشتت من گذر — ای از وضوعت سر بسر سرسبز اشجار آمده

من کشته ام کای مه جبین بنمائیم روی چنین — جائیکه خود حسن آفرین مشتاق دیدار آمده

شاہا عزیز خسته جان وصفت چه آرد بر زبان
جائے که بر دانشوران نعت تو دشوار آمده

قطعهٔ تاریخ ختنهٔ برخوردار محمد محمود سلمه نبیرهٔ چودهری طالع علی تعلقدار بنپاره ضلع باره بنکی

مے پرستان را نسیم صبحگه این مژده داد — نوبهار آمد توان چیدن گل از نخلِ مراد

در چنین عهد همایون و با ایام سعید — دوستداران را مبارک ختنهٔ محمود باد

خامه را ساز و روان نزدِ نگارش قطره زن — گل گرفتن شمعِ محفل را کند روشن سواد

اینکه مستی در خمارِ فکر سالش ختنه است
موج زن شد می بیا ساقی سر مینا کشاد
۱۳۳۲ھ

غزل

آنکه جز بشنودن ندارد شیوه زنجیرست و من — آنکه خونش را هدر دانند نخچیرست و من

عمر خود کردن تمام اندر سفر از بیکسی — بے رفیق و زاد کار باد شبگیرست و من

میکند چندانکه پرواز آیدش سر بر زمین — سعی ہائے نارسا و قسمت تیرست و من

آنکه دارد از ازل کارش گره اندر گره — با همه بخت سیه زلف گره گیرست و من

غیر خون خوردن نصیبے نیست با پُر جوهرز — آه زین بد طالعی کز بهر شمشیرست و من

چشم بر روی تو باز و دیده از دیدار دور — طرفه حیرانی بحال زار تصویرست و من

خاک خود را ساختن از بهر نفع دیگران — در جهان خاکساری صنع اکسیرست و من

آنکه نتواند بحال خویشتن تغییر داد
بیخبر در عالم ایجاد تقدیرست و من

قصیدہ نعتیہ

سزد درود نبی را سپاس یزدان را
که کرد جمع بذاتش وجوب و امکان را

محمدؐ عربی خاتم گروهِ رسل
که نامش آمده نقش نگین سلیمان را

چه نام پاک که راح است بهر روح قدس
چه نام پاک که روح است جسم پاکان را

چه نام پاک که نقد دلم نثار بران
چه نام پاک که بر وے فدا کنم جان را

ببوے نافۂ گیسوے عنبر افشانش
سزد که جمع کنم خاطر پریشان را

بشوق پرتو دیدار روے روشن او
دهیم صیقل آئینه چشم خیران را

ز آفرینش این بود مدعا که رسد
ز خوان نعمت حق بهره جن و انسان را

کند ز نیر حسنش همیشه کسب ضیا
چه نسبت ست بان روے ماه تابان را

ضیائے سورۂ والشمس در رخ خوبش
سواد سایۂ واللیل زلف پیچان را

برائے استراحتش آفرید خدا
بهشت و کوثر و تسنیم و حور و غلمان را

هدایتش ز سجود عبادت معبود
عیان ز ناصیه ها کرد نور ایمان را

باو ز بهر شفاعت سپاند رُج این
ز بیش گاه غفور الرحیم فرمان را

بلطف وے شده آتش با بن آزر گل
سطور گشت چراغ ره ابن عمران را

امین خاص کشش ایزد سپرد روز ازل
کلید گنج لبسے رازهاے پنهان را

نبود هیچ و نه بر بود کس توقع بود
ظهور اوست که معمور کرد گیهان را

خدا چو حکم ز دولتش بدار گیتی کرد
صلاے لطف و کرم داد انس و جان را

بحفظ نوح اگر عون او نمی خواست
که داشت حوصله تا می نشاند طوفان را

ورش کجا و سکندر کجا و دارا کو
که هیچ یک نرسد تا سکان دربان را

ز خط عارض پر نور او شد این روشن
که بود حاجت تفسیر متن قرآن را

فدای جذبه مهرش شوم که از بن چاه
باوج جاه رساند ماه کنعان را

عبور نیست میسر بغیر اخلاصش
که تا خداست هوایش محیط عرفان را

ز خاک رهگذر دبی راهش که چشم بدان دور
جمیل سرمه بود نازموی مژگان را

محقق است که تا نزع جان نخواهد داشت
حریص لذت دردش خیال درمان را

رحیل راه نشینان خاک روضه او
بهشت خس نخرد کس ریاض رضوان را

بود ز قید تعلق همیشه آزادی
اسیر حلقه آن زلف عنبر افشان را

زهی علو مراتب که در شب اسری
فزود مقدم او قدر عرش رحمان را

گر اوج گیری شهباز دولتش می دید
فتاد تاج ز سر هدهد سلیمان را

بمرغ سدره چه گویم چه رفت در معراج
که باز ماند ز پرواز بال پران را

ز مدّ انا بشر مثلکم صلای سکوت
دگر ز نطق فصیح ست خوش بیانان را

باحمد است و احد فرق یکسر مو لیک
یکیست در نظر غور موشگافان را

بود بدیده تحقیق نکته در میم
که هست واسطه ربط وجوب امکان را

بدین گدای جگر خسته کن نهان نظری
سزد بحال گدا چشم لطف سلطان را

ز نقش نام تو لوح و قلم منقش باد
کزان به نزع کنم دفع شر شیطان را

شفاعت تو چو بازار حسن آراید
بکس نشیم و کس نیم بار عصیان را

سبک بیا ز گرانباری مراد ریاب
بروز حشر چو برپا کنند میزان را

اگر زمین تو صیدم رسد بدست یقین
چو حال طیر بود نامهای پران را

بخاک کوی تو ملجا گرفته است عزیز
غرض نماند باد آسمان گردان را

قصیدہ نعتیہ

صلائے جلوۂ توحید دہ تماشا را — ببین بصورت احمد جمال معنی را
محمد احمد و محمود و حامد و حماد — بگفت ذات مسمیٰ و کثرت اسما را
سہ حرف حمد بود اصل این ہمہ اغصان — بہشت خلد نخستین دہد صلا ما را
باحمد و احد افتاد گرچہ میم حجاب — حجاب نیست بعینے بصیر و بینا را
یکیست فرق و یکے نقش و ہم یکے نقاش — خود احول ست دو تا دید ہر کہ یکتا را
محمد آنکہ ز اکسیر خاک پاک درش — بود بعرش برین ناز فرش غبرا را
ز عکس باغ رخش آفرید حق جنت — ز ظل سرو قدش راست کرد طوبی را
ہر آنکہ نزہت گلزار روضۂ او دید — بہشت جنت و فردوس و عدن و ماوی را
ز سیر طور و عروج مقام او ادنیٰ — بیا بہ فرق ببین مصطفیٰ و موسیٰ را
گذشت در شب اسریٰ ز عرش بالاتر — صعود با فلک چارمین ست عیسیٰ را
صفائے طلعت او اصطفائے قلب صفا — ہوائے دیدن او نور دیدہ حوا را
وجود او کہ بود مجمع حدوث و قدم — بعقل حل نتوان کرد این معما را
متاع ظلمت و کفر و نفاق پاک بسوخت — بشمع دین حق افروخت بزم دنیا را
بصلح خواست صلاح و فلاح دشمن او — بجنگ خست و شکست از گروہ اعدا را
بنائے دین متین تا پذیرد استحکام — شکست ہیکل لات و منات و عزیٰ را
قضا بنائے نفاق جلالتش چو نہاد — بقصر سلطنت افتاد کسر کسرے را
بہ تیغ و بند و باندرز و پند پاک نمود — ز شرک و بدعت و کفر و ضلال بطحیٰ را
زہے نشاط قدومش کہ در شب معراج — فزود از قدمش پایہ عرش اعلیٰ را
فلک بانجم سیار انجمن افروز — ملک بحلیۂ انوار خویشتن آرا

دوئی میان حبیب و محب محال آید — وجوب وصف امکان گزید چون جا را
ز فرق تا بقدم بود نور مطلق او — چگونه نظم توان کرد نقش سراپا را
محال هست که گنجد بنامه اوصافش — کسی چگونه کند پر بکوزه دریا را
زهی امین که خدایش سپرد در معراج — کلید مخزن پوشیدهٔ فاوحی را
بجز حبیب خدا در صلای رستاخیز — پی شفاعت امت کرا بود یارا
کسیکه منصب دربانی درش دارد — بجا رسند نشانش سکندر و دارا
ز صد هزار یکی هم نمی توانم گفت — کرا آگهی ست ز وصفش خدای دانا را
کرم بحال من خسته ای رسول کریم — که نیست جز کرمت توشه راه عقبی را
بزشتی عمل خویش بسکه می ترسم — وسیله پیش تو آرم خدای یکتا را
که جا بظل لوای خودم دهی فردا — که نیستم متحمل بلای گرما را
خدا که کوثر و هم منصب شفاعت دهد — عطا نمود بتو شکر این عطایا را
به تلخکامی اهل گناه در محشر — کرم نما و بجنبان لب شکرخا را
ز مهر تست تمنا بظلمت گورم — که بینم آن رخ تابان و ماه سیما را
دم سوال نکیرین خواهم آنکه دهی — مرا زبان جواب و سکوت آنها را
بداغ بندگیت حاصل ست اعزازم — عزیز می شمرم این شگرف تمغا را
بمهر مهر تو چون نامه ام مسجل هست — دگر گواه چه حاجت ثبوت دعوی را
بشکر نعمت نظمم که حاصلست مباد — بغیر نعت تو جنبش زبان گویا را

ز دار و گیر قیامت عزیز شد فارغ
گرفته است بکویت ملاذ و ماوی را

مسدس منجانب طلبائے مدرسہ نظامیہ بوقت روانگی مولانا عبدالباری صاحب بجانب مکہ معظمہ

اے کہ ہستی عازم ملک عرب
صاحب علم و عمل صاحب ادب
حافظ قرآن کلام پاک رب
حافظت باری تعالیٰ روز و شب
الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

آفتابی سوئے مغرب میروی
جانب بطحیٰ و یثرب میروی
راہ حق با جمع طالب میروی
ماہتابی با کواکب میروی
الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

قبلۂ ارباب قال و اہل حال
بحر عرفان منبع فضل و کمال
بستی احرام حریم ذوالجلال
از تو یک لبیک زانسو صد تعال
الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

مقتدا و پیشوائے اہل دین
رہبر منزلگہ صدق و یقین
رہنمائے سالکین و عارفین
آفرین بر ہمتت صد آفرین
الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

از نظر دورے کہ مرکب میرود
دل ز دست و جان ز قالب میرود
گہ بیا رب یا رہم شب میرود
روز ما در تاب و در تب میرود

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

ناقہات گرد دروان بارگرو ساز	از حدی خوانی باہنگ حجاز
طے نماید ہر نشیب و ہر فراز	ہر قدم ہر گام باشد جلاے ناز

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

روز و شب در بارگاہ ذوالمنن	ہست بس این التجائے مرد و زن
زود برگردی الٰہی در وطن	باز جان رفتہ می آید بہ تن

الوداع اے محرم بیت الحرام
کاروان سالار جمع خاص و عام

در منقبت حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رح

با جمالی و جلالی کہ ترا می زیبد	گویم ار شان ہدایت بخدا می زیبد
ہم بیکتائی و گیسوے دوتا می زیبد	دعوی حسن ترا این دو گواہ می زیبد
قادر و مقتدر و محیی و معطی و کریم	ہر چہ گویند ترا نام خدا می زیبد
چشم ما دجلہ و دل ہست سواد بغداد	گر بود جاے تو تنہا دل ما می زیبد
چشم دارم کہ ز من چشم بپوشی ورنہ	ہر چہ پوشی چہ عبا و چہ قبا می زیبد
سر برآوردہ ز جیب تو جمال حسنین	گویم ار مطلع سعدین ترا می زیبد
لاتخف خاص بود بہر مریدت ورنہ	مومنان را صفت خوف و رجا می زیبد
ہادی وادی دینی کہ اگر اشقیست	راہزن گردد دگر راہ نما می زیبد
قتل عشاق بود شان حسینان جہان	زندہ کردن بلب لعل ترا می زیبد

بار احسان تو الحق ز حیثیت قدسی / بر سر و گردن ارباب ولا می‌زیبد

هست زیبا که کنم بر تو فدا جان عزیز
تو کریمی بمن آن کن که ترا می‌زیبد

قصیده به تقریب تقسیم انعام بمدرسه ریاست بهوپال

شکر صد شکر که از تربیت اهل کمال / دانش افزا بود امروز سواد بهوپال
هر گلستان که ببینی بدبستان ماند / از غزلخوانی مرغان چمن چون اطفال
بشمر اوراق گل و لاله که آید بنظر / دفتر معرفت در کف هر شاخ نهال
فرد دین دستگه هندسه بادا گوئی / که باوراق گل و لاله کشید این اشکال
گر بفریاد عنادل نرسد گل اینجا / گوشمالیش چو اطفال دهد باد شمال
نور الانوار بهر سو نگرند اهل نظر / منطق الطیر بهر دم شنوند اهل کمال
قیل و قالے که میان گل و بلبل باشد / فخر رازی بکند فخر بران قال و مقال
هست هر مدرسه گوئی که بهشت دانش / هر مدرس لقا است بود ادریس مثال
محفل قسمت انعام برای طلبا / یافت ترتیب بصد جاه چو مهر امسال
دامن شان شود از گنج امل پر افروز / چون دل شان که ز مهر علم بود مالامال
این همه سعی به تعلیم و تعلم الحق / فیض سلطان جهان است جهان اقبال
آنکه مریم حرکات است و مسیحا انفاس / آنکه بلقیس صفات است و سلیمان اجلال
ذات او هست همانا سپهر دولت / آفتابیکه بود ابر کف و بحر نوال
آفتابیکه جهانیست از و پر انوار / آفتابیکه سها یافت از و نور کمال
آفتابیکه بهر ذره ببخشد نور رسے / شهره شهر سها گشت از و همچو هلال
عالم از پرتو او تا به ابد روشن باد / این دعا از من اجابت ز خدای متعال

قصیدہ بتقریب تقسیم انعام در جوبلی اسکول

شکر للہ کہ دگر گل بگلستان آمد — بلبل از زاغ سوئے باغ غزلخوان آمد
صف بصف یاسمن و سرو و صنوبر و شمشاد — کف بکف لالہ و گل سنبل و ریحان آمد
جوبلی سکول دبستان کمالست آرے — چہ دبستان کہ طراوت دہ بستان آمد
چشم بد دور ازین چشمہ کہ از فیضانش — قطرہ ہم صاحب سرمایۂ عمان آمد
جائے آنست کہ برخویش ببالد امروز — سرفراز از قدم داور دوران آمد
داورے کز اثر دانش و از دست سخا — معدن گوہر و ابر گہر افشان آمد
ہر یکے از کرم او سر و برگے دارد — ہر سرے از قدمش با سر و سامان آمد
ہر مہے ہست گر جلوہ چو تابندہ مہے — صدر این مجلس اگر مہر درخشان آمد
صادق از شعشعہ حسن این مہر منیر — ہمچو صبح آمد و روشن دل و خندان آمد

قطعہ تاریخ تعمیر روضہ حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب قدس سرہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی

رواق روضۂ وارث علی شاہ — کہ باشد در بزرگی ہمچش توقیر
چو ابراہیم آمد جانشینش — پئے تعمیر آن فرمود تدبیر
ارادتمند جمعے شد معاون — بآن ہمت کہ نتوان کرد تقدیر
عنایت ہم حمایت از خدا بود — اعانت از مریدان ہم از پیر
ملک مزدور و معمارش ملائک — نکردہ ہیچ یک در کار تقصیر
گر احرام حریم آن بلندی — بیا لبیک بر لب راہ حق گیر

عزیز این مصرعہ سالش رقم کرد
کہ ابراہیم کردہ کعبہ تعمیر
۱۳۳۰

قصیده

بایدت در عین هجران روی خندان داشتن — دشنه بر جان خوردن و نهان ز جانان داشتن

یک گلستان گل بدامن بایدت در یاد وصل — یک جهان شادیت باید روز هجران داشتن

در تماشاگاه راهش بایدت چون نقش پا — سر بخاک و خاک بر سر دیده حیران داشتن

بایدت در ذوق شوق لذت صبر و رضا — تلخکامی های دوران شکرستان داشتن

تا کجا از دیده دریا کشی هر سو روان — تا بکی روی زمین را غرق طوفان داشتن

چند سر تا پا نگار از سنگ و خشت کودکان — پاره از دست جنون تا کی گریبان داشتن

چند از سوز درون بنیاد گلخن ریختن — تا کجا از چشم پرخون گل بدامان داشتن

چند هندو بچگان را کعبهٔ دل ساختن — چند ترسازادگان را قبلهٔ جان داشتن

تا بکی جان از پئی هر غمزه آوردن نثار — تا بکی دل بر سر هر عشوه قربان داشتن

تا بکی بودن مطیع نفس نافرمان خویش — تا بکی خود را بقهرش زیر فرمان داشتن

تا بکی خود را به تلبیس و فریب و مکر و زور — وانمودن پارسا و خبث شیطان داشتن

تا بکی بنیاد بیدینی نمودن استوار — خانهٔ دین را چند ویران داشتن

دانه نا افشانده و ننشانده نخلی طمع بار — شکوه ها از آفتاب و باد و باران داشتن

عمرها باید بدریای مصیبت غوطه زد — نیست در گنجینه آسان در و مرجان داشتن

سالها باید بدشت نامرادی خاک بیخت — سهل نبود این رواق و کاخ و ایوان داشتن

بایدت صبر و تحمل بر جفای آسمان — بایدت هر لحظه سر بالای سندان داشتن

بایدت از جور چرخ و سختی دوران بدهر — پتک بر سر خوردن و سر را بسندان داشتن

راه عشق است این و در طی کردن این راه دور — پای همت باید و سعی فراوان داشتن

رخش همت را بجولان آر در میدان عشق — سرکشد گر نفس باید پا بجولان داشتن

گاه دل در آتش هجران جانان سوختن
گاه جان از لمعهٔ حسنش فروزان داشتن

گاه در هجرش بخرمن آتشے افروختن
گاه در دامن ز وصل او گلستان داشتن

گاه از یادش خیابان در بیابان داشتن
گاه در راهش بیابان در خیابان داشتن

کوه کندن سهل باشد در رهِ عشق بتان
لیک پس دشوار آید عشق یزدان داشتن

تشنه کام و تشنه لب تفتیده جان بودن مدام
موج زن از دیده با دل بحر ایمان داشتن

سینه را از خون دل کان بدخشان ساختن
دیده را چون ابر نیسان گوهرافشان داشتن

تاکه باشی ایمن از تادیبهاے این جهان
بیخودی باید بخود با دل نگهبان داشتن

طرح بزم عشرتی از بیخودی انداختن
شیشهٔ و پیمانه را بر طاق نسیان داشتن

پاره کردن جیب و دامان در تگ و پوئے جهان
تن بدست عاشقی ز جامه عریان داشتن

عشق اگر ورزی برو ترک هوا و حرص گوی
آتش و خاشاک یکجا جمع نتوان داشتن

حکم او جاریست از مه تا بماهی روز و شب
نیست حاجت بر شهنشاهیش برهان داشتن

او بود جان جهان و بادشاه شه نشان
ملک جان را می‌سزد آنگونه سلطان داشتن

باز خواهم ساغر الفت زدن بر یاد دوست
چشم لطفے باید از ساقی دوران داشتن

ابر لطف و بحر فضل او ز ماهی تا بماه
روز و شب خواهد غریق بحر احسان داشتن

چند چون فرد گنه روے تو می باشد سیاه
شستشوے باید از فیضان سلطان داشتن

تاریخ وفات والدهٔ شیفته

والدهٔ عابدهٔ شیفته
زاهده و ساجده عفت پناه

بستم و سه شنبهٔ ماه ربیع
رخت سفر بست ازین عرصه گاه

گشت جگرها همه از غصه خون
در غم او روز چو شب شد سیاه

مصرع سال فوتش بس این
شیفته بنت نبی بود آه

۱۳۲۷

قطعهٔ تاریخ وفات حاجی لعل محمد صاحب

دریغ لعل محمد ز دشت گیتی رفت — که بود لعل گران قیمتی درین بازار
خلیق و نیز شفیق و رفیق اہل طریق — نکو خصال و نکو سیرت و نکو کردار
ز بارگاہ الٰہی خطاب حاجی یافت — که بار بست و به بیت الحرام یافته بار
چو بست پنجم ماہ صیام ازینجا رخت — کشاد روزه تو گوئی به شربت دیدار
چه شیفته پسرے یادگار خود بگذاشت — که هست طبع روانش سحاب گوهر بار

ز روے جهد پے سال رحلتش بگذر
شمار لعل محمد اگر کنی شش بار

تاریخ عطائے خطاب راے بہادر پراگ نارائن صاحب مالک مطبع نولکشور لکھنؤ

توائے پراگ نرائن شعاع شمس خرد — که پر ز صیت جلالت بود فضائے بلاد
بود ز راے تو روشن سواد فضل و ہنر — ز روے تست فروغ چراغ رشد و رشاد
روا بود که باین راے و روے حق تو داد — خطاب رائیت اڈورڈ هفتمین هم داد

بسال عیسوی از غایت طرب گفتم
خطاب راے بہادر ترا مبارک باد
١٩٠٨ء

غزل تاریخی صحت فرزند عاشق حسن خان برادر نسبتی مصنف

سرو من فصل بهار ست بگلزار بیا — پایت از لطف هوا گشته سبکسار بیا
بهوائے که نهی پا بے بباغ از ره ناز — چشم در راه بود نرگس بیمار بیا
جام در دست و سبو دوش بره مستانه — خیز و بشتاب سوئے خانهٔ خمار بیا

حیلہ ہا اینہمہ بر طاق نہ زین بسبند — عذر لنگ این ہمہ بگذار و بیا یار بیا

چشم بد دور چہ خوش گفت عزیز این تاریخ
پاے خوابیدہ طالع شدہ بیدار بیا

۱۲۹۲ھ

تاریخ وفات حاجی لعل محمد صاحب

از کہ گویم تا کہ رفت از پیش چشم ناگہان	کس چہ داند تا چہا بر خاطر دیوانہ رفت
مے ز ساغر رفتہ و ساغر ز دست از کار دست	رفت از خود عالمے تا ساقی از میخانہ رفت
در نظرہا تاب و نے اندر جگرہا آب ماند	شمع ازین کاشانہ رفت و گنج ازین ویرانہ رفت
خاک بر فرق تو اے دل کز برت دلبر گذشت	چاک در جیب تو اے جان کز کف جانانہ رفت
ذوق آرایش بطبع خوبرویان ہم بماند	رو بہا از غازہ و ہم مو بہا از شانہ رفت
داد ریغا در تماشاگاہ این باغ از نظر	چشم تا برہم زنم آن نرگس مستانہ رفت
برگ برگ این چمن گوئی کف افسوس ہست	تا چہا بر سرو رعنا و گل رعنا نہ رفت
دیدہ دریا پر آب و خون ہمی گرید سحاب	کز کنار روزگار آن گوہر یکدانہ رفت

مصرع تاریخ خوش گفت در سمبت عزیز
لال صاحب یا کہ لعلے زین جواہر خانہ رفت

سمبت ۱۹۵۱

تاریخ طبع فسانۂ عجائب

بود است غریب این فسانہ	در نثر بنظم شد غرایب
حامد این قصہ کرد موزون	با فکر رزین برای صایب
شد نثر ز نظم او گردیدہ	مسرور چہ حاضر و چہ غایب
یوسف بجد نوشت سالش	منظوم فسانۂ عجایب

قطعہ تاریخ انتقال لال صاحب پسر رانا صاحب تعلقہ دار کھجوگانون ضلع راے بریلی

لال صاحب پسر اکبر رانا صاحب
رخت بربست و سفر کرد ازین عالم ہاے

آوخ از ہمرہی خیل و حشم ماند جدا
تن تنہا شدہ در ملک عدم رہ پیماے

بزم عیش و طرب از رفتن او برہم خورد
شمع از فرط تحیر شدہ انگشت گزاے

نوجوان لایق و صاحب خرد و دانش بود
چون بماند بغمش صبر و سکون پا برجاے

آمد این سانحہ بر ہر کس و ناکس دشوار
گشت این واقعہ از ہر کہ و مہ ہوش رباے

خامہ ام کرد رقم مصرع سال ہمپت
[illegible]ہ وارث بریاست شدہ از دہر جداے
سنہ [illegible] بکرمی

در مدح ڈاکٹر لوکس

بود کوتاہ دہم عاجز زبان و خامہ ہر کس
ز وصف علم و حلم و فضل و بذل ڈاکٹر لوکس

خجے روح القدس کاموخت او اعلام روحانی
زہے فیض دم عیسی کہ انفاسش بود انفس

براہ عرصہ حکمت قدم ہر گہ کہ بردارد
فلاطون و ارسطو رہ چو نقش پا گذارد پس

رسد ہر جا کہ فیض آبیاری ہاے او ہر دم
بود چندانکہ نخل کہنہ آرد میوۂ نورس

بتعلیم ریاضی دستگاہش بین کہ پیش او
ریاض علم یونانی نمی ارزد بمشت خس

درین افتادگیہا گر نظر انداخت دور از غم
نگاہ مہربانیہاے لوکس دستگیرم بس

رسد تا خاندان شاہیش ہم نسبت آبا
بہ تنہا صاحب دین رسا و ہمت معنی رس

بود اکسیر در تاثیر فیض صحبتش آرے
کہ گردد زر خالص پاک از مسش دگر مس

در نعت

سخن ہا کان پراز در ثمین است — بنام نعت خیر المرسلین است
زبس لطفش بخاطر می زند موج — دہان ما پراز ماء معین است
مپرس از نوبہار راہ شوقش — کہ خارش تازہ تر از یاسمین است
تہی دامن مبادا کس ز دستش — کہ دین و دولتش در آستین است
حدیثش بسکہ لذت خیز باشد — مگس را نیش بر روح الامین است
رسد روح الامین کے با سمندش — کہ جولانگاہ او عرش برین است
سراپا او سرشت از نور دارد — محمد گرچہ آدم ز آب و طین است
نہ تنہا وا لہ اش جان جہانیست — کہ خورشید اسے او جان آفرین است
بمہر کس نخواہم محشر خود — کہ ما را نقش مہرش دلنشین است
ز چشم دو جہانم ماؤلابس — کہ مولائیم شفیع المذنبین است
زند غم زخمہ در دے را بساز م — بلند از تار ہر مویم ہمین است

چہ گویم یا رسول اللہ تو دانی
کہ جانم خستہ و خاطر حزین است

نوحہ وفات ثاقب صاحب

آہ کز باد خزان روزگار — گل ز گلشن رخت بست و خار ماند
ساقی ما چشم ازین میخانہ بست — بزم برہم خوردہ و ما در خمار
لیلی محمل نشین تا رفت تا رفت — از کف مجنون زمام اختیار
نقش شیرین شد ز چشم کوہ کن — داد جان کندن و ہر در کوہسار

وامق از بیچو و بود معذور هست — در فراق دلبر عذرا عذار
دل ز دستم رفت و دلدار از برم — جانجان از چشم و جان از جسم زار
آه عالم سوز ثاقب هست این — یا شهاب ثاقب آمد شعله بار
الامان از تیره بختیها که شد — تیره تر روز من از شبهائے تار
ماه من اے آه شد پنهان ز چشم — ماهیم ناگاه رفت از چشمه سار
فاش میگویم کنون این ماجرا — ماجراے بجان گزا و دل فگار

غزل

نه از اغیار گلے از دهر نے از آسمان دارد — دلم گر شکوهٔ دارد ز دست دوستان دارد
نه تنها خاک تفسیرے ز خاک رفتگان دارد — که هر یک ذره از خورشید و یان داستان دارد
مے وحدت که از خمها نه روز ازل خوردند — ترا سر شار حسن و عاشقان را سرگران دارد
بتمکینش نشستن در کنار من به دل ماند — بشوخی رفتن از آغوش من آئین جان دارد
سراپاے من از بیطاقتی احوال جان دارد — نمیدانم بسر قتل که آن ابرو کمان دارد

عطائے دولت او بالبند و پست یکسانست
زمین از ریگ از انجم فلک نقد گران دارد

رقعه

قلم با حمد حق چون یافت پیوند — ورق از نعت احمد شد حنابند
نفسها پاے کوب از انبساط است — زبان چون کب زن کوس نشاط است
کند خورشید دم منزل بیک کاخ — برآر و بلبل و گل سر زیک شاخ
نشاط و عشرت آمد دوش بر دوش — نیاز و ناز خواهد شد هم آغوش
قلم هم از صریر عشرت افزا — ترنم خیز آمد همچو شهنا
نوید فرخی داد اختر من — که شد سامان عقد دختر من
برادر زاده ام عبدالعزیز است — که فرزند عزیز و باتمیز است
شود پیوسته بتائید الهی — بیفزاید فروغ ماه و ماهی

مخمس

نسیم نو بہار ہا - وزد بہ عنبر ار ہا ۔ برقص کبک و سار ہا - بہ دشت و کوہسار ہا
عزار ہا چنار ہا - ز صوفیان قطار ہا ۔ چو جبہ شاخسار ہا - ز نالۂ ہزار ہا
بہ از صدائے تار ہا ۔ نوائے زیر و زار ہا

مبند دل بہیچ شے - مدان ثبات شمس و فے ۔ مگوے از قباد و کے - مپرس از عراق و رے
زچرخ و انقلاب وے - گذار دیست گاہ دے ۔ زبان دے چو گشت طے - بیاد ہے بناے وے
بنوش مے کجا و کے ۔ بباغ در بہار ہا

بہار گشتہ گل فشان - جہان کہنہ شد جوان ۔ درختہا یگان یگان - زدہ زدہ زبان زبان
بجنبش آمدہ چنان - کہ عہد خواب کودکان ۔ چو فرد دین چمن گلان - ہوا چو دایہ مہربان
کشادہ غنچہا دہان ۔ برنگ شیر خوار ہا

کشادہ گل رسالہا - کند بگل حوالہا ۔ کشیدہ مرغ نالہا - بدرس آن مقالہا
ہوا دہد ابالہا خمیدنہا - بشاخ شاخ لالہا ۔ چکد ز لالہ ژالہا - بخاک چون غسالہا
ز لالہا پیالہا ۔ بدست رعشہ دار ہا

چمن شدہ سپہر شان - جدا دلش چو کہکشان ۔ شگوفہ میدہد نشان - کمال حسن مہوشان
شمیم را چو سرخوشان - بردہ ہوا کشان کشان ۔ چہ گل چہ لالہ ہر دو شان - سبد کشا ابیقرح کش آن
کنند بوکہ مے کشان ۔ تلاے خمار ہا

طیور و قیل و قالہا - بقیل و قال حالہا ۔ سپید و سرخ بالہا - ببال خط و خالہا
بجان فزا مقالہا - بہ دلربا جمالہا ۔ بنخرے والہا - بعہد فراغ بالہا
نشستہ بر نہالہا ۔ ہزار در ہزار ہا

دُخ و خَطِ تو ہلال بین - بدنشت تا جبال بین
پلنگ بین غزال بین - گوزن بین شغال بین
گسستہ چین دُوال بین

بجستن بال و بال بین - بشوخی و دلال بین
دوندہ بےعقال بین - رمندہ بے شکال بین
عنان شہسوار ہا

چو بر فروخت چہرِ گل - چراغ زہد گشتہ گل
بگوش بادِ سنبل - دو قلقل ست چار قل
بنوش چشمہ چشمہ مل

ز قید تنگ رستہ گل - گسستہ جملہ بند و غل
ز نند بلبلان دہل - کہ کرد نو بہار گل
کنار چشمہ سارہا

سحر گہان بیا و حق - ز طائران فرق فرق
شقیق لعلگون وشق - چنانکہ در افق شفق
بہر ورق طبق طبق

تغزل ہزار ابدان نسق - کہ کرد و کان ہا سبق
شگفتہ گل ورق ورق - بسی ابر در عرق
گہر گسستہ نثارہا

بسیج لالہ زار کن - تفرج بہار کن
بقدر خود دو چار کن - چو بید بیقرار کن
بگیر و پس بدار کن

نظر بجوئبار کن - بسرو بن گزار کن
بلطف دلبنار کن - چو سر کشد کنار کن
خوش ست گیر و دارہا

بیا گل از چمن ببر - چو من چمن چمن ببر
شقیق از دمن ببر - عقیق از یمن ببر
صدیق ہمچو من ببر

بنفشہ یاسمن ببر - سمن دو من سمن ببر
رحیق از انجمن ببر - رفیق مؤتمن ببر
حریف بادہ خوارہا

مراد من ازین چمن - نہ سرو ہست و یاسمن
چو علم شمع انجمن - سہیل مطلع یمن
رحیق دین لائے وُن

ہمیشہ ہست چشم من - بنو بہار علم و فن
عیار حق نہ قلب ظن - بہار جان نہ برگ تن
بجائے میگسارہا

درین چمن قدم قدم - کشیدہ سرو بن علم
چہ شانگہ چہ صبحدم - ہمی چکد ز ابر نم
نہ گہ بگاہ دم بدم

بچرخ نسیم و بنفشہ ہم - کشادہ زلف خم بہ خم
مکن خیال کیف و کم - بنوش مے فزون نہ کم
نہ یک دو بار بارہا

ترا ست بخت روز بہ - بہ بخت آفرین دزہ
زہر دو زلف پُر گرہ - بدوش بر فگن زرہ
غلام تو چو کہ چہ مہ - بہ رخش ناز زین بنہ
کمان عشوہ ساز زہ - بہ تیغ غمزہ آب دہ
کہ دل بجای شہر دہ
دہند شہر یار ہا

دو زلف اگر بہم زنی - بائین اسیر افگنی
بعشوہ شیر او ژنی - بغمزہ رشک بیژنی
میان درع و جوشنی - سفند یار و بہمنی
حریف صد تہمتنی - چہ جای رطل دہ منی
بچشم مست بشکنی
خمار ذو الخمار ہا

توئی کشاد بستہا - درستی شکستہا
حریف مے پرستہا - چہ میسر دی چو مستہا
بدلنشین نشستہا - چہ سود خیز جستہا
بہر بلند و پستہا - ز زلف کردہ شستہا
کہ می بری ز دستہا
زمام اختیار ہا

حدیقۂ ازل ابد - گل ارغوان سبد سبد
سہی قدان لالہ خد - سمن بران سرو قد
بہشت و کشت لاتعد - شگوفہ بے شمار و عد
ہر انچہ بنگرد خرد - ز دست دل ہمی برد
چہ باشد آن نگار خود
کہ بشد این نگار ہا

طریق جادہ راہ و کو - جہات سمت و ظرف و سو
ہوا و خواہش آرزو - بہار و باغ و رنگ و بو
حدیث و حرف و گفتگو - نوای و نغمہ ہای و ہو
قدح پیالہ خم سبو - حباب و آب موج و جو
یکیست ذات و صفات
فزون تر از شمار ہا

عزیز تا ادیب شد - عزیز ہر اریب شد
مقابل حبیب شد - رقیب عندلیب شد
حبیب ہر لبیب شد - انیس ہر حبیب شد
بہر کجا خطیب شد - ز ساحران شکیب شد
یعنے مرزا حبیب اللہ قاآنی
حریف دلفریب شد
بنغمہ از ہزار ہا

مرثیه

سینه اش گنجینهٔ سرّ خفی بود و جلی — یا مگر آئینهٔ کز هر دو سو دارد جلا

چشمه هاے علم ظاهر علم باطن ذات او — فیض جاری فضل باری بود بهر ما سوا

طفل ابجد خوان او بازیچهٔ طفلان شمرد — هر علم کیمیا و سیمیا و ریمیا

طالبی کش بهر تعلیم اینچنین آمد بفقر — باشد آغاز وے انجام ابتدایش انتها

سرّ او می بود از کون و مکان تا لامکان — چشم او کردے تماشا از ثریا تا ثریٰ

وادی صدق و صفا را ذات پاکش راهبر — یاور او اندرین وادی نگار مصطفیٰ

پیر دانش را که منزل از دو عالم و دو رتبت — منزل اولی فنا و منزل آخر هی بقا

پا نهاده ناقهٔ احرامیان کوے او — کرده از کار جلی تاثیر آهنگ حدیٰ

فی الحقیقت قوت او ذکر الٰهی بود لیک — زانکه می گشت ورود وے گرد ظاهر غذا

تارک لذات بود و طالب دیدار حق — صوفی صافی کش ورع ما کند زهد با صفا

آستانش آستان را دلنشین و دلپسند — داستانش دوستان را دلربا و جانفزا

هست سنگ سرمهٔ بینش گر سنگ درش — گر جبین سائی شود چشم جهانے سرمه سا

بیدلان را گره دلداری و از اهل دل — بینوایان گشته از وے صاحب برگ و نوا

میهمان خوان فیضانش بود خلقے هنوز — گرچه بر بست رخت و سخت او ازین مهمانسرا

بینواے با نوا و بے نیازے با نیاز — بے همه و با همه گر در خلا و در ملا

تاریخ وفات جناب مولانا عبدالوهاب صاحب قدس سره فرنگی محلی

شرح درد دل ز کلکم گوش کن ‌ ‌ ‌ گفتنی نایست گوید آنچه نے
نالهاے وے ز راه دیگر ست ‌ ‌ ‌ این نوا می خیزد از هر نای کے
گر گداز د سنگ از آهنگش بجاست ‌ ‌ ‌ از محبت نیست خالی هیچ شے
از زبان برگ گل و ز نوک خار ‌ ‌ ‌ راز درد دین شنو احوال وے
آتش غم جان و دل را پاک سوخت ‌ ‌ ‌ چارهٔ هر درد آخر هست کے
هر بن مو گشته چشم خون فشان ‌ ‌ ‌ اشک خونین می تراود جاے خوے
حال زار ما سیه بختان ببین ‌ ‌ ‌ نور رفت از دیده هر جا بنگرے
ساقی میخوارگان از بزم رفت ‌ ‌ ‌ خون دل در جام باشد جاے مے
عبد وهاب اصل دل را پیشوا ‌ ‌ ‌ رفته از خود رفته هر فرسے زپے
قربت معبود حاصل کرد عبد ‌ ‌ ‌ زندهٔ جاوید واصل شد بحی
بود الحق خضر راه اصطفا ‌ ‌ ‌ منزل صدق و صفا را کرده طے
در ره وادی سال رحلتش ‌ ‌ ‌ ناقهٔ فکرم تحیر کرده پے
شد عزیز از عالم رو یاندا ‌ ‌ ‌ بود ظل مصطفی حقا که وے
١٣٢١ھ

قطعهٔ تاریخ قرابادین رضائی مصنفهٔ حکیم محمد هادی رضا ماهر لکهنوی

طبیب حاذق هادی رضا نامی و نام آور ‌ ‌ ‌ که کرد این نسخه را تالیف با صد زیب صد تزئین
حکیم ابن حکیم ابن حکیم آری بود ذاتش ‌ ‌ ‌ که از وے چون ابجد دردمندان را بود تسکین
حقش دست شفا داد و بعلم طب ید طولے ‌ ‌ ‌ سبق بر دست زان همقنان سابق و پیشین
ز روے جهد شد این مصرع تاریخ تالیفش ‌ ‌ ‌ قرابادین نو آئین بل الحق قابل تحسین
١٣٣٠ھ

بقیہ حصہ کلام ابتدائی مندرجہ صفحہ ۳۳۴ سطر نمبر (۶)

بہ پیش حق اگر غمنامۂ ہجر تو بکشایم — نباشد فرصت پرسش بمحشر اہل عصیان را

بنادانی بسر کن اے عزیز اینجا کہ می ترسم
فلک بردارد از دنیا بزودی ہوشمندان را

خرابی ست زمین بوس آستانۂ ما — مدام سیل حوادث بطوف خانۂ ما
براہ دور چرا می کنی سفر زاہد — اگر تو کعبہ بجوئی بیا بخانۂ ما
درین زمانہ نہ تنہا خراب ما ہستیم — کہ روزگار خراب ست در زمانۂ ما

عزیز نقد دو عالم اگر چہ میخواہی
بیا بگیر برار از زمین خزانۂ ما

از لذت دنیا نہ بر آمد ہوس ما — زین شہد شدہ پا بگل آخر مگس ما
این رتبۂ عالی شدہ حاصل باسیری — ہر لحظہ کند چرخ طواف قفس ما
ما حسرتیان خلد نخواہیم بہ محشر — اول سخن وعدہ بود ملتمس ما
گردیدن و سوزیدن افتادن و مردن — آموختہ پروانہ زخوے مگس ما
این منزل دشوار و ہمہ مست نشاط اند — بر غفلت این قافلہ نالد جرس ما
ما رشتۂ امید رہائی بگسستیم — حاجت زرہ فوتیست بچاک قفس ما
تا گرم ز آشوب تنور فلکی ہست — شد کار جہان خام نہ پختہ ہوس ما
از لذت امید وصال تو درین باغ — پیش از ہمہ مردن ثمر پیش رس ما

حال دل خود با تو بگویم عزیزا
در خانۂ ما باش بشو ہمنفس ما

بجاے اشک نمی گیرم آب زمزم را — بدل بکعبه نسازم لباس ماتم را

حلاوتیست دران کوچه زخمی غم را — که اتحاد بهم نیست زخم و مرهم را

من و غم تو گذشتیم سوے عالم تو — به بیغمان بسپردیم کهنه عالم را

اگرچه کون و مکان غرق تیغ غم نیست — باستین بکنم زنجه چشم پرنم را

شکست خورده زشوخیست دل که غمزهٔ او — شکست طرف کلاه و شکست عالم را

کجاست انجمن بیغمان کجاست کجا — که صرف باده نمائیم دولت جم را

عزیز غم مخور و آستین بدیده منه
که گریه ات ته و بالا کند دو عالم را

دوستدارد هر گدا و شاه همچون زر مرا — می نشاند هر کسے مانند گل بر سر مرا

جلوهٔ جانان میسر گشت بر بستر مرا — آتش ایمن نظر آمد بخاکستر مرا

دور باش اے خوشدلی دل نیست اندر بر مرا — سرخوشی بگریز اینک هست درد سر مرا

غنچهٔ خلدم ولیکن از دست طالع عاجزم — افگند باد سموم چو بگذارد کسے بر سر مرا

تشنگان زاهر که آبے داد یابد اجر آن — من برندان باده دادم حق دهد کوثر مرا

زیر طوبی آتش حسن تجلی روشن ساختند — از نشیمن او فتادم سوخت بال و پر مرا

کاسهٔ منصور پر کردند مخمور است باز — کرد مدهوش ابد ساقی بیک ساغر مرا

نیست آرامے بدربان درِ مسند عشق را — راحتے بهتر نمی باشد ز درد سر مرا

ساغر مستی گران دیدند چون در پشت من — جام زهرآمیز بخشیدند از کوثر مرا

خانهٔ خمار خلدی هست خون اباقیش — سیر کوثر میکنم چون میدهد ساغر مرا

گو بپاے بندگی فقیست تا هد در بهشت — می رساند کشتی مے تا لب کوثر مرا

لوث دنیا هست دامنگیر در راهش عزیز
ورنه هر خار بیابان می شود رهبر مرا

حسن تو تیز کند آتش موسائی را — لعل تو جان دهد اعجاز مسیحائی را
سر د کاریست بتو عاقل و سودائی را — مست وار دمے تو شهری و صحرائی را
می تواند که ازین بحر رهاند ما را — آنکه آموخت شنا ماهی دریائی را
جا گزین ست دل از شوق تو در دیدۂ من — بر سر راه بود خانه تماشائی را
کیمیائی ست نظر بر رخ جانان کردن — صرف بیجا مکن این دولت بینائی را
مطلب خویش برآید همه از محنت خویش — بگذرانم تن تنها شب تنهائی را
خواه در کعبه روی خواه به بتخانه شوی — میتوان یافت بهر جا بت هرجائی را
گریه سودے ندهد بخت سیاه ما را — میتوان شست بآبے خط سیمائی را
شهره در خلق چو عنقا نه پذیرد همت — نیک داند دل من گوشۂ تنهائی را

باش دیوانه غم پرسش فردا چه عزیز
باز پرسے نبود مردم سودائی را

دو عالم است به پیمانۂ خراب اینجا — بموج هفت فلک دم زند حباب اینجا
ز آفتاب قیامت چه باک رندان را — که تا بحشر جبین ساید آفتاب اینجا
مگوی پند و مترسان ز دوزخ اے واعظ — که چشم پوشے سائل بود عذاب اینجا
بجز مذاق نباشد غم جگر سوزان — شراب می چکد از گریۂ کباب اینجا
حساب باده پرستان بدل بود هر دم — حساب روز جزا نیست در حساب اینجا
نسیم گلشن عشق آه عاشقان باشد — چو مرغ سدره زند پر شود کباب اینجا
هزار تشنه لب از تشنگی هلاک شدند — فلک نداد یکے را صلاے آب اینجا

عزیز منزل دشوار پیش و بیخبری
شتاب کن که جهانست در شتاب اینجا

به پهلویم که این شعله رو در مسکن است امشب
که سویم شمع محفل هر زمان چشمک زن است امشب

نباشد خالی این مضمون رنگین از حنا بستن
سرت گردم که این نگینهٔ انگشتن است امشب

نگاهم شد بچشم فتنه پردازی دوچار امشب
نمیدانم چه خواهد کرد با من روزگار امشب

دگر بر عشوه پردازیست چشم مست یار امشب
تماشا هست محو گردش لیل و نهار امشب

جواهر خانهٔ اشکم که در عمری فراهم شد
بطوفان داد در یک لحظه چشم انتظار امشب

بنام ایزد چه لذت میبرد چشمم که یکساعت
نگاه من نمی گردد جدا از روی یار امشب

هجوم عرش نشینان بر آستانهٔ کیست
حریم هفت فلک در طواف خانهٔ کیست

بهشت رنگ پریده ز باغ صنع که هست
سقر زبانهٔ از آه عاشقانهٔ کیست

بلند بلبل شیدا درین چمن دل را
جهان پر خس و خاشاک آشیانهٔ کیست

عنان باد بهاری بعطف دست که هست
سمند باد صبا زیر تازیانهٔ کیست

شده است بزم جهان مست بادهٔ وحدت
نوائے بانگ انا الحق مگر ترانهٔ کیست

تمام صفحهٔ هستی مرقع رنگین است
بحیرتیم که دنیا نگارخانهٔ کیست

عزیز هست ز دست بخواب شیرین مست
بحیرتیم که در لذت فسانهٔ کیست

دلم آماده بسودا شده زنجیر کجاست
جانم از هجر بتنگ آمده شمشیر کجاست

فرض کردم که بآهے دو جهان را سوزم
در دل سخت توام طاقت تاثیر کجاست

موبمویم شده افگار ز مژگان کسے
مرهم چارهٔ کجا بخیهٔ تدبیر کجاست

اهل تقوی همه در لاف و گزاف اند همه
یارب آن دشمن دین بت ترسا کجاست

جمله سامان شب وصل مهیاست عزیز
مدد بخت کجا یاری تقدیر کجاست

هوائے میکدہ باز در سر افتادہ است   کہ ہر پیالہ مقابل بکوثر افتادہ است
مرا معاملہ آنجا بخنجر افتادہ است   کہ ہر قدم کہ نظر میکنم سر افتادہ است
کہ ہوش برد ز محفل کہ بادہ خواران را   صراحی از بغل از دست ساغر افتادہ است
کسے کہ افسر شاہی گران تر سے بر سے   ہزار تودہ کنون خاک بر سر افتادہ است
مدد مدد کہ بمیدان کارزار امسرا   قوی است دشمن و از دست خنجر افتادہ است
خراب ابروے آن بت ہمین نہ محراب است   کہ کعبہ بسجود و واعظ ز منبر افتادہ است
نبردہ اند درون سقر ہنوز مرا   بہشت سوخت تلاطم بکوثر افتادہ است
کہ آمد و تہ و بالا نمود میکدہ را   کہ خم بسر خم و ساغر بساغر افتادہ است
چگونہ طائر دل بال شوق بکشاید   دران مقام کہ جبریل را پر افتادہ است

بہ عشق نیز مگو گرچہ بود غرق گناہ
کہ من مشاہدہ کردم بکوثر افتادہ است

دران مقام مرا راہ مشکل افتادہ است   کہ محمل فلک از دیدہ در گل افتادہ است
ہمین دلم نہ بسوے تو مائل افتادہ است   کہ شور عشق تو منزل بمنزل افتادہ است
چگونہ صلح نگردد کہ بعد مدتہا   میان دلبر ما و میان دل افتادہ است
زبان شمع ندانم چہ بر ملا گوید   ہزار مرتبہ آتش بہ محفل افتادہ است
ببین چہ خیرہ سرست آسمان کہ در میدان   پئے مقابلہ از من مقابل افتادہ است
فغان کہ قافلہ بگذشت و من سراسیمہ   کہ چرخ راہ زنش پائے در گل افتادہ است

ز سنگسار جفاے فلک عزیز مرا
ہزار رخنہ بیک خانۂ دل افتادہ است

هر تختهٔ مغیلان فرش برهنه پائیست | هر آبله ته پا جام جهان نمائیست
هر نیش غم بسینه مفتاح دلکشائیست | هر داغ عشق در دل جام جهان نمائیست
سرگشتهٔ جنون را هر خار خضر راهست | آوارهٔ طلب را هر ریگ رهنمائیست
هر غنچه باد هانے در حمد صانعے هست | هر سبزه باز بانے در مدح کبریائیست
این موسفیدی ما خضر ره فناهست | وین عمر پیش رفته گوئی که پیشوائیست
پیراهنم نه زیبد عریانیم نسازد | هر جامه را تنے هست هر جسم را قبائیست
هر کشتیے که شد غرق روزی ما هیانست | گرداب هر محیطے گردنده آسیائیست
طوفان اگرچه خیزد از بحر غم چه پروا | کشتی مے روان کن ساقی چو ناخدائیست
در بوتهٔ محبت از آتش غم عشق | دل را گداز کردن بهتر ز کیمیائیست
وحدت زن و گذر کن از راه کثرت اے دل | کین دار دستگیر و منصور رهنمائیست
وحشت کشد عنانم از گمرهی چه باکم | هر خار این بیابان انگشت رهنمائیست
از شربت وصالت و ز لذت فراقت | هر زخم را نمک هست هر درد را دوائیست

از لطف کن نگاهے سوے عزیز غمگین
تو پادشاه حسنی او بیکس و گدائیست

دل بستهٔ هستے پاے ما هستے هاست | منزل عدم دورست ره بلند و پستی هاست
شور عندلیبان ست موسم گلستانست | عالم شباب آمد عهد مے پرستی هاست
از فلک شدن ممنون کے شود ازین محزون | همت دلست عالی گو که تنگدستی هاست
هر رگم چه زنارست ور زآن صنم کارست | برهمن بحیرت هست انچه بت پرستی هاست
شورش خزان آمد موسم گلستان شد | عالم جوانی رفت عهد حق پرستی هاست

شعر هاے مستی خیز اے عزیز کن موزون
ذکر سهم بشوخی هست طبعم هم هستی هاست

نوید تازه رسید و غمِ کهن باقیست ・ بهار آمد و هم خار در چمن باقیست

شب وصال گذشت آرزوی من باقیست ・ فسانه‌ها همه آخر شد و سخن باقیست

کجاست تیشه که تا کوه غم ز بن بکنم ・ هنوز قوت بازوی کوه‌کن باقیست

اجل نشسته ببالین زبان بلکنت هست ・ فغان که در دل من حسرت سخن باقیست

کدام فتنه که از دهر بر سرم نگذشت ・ مگر فتادن این گنبد کهن باقیست

عزیز صبح دمید است یار بیتاب است
تمام شد همه مطلب ولی سخن باقیست

گلهای گلستان ارم خار و خس اوست ・ لذات دو عالم ثمر نیم رس اوست

آن مرغ که گردید گرفتار هوایش ・ طاؤس فلک مست بطوق قفس اوست

از شورش دریای فنا ترس که موجش ・ سیلیست که گلزار جهان رو خس اوست

آن قافله سالار کدام است که امروز ・ هر قافله رهرو بصدای جرس اوست

هر دم که عزیز از تو کند بوسه تمنا
شیرینی دشنام چشیدن هوس اوست

مخروش ای کلیم ز سوز و گداز عشق ・ خاموش کاین نتیجه برق نگاه اوست

مرهم تراش عشق مرادی چون عزیز ・ گفت این غریب زخمی تیغ نگاه اوست

از روی یار بوسه ربودن نزاع ماست ・ این جنگ زرگریست سخن اختراع ماست

شوخی رقص هست طپیدن بزیر تیغ ・ آواز خنجر تو شنیدن سماع ماست

نه هر که گریه کند روز و شب چو یعقوب ست ・ نه هر که صبر توان کرد همچو ایوب است

گزیر نیست ز جور فلک به مظلومان ・ که چاه در حق یوسف کنار یعقوب است

پُر است عالم هستی چنان ز جمال او ・ که هر طرف که نظر می‌کنی محبوب است

اگر بدل گذری آرے آشیانِ توهست | دگر بجهان بکنی میل هم زآنِ توهست

همین سپهر نه تنها ز بندگان توهست | جهان هر چه بود جهان زآنِ توهست

زلال تشنگی اهل ست کوثر تست | بهار محشر که کربلا جنانِ توهست

شکست شیشه هما نازیان پیر مغان است | مرا چه گر دل من بشکنی کز آن توهست

روا مدار که از غصه بشگفد دلِ ما | که این فسرده گل آخر ز بوستان توهست

ز درد و داغ چه آئین بجویش بستی دل | خیال یار که امروز مهمان توهست

بگو جرس دلِ نالانِ کیستی آخر | که کاروان همه بیتاب از فغان توهست

چگونه زنده بماندے بگو عزیز که شب
به پهلوے دگران بود آنکه جان توهست

این صبح سرکشیده بگردون غبار کیست | دین شام تیره دودِ دل بیقرار کیست

اے آسمان ز هجر تبه حال زار کیست | شب محشر بکن که یار کهِ اندر کنار کیست

نازک تر از خیال من اندام نازکت | باریک تر ز موے کمر جسم زار کیست

ناصح مکن ز ترک جنونم نصیحتے | دیوانگیست بر سر دل اختیار کیست

زاهد بکعبه رفت و به بتخانه شد عزیز
بر کرده قضا و قدر اختیار کیست

خدا چو طرح محیطِ جمال جانان ریخت | بامتحان تخم ادل از دگلبنان ریخت

دو شیشه بود متاع ترا نجانه عشق | یکے بکوه و دگر بر سرِ بیابان ریخت

ز فرق تا بقدم از بها لبریز است | بهر کجا که ز دم دستگل بهاران ریخت

بهر کجا خلشے درمیان عالم بود | زمانه برد و براه برهنه پایان ریخت

عزیز را د حیات ابد جهانے را
که چشمه چشمه ز گفتار آب حیوان ریخت

مثنوی

گلگشت کشمیر جنت نظیر

مسمّٰی

بہ

ارمغان

۱۳۸۰ھ

لاجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوٹ:- مختصر تاریخ کشمیر و دیگر تشریحات بعد صفحہ آخر-

بنام آنکه در راه وے از دور کلیم اللہ چراد ل لبست بر طور	نماید کرم شب تاب آتش طور ہمین موسی ہمین وادی ہمین طور

کلیم آواره گه در سر بسنگش
خضر گم کرده راه پای لنگش

ز رهبر تجلّی که دارد جلوه در راه
رسد در گوشها انّی انا الله

که آرد مرکب همت توان راند
که روح الله هم و رنیمه ره ماند

دو عالم نقش نعلینی براهش
فلک یک گردباد عرصه گاهش

بهشت و کوثر اندر چشم جو یا
سراب راه دخوابی هست گویا

مپرس ای رهرو از منزل که دور است
بهشتی آن سو حور و قصور است

چو خارستان این ره را کنی طی
ببینی فرّ فر در دین پس از دی

شوی راهی چو خضر اندر سیاهی
نماید در سیاهی ماه و ماهی

ره باریک این خوابیده راه است
نهان از دیده چون تار نگاه است

ز خود رفتن بود سار ره انجام
گذشتن از دو عالم اولین گام

خلیل آسا باتش گر برانی
کند آتش براهت گل فشانی

ره دشوار و سخت و سنگلاخ است
برون زین چار کوخ و هفت کاخ است

بعمر خضر ازین وادی گذر نیست
بپای دل زگامی بیشتر نیست

گذشتن هست ازان دشوار و مشکل
دلی آسان توان رفت از ره دل

جدا این راه از دنیا و دین ست
صراط المستقیم ار هست این است

درین وادی بسی از رهزنانند
که هر دم رهروان را هم عنانند

بتاراج دل و دین در کمین اند
گهی در ایسر و گه در یمین اند

تو سرگرم روارد باش دمی پوی
پناه از پیروان مصطفیٰ جوی

برو فرمان رهداری این راه
بمُهر خاتم پیغمبران خواه

شریعت را برادر مرجع برآمد
طریقت را دراد منبع برآمد

ازین منبع برآمد آب جوها
که داد آن آب جو ها آب روها

طریقت با شریعت چون قرین است ‌‌ همانا مجمع البحرین این است
سلاسل هر یکی زان سلسبیل است ‌‌ کزان سیرابی ابن السبیل است
بیا ای رهرو تشنه لب بشتاب ‌‌ که بی آبی کنندت سیر و سیراب
ورود گر فتد بر طرف رودی ‌‌ روا باشد که بفرستی درودی

درود است آنچه آمد زاد این راه ‌‌ درود است آنچه از او رزاد این راه
درود الحق سرود دلنواز است ‌‌ حدی خوان گر به آهنگ حجاز است
باین آهنگ شو همدم حدی خوان ‌‌ براه شوق گه گه ناقه میران
بنام آنکه راهش سنگلاخ است ‌‌ ولی بیرون ازین پیرزه کاخ است
بدل نزدیک باشد این ره دور ‌‌ غلط کردی که موسی رفت بر طور
تجلی می کند آتش ز هر سنگ ‌‌ تسلی می دهد حسنش بهر رنگ
اگر مهرست و گر ماه شب افروز ‌‌ بود سرگشتهٔ راهش شب و روز
درین راهست سالک راز اندوه ‌‌ چو تار سبحه دامن زیر صد کوه
کسی کان سوی کفر و دین کند سیر ‌‌ بود سنگ رهش گر کعبه و دیر
اگر داری سر این راه دشوار ‌‌ ز دنیا دل بجای توشه بردار
سبک روحانه باید زین چمن رفت ‌‌ چو شبنم هر که رفت از خویشتن رفت
درین ره جای محمل دل توان بست ‌‌ جرس از ناله بر محمل توان بست
نهان از دیده این خوابیده راهست ‌‌ سر این رشته با تار نگاهست
ز چشم مردمان این ره نهانست ‌‌ سر این رشته با موی میانست
نهادن سر بزانو اولین گام ‌‌ فنا فی الله گشتن آخرین جام
بیا ساقی بیا ای رهبر ما ‌‌ تو می پیما شو و با راه پیما
بیک پیمانه ای دستِ من گیر ‌‌ که پا می لغزدم در راه کشمیر

بیان باریکی راه کوہہاے فلک فرسا و طی منازل و مراحل چون نسیم صبا

خصوصا دار کوه چرخ فرسا — گذران ره رفته برگمره دون سیجا
ندارد هیچ دارے پایۂ او — که دارین ست زیر سایۂ او
ره پیچان چو مارے حلقه زن هست (کوه ۱۲) — که از دارے معلق چون رسن هست
رہے پیچیده تر از خط ترسا — توان چون خامه ره رفتن بیک پا
برین ره دیده هر ره رو که بکشاد — تو پنداری که مو در چشمش افتاد
ز بس باریکی این ره نیست پیدا — بزیر پا بود خط کف پا
تنیده عنکبوتے گوئیا تار — دراو درمانده ره پیما مگس وار
کسے را خضر هم گر راهبر گشت — خود از بخت سکندر بود برگشت
ز بس در طے این ره دیر گردد — جوان گر هست رهرو پیر گردد
بود بهتر ازین ره باز گشتن — کرانه در روزگار از وے گذشتن

وصف دریاے جهنگ و عبور از ان ۱۲۰

ز سر پا کرده اکنون قطره آسا — ۷۰ — شتابم جانب دریاے جهینکا
چه دریا آبروے ملک پنجاب — روان حکمش بهر بحریست چون آب
تن از تپ لرزهٔ موجش ستوه است — که تبخال لب این بحر کوه است
ز موجش هست دامان فلک تر — ز شورش میشود گوش ملک کر
ولے لب تشنگان را چیست این — که با این شور دارد آب شیرین
بر دیش ریسمانے تاب در تاب — کشیده همچو مدے بر سر آب
سبد وارے رسنها بسته باهم — دراو آویخته اما نه محکم
دگر تشبیه با گذار و پندار — معلق عنکبوتے بود در تار
نشستم اندرو با مرگ انباز — تدرو افتاد اندر چنگل باز

رسن بازانه گوهی از دے بودم
دگر نے دست از جان شستہ بودم

ازین دریا چو بگذشتی بہار یست
بہر جانب کہ بینی سبزہ زاریست

بہار لالہ و گل دیدنی ہست
ز باغ حسن ہم گلچیدنی ہست

چہا زین گلزمین نیرنگ خیزد
گہر از بحر و لعل از سنگ خیزد

ز ہر کس قطع این منزل نیاید
کہ پاے از تیشۂ فرہاد باید

بہر سنگے بچشم کوہ کن بین
کہ ہست آئینہ دار نقش شیرین

ز مجنون کن طلب روشن نگاہے
کند تا خیمۂ لیلے سیاہے

بنازم بر جمال شعلہ رویان
کہ ہر یک بود ہمچون برق پویان

بدیدن ہر یکے سرچشمۂ نور
وزان سرچشمہ بادا چشم بد دور

خصوصاً چون بروے چاہ آیند
ببرج دلو ہمچون ماہ آیند

بہم در آب بازی می ستیزند
کہ خون عاشقان چون آب ریزند

دہند از نرگس جادوے ابرو
برات عاشقان بر شاخ آہو

روان ہر سو سبوے آب بر دوش
بود گویا محیط حسن در جوش

قدم در رہ زبان در گفتگو ہا
سبو ہا بر سر و دل در سبو ہا

بشوخی در تگاپو جستجوے
نلغزد پای و نے غلطد سبوئے

نگہبان سبو ہا ہست اگر دل
نیند از پاس دلہا نیز غافل

چو من شوریدہ بختے را کہ دیدہ
کہ ماندم تشنہ بر دریا رسیدہ

برد ہر کس گلے زین باغ با خویش
ولے من رفتم و بردم دل ریش

بحسرت ہر گلے را دیدہ رفتم
ہزار افسوس گل ناچیدہ رفتم

روان چون شد ازینجا محمل من
بنجاک بانہل شد منزل من

چہ گویم اوج کوہ بانہل را
چراگاہے بود جدی و حمل را

ازینجا مرکبم تخت روان گشت — بمرکب همعنان بخت جوان گشت

جوانی در سخن رانی توان کرد — که شوق پیر پنچالم جوان کرد

خوشا آب هوای پیر پنچال — که گردد از غصه و غم فارغ البال

بود کارش بدی هم گل فشانی — به پیری می کند آری جوانی

شود نخلی که سبز از آب تیغش — نباشد منت آبی ز میغش

امام سجدهٔ کهسار (سردار کوه) این است — رهش بین بر میان زنار این است

بولی رفعتش را پرچم از میغ — کواکب باشد آنرا جوهر تیغ

دو کون استاده زیرش چون گنهگار — کند تیغش مبادا این دو را چار

ره موران راهش کهکشان ست — نسیج عنکبوتش آسمان ست

برین کوه است قائم چرخ اخضر — که دارد پیر ره عمامه بر سر

نه ابرست این بفرقش گلدسته — نمد پوشی بذکر حق نشسته

تعالی شانه جائی رسیدم — که تسبیح ملائک را شنیدم

فگنده نعل اسپم در ره وار و — سپهرش برده و کرده مه نو

بیا ساقی که می آئیم از در — شرابی ده که رنجوریم و رنجور

بیا بنما بمن راه خرابات — بنالم تا بآئین مناجات

مناجات بدرگاه الهی با نعت رسالت پناهی رسیدن بکشمیر جنت نظیر

خداوندا اگر در ناله ام ده — بدل داغی برنگ لاله ام ده

بخندان دلکشا باغی ازان داغ — که گردد داغ از وی گر باغ و در راغ

قلم را رشک شاخ ارغوان کن — گل افشان تر ز چشم خونفشان کن

دلی ده صد بیابان خار در بار — رخی ده صد خیابان زعفران زار

دلے دہ خستۂ تیغ ملامت / نمک پرور دہ شور قیامت
دلے کان سینہ را ہر دم خراشد / خراشش نالہ از خود تراشد
دلے دانا و چشمے نیز بینا / صفائی سینۂ چون طور سینا
سرشکے دہ کہ گل از گل دماند / نہال الفت در دل نشاند
فغانے دہ بہ رو عشق اثر زاد / کہ گر گل بشنود آید بفریاد
بیانم را بلند آوازہ گردان / روانم را بمعنے تازہ گردان
الٰہی چند بہ بخواہم بافغان / کہ گل از شاخم آید خود بدامان
فغانم ساز بزم بلبلے بہ / سرشکم شبنم برگ گلے بہ
بہ مرغ نغمہ سنجم ہمقفس کن / بباد صبحگہ نسیم ہمنفس کن
گل از تو بلبل از تو گلشن از تو / ترا پیوستہ می خواہم من از تو
تہی خمخانہ و مستم کن از مل / چمن خالی و دامانم پر از گل
چگویم گل بجیب و دامنم کن / بل از نعت محمد گلشنم کن
چمہا دقت جیب و دامنم کن / ز نعت مصطفےٰ خود گلشنم کن
قد بے سایہ بین د پایۂ او / کہ کونین ست زیر سایۂ او
اگر گل ہست دارد رنگے از وے / دگر بلبل زند آہنگے از وے
دل و جان باغ باغ از یاد او ہست / نفس گلدستہ بند رنگ و بو ہست
بگل مستم کہ دارد رنگ و بویش / صبا را بندہ ام کاید زکویش
خوشا چشمے کہ گر خوابیدہ باشد / جمال دلربایش دیدہ باشد
خوشا باغے کہ باشد او بہارش / خوشا داغے کہ ہست از لالہ زارش
خوشا سنگے کہ دارد نقش پایش / کند حالے کہ خالی ہست جایش
خوشا کشمیر کو شکر چمن ہست / ز موئیش رو کش چین ختن ہست

چو هستم از هوای هند دلگیر | بسر دارم سر گلگشت کشمیر
بکشمیرم الهی زود تر بر | که جای بلبل اندر باغ خوشتر
بحمدالله ره کشمیر شد طی | که آذار دی و شد موسم دی
سخن کوته چو آن ره را بریدم | کنار چشمهٔ اچهول رسیدم
نسیم بهر استقبال آمد | گل و نسرینش از دنبال آمد
سپرده راه غمخواری سپر غم | ز هر سو گفت خیر خیر مقدم
لب جوپای سن از شوق بوسید | صبا آمد بگرد سر بگردید
اعزا شادمان و با دل شاد | پذیره گشته تا اسلام آباد
روان صد چشمه اینجا هست از سنگ | بود هر سنگ گویی منبع گنگ
نگهها چون بیک دیگر طرف شد | شکایتهای عمری برطرف شد
عزیزان داد مهمانی بدادند | بمهمانخانه خوانی نهادند
نبود از دعوت ایشان گریزم | که دانستند مهمانی عزیزم
خوشا بختی که شد منزل در اینجا | خوشا نزلی که شد نازل در اینجا
کباب گرم و نان نرم و حلوا | نه حلوا بلکه به از من و سلوا
هوای سرد و آب سرد خوردیم | شراب سرخ تر از ورد خوردیم
شراب محفل افروز و دل افروز | شراب غم گداز و کاهلی سوز
شرابی کان برآرد گرد از برد | کند بازار سرما گرمیش سرد
شرابی کان بهر مشرب مباحست | چراغ شام و خورشید صباحست
شرابی کش بود نام دگر چای | در و مینا تقدسی هست بر جای
بگشت چون بهشتی بام کردیم | بگشتی شام و می در جام کردیم
شبانشب گشت گشتی جاده پیما | بگشتی هر یکی شد باده پیما

سحر چون گشت چشم از نور روشن | سواد شهر شد از دور روشن
رسیدم شیرگده بنگاه میران | که باشد جای سیر شیرگیران
بدریا بود ماهی موج در موج | بساحل کبک و تیهو فوج در فوج
درون آب ماهی زار دیدم | هوارا پر ز ماهی خوار دیدم
کشادم دست کاندازم در شصت | که ناگه شصت وهم دل رفت از دست
خبر دادند از احکام شاهی | که باشد صید ماهی از مناهی
که پیشین ماه راج از ملک لاهوت | بسان ماه منزل کرده در حوت
بماهی گیر باید ره گرفتن | بود ماهی گرفتن مه گرفتن
پس از مرگ آنکه گیرد شکل فرخ | بود فرخ بآئین تناسخ
سخن کوته زماهی دست شستم | ز دار و گیر شاهی باز رستم
نگر صیدی بدام از راه افتد | اگر ماهی نیفتد ماه افتد
که اینجا جلوه گاه مهر و ماه است | بره هر نخچیره دام نگاه است
زهر برجی عیان مه پیکرانند | بهر درجی نهان خوش گوهرانند
نگه دزدیدن هنگام نظاره | گریبان مژه میکرد پاره
دوسو خوبان منظر جا گزیده | بسان مردمک در هر دو دیده
کنار آب هر یک جا نموده | عجب تر آنکه دامن تر نبوده
سراسر پاک مشرب پاکبازاند | شنو بر پاکبازی گر بنازند
بلی کشمیر جای پاکبازیست | که هر یک جامه بی شستن نمازیست
زیارتگاه جمع راست کیش است | مقام رشیان سینه ریش است
سراسر گوشه گیرند اهل کشمیر | ولی در گوشه گیریها جهانگیر
طریقت مشربان دور ایام | سحر گه آفتاب آشام چون شام

× یعنی [illegible]

تصوف مشربان صوف پوشند
زصوفی مشربیہا صاف نوشند
ہمہ ناخوردہ مے سرشار و سرمست
صراحی در بغل نے جام در دست
طریقت با شریعت دین ایشان
بود آئینہ تر آئین ایشان
مزارے ہست در ہر مرغزارے
زیارت گاہ ہزار و نزارے
چہ سرہا وقف خاک آستانست
کہ ہر جا آستان راستانست
ارادت مند پیرے ہر جوانے
قدر انداز تیر ہر کمانے
نہ تنہا ہست بلبل صاحب قال
کہ دارد ہر نہالے رنگے از حال
نمی گنجد ز مستی غنچہ در پوست
دریدن خرقہ خرق عادت اوست
نماید خوشتر از سرخی و زردی
بروے ورد رنگ سہروردی
گل و نسرین کہ نقش دلپسندست
مگر گلدستہ بند نقشبندست
بروے سبزہ سنبل در نمازست
مرید حضرت گیسودرازست
زمستی بلبلان در قیل و قال اند
درختان سربسر در وجد حال اند
اگر از حال جوئی حال این ست
وگر از قال گوئی قال این ست

ذکر جامع کشمیر و خانقاہ حضرت امیر کبیر قدس سرہ

اگر در مسجد جامع درآئی
بادراج پایۂ طالع برآئی
عیان شان حق از کاشانۂ او
چہ صاحب خانہ الحق خانۂ او
زہے مسجد زہے محراب و منبر
تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر
دو کونش جبہ سائے آستان ست
ہمانا کعبۂ ہفت آسمان ست
ستونہا کاندرو برپا بہ بینی
حریف سدرہ و طوبےٰ بہ بینی
شمارش سہ صد و اثنین و ہفتاد
ببلغ دین بجائے سرو شمشاد

مسجد جامع

بوزان چهارتا دروازهٔ او ‌ ‌ ‌ که باشد چهار سو آوازهٔ او

زهر در شهریاران را حکم بار است ‌ ‌ ‌ ولے غربیش خاص شهریار است

معلے خانقاهے همر اوست ‌ ‌ ‌ که خلقے جبه فرسائے در اوست

زبس انبوه مردم پنج نوبت ‌ ‌ ‌ نباشد راه در وے بے صعوبت

ملک را بر لب اینجا هست لبیک ‌ ‌ ‌ فلک را نیست ره بے خلع نعلیک

خود این تعمیر با آئینه دار است ‌ ‌ ‌ که از سلطان سکندر یادگار است

زهر سنگے عیان صیقل گری هست ‌ ‌ ‌ نه سنگ آئینهٔ اسکندری هست

ذکر کوه ماران وارک و فصیل آن

مقام شهر یاران کوه ماران ‌ ‌ ‌ که اکنون جائے سورانست و ماران

بفرقش باره چون گوشواره ‌ ‌ ‌ کمر هم بر کمر دارد ز خاره

تعالے الله چه عالی باره هست ‌ ‌ ‌ که جائے سیر هر سیاره هست

جدید و کهنه محکم چون حدید ست ‌ ‌ ‌ محل الامن فی باس شدید ست

شهے کان اولین بنیاد بنهاد ‌ ‌ ‌ کرور و نه لک از مخزن فرستاد

در صفت سری نگر دار السلطنت کشمیر

اگر از خضر می رانم سخنها ‌ ‌ ‌ سخن بر خویش بالد چون چمنها

درین شهر فرح بخش و فرحناک ‌ ‌ ‌ بود هر خانه زیر سایهٔ تاک

بهر بامے زند بلبل ترانه ‌ ‌ ‌ بپائے خود رود گل خانه خانه

بهر بزمے ز گل روشن چراغے ‌ ‌ ‌ بود هر خانهٔ را خانه باغے

بهر کشتی بهشتی جا گرفته ‌ ‌ ‌ جنان در هر مکان ماوا گرفته

بود در حسن و خوبی طاق این شهر　　که باشد شهرهٔ آفاق این شهر

دگرها شهر ولیک این شهریارست　　حصار پای تختش کوهسارست

چو بلبل صد هزار او را هوادار　　ثنا خوان چون عزیزش بوده بسیار

برای حسن و خوبی جای نازست　　یکی از بندگان او ایازست

عمارة شاعر سامانی العهد　　سخن ارد بوصفش بهتر از شهد

چه جای این و آن ما و شما هست　　که خود او خود نما و خود ستا هست

هر انچه آن میرزا حیدر نوشته　　بساطی بود کان شد در نوشته

دلیل خوبیش تعمیر چوبی　　که چوبی خود بود تصحیف خوبی

ولی چشم بد گردون دونش　　کند پیوسته از گردش زبونش

گهی شد تار بار از ترک تاتار　　که نی پودش بجا ماند و نه یک تار

بعهد زد بجو بر باد رفته　　ز بس بر باد رفت از یاد رفته

نه هیچ از شهر غیر از شهرهٔ ماند　　نه خرمن ماند و نی خرمهرهٔ ماند

نه کوخی مانده و نی هیچ کاخی (خانه ۱۲)　　نه شوخی مانده و نی هیچ شاخی

گهی از بومهن دار المحن گشت　　چمن پر از خس و خار دمن گشت

زمین در جنبش آید چون بزلزال　　فلک بر خویش میلرزد دران حال

گهی گرداب برباد و خرابش　　گهی آتش فتاد و برد آبش

رسد از چشم زخم اکثر گزندش　　که سوزد خانها همچون سپندش

هنوز از تازگیهای خداداد　　بود هر گلزمینی نزهت آباد

بهر سو لاله زار و سبزه زار است　　که داغستان بملک سبزوار است

ز بس شور و صدای خندهٔ گل　　کسی می نشنود فریاد بلبل

دو عالم یک گل رعنای باغش　　ارم گم کرده خود را در سراغش

جهان را دیر ناکس آبرو داد ‌‌ ‌‌ جهان را شاله نازش رنگ و بو داد
زبس گیرائی خاک این گلستان ‌‌ ‌‌ نمی جنبد زجا تخت سلیمان
چه دور از خوبی این حسن آباد ‌‌ ‌‌ گر آید دیو برگردد پریزاد
مپرس از سبزه زار عیدگاهش ‌‌ ‌‌ زمرد خیز باشد خاک راهش
زجوشش نرگس و گلهاے خرم ‌‌ ‌‌ بود چشم و چراغ هر دو عالم
برد هر کس بسودا زعفرانش ‌‌ ‌‌ بزر گیرند در هندوستانش
بشوقش گشته کوه قاف سیار ‌‌ ‌‌ که میگردد بگردش آسمان وار
بهر جانب که بینی سبزه زاریست ‌‌ ‌‌ بهشتی در زمرد گون حصاریست
کشیده لاله و گل سر بافلاک ‌‌ ‌‌ جنون کو تا گریبانے کند چاک
خزانش را بهار دیگر آمد ‌‌ ‌‌ چمن گوئی دکان زرگر آمد
هوا را بوے صندل هست درکار ‌‌ ‌‌ ازان در شهر گردد ناله کار
برنگی عشرت انگیز این چمن هست ‌‌ ‌‌ که مرغ آب زن هم نغمه زن هست
بود در بزم مغنّی گلشن راز ‌‌ ‌‌ گل تر میدهد از شاخ آواز
بهر سو فرشے از سجاده بنگر ‌‌ ‌‌ بهشتے سر بسجده داده بنگر
بود دامان خاکش پاک از خاک ‌‌ ‌‌ غبارش بوے گل آن نیز نمناک
چنان نشو و نما اندر تلاش ست ‌‌ ‌‌ که هر دم خامه محتاج تراش ست
نباشد کس درین گلزار بیکار ‌‌ ‌‌ که دستے نیستش در خط گلزار
تراش کلک یاقوتی بهر خس ‌‌ ‌‌ سواد خط ریحانی بهر کس
زمین صیدگاهش زر زناب ست ‌‌ ‌‌ وزان یک مرغ زرین آفتاب ست
بهر هر مرغ دارد رخت طاؤس ‌‌ ‌‌ بود هر مرغزارے تخت طاؤس
هزار و کبک و تیهو سار و سارنگ ‌‌ ‌‌ هم آوا هم نوا همدم هم آهنگ

در طراوتِ اشجار و حلاوتِ اثمار

درختان ہمچو سبزان سبز بختان   نہ تنہا سبز بختان سبز رختان

زنار و نارون تا سرو و شمشاد   نوآئین۔ نوجوان۔ نوخیز و نوزاد

جنان شان مادرست و دایہ کوثر   ارم شان عمہ و طوبیٰ برادر

تکلم شان بہ تحریک اشارہ   خود ایشان کودک و خود گاہوارہ

بطفلی خوردہ از جوے عسل شیر   شکر بار آور و دہر کو شود پیر

خوشا بادام کز دے چشم بد دور   سیہ کردہ بر د چشم طمع حور

بصید دل بود بادام بادام   کہ چیند در رہ ما دام بادام

بیا را و صاف سیبش اے سخن گو (خال ۱۲)   ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو (ہموار است)

رسد از سدرہ اش ہردم درودے   مثل باشد کہ سیبی و سجودے

زبس دارد لطافت در سرشت او   ربودہ گوے از سیب بہشت او

بانگشت اشارہ جانب سیب   نمایان میشود آثار آسیب

بر و نش زر در و نش سیم خام ست   توانگر آن کش این دولت بکام ست

ز توتش جان شیرین را بود قوت   جوان از خوردن او پیر فرتوت

زر و یش چشم زخم انگبین دور   کہ این شان حقیقت آن شان زنبور

سیاہش ہست خال چہرۂ باغ   سپیدش نور چشم نرگسین باغ

انارش حقۂ یاقوت باشد   ہمانا قوت افزا قوت باشد

ز نیرنگیش خود ہم رنگ بازد   گہر در شت گیرد لعل سازد

حریف آب دندان بہر قند او   گند بر ریش با رشش خند او

ببین یک خرمن از اختر بیک برج   ببین یک معدن از گوہر بیک برج

کنم انشا بوصف ناشپاتی ... ورق در دست من گردد نباتی
عنب نتوان رسید اینجا بعناب ... که باشد درمیان حائل سرآب
بود هم پنجگی با گلبنانش ... که رنگین شد ز خون گل بنانش
لب خوبان که دارد این شکر خند ... بشفتالو مگر بگرفته پیوند
زبان در وصف آلو بسکه بالود ... سخن شد همچو آلو لذت آلود

گلبانگ قدوم حضرت بلبل شاه و رنگ اسلام گرفتن این سیاحت گاه

نخستین شیخ بلبل شاه نامی ... به بلبل از گل آورده پیامی
بهار تازه ناگاه آورد ... برسم نو رهان از راه آورد
که مرغان چمن را با نوا کرد ... زبان قمریان را حق سرا کرد
علی الله گوے چون از ره درآمد ... ز قلب لا اله الا الله برآمد
بظاهر در گلستان لاله کشته ... بباطن لا اله مثل فْ نوشته
الف شمشاد لا شد لاله بالذات ... که گل کرده بهار نفی و اثبات
بذکر جهر قمری مشتعل شد ... که شمشاد و صنوبر اهل دل شد
برسم راستان هر سرو شمشاد ... ز بند خود پرستی گشته آزاد
بسا زنار شد نذر گسستن ... که گشته صرف در گلدسته بستن
بشاخ هر نهالے عندلیبان ... خطابت کرده سر همچون خطیبان

ذکر بعضے از نوا سنجان که عندلیب چمن سخن بوده بخاک کشمیر آسوده اند

نهم منت بمرغان چمنها ... که آرم از سخن سنجان سخنها
سمن ریزی ز لبس کار نسیم است ... تجلی زار بر گور کلیم است

مزارش بر تلی نورِ علی نور / کلیم الحق سزد منزل گهش طور
چو قدسی نغمه سنج این چمن شد / چنین بر درگهِ حق نغمه زن شد
درین گلشن که هم گل هست و هم خار / مرا هم جاے ده یک آشیان وار
رسیده بر هدف تیر دعالیش / بزیر گلبنے دادند جالیش
بخاک او حرم از گلستانست / هجوم قدسیان از بلبلانست
سلیم آن طوطی قدسی مقام است / که این گلشن بروار السلام است
سلامت بندۀ طبع سلیمش / سخن سنجان کشمیری ندیمش
صبا جوید نشان قبر جویا / نهان در خرمن گل هست گویا
غنی کاین گلستان را بود بلبل / بود گنجینهٔ خاکش از زرِ گل
ز لوح تربت فانی بخوانی / هُوَ الْبَاقِیْ وَ بَاقِیْ جُمْلَهُمْ فَانِیْ
ندانم عندلیبان تا چه گفتند / که لب از گفتگو بستند و خفتند
همه هشیار و سرمست و خراب اند / همه بیدار و سرمستی بخواب اند
حریفان باده ها خوردند و رفتند / تهی خمخانها کردند و رفتند
چه میگویم که سرمم باد از خویش / ره میخانه ام چون هست در پیش
بره پیر مغان سرشار و مستر / کلید خانهٔ خمار در دست
در میخانه را تا بر کشایم / حریفان رفته من اکنون در آیم
بیا ساقی که از تائید باری / بهجز و بر بود حکم تو جاری
ستم گردم بکشتی باده بیا / که سر کشتیم دل برد از جا

غواصی جویائے گوہر نایاب در صفت دریا و تالاب

درین دریا که نام آن بهت بهت / نه دریا چشمه سار رحمت هست

بود آبش روان قالب شہر کہ می گیرند اہل شہر زان بہر
جہانے بانوا زین رود باشد دگر ہا رود و این شہ رود باشد
کند بیک نظر چند انکہ پوید بدریا خانہا بیند دو رویہ
بود ہر خانہ را جا بر کرانہ رود این رود خانہ خانہ خانہ
چو مژگان از دو جانب صف کشیدہ چنین خوش منظرے چشمے ندیدہ
بروے آب پلہا بستہ از چوب خوش آثار خوش آئین خوش اسلوب
رود بسیار ریل در کار ریلہا ۱۲ نہ پلہا باشد این انبار ریلہا ۱۲
بود بر ہر سر پل گرم بازار دکانہا باز و صف بستہ خریدار
بخر ہر جنس و ہر کالا کہ خواہی گلیم فقر یا سنجاب شاہی
شود بازار خوبی چون بر او گرم دہد دل مشتری بیعانہ از شرم
یکے می جوشد و دیگر خروشد یکے دل می خرد دیگر فروشد

بیان بحر بے بدل مسمّی بہ ڈل آب

خوشا آبے کہ مشہور آن بہ ڈل ہست بہ دل تسنیم را القسم البدل ہست
بود زنجیر پا موجش صبا را حبابش در گرہ بستہ ہوا را
فلک در جنب او برج حبابی ملائک اندر و مرغان آبی
جنون خیز ست چون آب ہوایش وشند از ہم چو ماہی مو ہوایش
زبس گردیدہ محو جلوۂ خویش ز دل دارد ہوا آئینہ در پیش
تموج بسکہ گیرائی نظر ہاست تماشا کن کہ خوش دام تماشاست
گریبان چاکی موج از ہوایش کتان ماہتاب جلوہ ہایش
شدہ آئینہ گونی زرخسارہ بمقدارے ہالے پارہ پارہ

بدریا ماه اندر نعره کاری — بگلشن زرفشان بادبهاری
کول از فیض دل کردست روشن — چراغے راکه آبش هست روغن
زبس کشتی درین زحنار قلزم — تموج خویشتن را میکند گم
روان هرسو ز کشتی کاروانے — که دیده اینچنین شهر روانے
زبس کشتی سبک تر آمد از کاه — بموج سبزه هرسو میسر و دراه
روان هرسمت کشتیهاے خس پوش — توگوئی آب دار دخانه بر دوش
مهیا هست هرچیزے بکشتے — مگو کشتے بگو قصر بهشتے
بکشتی هرکجا خواهی توان رفت — بماهی ماه تا ماهی توان رفت
اگر بینند چون کشتی سواران — سبق جویند بر باد بهاران
بود این آب بازی سبب تازی — که بر دے نیست سابق هیچ تازی

جریان فیض الٰهی در صفت چشمهٔ شاهی

بطبع آبرو این جا گر آئی — کن از سرچشمهٔ شاهی گدائی
خنک آنکس که از وے میخورد آب — نه بیند تا بحشر تاب در خواب
خنک آنکس که شد در وے شناور — نه باک از آفتابش نے ز آذر
در آبش چارهٔ رنج روانست — مگو آب روان گنج روانست
سریع الهضم دارد آنچنان آب — خوری گر سنگ هم گردد چو نان آب
اگر غمهاے عالم خورده باشی — بخور آبش که عشرت کرده باشی

ذکر آب دیگر موسوم به اوکر

سر این چشمه سار این سرزمین ست — اگر هست عالم آبی همین ست

برون از شهر آبی هست از نام / که تا لا بیست گوئی بحر آشام
بقدر سی کروهش دور باشد / عمق افزون ز حد غور باشد

سراسر چشمه سار این سر زمین است
بود گر عالم آبی همین است

اظهار قدرت باری در صفت سرما و برفباری

بیا ساقی بیار آن آتشین آب / که از افسردگی دل گشته بیتاب
بآب آتشین کن گرم خونم / که از دم سردی دوران زبونم
هوا شد چون سمن بر زو سمن کار / زمین آمد سمن خیز و سمن زار
چمن گوئی که برد برد پوشید / که از نامحرمان رخ را بپوشید
نه تنها پر ز یخ شد شاخ تا شیخ / که دوران را بود بنیاد بر یخ
خنک از دیدنش شد چشم کونین / سفید گر گوئی آن را قرة العین
بصابون جامه زد هر کوه و هامون / بلی کافور کرده کار صابون
شده هر وادیه دشت بیاضی / که از باغ سپیدش هر ریاضی
سواد شام از صبح سپید است / شب دیجور را در روز سپید است
خنک چشم و دل بنیای این شهر / بود شبهای همه شبهای این شهر
دهد از روسپیدیها امیدم / که پیش آمد چنین روز سپیدم
فلک را چرخ پنبه است بر دوش / وَکَانَ الثَّلْجُ مِثْلَ الْعِهْنِ مَنْفُوش
بهر سو بسکه گردی مه تا بماهی / سپیدی می‌کند اینجا سیاهی
تو گوئی شور رعد آمد تک بار / که هر چشمه ساری شد تنک سار
بهر سنگی که بینی کوه نور است / نه کوه نور گوئی کوه طور است

سپید اندر تن فرهاد خون شد — که پیدا جوی شیر از بیستون شد
شکر ریز عروس نوبهار است — که شکر ریز ابر کوهسار است

هوای سرد آمد بر سر کار — شده حمامیان را گرم بازار
چه حمام آفتابش آفتابه — ز گرم و سرد دورانش دو آبه
بهر یک خانه آتش خانه هست — چه آتش شمع هر کاشانه هست
چه آتش نوبهار هر زمستان — چه آتش آفتاب شبستان
بود آب حیات افسردگان را — برات تازگی پژمردگان را
فسون طرفه در کار آرد — که آهن کاری زر بار آرد
عیارش لیک روشن میشود زود — طلای آن برآید نقره اندود
ز قلب زر در اینجا زر برآید — چنان کز هر گوی گوهر برآید
بخوری می کنم از عود و صندل — که سازم نقل مجلس نقل منقل
ز منقل تخت خورشیدش توان گفت — فروغ تخت جمشیدش توان گفت
ازو سرگرمی هر شیخ و شاب است — حریف غالب جام شراب است
نگردد از چه صحبتهای ما گرم — قبای گرم و جای گرم و جا گرم
نه ابرست این بطرف باغ در جوش — گرفته پیره زن منقل در آغوش
باتش هر یکی در جوش مستی — که هست آتش پرستی می پرستی
بفصل گل که گرد شاخ زر ریز — هوا زر ریز باشد خاک زر خیز
چو آمد در حمل خورشید از حوت — جوان شد از سر نو هر فرتوت
چو از گل برف آتش زیر پا بود — بخود رفتن گدازش رهنما بود
شکست از سنگ یخ را آبگینه — برآمد گل چو صهبا از قبینه (صراحی ۱۲)
هوا گسترده مخمل جای کرباس — شده کان زمرد کان الماس
(سبزه) (برف)

(گرم بازاری حمامیان)

الٰہی گشت بخت دوستان سبز | کرمی بینیم زمین تا آسمان سبز

گل کردن انبساط در تعریف باغ نشاط

بیا مطرب کہ وقت انبساط است | نشاط انگیز شو باغ نشاط است
شنیدے تازہ نو آئین نوائے | بیکتائیش باید زد دو تائے
بزرگ و کوچک اینجا با نوایند | سرودے دلنوازے می سرایند
خوشا باغ نشاط افزائے کشمیر | کہ میگردد جوان از دیدنش پیر
برنگ نہ سپہرش نہ طبق ہست | کہ ہر ہفت آن طبقہا از شفق ہست
دو چار جنت این گلشن گرگشت | بر آمد در میان فرق نہ و ہشت
میان ہر طبق دار در واسقے | کش این نہ طاق نبود جفت طاقے
نمی باشد قصورے در قصورش | ولیکن یافتم خالی ز حورش
کشیدہ صف درختان سپیدار | بگرد او برنگ سبز دیوار
درختے کس بدین رفعت ندیدہ | تو پنداری قیامت قد کشیدہ
بود زان راہ آمد شد ملک را | ہمانا نردبان باشد فلک را
چہ دور ار در ہوائے سیر این باغ | کند پرواز داغ لالہ چون زاغ
جہان تا دل بشوق دیدنش باخت | بچشم بلبلانش آشیان ساخت
زیک گل ہست دلکش تر دگر گل | فتادہ در کشاکش عشق بلبل
بہشت از رشک این باغ خجستہ | چو داغ لالہ اندر خون نشستہ
شہید جلوۂ خویشش او فتادست | کہ نعش بوئے گل بر دوش باد ست
نہ قمری ہست بل خاصیت باد | کف خاکستری را بال و پر داد
عجب نبود اگر بلبل کند پر | کہ میخواہد ز برگ گل کند پر

بطوق خویش قمری مست خوشحال ‌‌ ‌ ز پای سرو گوئی برده خلخال

بشوق دیدن نرگس بهر گام ‌ ‌ فکنم از چشم محبوبان نگه دام

نظر بر سایهٔ شاخ سمن کن ‌ ‌ شب ماهست گلگشت چمن کن

ز جوش سنبلستان نرگستان ‌ ‌ چو چشم دیده صد خواب پریشان

پر از ناز و نیاز این تازه باغ ست ‌ ‌ سمن پروانه و گل چون چراغ ست

دمد نرگس سری افگنده در پیش ‌ ‌ خراب انتظار جلوهٔ خویش

ندارد لاله آتش اندر جگر داغ ‌ ‌ که افگندست آهو نافه در باغ

بود پرواز بلبل را چه احوال ‌ ‌ که بوی گل بگردون میزند بال

فشاند زعفران گر خندهٔ گل ‌ ‌ چکد خون گل از فریاد بلبل

پر از سرو و صنوبر زیر بالا ‌ ‌ شده نرخ بهار اینجا دو بالا

ز گل هر گلبنش در زر فروشی ‌ ‌ ز شبنم سبزه در گوهر فروشی

ز جوشش لالهٔ گلهای خودرو ‌ ‌ لب پان خورده معشوقان لب جو

فکر و حوض در صفت فوّاره و حوض

بوصف حوض اکنون تر زبان شو ‌ ‌ براهش قطره زن آب روان شو

سپهری کهکشان فوارهٔ او ‌ ‌ ز ماهی اختر سیارهٔ او

بهر سو لشکر موج ست در جوش ‌ ‌ لوای نصرت از فوّاره بر دوش

ستون خیمهٔ ابر بهار است ‌ ‌ که بنیادش بر آب و پایدار است

ز بس بالید گیاهی خداداد ‌ ‌ جدا از آب بالا عکس شمشاد

شود چون در علو بیحد غلویش ‌ ‌ کند پستی گردون سر فرودش

بداند شاعری کش طبع عالیست ‌ ‌ که خوش برجسته مصرع از زلالیست

بشوقش رفته از خود جویبارش	زند از شوق سر بر آبشارش
ز حیرت بسکه حال زار دارد	ازان رو پشت بر دیوار دارد

ترو تازگی دماغ در اوصاف شاله باغ

بوصف شاله باغش گل فروشم	که دارد سایهٔ گل شال پوشم
ز رنگ آمیزی گلهاے الوان	چمنها کارگاه شالبافان
هوا هر گوشه طرح طرفه ریزد	ز هر یک خوشه نقش تازه خیزد
درین گلزار رنگین بوته نیست	که بر فرقش نگارین نوطه نیست
چمن مخمل بساط از خوش تماشی	نشسته شال پوشان در حواشی (دستار)
برنگ سوسن و شمشاد بارے	الٰهی وه بمن هم جامه وارے
کرا زمستی به پیراهن نگنجم	نه پیراهن که در گلشن نگنجم
سراست کن زراه مهر چون بدر	سراپای سراپا قیمت و قدر
سراپائی نه تنها زینت دوشش	بل از راه عطا باشد خطا پوشش
سراپاے تو چون در بر گرفتم	سراپاے سخن در زر گرفتم
زر خود بر محک باید زد اینجا	که قطا هر میشود نیک از بد اینجا
عمارتش همه از سنگ موسیٰ	که هر سنگش بود طور تجلی
سواد آن سواد لیلة القدر	ضیاے آن ضیاے لیلة البدر
سوادش بسکه باشد دیده افروز	شب ما هست اندر نیمه روز
چو از عکس بتان بتخانه گردد	خود از آذر بود دیوانه گردد
بنازم بر صفاے حوضهٔ حوض	که رونق یابد از وے روضهٔ حوض
بلے این چشمه چشم فلک هست	سپید تصرش بجاے مردمک هست

زبرج حوت باشد راه در روے — نشاد ر ہمچو ماہی ماه در روے

روان جوے از آن قصر سیاه ہست — بلے اندر دل شب فیضہا ہست

خوشا قصر سیاهِ او خوشا جو — بود آن کعبۂ و این زمزم او

زبس فواره اش برخویش بالد — بگردون گوشش ماہی را بمالد

زند از بسکه آتش عکس گلہا — کشد آب از دل آه نیزه بالا

بلے این حوض محو گلستانش — که ہست انگشت حیرت در دہانش

زند فواره جوشش از ہر کناره — که بود افزون ز اعداد ستاره

شده آن قصر در فواره ہا گم — چو این قصر زمردگون در انجم

در صفت نسیم باغ فرح بخش دماغ

کنون دل مائل باغ نسیم ست — کش از ہمسائگان باغ نعیم ست

نسیمش بے گل و نسرین معنبر — که می خیزد ز خاکش عود و عنبر

فضایش را نه گل ہست و نه خار است — ولے چون من در و بلبل ہزار است

نه او را بر جگر داغے ز لاله — نه بر رخسارش از سنبل کلاله

نه بے گیسوے سنبل بر دلش تاب — نه بے نرگس بود بیتاب و بیخواب

ز خون ارغوانش پاک دامن — ولے چون برگ گل نمناک دامن

خدا او را فضاے دلکشا داد — بہار تازه دارد خدا داد

سواد او سواد شام دارد — زمینش خاک عنبر فام دارد

اگر در نیمه روز آئی و گر بام — بود ما دام اینجا جلوهٔ شام

در و غوغاے مرغان گاه و بیگاه — چو فریاد گدایان بر در شاه

ز انبوه چنار و کثرت بید — زمینش را ندیده چشم خورشید

زمینش سایہ پرورد چنارست ‌‌ چنار اینجا فزون تر از شمارست
بود در سایہ اش آسودہ صد میل ‌‌ کہ ہر شاخیش باشد بال جبریل
ز خورشید قیامت نیست پروا ‌‌ بود کشمیر را در سایہ اش جا

در اوصاف صفا اطراف نزہت پیام علی الخصوص گلمرگ مشہور بعیش مقام

برون از حد او صافست اطراف ‌‌ خموشی بہر وصافست انصاف
زہے گلمرگ کامد خمرہ گل ‌‌ مگو گلمرگ ہست آن مرگ بلبل
بود این گلزمین را طرفہ نیرنگ ‌‌ گلش صد رنگ و ہر رنگے بصد رنگ
قدم ہر جا گذاری بر زمینش ‌‌ چو موسے بنگری زیر نگینش
زمین او ز بس نرمست چون آب ‌‌ رود ہر جا فرو در خاک مہتاب
بیا ساقی دگر سر پر خمار است ‌‌ مگر در سر ہوائے سیر لار است
بیا در سایۂ تاکے نشینیم ‌‌ رخ آسودگی تا کے نہ بینیم

گفتار خوشگوار در تعریف لار

خصوصا تا کہائے خطۂ لار ‌‌ کہ در ظلش بود گردون دوار
چہ می پرسی ز رفعتہائے تاکش ‌‌ کہ باشد سدرۂ و طوباش تاکش
بزیر تاک باید کرد منزل ‌‌ کہ آنجا رو دہد جمعیت دل
خدا را خوشتر تا کے مجنبان ‌‌ کہ بر ہم میخورد لہائے مستان
بخامی ہر کہ انگورے شکستہ ‌‌ دل میخوارہ گویا کہ خستہ
بود چشم و چراغ مے پرستان ‌‌ کہ ہست این کوکب اقبال مستان
ز تخمش تخم عشرت می توان کاشت ‌‌ نہ سرے ہست کش پنہان توان داشت

صفا از بسکه چون آئینه دارد — توان دیدن که دل در سینه دارد
سر خود را فرو نارم با فلاک — که هستم خوشه‌چین تارم تاک
کنارِ آب لار و سیک شیها — نگار باده خوار و سرخوشیها
کند نوشنده را سرور آبش — که هست افشردهٔ انگور آبش
ز آبش خوش جوان و کودک و پیر — که هم می هست و هم شهد است و هم شیر
هم از تأثیر آن آب و هوا هست — که من از خویش و کلکم رفته از دست
بود بر باده نوشی جای حیفم — حرامم باد می چون نیست کیفم
بسیر لالهٔ گل باغ باغم — ولے از دوری احباب داغم
کنم هر جا بروے سبزه منزل — غم سبزان هندم خون کند دل
چو آید زعفران در زرفروشی — کنم یاد بسنت و زرد پوشی
بجام ما گر ساقی بهار ریخت — که این نیرنگها از کلکِ ما ریخت
سخن را ما نیم هنگام تحریر — کشیدم یک قلم تصویر کشمیر
برین گلدسته بکشا دیدهٔ هوش — که دارد هر گلے باغے در آغوش
بهر جا نقش ساقی رنگ بربست — صراحی در بغل مین جام در دست
بهر جا غنچه را تصویر کردم — تبسم زیب لب تحریر کردم
اگر بلبل زدم در عشق در جوش — دگر گل از غرور حسن خاموش
بهر جا مرغ مضمون کرده پرباز — ببویش چشم دانے هم بود باز
باب از کلک من گردیده تر دست — بهر سطرے که بینی موج زن هست
بهر جاے نگارم حرفے از گل — ز کلکم می‌تراود خون بلبل
گرفت رنگ گل تا نامهٔ من — شد منقار بلبل خامهٔ من
رسد کشمیر را بر خویشتن ناز — که دارد چون عروسے نغمه پرداز

زبس گردیده ام هر سو درین باغ ‏ ‏ ‏ زبس گل چیده ام زین باغ و زین راغ
بکاغذ بسته همچون زعفرانش ‏ ‏ ‏ بهندستان فرستم ارمغانش
کزین گلهای رنگین رنگ گیرند ‏ ‏ ‏ وزین نیرنگها نیرنگ گیرند
کنند سرمست دل خوش ارمغان را ‏ ‏ ‏ پذیرائی دهند این ارمغان را
برای سال تصنیف انتخاب ست ‏ ‏ ‏ که نامش ارمغان لاجواب ست ١٢٨٦
هر آنچه اینجا بچشم خویشتن دیدم ‏ ‏ ‏ به نظمش همچو گوهر درکشیدم
طرفها طبع من زین بوستان بست ‏ ‏ ‏ وزان گلدسته بهر دوستان بست
که سیر باغ تنها خوش نباشد ‏ ‏ ‏ اگر حاصل دست هم دلکش نباشد
کنون از نامهای راستی خیز ‏ ‏ ‏ شوم چون کلک مانی رنگ آمیز
بیا ساقی بیار آن خسروی جام ‏ ‏ ‏ که هست آئینه دار دور ایام
بمن ده کز جم و کی یادگارم ‏ ‏ ‏ وزان میخانه دمے یاد آرم

مجملے از احوال تاریخی کشمیر جنت نظیر

بیا ای دل در میخانه بگشا ‏ ‏ ‏ سر مینای مے مستانه بگشا
بہ مے نوشی نباید کرد تاخیر ‏ ‏ ‏ خصوصا وقت گل در باغ کشمیر
که کشمیر آبروی هفت اقلیم ‏ ‏ ‏ زند چشمه اش چشمک به تسنیم
بهشتی اندرین فیروزه طارم ‏ ‏ ‏ بود در وسط اقلیم چهارم
مساحت سنج سیاحان دوران ‏ ‏ ‏ کنندش داخل ارض خراسان
عروسی هست اندر حجله ناز ‏ ‏ ‏ بهر فصلی برنگی جلوه پرداز
تماشش را بدخشان لعل بازو ‏ ‏ ‏ سواد شرقیش را چین به گیسو
دهلی زن هست دهلی در جستجویش ‏ ‏ ‏ بود دیگلی به مغرب خاک رویش

سطح بهشت باشد درین ارض — چهل فرسخ بطول هست در عرض
هزاران قریه و رودی هست آباد — پر از سرو صنوبر بید و شمشاد
بهندی نامهای باستانی — سخن زین سان رود در حکمرانی
که گاهی پاندوان با حسن تدبیر — تسلط یافته بر ملک کشمیر
گهی جسم پایه از ملک جستون — ز دا اینجا کوس جمشیدی بگردون
ولی نامی ز کس نامها نیست — بجز جالی بنوک خامها نیست
اگر هست ابتدا از اوگنند است — که نام راجگی از وی بلند است
پسین شان که آمد سیه دیو آن — ربوده گوی از گودرز و گیو آن
پسین راجگانش نام سر دیو — که رای او برایان بود بی ریو
وزان پس آمد از تبت رتن جو — که آبی رفته باز آورد در جو
بود در نامهای پیش مسطور — که از روزیکه شد کشمیر معمور
همانا تا بدور این خوش اقبال — چهار الف است و کسری بر صد سال
درین مدت ز راه مهربانی — همه دادند داد حکمرانی
کمر در کار چون زنار بستند — ولی زین باغ آخر بار بستند
جهان در اختیار راجگان بود — فلک در انتظار خواجگان بود
شده بیدار ناگه بخت کشمیر — سرگذشت این ملک یعنی کشمیر
بنالیش بود مرد نیک انجام — ز اولاد سلاطین تورشه نام
رخ او مظهر نور الهی — دل او گنج اسرار کماهی
لبش روزی ز بهر در همی سفت — در اثنای گهر سفتن چنین گفت
که در کشمیر از تائید باری — کند کشمیر روزی شهریاری
ز نسلش چند تن صاحب لوایند — بفرمان ازل فرمان روایند

چو بشنید این سخن شهر دلشاد | در آمد اندرین ملک خداداد
بامید ظهور آن کرامت | بجنگ بارموله کرد اقامت
بدوران رتن جو شد درویش | که جایش داد و جاگیری فزو بیش
گرفته پیشه رهبر اقتدار او | سپهسالار شد انجام کار او

تاختن آوردن ذوالقدرخان و تباهی شهر و شهریان و حکومت یافتن رتن جو و مسلمان شدن آن

کنون تفصیل این اجمال بشنو | بر غیبت قال بشنو حال بشنو
چو مردم زشت خوئی پیشه کردند | بخوی زشت محکم ریشه کردند
دیانت از جهان رفت و امانت | دنائت گشت رائج هم خیانت
ز انجم مهر و از مردم وفا رفت | حیا از دیده و از دل صفا رفت
نه مهری ماند و نی مهر باقی | که نازل شد بلای آسمانی
بناگه فتنه جوی زولجو نام | که هم ذوالقدر خانش خواند ایام
ستمگاری ملقب ذوالقدر خانش | مگو ذوالقدر بل ذوالقهر خوانش
ز ترکستان برآورد [illegible] | بکشمیرش همی خوانند زولجو
دوان اندر ره کابل بر کند تا جیاک | نه بیم از راه باریک و نه تاریک
همه خون تشنه و خونخوار و ناپاک | همه خون ریز و خون آشام و بیباک
رسیده کان فوج در شهر اندرون شد | روان از هر طرف دریای خون شد
منادی بهر قتل عام کردند | بجای باده خون در جام کردند
رسیده شهریار و شهریان هم | پریده رنگ رخ مرغ جان هم
نشد تنها تهی از شهریان شهر | که آب از شهر رفت و ماهی از نهر
زدند آتش بخان و خانمانها | نگین بر جا نماند نی مکانها

[illegible]

نه قصرے ماند برجا و نه جسرے — نه کسرا و نه از وے هیچ کسرے

بناے را بجا آن سیل نگذاشت — بغیر از آسمان کانهم خطر داشت

بغیر از ذکر جفت و حرف طاقے — نمانده زیر این نه طاق طاقے

نه صاحب خانه و نے خانه ماند — نه دام و دود نه دام و دانه ماند

غلاے غله صاحب غله را سوخت — نه تنها غله گوئی گله را سوخت

شد از بس قحط آخر کارشان تنگ — که هر یک بر شکم بست آسیا سنگ

هم آمد بر سر آن فوج سرما — که هر یک شد گریزان همچو گرما

ندیده پوششے جز چشم پوشی — نخورده جز غم بیهوده کوشی

روان شد آخر آن لشکر ز کشمیر — چو سیلے کاید از بالا سوے زیر

بره شان برف بارید آنقدرها — که شد مسدود هر سو رهگذرها

بجاے آب برف از سر گذشته — نه از سر بل ز کوه و در گذشته

نه کس از دست بُرد و بُرد جان بُرد — نه خس زان ورطه خود را بکران برد

نه گیوے ماند و نے گاوے و نے خر — نه اشتر ماند و نے استر نه بستر

درون برف هر شے یک بیک رفت — نمک شد هر چه در کان نمک رفت

نه برفست اینکه برق غیرتست این — معاذ الله مقام عبرتست این

چو در اطراف شایع این خبر گشت — یکے از صد بسوے شهر برگشت

ز سر آن خطه آبادی گرفته — شده معمور آخر رفته رفته

درین مدت که گیتی شور و شر داشت — سر صاحب کلاهی هر یک افراشت

بهر مرزے که بودش مرزبانے — بجاے خویش آمد حکمرانے

پس از جنگ و جدال و کار و پیکار — پس از آویز و ریز و کشت و کشتار

ز سرداران ثلثت زین جز نام — حکومت یافت از تائید ایام

بعهدش سبز و خرّم هر زمین شد ... ز فیضش خار و خس هم یاسمین شد
بکیش خویش چون می یافت هستی ... ولش می داشت میل حق پرستی
ز تائید خدا ناگاه اینجا ... رسید از راه بلبل شاه اینجا
طلب داد دل جویلے او داد ... بگل گوئی که بلبل رنگ و بو داد
گروه اندر گروه از خاص تا عام ... مشرف گشته از تشریف اسلام
بنصفت رونقے ایام ازو یافت ... بکشمیر ابتدا اسلام ازو یافت

بعد او دادن شهمیر سالار پسر کوته رین زوجهٔ رینچن جو را او در گذشتن او ناکام از وصل شوهر دیگر گذشتن او را

پس از وے کوته رین آن همسر او ... نهاده بر سر خود افسر او
بچشم نیک مردان گرچه زن بود ... ولے هم رائے زن هم تیغ زن بود
بهار گلشن کشمیر رویش ... ختن یک خوشه چین چین مویش
سر سودا به سودائیش بسر داشت ... لب نوشابه از لعلش شکر داشت
اگر شیرین نمکسے پروردهٔ او ... دگر پرویز ادنے بندهٔ او
نکرده کوته رین آهنگ نخچیر ... بدام آورد شهبازے چو شهمیر
سر صید همائے داشت شهباز ... که کرد وے در هوائے شوق پرواز
پیامش داد تا با خود کند جفت ... چو بشنفت او بصد اکراه پذرفت
که داند تا چه بازی آرد آفاق ... که گوید تا چه زاید جفت یا طاق
چو روز کدخدائی را شب آمد ... هبوطے در عروج کوکب آمد
عروس حجلهٔ امید شهمیر ... دریغا گشت هم آغوش شمشیر
ز غیرت پهلوی خود را درید او ... جگر از اندرون بیرون کشید او
که لعل خاتم دامادی این بس ... نثار بزم عیش و شادی این بس

ترنج و تیغ رنگین کرد سودا | درین سودا بود سود زلیخا
ازین اندوه شد شمیر غمناک | گریبان چاک گشت و هم جگر چاک
چو رفت از چنگ شهبازان کبوتر | بخون خود سے و چنگ او کند تر
بدام افتاده نخچیرے رسید آه | چو رنگ از چهرهٔ عاشق پرید آه
دران هنگام یاد آمد بشمیر | کلام جد که بود آن حکم تقدیر
سخن کوته بزور دست و بازو | بملک و مملکت او یافت قابو
نگارش چون نگار از دست رفته | عروس مملکت در بر گرفته
چو از انوار فیضش روز شد شب | بسلطان شمس دین آمد ملقب
ز هجرت هفت صد بود و چل و هفت | که از باغ جهان سوئے جنان رفت
پس از وے شد جهان افروز خورشید | رخ سلطان علاء الدین جمشید
چو از دار جهان او رخت بسته | بجائے او شهاب الدین نشسته

حملهٔ سلطان شهاب الدین بهندستان و اختتام سلطنت خاندان ایشان

شهابے بود او بهر شیاطین | فروزان آفتابے در سلاطین
بنوعے ربط و ضبط مملکت کرد | که از شاهان پیشین هم سبق برد
چو فارغ از نظام ملک خود گشت | فراهم کرد لشکر دشت در دشت
پئے تسخیر هندستان چو کیوان | برون آمد ز ایوان شد بمیدان
ز پیلان گشت پر از کوه هامون | روان آن کوهها مانند گردون
بدهلی آن دم از مه تا بماهی | زدندے نوبت فیروز شاهی
دو لشکر از دو جانب چون در آویخت | دو بحر آتشین گویا در آمیخت
شد آخر صلح بر تسدید این سد | که سلطان را بود سرهند سرحد

بسرعت موکب او بعد ازین کار | بسوی مرکز آمد همچو پرکار
دمی کاو رهرو باغ برین شد | مدار دین و دنیا قطب دین شد
باوج علم و دانش بود ماه او | بفن شعر و شعری دستگاه او
سپس سلطان سکندر بت شکن بود | که از آئینهٔ دین زنگ بزدود
بسی ویرانه شد بتخانه از وی | بسی ویرانه طاعتخانه از وی
جگرخون احتسابش کرد می را | فتاده عقدها در کار نی را
شکسته آن همه آلات چون لات | که دوسان شد تهی سرزمین خیالات
ز ساز برگ نسیض او بکشمیر | نماند هیچ نوای جز مزامیر
نه تنها نی درا اینجا بی نوا بود | شکسته شیشهٔ می هم بی صدا بود
چو از تاراج تیمور او خبر یافت | که بر افواج هندستان ظفر یافت
فروغ دیده زین العابدین را | که وارث بود او تاج و نگین را
روان فرمود موکب تیز راند او | رسید و پیشکشها هم رساند او
بدین عجز و نیاز و این مدارا | سکندر یافته خلعت ز دارا
چو زین العابدین تاج نگین یافت | جهانی زینت از دنیا و دین یافت
بدین سان چند تن از یاری بخت | یکی بعد از دگر شد صاحب تخت
در ایشان بود با صد عز و اقبال | مقرر سلطنت بیش از دو صد سال
پسین شان که نازک شاه نام است | بذاتش سلطنت را اختتام است

بیان حکومت قوم چک

چکان هم چار و چل سال از پس شان | حکومت کرده با صد شوکت و شان
بقوت قوم چک ضرب المثل بود | دل شان در دلیری بی بدل بود

بود لنگر چک از اجداد ایشان | سر و سرور فترا افراد ایشان
ز ملک خویش رخت اینجا کشید او | بعهد مهد شمس الدین رسید او
بسلک چاکران بعد از وفاتش | گرفته قدر و قیمت ذریاتش
شده با خاندان شاهی اکثر | بتقریب رضاعت شیر و شکر
هر آنکس گشت فائز بر نیابت | مقرب شد بتقریب قرابت
قرابت باعث اجلال شان بود | که دختر اختر اقبال شان بود
بنا کرده قصور خسروانه | که آمد خانهٔ شان خسر خانه
نجس رو داد چون این دولت نو | بدین علت شده خود ختر خسرو
مسلط گشته بیرون و درون را | بنازم ارتباط کاف و نون را
چو غازی چک بلند آوازه آمد | ز دولت بر رخ او غازه آمد
بسال نه صد و شصت و دو آخر | سرافراز آمد و شد صاحب افسر
بعهد از پالغزے که رو داد | همایون بادشه از بام افتاد
عقاب آسا ز راه تیز بالی | بفوج آمد اینجا بوالمعالی
برای دفع او غازی کمر بست | ز جا جست و نشست و رخت بشکست
هزار و هفت صد کس از اسیر او | بکشتن داد بعد از دار و گیر
علی شه گشت چون صاحب سر آن | رسید از نزد اکبر سفیران
بظاهر خواستار دختر او | بباطن رازجوی اختر او
ولے چون بود او بینا و دانا | ز آهنگ سمعنا و اطعنا
بنامش سکه زد بر نقره و زر | بنامش خطبه خواند الله اکبر
پئے عقد سلیم آن شاهزاده | پری زد دختر خود نیز داده
سفیران پیش اکبر باز گشتند | بساز مملکت دمساز گشتند

چو گوهر شاه آمد گوهرین تاج — نماند هیچ کس در شهر محتاج
بعدل و بذل طبعش بود مائل — بعهد خویش عادل بود و باذل
ولے یوسف که بود او راز اخوان — محابا داشتے از کین گرگان
بسوے اکبر آورد التجا او — که شد صاحب لوا از بس ولا او
پس از یکسال ازان درگاه برگشت — بقصد گاه با اسپاه برگشت
شده بے جنگ گوهر شاه مضطر — شکسته قیمت گوهر چو گوهر
ز دستش حشم زخمے تازه دید او — گرفت و میل در چشمش کشید او
کسے کش روز و شب خورشید مے دید — بچشم خویش آن روز سیه دید
دو روشن اختر او بے ضیا شد — دو یکتا گوهر او بے صفا شد
جهانے تهنیت خوان باز آمد — که یوسف سوئے کنعان باز آمد
عزیز مصر و ماه مصر گشت او — سرافراز کلاه مصر گشت او
بنای و نوش شد یکچند مائل — که از دربار اکبر گشت غافل
رسید از درگه اکبر سفیرے — رسانیدش پیام دار و گیرے
که کردی حق نعمت را فراموش — که گشتی در ادائے شکر خاموش
نه حال خویش چیزے عرضه دادی — نه سر بر آستان ما نهادی
فتاد از لرزه جانش در تلاطم — تو گوئی کرد یوسف خویش را گم
دل او سوے اکبر داشتے میل — ولے مانع برفتن گشت سرخیل
که تا جان هست و تن جان نفشانیم — ز ملک خود مخالف را برانیم
پس او یعقوب فرزند کلان را — فراوان پیشکشهائے گران را
فرستاد از برائے عذرخواهی — بسوے بارگاه بادشاهی
رسید از راه چون دربارگاه او — رسانده آن پیشکشها پیش شاه او

خودش را حاضر خدمت ندیده | شد از بس خشم رو در هم کشیده
دمی کز بهجهٔ رایات پرنور | منور شد فضای ملک لاهور
سپاهی شد روان بر ملک کشمیر | سپاهی در کشاد مملکت گیر
سپاهی بود بس محکم اساسش | سپهسالار شد بهگوان داسش
ازین احوال شد یعقوب آگاه | که نازل شد عتاب از عقبهٔ شاه
بسرعت گشت ازان ره روی گردان | رسید اندر وطن چون گردگردان
پدر طعن سلامت بر پسر زد | که این سرتابی از وی گشت سرزد
ملامت کرد بیش از بیش او را | براند آخر ز پیش خویش او را
ولی میداد او بر جنگ ترغیب | سپه آراست با ترتیب و ترتیب
منادی زد ندا یا ایها القوم | که قوموا للقیام الحرب الیوم
بهم بر زد و صف از زیست مایوس | بتمثال دو کف هنگام افسوس
دو کوه از هر دو سو برهم دگر خورد | سران برادر میان شد پا و سر خورد
چکاچاکی ز شمشیر یلان خاست | که از هر سو ابری خونچکان خاست
ز هیم ضربت البرز گرزان | فلک بر خویشتن چون گرز لرزان
زمین وتنگ شد از جنگ یوسف | نکرده پاس نام وتنگ یوسف
با فواج مغل خود را در انداخت | با یشان ساخت اما ملک را باخت
ولی یعقوب بر جا ماند چون کوه | به تنها می زدی خود را بانبوه
فلک گفتش که تیغت برق داس است | که داس مزرع بهگوان داس است
روارو زد بهر جانب که بی ریو | بگو افتاد همچون گاو بهر گیو
جهان زیر و زبر هنگام کین شد | زمین گردون شد و گردون زمین شد
ز راه و بیم پا ابلق ستوران | خزیده سیل در سوراخ موران

زبس شورِ سلحشوران خونخوار
شده هر چشمه سارا ینجا نمک سار

خورشش خونِ جگر بود آب نایاب
بجای خوی زتن ها ریخت خوناب

بخنجر بطن پیلان می دریدند
بجای تیل آتش می کشیدند

سپاه قحط کوه و در گرفته
که هر جو قیمت جوهر گرفته

با فواج مغل افتاد غلغل
تجمّل ماند و نی تاب و تحمّل

ستیزان فوج دنبال گریزان
گریزان آبرو برخاک ریزان

سپه سالار ناگه هوش در باخت
که طرح صلح با یعقوب انداخت

ازان وادی چو بخت خویش برگشت
که با آن ریش و نقش و ریش برگشت

ازان در بند با صید سے برآمد
که در دامش بپای خود در آمد

فریب از جانب اخوان نبوده
همانا گرگ یوسف را ربوده

رسانیدش بدرگاه جلالت
کند فی الجمله تا رفع خجالت

چو افواج مغل راکرد مغلوب
شد این جا مستقل بالذات یعقوب

ولیکن بود بد وضع و کج اخلاق
بکج خلقی شده مشهور آفاق

بزرگان در زمانش رنج دیدند
بجای گل ز دستش خار چیدند

زبس داد جفای وجور و بیداد
قضا را گشت قاضی را به بیداد

زخونش شد جهانی را جگر خون
جگر خون گشت و خون از دیده بیرون

چنین نا دیدنی ها دیده از وی
دل هر کس شده رنجیده از وی

لشکر فرستادن اکبر پادشاه بتسخیر بتکلیف حضرت شیخ یعقوب صرفی کشمیر و آوردن این ملک بحیطهٔ التسخیر

جهان علم یعقوب گشائی
که شیخ وقت بود از پارسائی

نقیه و منطقی نحوی و صرفی
چنان را صیت فی شهور صرفی

ادیبے جامع معقول و منقول　　ادیبے واقف معروف و مجهول
ز علم فقه و دینیات و تفسیر　　چه دفترها که کلکش کرد تحریر
بفن شعر از شیرین زبانی　　ملقب گشته با جامی ثانی
جواب پنج گنج گنجوی نیز　　رقم فرمود با کلک گهر بیز
مؤلف را که مشکین دوده باشد　　نیاے مادری زین دوده باشد
روانش شاد باد از رحمت حق　　درود از من قبول از حضرت حق
جفا می رفت چون از حکم حکام　　بجان شهریان و شهر مادام
شد او آگه ز حال سینه ریشان　　بدرد آمد دلش از آه ایشان
بر اکبر بجمعے از اکابر　　شکایت پیش برد از جبر جابر
محرک گشت بر تسخیر کشمیر　　مؤید شد به تدبیر و تقدیر
دعا بر مدعا کرد و اشارت　　جسارت داد و بر نصرت بشارت
شده حالی بدرگاه خلافت　　که رفته والیش را چه لافت
پس از تصمیم عزمی اندرین کار　　گرفت شیخ عهد از اهل دربار
نگیرند از رعایا بنده و داه　　که هست از بندگان خاص درگاه
ز بند بندگی آزاد باشند　　چو سرو آزاد و هم دلشاد باشند
ز هر تکلیف فارغ بال باشند　　بجز شرعی که خاص از بهر آنند
چو خطے شد دفتر آن عهد و میثاق　　بحکم بندگان شاه آفاق
امیر البحر قاسم خان سر تیپ　　سپاهے داد شان با نظم و ترتیب
سپه شد ره گرا از درگه شاه　　دعاے شیخ و هم خود شیخ همراه
ولے یعقوب چون آگه از آن شد　　سبک از جاے با فوج گران شد
سپاه دے که از دے بود دلگیر　　ز دست اختیارش رفت چون تیر

یہ تنہا فوج ازو چون بخت برگشت — کہ گوئی بخت و تخت و رخت برگشت
زمیدان رفت بے ماتے و بے گشت — سرش ازشکست بے سنگے و بے خشت
چگویم اینکہ بازی پیشش بُرداد — بود این بس کہ جان خویشش بُرداد
دران وادی چو دریا موج در موج — رسید از ہند ہیہم فوج بر فوج
نشد کس سدِّ راہِ لشکر جم — بود سال دو در دشش خیر مقدم
گذشتہ مدّتے در جنگ و پیکار — نماندہ فوج شاہی گاہ بیکار
ولے یعقوب باز از کوہ و ہامون — بہ شہر و شہریان آوردہ شبخون
شنید از بس خبرہائے مکدّر — بتنا گہ خود جلال الدین اکبر
ق برسمِ ایلغار از رہ در آمد — مرادِ خلق گوئی در بر آمد
چو بوئے پیرہن یعقوب دریافت — دلش نورے و چشم او بصر یافت
بسر بر کفش اکبر سر بکف شد — کہ از پابوس اشرف باشرف شد
معین گشتہ اصحاب درایت — برائے نظم و نسق آن ولایت
چو فارغ از نظام کوہ و در گشت — ازینجا رایت اقبال برگشت
وزان ہنگام با صد کامرانی — شدہ این ملک ملک گورگانی
ولے تا عہد نور الدین جہانگیر — ندیدہ نظم و نسق تام کشمیر
سلحشورے بہر سو شورشے کرد — سپہدارے بہر کو یورشے کرد
کماندارے بہر کمین کمین گیر — زمیندارے بہر مسکن زمین گیر
نہ از تدبیر کارے میکشودے — نہ از شمشیر فتح الباب بودے
ظہور امر زیادگار است — کہ گوئی حیرت افزا یادگار ست
گروہ کور چشمان سیہ بخت — بروز روشنش بنشادہ بر تخت
خروجے کردہ مانند خوارج — بفوج عارج اوج معارج

بتائید خدا رایات شاهی … پی گلگشت این سو بود راهی
سر لشکر از سه جانب گشت مامور … که گوران را رساند زنده در گور
رسید این غلغلش آنگه که در گوش … ز هیبت گشت چون خفاش رو پوش
چنان از چشم مردم رو نهفته … که گوئی یادگار از یاد رفته
ولی جمعی ز بنگاهش اثر یافت … براه آن اثر بشتافت دریافت
سرش ببریده و جایی که آورد … بپای مرکب شاهیش آورد
مهم سرسری بود آنکه سر شد … نصیب بندگان فتح و ظفر شد
امیر البحر از فرمان اشرف … به تشریف نظامت شد مشرف
به تودرمل ز ایوان جلالت … امور نظم مالی شد حوالت
دران ایام گرد کوهساران … فصیلی شد بنا چون کوهساران
پس از سنجر این الکا باقبال … جهانبان بود اکبر شصت سال

گلگشت جهانگیر گلزمین کشمیر و بیان عهد شاه جهان و عالمگیر

چو اکبر از جهان آمد کران گیر … زده کوس جهانبانی جهانگیر
شمار یک هزار و بست و نه بود … که شاه این گلزمین را رونق افزود
بسی از باغ در اغ آباد کرد او … بسی از قصر و جسر ایجاد کرد او
بنزهت بود هر قصری بهشتی … که باقی نیست زان سنگی و خشتی
سوی کشمیر آمد هفت بار او … که شد هر هفت از نقش و نگار او
فرح بخش آنکه از وی یادگار است … کهن نقشی از ان نقش و نگار است
فلک را بر بنایش اعتماد است … که او بالذات خود ذات العماد است
چو خان اعتماد از بس جلادت … نظامت یافت بعد از ارادت

زراہے باسپاہے کرد کوچ او	کلید آمد پئے فتح تتوچ او
بناے دین و دولت گوئی انداخت	کہ آن جا مسجد جامع بنا ساخت
چکانرا چون چکادک صید میکرد	گہے می کشت گاہے قید میکرد
بہر جاے کہ فردے یافت از چک	چو حرف باطلش میکرد بے ادعک
ازان ہنگامہ ہنگام آن قوم	شدہ نابود و مفقود است الیوم
کشیدہ گردن از زرین حمائل	بجائی شدہ زان روز زائل
ہوائے سلطنت از سر بدر شد	کہ ہر یک چون گدایان دربدر شد
باہنگ چکادک در زمین چک	بنالد کس بجز کبک و چکادک
چو شد شاہ جہان ماہ جہانبان	مظفر بر نظامت شد ظفر خان
ندیدہ در رعایا حمل برداشت	رسوم اعتقادی جملہ برداشت
بسرداری گذشت از سر درختی	نہالش شد ثمر در نیک بختی
بنہشش جملہ ممنوعات شرعی	شدہ مرفوع اصلی تا بفرعی
بکلک تیغ و در تسخیر تبت	نوشت او بیک قلم تفسیر تبت
چو دستش دست اعدا را قلم کرد	نوید فتح سوے شہر رقم کرد

بیان نہضت عالمگیر بسوے کشمیر

ہزار از ہجرت و سہ بود و ہفتاد	زعالمگیر شد این خطہ آباد
چو شد رایات فتح آیات خسرو	زنزدیک علی آباد رہرو
زکوہے باشکوہ پیل برگشت	بحکم چندر گوئی نیل برگشت
جہانے یک بیک پامال گردید	ہما ناکوہے از کوہے بغلطید
زحیرت خیرہ گشتہ چشم انجم	کہ آن روز سیہ دیدند مردم

پسر بس از بیگمان شاهی و شاه ... که از ماهی رسید این فتنه تا ماه

ز کجبازیے گردون کے نجات است ... که در اندیشه هاے بیل ماتست

دریغ از دست برد دور ایام ... که برد آرام از دل هم دل آرام

چه جاے پایمال هر زرع و کشت ... که امید و امل شد مات ازین گشت

بلائے بود کان ناگه رخ آورد ... کسے مرد و کسے زان عرصه جان برد

رسیده از ره رنج و ملالت ... غبارے تا بدامان جلالت

ازین ره موکب شاهی زراهے ... ازینجا شد روان بعد از سپاهے

بعهدش هر یکے اینجا غنی بود ... ازان انبوه جے ملا غنی بود

بیان زمان محمد شاه بادشاه

بدوران محمد شه ز تقدیر ... نیابت یافت احمد خان بکشمیر

یکے از اهل منصب محوی خان ... که بود از عمدهٔ جاگیرداران

پے اجراے آن احکام اسلام ... که ذمی را بود بر ذمه مادام

با حمد خان بصد تاکید و اصرار ... محرک گشت و امرش یافت اصدار

منادی کرد کز هندو سراسر ... نه بندد هیچکس دستار بر سر

بنا شد بر سر زین جاے ایشان ... نپوشد کفش چرمین پاے ایشان

برسم قشقه کس صندل نمالد ... نمالد تا ز در دستر نمالد

رواج ترک صندل عین شر شد ... صدورش باعث صد دردسر شد

بفرق هر کسے دستار دیدند ... کشادند و بگردن در کشیدند

ز هندو هر که دیدندے سوارش ... کشیدندے بخاک رهگذارش

چنان ترسیده طفلان لعب کوش ... که کرده نے سواری را فراموش

جهانے شد ته و بالا درین کار | بسر کفش و ته پا بود دستار
نگویم هر یکے دستار بگذاشت | سر صاحب کلاهے گوئی افراشت
بیک سو هندوان هنگامه آرا | مسلمان کرده یک سو حشر برپا
گسسته سبحهٔ و زنار پیوند | کشاد از مسجد و تبخانه هر بند
بلند آوازه شد تکبیر چون کوس | حریف صور آمد شور ناقوس
بپا شد فتنهٔ ناگاه اینجا | بر آمد گردے از هر راه اینجا
بآویزش مهیا هر یکے شد | که نفع و ضر و خیر و شر یکے شد
عوام انبوه کالانعام گشتند | بلاے جان خاص و عام گشتند
زوند آتش بهر برزن بهر کوے | شده هر آبجوے آتشین جوے
ز برق فتنه هر سو خانها سوخت | نه تنها خانها پردانها سوخت
گروهے طالبان علم و بے علم | همه بے شرم و بے آزرم و بے حلم
موالف با فساد آلفته چیند | مخالف از عناد آشفته چیند
بسنگ و خشت و مشت و تختهٔ چوب | کشاده هر یکے دست زد و کوب
همه خون تشنهٔ و بے آب و دانه | سر هندو شمرده هندوانه
زمین از خون مردم لاله گون گشت | چو داغ لاله هندو غرق خون گشت
بهندی هندوان در دست بازی | بتازی ترکمان در ترک تازی
ز بس برهم مزاج برهمن بود | بآویزش حریف اهرمن بود
بجرأت دستگاه بهمنی داشت | بکف از سنگ گرز ده منی داشت
پس احمد خان صاحب نصفت وداد | پے تنبیه شان فوجے فرستاد
رسیده لشکر ناظم زدنبال | مآل آن همه بیهوده اعمال
زد آنجا حلقه چون گرداب آن فوج | در آمد شهر همچون بحر در موج

برآمد هر یکے از کوی و برزن
تبرزن تیغ زن هر مرد و هر زن

چنان از بامها شد سنگ باران
که گوئی رفت از جا کوهساران

خروجے از پئے اخراج کردند
جهان تاراج و نامش باج کردند

نبود از غارت اموال بهبود
تو گوئی لحم خر دندان سگ بود

نه تنها بر جهان بیداد می رفت
که مشت خاک شان بر باد می رفت

ز بیدردی چنان سرمی بریدند
که خرمائے ترے از نخل چیدند

چه خونها ریخت از چنگال زندان
چه سرها گشت وقف تیک و سندان

گذشته زنگ رز از زنگ سازی
بخون خلق کرده دست بازی

خیال خام گر طبّاخ می پخت
برنگ میوه آن بر شاخ می پخت

بگرمی کله را بر کله میزد
نه بر یکے، کله بر صد کله میزد

نمی گویم که خوان سالار بود او
که مرد هفت خوان در کار بود او

یکے گر مشت دیگر سنگ می زد
مغنّی گر دف و گر چنگ می زد

سوِ خیّاط گر مردے ره آورد
بجائے پیرهن از وے کفن برد

برائے جنگ چون آهنگ میکرد
بسوزن رخنها در سنگ میکرد

بخونِ هر که چشم سوزن آن دوخت
مژه برهم زد و چشم از جهان دوخت

نبود از فتنه خالی یکسر کوے
نماند از شال و شالی یک سر موے

اگر شد کارگاه شال برهم
چه پشم از خانهٔ زندان شود کم

کمان خویشتن حلاج بر دوش
گه کردے مغزها چون پنبه منفوش

کسے تیر و کسے شمشیر می زد
موذن نعرهٔ تکبیر می زد

چو شد آن حکم جاری از جسارت
نبوده از جسارت جز خسارت

خلاف رائے اهل الرائے چون بود
جنون بود و جنون بود و جنون بود

فراهم گشته هر کان عدالت	بلنگاش اندر ایوان عدالت
طلب شد محتوی خان هم بافسون	رسید و دید کار خود دگرگون
دلے خود را بحیلت از میان برد	نه خود را از میان برد او که جان برد
برون چون گشت از بنگاش خانه	گرفتندش گروهے در میانه
چو زنّار آن گروه از هم گسستند	بجائے بت شکستن سر شکستند
سخن سنجان که سال و سه شمارند	شکست کافران سالش نگارند
ز غفلت محتوی خان با خبر شد	ز جائے خود بر آمد در بدر شد
ندادش کس ره از بیگانه و خویش	خدایش خواند خود و خانهٔ خویش
کشیده روز هر سو دل گرفته	درون مسجدے منزل گرفته
روان خون گشت از نهر چون آب	تو گوئی عید قربان بود و قصاب
بدستش استخوانے هیچو دیوان	چو گرز گاؤ سر در دست گیوان
برائے لشکرے تیر و کمان بس	شکست هندوانرا استخوان بس

رسیدن سیف الدوله از لاهور بایلغار و دور کردن آن خصومت یکبار

سخن کوته کشید این فتنه چون طول	شد احمد خان دران هنگام معزول
عبید الله خان آن بندهٔ خاص	بدین خدمت شده مخصوص اخلاص
نبرد او نیز کارے پیش اینجا	خلل شد بیشتر از پیش اینجا
که در دوران سر درد جگر خاست	ز راه هند گرگرے دگر خاست
میان شیعه و سنی نزاعے	فتاد و کرد تکلیف صداعے
قضا را محتوی خان شد دران در	ز دست دشمنان مقتول فی الفور
ز خون او گل دیگر شگفته	که شد بیدار گوئی خون خفته

بقتلش شیعه را کردند بدنام ‏/ که صبح عیش شان شد تیره چون شام
که سیف الدوله با فوجے ز لاهور ‏/ رسید و گشت طالع از افق نور
زمین باز از مقدم او گشت گلشن ‏/ شب تاریک آمد روز روشن
جهان روشن شد از وے تیرگی رفت ‏/ ز چشم مردمان آن خیرگی رفت
ره دستار بستن باز شد باز ‏/ بدستار آمده هندو سرافراز
ز داغ قشقه هر یک مه جبین شد ‏/ جبین را گوئی آن نقش نگین شد
بهر سر شد حوالت کفش و دستار ‏/ بهر سرور عنایت اسپ رهوار
بویرانی هنود آباد گشتند ‏/ شد اندر هر طرف شیدا و گشتند
زبس او داد داد نصفت و داد ‏/ خلائق شاد گشت و ملک آباد

بیان باریابی خویش بدربار دلپذیر رنبیر سنگه مهاراجه کشمیر

بود دارای کشمیر اندرین عهد ‏/ فریدون اقتدارے آسمان مهد
شدم روزے ز لطف بے حسابش ‏/ سرافراز زمین بوس جنابش
شد از هر در که لعل او درفشان ‏/ عرق گرد از خجالت ابر نیسان
گر از اخبار هندستان خبر جست ‏/ گر از آثار این بستان اثر جست
سخنها داستان در داستان رفت ‏/ ز عهد حال و عهد باستان رفت
ز نصفت گستری کارش بساز است ‏/ که ساز دولتش گیتی نواز است
بعهدش قوتے موران گرفته ‏/ که پیل انگشت در دندان گرفته
دلش بیدار و چشمش مست خواب است ‏/ جهان آباد و کان از وے خراب است

خوشا باغے و خرم گلزمینش ‏/ که باشد باغبانے اینچنینش

اختتام گلگشت این بوستان و رجوع بهندوستان

بیا ساقی ره هندست در پیش | رهم بنما که خواهم رفت از خویش
کنی گر مستم از یک ساغر مل | روم تا هند زیر سایهٔ گل
از آن این گلشنم پابند دارد | که دل با هر گلی پیوند دارد
از ینجا رفتنم حسرت فزاهست | قدم در راه و چشمم بر قفاهست
ازین گلزار بیرون میتوان رفت | بحرمانی که آدم از جنان رفت
ریاحین بر قدم افتند بپایم | ازین گلزار تا بیرون نیایم
ز هر سو شاخ گل پیراهن من | زند دستی و گیرد دامن من
نه هامون سنگ ره نی کوه باشد | ولیکن مانع این اندوه باشد
نسیم نوبهار آید بدنبال | که برگرداندم از راه فی الحال
رباید نکهت گلها ز هوشم | که در رفتن ز بیهوشی نکوشم
بر آیم چون ازین گلزار بیخار | کشد دیوار پیشم ره سپیدار
صبا آید برای همرهی ها | کند سرو و صنوبر دلدهی ها
ز خیری خیر بادی میکشم گوش | ولی سوسن بحیرت هست خاموش
روم چندانکه این ره گاه و بیگاه | گل و نسرین بود همپای و همراه
ز جوش رنگ گل در کوه و هامون | شده شبدیز من همرنگ گلگون
عزیزا این گل فروشی تا کجا ها | خموشی هست بهتر زین نوا ها
نه مزدور گلم نی باغبانم | نه چون بلبل فدای گلستانم
نه از باغم امید برگ کاهی ست | نه از نرگس مرا چشم نگاهی ست
نه در دستم سر گیسوی سنبل | نه با بلبل سری دارم نه با گل

نه بر دل هست داغے از شقیقم | نه بر خاتم نگینے زین عقیقم
نه بر شاخ گلے دارم نشیمن | نه اندر دست خارے دامن من
گلستانِ شکستِ رنگ خویشم | بهارِ غنچهٔ دل تنگ خویشم
اگر در خنده کبک کوهسارم | وگر در گریه ابر نوبهارم
شکست دل تراود از فغانم | ز طوبی اوفتادست آشیانم
نمی سازد بدل گلگشت باغم | ز گل نازک تراست آرے دماغم
دماغ وصف گل کے بود مارا | که بوے گل بود چون دود مارا
ولے تحریک سعد الدین سائل | بوصفِ گلستانم کرد مائل
برادر هست و هم با جان برابر | سخن گوی و سخن دان و سخن ور
دلا هنگام عرض مدعا هست | اجابت چشم در راه دعا هست
خداوندا بحق عظمتِ خود | به بحر لطف و ابر رحمت خود
بان خرم نهال باغ لولاک | که او را کس ندیده سایه بر خاک
بمرغانِ بدام افتادهٔ خویش | بفریادِ اسیرانِ جگر ریش
بریحانے که رنگ گل شکسته | بدان سنبل که بر گل حلقه بسته
بمرغے گشته از مضراب بسمل | بطاؤسے که می رقصد بمحفل

بود روزے که خورشید نیزه بالا
دهی زیر لواے احمدم جا

تقریظ

اللہ اللہ بلبل تا بلبلہ در خروش است و سنبل تا سنبلہ در جوش حیف ست کہ من
با این ہمہ جوش و خروش ننالم و با این ہمہ نای و نوش بر خود نبالم چشم بد دور نرگس شہلا
بیدار ست و من ہنوز در خواب غفلت سوسن صد زبان در گفتار است و من خاموش از حیرت
باد بہاری دہان غنچہ را بر کشادہ و من ہمچنان لب بستہ۔ ابر آزاری سراپای چمن با شستہ و شو دادہ
و من ہمان روی ناشستہ۔ اوراق درختان چون نیک بختان دست بدعا برداشتہ و من
دست در آستین۔ اغصان پر بار چون مردان طاعت گذار سر بسجود گذاشتہ و من ببالین
سرو شمشاد چون مصلیان باقامت قد و قامت برافراختہ۔ و مرا چون بوتہ نقش قالی تن بہ بستر
قمری و فاختہ چون مکبران باستقامت قد و قامت بلند ساختہ و مرا چون مرغ تصویر نہالی
درد خاموشی از بر زمین تا زمن از نسیم نافہ عطایای سرمدی نفحہ بیز ست و چمن تا ختن
از شمیم نفحہ گلہای محمدی نافہ خیز۔ ہر بلبلی را از جلائل آلای مقالۂ از بر۔ و ہر گلی را از فضائل
رسالت پناہی رسالۂ در بر۔ اشعار طرف چمن خوشنما ست مرغ سحر حق سرا دیدہ و دیدن کجاست
گوش شنیدن کراست نغمہ مرغ چمن وصف رسول زمن ما ؂ نفحہ چمن و ختن نعت حبیب خدا
اللہ اکبر اصغر بینوا ہم از بزرگیش نوائی و بیکتائیش دوتائی میزند خاصہ درین ایام
نزہت پیام کہ چشمانش بہشت بہشت دو چار ست و روانش را چار جوی جنت در کنار
یعنی نخست طبع مثنوی گلگشت کشمیر جنت نظیر از مصنف آن خواجہ عزیز الدین عزیز کہ مثال
بی مثال عزیش بطغرای عز اللہ عزیز غالب مسجل ست و توقیع وقیع عقیدتش بتمنای
اللہ مطلوب کل طالب مکمل نظمش را تازگی فردوسی طوسی و نثرش را بلند آوازگی کوس
کاؤسی در قلمرو سخن شان و شوکت شاہی دارد چنانچہ خود در مقطع غزلی فرمودہ ؂

مستغنی از ظهوری و صائب عزیز کرد — فیضی که از کلام الهی بما رسید

یارب سرو خامه اش در چمن سخن پیوسته خرامان و بهار نامه اش همواره درین گلشن گل افشان باد حاصل نموده درهای بوستان بر روی دوستان گشوده ام تا از هر درے که درآیند و در دیدن کشایند انچه گاهے در جلوه گاهے ندیده اند به بینند وانچه از گل و ریحان در هیچ گلستان نچیده اند بچینند هر سو که گذرند بحیرت نگرند و از نگرستنش نگذرند پیراهن هر کاخے که نشیمن گزینند و نشینند دلنشین یابند و بدامن هر شاخے که درآویزند و گل ازان ریزند بهشتے در آستین یابند بارے اگر بمیوه زارے گذار افتد بیش ازانکه نظر بر شاخسار افتد ثمر ہائے نورسیده در کنار، کام و زبان در نیشکر زار افتد چنانچه مصنف خود در قیصر نامه فرماید ؎

مگر کلک من نخل طوبی بود — که هر میوه خواهی مهیا بود
گلے گر بخواهی گلستان دهم — دگر لعل جوئی بدخشان دهم

هر جزو وش مجموعه هشت باغ نعیم است و هر هفت تراز هفت اقلیم هر ورقے آئینه خوشجمال کشمیرست نگارخانه رنگ خیالی تصویر، هر صفحه صفحه صفا خیزی ازان خط دلپذیرست نه بیرنگ اجمالی تحریر کارنامه رنگ و بوست بار نامه بینو بظاهر حکایت از گلستان در روایت از هزار داستان است اما بباطن باغ و بهارستان و چشم و چراغ حق پرستان ؎

بهار عالم حسنش دل و جان تازه میدارد — برنگ ارباب صورت را ببو اصحاب معنی را

هر آئینه هر بیتش مرات جلوه ہائے صنائع الٰهی یا عینک تماشائے بدائع کما هی ست سواد و بیاضش هم انگاره سایه خورشید ست و هم آئینه احوال اسکندر و جمشید هر چند قلم اعجاز رقمش در مثنوی ید بیضا ید بیضا نموده در بستن این گلدسته که تازه رنگ بسته هم ید طولی نموده اگر ازان رونق هنگامه سحر سامری شکست ازین آوازه گلزار ابراهیم فرو نشست الٰهی این مجموعه رنگ و بو حنائے پنجه معنی دستگاهان نزدیک و دور دست و این دستنبو تازگی بخش مشام حق پرستان هشیار و مست باد۔ فقط

مختصر تاریخ کشمیر مع دیگر تشریحات

بسلسلۂ مثنوی گلگشت کشمیر

جغرافیہ کشمیر مصنفہ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری

کشمیر در وسط اقلیم چهارم واقع شده، عرضش سی و سه ۳۳ درجه و پنجاه دقیقه است و طولش از خط استوا سی و پنج ۳۵ درجه و طولش از خالدات یک صد و پنج ۱۰۵ درجه است بدین وجه کشمیر را در بلاد خراسان شمرده اند این شهر کوهستانی است و محدود بحدود اربعه جانب جنوب حصۂ کوهستانی باطراف دهلی و جانب شمال حصه کوهستانی باطراف بدخشان و خراسان و بجانب غرب علاقه پکلی (متمایست در میان کشمیر و پنجاب) و بجانب شرق تبت و چین واقع است طولش از شرق تا غرب چهل فرسخ و عرضش از جنوب تا شمال بیست فرسخ است زمین زرخیز و هموار و در کوهسارش هزارها قریه آباد و صدها چشمهائے شیرین جاری و هر چهار سمت گل و گلزار هویدا۔

بنائے تعمیر این صوبه و وجه تسمیۂ کشمیر

مورخان هنود و نگارندگان کارخانۂ هستی و بود می نویسند که کشمیر موسوم به ستی سر بود ستی نام زنے بود و سر حوض کلان را می گویند گویا تمام عالم آب بود و دران دیوے آدم خور جل دیو نامی سکونت پذیر بود و اطراف و جوانبش تباه و ویران کرد قضارا عابدے کشف نامی که در اعتقاد اهل هنود نبیرۂ برهما بود بر کوه سمیر گذر کرد این ولایت را برباد و خراب یافت عابد را بعد تفحص دریافت شد که دیو مذکور موجب این تباهی است عابد را رحم آمد هزار سال عبادت کرد و مهادیوجی از و خوشنود شد و پرسید که مدعاے تو چیست عابد گفت که دفعیۂ جل دیو می خواهم مهادیوجی لشن و برهما را برین مهم فرستاد

آنہا متصل مقام بارمولہ (قصبہ ایست درمیان راولپنڈی وسری نگر سی میل از سری نگر) کوہے را قدرے تراشیدند وراہے پیدا کردند کہ تمامی سیلاب ازان راہ بیرون رفت وسطح زمین نمودار شد ازانجا دیو را گرفتار کردہ ہلاک کردند سیر زد چۂ عابد بود بدین وجہ نام کشف سیر شد واز کثرت استعمال حرف (ف) ساقط شد۔ کشمیر شہرت یافت وبعد ازان آباد شد، بعض وقائع نگاران بران اعتقاد دارند کہ بعد طوفان نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام این واقعہ پیش آمد از اطراف ہندوستان برہمنان آمدند ودر عبادت وریاضت مشغول شدند واز ذریات آنہا این صوبہ آباد شد،

از تاریخ خواجہ حسن شاہ متخلص بہ شعرے

درحالیکہ مورخین ومحققین در تشریح احوال زمانہ قدیم قاصر بودند بدین وجہ وقائع نگاران کشمیر کتابے درحالاتِ قدیم این سرزمین تصنیف نہ نمودے آنہا کتبہاے خود را از ابتداے دور کلجگ آغاز کردند۔

صاحب ناسخ التواریخ می نویسد کہ در ملک کشمیر قبل کلجگ بسیار راجگان گذشتند وبعض مورخین ثابت کردہ اند کہ مہاراجہ سری رامچندر کشمیر را فتح کرد۔ صاحب معیار الاخبار می گوید کہ سکندر ذو القرنین براہ کشمیر در ختن وخطا رفتہ بود۔ صاحب وقائع کشمیر می نویسد کہ سکندر فیلقوس بمراجعت از ہندوستان قدمے در کشمیر بسر کرد

اِشاعت اِسلام در ملک کشمیر

باید دانست کہ اول شخصیکہ در کشمیر اشاعت اسلام کرد حضرت بلبل شاہ صاحب قدس سرہ العزیز بود اسم مبارکش بعضے سید عبد الرحمن وبعضے سید شرف الدین میگویند وطن شریفش ترکستان است در سال ہفتصد وبست وپنج کہ زمانہ سلطنت رنچو شاہ بود از ترکستان بکشمیر تشریف آورد واقعہ تشریف آوری جناب ور تاریخ چنان مینویسند کہ در زمان رنچو شاہ اگرچہ تمام مردم یک ملت کفر داشتند لیکن بوجہ تعدد واختلاف مشارب ہر یکے مذہبے وملتے جداگانہ داشت عقیدۂ یکے ضد دیگرے بود رنچو شاہ درین امر متردد بود ہرچند تامل فرمود لیکن ہیچ دینے از ادیان این ولایت بخاطرش قبول نیامد شب وروز در تفحص وتحقیق ادیان ملل می بود وزمانۂ ازین غم نمی آسود۔ آخر دست دعا بدرگاہ خالق برایا برداشت وا تصدق دل ہمت بر حصول دین قویم ووصول صراط مستقیم بگماشت چون سعادتِ ازلی یار ویاورش بود در دلش ریختند کہ ہر کہ صبحگاہ اول در

نظرش افتد این طالب صادق بر دگرایده از انجانب بلبل شاه صاحب را الهام ربانی رسید که زود بطرف کشمیر حاضر شده خود را در نظرش جلوه نماید چون از بستر خاست نظرش بر سمت مقابله جانب دریا افتاد چه بیند که بزرگے عالی مقدار بر مصلاے سنگین بالاے مشرب بکمال ادب برقانون سنیۂ مصطفویہ محمدیہ علیه الصلوٰة والسلام نماز بامداد بکمال نیاز ادا فرماید۔

چون این طریق برگزیده پسند خاطرش شد شرف خدمتش دریافت حقیقت دین وآئین پرسید چون حقیقت دآئین دین وملت مصطفویہ علیه الصلوٰة والسلام بروے روشن ساخت شریعت وطریقت محمدیہ قبول کرده معه اهل وعیال خود داخل دائره اسلام گردید۔ روز دیگر تمام اراکین سلطنت واعیان مملکت وجمله سرداران فوج وعامۂ خلائق گروه گروه در گروه بردست حق پرست آن قدوه کرام داخل اسلام گردیدند چنانچه از زنار ها انبار بقدر ریگ وارکه قریب دو من باشد جمع شده، وفات حضرت بلبل شاه در سنه ۷۲۷ هجری واقع شد تاریخ وفات خاص الهزار ۷۲۷ مبارکش متصل شهر برکنار دریاے بهت۔

تشریحات مثنوی کشمیر

نمبر بیت	اسماء	تشریحات
۳۸۸	دریاے جهنیکا	دریاے جهنیکا در حدود پنجاب متصل کوهستان جموں واقع است۔
۳۸۹	کوه بانهال	کوه بانهال از سری نگر بحدود جموں بفاصله پنجاه میل مابین علاقه شاه آباد وبانهال مشهور است بلندی آن نه هزار سه صد ۹۳۰۰ فٹ نوشته اند
۳۹۰	پیر پنجال	پیر پنجال کوهیست از سری نگر بفاصله چهل وپنج ۴۵ میل در حدود جنوب مغرب در عرض راه هری پور بارتفاع یازده هزار وست فٹ از سمندر واقع است،
۳۹۱	موے مبارک	خواجه نورالدین ایشبری تاجر کشمیر در بیجاپور هندوستان بطور تجارت رفته با یکے از سادات تعلق محبت پیدا کرد وموے مبارک نبوی صلعم بدادن رقمے بدست آورد باتفاق اهل شهر وصوابدید فاضل خان گورنر قلمرو کشمیر در باغ صادق خان بر لب تالاب ڈل که اکنون بحضرت بل وآثار شریف شهرت دارد در عمارت پادشاهی محفوظ داشته شد. نشانده آن شش دفعه بذریعه متولی کردارثان خواجه

نمبر صفحہ	اسماء	تشریحات
۳۹۱		بلاتی باندی اندکردہ می شود
۳۹۲	چشمۂ اچھول	اچھول نام باغیست تعمیر کردہ جہانگیر بادشاہ ہندوستان بفاصلہ شش میل از اسلام آباد واندران باغ چشمہ ایست موسوم بچشمۂ اچھول کہ نہایت سرد و شیرین است
"	اسلام آباد	نام قصبہ ایست بفاصلہ سی و سہ میل از سری نگر نہایت زرخیز و آباد ذرائعہ آمد و رفت موٹر و لاری و تانگہ وغیرہ
۳۹۳	شیر گڑھ	نام محلات شاہی کہ در امیرا کدل واقع اند
"	ریشیان	ریشی گیش از سری نگر تقریباً ۹۰ میل مابین پہلگام وامرناتھ واقع است و بہ گنگشہ بل مشہور است اہل ہنود کشمیری و پنجابی و ہندوستانی ہر سال بر موقع میلۂ امرناتھ جی در انجا می روند و جمعیت جاتریان کم از دو ہزار نمی باشد آخیر ماہ اگست میلہ مذکور مقرر است، راہ آمد و رفت از پہلگام دشوار گذار است، تا پہلگام سلسلہ لاری و موٹر شدہ است،
۳۹۴	حضرت گیسو دراز	نام بزرگیست بیگانہ مشہور و معروف صوفیاے کرام بوجہ درازی گیسوے مبارک گیسو دراز مشہور شد
۳۹۵	خانقاہ معلی	نام مسجدیست عظیم الشان کہ سلطان سکندر در ۷۹۹ ہجری حسب تحریک حضرت میر محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ تعمیر کرد،
۳۹۵	کوہ ماران	نام کوہیست در سری نگر درون قلعۂ ناگر نگر و بر قلۂ آن قلعہ ایست تعمیر کردہ شاہان مغلیہ و برین کوہ زیارت گاہ حضرت سلطان العارفین ہم است،
۳۹۶	میرزا حیدر	برادر زادہ سلطان سعید کاشغری و خالہ زادہ بابر شاہ بود در علوم عقلی و نقلی و شعر و سخن طبیعتے موزون داشت تاریخ رشیدی از تصنیفات اوست دہ سال بحکومت کشمیر گذرانید۔
"	ذوالجو	ذوالقدر خان ملقب بہ ذوالجو در زمانہ راجہ سہدیو بکشمیر حملہ آور شد و قتل عام نمود و در مراجعت ہندوستان پنجاہ ہزار ہمراہیان بشدت طوفان برف غرق شدند۔

نمبر سلسله	اسماء	تشریحات
۳۹۷	ویرناگس	چشمه ایست موسوم به ویرناگ که از اسلام آباد در ارض کوه بانهال متصل قصبه دورو شاه واقع است جهانگیر بادشاه در سنه ۱۰۳۵ هجری برکنار این چشمه عمارتے ساخت که بوجه حسن وخوبی تا این دم یادگار است این چشمه منبع دریاے جهلم است،
〃	تخت سلیمان	نام کوهیست که برکنارهٔ ڈل واقع است مشهور است که تخت حضرت سلیمان علیه السلام در اثناے سیاحت بر قلهٔ کوه جیبٹ جاگزین شد ازین وجه کشمیر را باغ سلیمان وکوه را تخت سلیمان می گویند
〃	عیدگاه	حضرت سید محمد همدانی بعهد سلطان سکندر در سنه ۸۰۱ هجری زمینے خرید کرده عیدگاه تعمیر ساخت مقابل عیدگاه میدانیست نهایت وسیع وسبزه زار بر اوقات نماز عیدین از مردمان پر میشود و مهاراجه صاحب بهادر هم با وقات نماز عیدین تشریف آورند
〃	زعفران	در قصبه پانپور که از سرینگر بجانب جنوب بفاصله هشت میل واقع است زعفران از قسم اعلی وخوشبودار پیدا می شود بقدر دوازده میل رقبه قابل زراعت زعفران است از قدیم الایام بلکه بقول اهل هنود بذریعه سری شیوجی بهگوان کاشت آن شده است سلطان زین العابدین (بڈشاه) بجهت کاشت آن تدابیر مفید بکار برد که ارتفاع آن بلند شد اکبر شاه بادشاه بر موقعه شگوفه آن در قصبه پانپور متوقف می ماند. جهانگیر شاه وشاهجهان وغیره باغات بے نظیر آباد کرده نظاره زعفران زار می کردند. در عهد مهاراجه رنبیر سنگه بهادر آمدنی محال زعفران بمبلغ هشت ده هزار روپیه داخل خزانه سرکار می شد. تجارت آن بقدر پنجاه هزار ترقی یافت در زمان موجوده تجارت آن تا یک لاکه رسیده.
〃	ناله مار	نام ناله ایست عمیق که منبع او ڈل است اندرون شهر گذشته در دریاے جهلم داخل می شود چونکه ناله پرپیچ است بدینوجه نام او موسوم به مار شد

صفحہ	اسماء	تشریحات
۴۰۰	دریائے بہت	دریائے بہت از ویرناگ برآمدہ درمیان شہر می گذرد و تزئین شہر از وی دوبالا می شود بسیار ہوس بوٹ و کشتیہا براہ این ہر دو جوبار در ڈل و جہلم داخل می شوند۔
۴۰۱	پلہائے سرینگر	شہر سرینگر بشمال و جنوب بر دریائے جہلم واقع است بران ہفت پلہائے چوبی باسمائے ذیل در مختلف سالہا تعمیر بودند و تا این زمان ذریعہ آمد و رفت جاری است اوّل[۱] امیرا کدل، در جانب شمال متصل محلات شاہی کہ آن را امیر خان جوان شیر در سنہ ۱۱۹۸ ہجری تعمیر کردہ بود۔ دوم[۲] حبہ کدل، کہ آن را حبیب شاہ در سنہ ۹۵۰ھ تعمیر کردہ بود سوم[۳] فتح کدل، کہ آن را فتح شاہ در سنہ ۹۰۶ھ تعمیر کردہ بود چہارم[۴] زینہ کدل، کہ آن را زین العابدین در سنہ ۸۳۱ھ تعمیر کردہ بود پنجم[۵] عالی کدل، کہ آن را علی شاہ در سنہ ۸۳۲ھ تعمیر کردہ بود ششم[۶] نوا کدل، کہ آن را نور الدین خان در سنہ ۱۰۷۷ھ تعمیر کردہ بود ہفتم سفا کدل، کہ آن را سیف الدین خان در سنہ ۱۰۸۲ھ تعمیر ساختہ
〃	ڈل	نام جہیلیست وسیع و عمیق متصل شہر در اطراف او باغات و عمارات تعمیر کردہ شاہان مغلیہ ہستند مثل نشاط باغ، شالہ باغ، نسیم باغ، حضرت بل، چشمہ شاہی وغیرہ برکنار ڈل سیاحان یورپ و ہندوستان در ہوس بوٹ قیام می کنند۔ آب ڈل نہایت سرد و صاف مثل بلور می درخشد۔ ماہی گیران شکار ماہی بذریعہ نیزہ و دام می کنند مزارعان کاشت کچنیہا نہ و سبزی بر سطح آب ڈل بحکمت می کنند
۴۰۲	چشمہ شاہی	چشمہ شاہی متصل ڈل اندرون عمارت خوشنما محدود است
〃	اولر	جہیلے است مثل ڈل بفاصلہ ۳۰ میل از سری نگر و از بندہ پورہ تا سوپور است علی الدوام ہوائے تند و تیز می وزد۔
۴۰۷	شالا باغ	جہانگیر بادشاہ در سنہ ۱۰۲۹ھ این شالا باغ را متصل ڈل نصب کردہ عمارتے از سنگ موسلی و بسیار فوارہائے سنگ مرمر تعمیر کرد باغ بے نظیر و بے عدیل است

نمبر صفحہ	اسماء	تشریحات
۴۰۷		وانند باغ نشاط که بر ڈل واقع ست مرجع خواص وعوام است شالاباغ لاهور را مناسبتے بمقام این باغات نیست۔
۴۰۸	نسیم باغ	متصل زیارت حضرت بل برکنار ڈل واقع است حسب الحکم بادشاه شاهجهان در ۱۰۴۲ھ درختان چنار دران مقام نصب شده تا ایندم موجود اند،
۴۰۹	گلمرگ	بفاصله سی میل بجانب غرب از سرینگر است بنگلهاے طرز جدید درانجا تعمیر شده اند در موسم گرما سیاحان آنجا قیام می کنند
״	خطهٔ لار	نام پرگنه ایست متصل صفاپور واقع است در زمانه سلف بعهد شاهان مغلیه دران جا باغهاے انگور نصب شده بودند تا ایندم انگورهاے لار مشهور اند۔ لار از مقام سرینگر بر فاصله پانزده میل واقع است،
۴۱۱	پگلی	مقامیست درمیان حدود پنجاب وکشمیر۔
۴۱۲	اوگنند	راجه اوگنند از خاندان متهرا بود چون حکومت راجگان جمون از ملک کشمیر منقضی شد راجه اوگنند باتفاق اعیان ملک بر تخت حکومت نشست هفتده سال در جهانبانی گذرانید قبل از مسیح بقدر سه هزار یکصد وبیست ویک سال ایام حکومت او می نگارند۔
	سه دیو	در شهور ۱۳۲۳ عیسوی راجه سه دیو بر حکومت کشمیر نشست مدت ۱۹ سال ۳ ماه ۲۵ یوم بحکومت گذرانید منصب سپه سالاری مفوض بسری رامچندرجی کرد صورت فاتحانه بظهور رسیده است،
	شهمیر	شاه میر آباواجداد او بقول تاریخ فرشته وغیره از نسل پانڈوان بودند در مقام کرسواو بحالت اقتدار سکونت می کردند بنابر انقلاب روزگار اعتبار واقتدار از دست رفت شهمیر بحالت غربت در عهد راجه سه دیو وارد کشمیر شد تعلق آمد ورفت در دربار سری رامچندرجی پیدا کرد و پرورش یافت حسب اشاره سری رامچندرجی سپه سالار راجه سه دیو مقرر شد. مقام بارموله لبلادر جاگیر

تشریحات	اسماء	سنہ عیسوی
مدد معاش یافت ملک صدرالدین رینچن شاہ فرمانروائے کشمیر اورا منصب سپہ سالاری بخشید چنانچہ بعد وفات رینچن شاہ زوجہ اش کوٹہ رانی باستقلال عنان حکومت گرفت و سلطنت اسلامی قائم کرد و ملک شمس الدین مرزا شہمیر خود را خطاب بخشید۔ سلطان جمشید و علاء الدین دو فرزندان او بودند جد امجد سلاطین سلطین کشمیر کہ بمدت دو صد و پنجاہ سال باستقلال کار فرمائے حکومت بودند چون سلطان شمس الدین میرزا شاہ میر بود پنجاہ و سہ سال در حکومت گذرانید در سال ۷۴۳ھ بقضا پیوست و در سنبل مدفون ست خاندان شاہ میری منسوب		
نور شاہ مردے صاحب کرامت و خوارق عادات بود مرجع مردم در مقام کرسواڑ من مضافات بنگلی سکونت می کرد روزے گفت کہ الہام حضرت رب الجلیل بر من در رسید کہ از اولاد تو فرزندے پیدا می شود شاہ میر نام بادشاہ ملک کشمیر باشد واز نسل او چند کس بر تخت می نشیند شاہ میر این سخن در عہد خود شنیده از وطن متحرک شد و در قصبہ بارہ مولہ سکونت پذیرفت رفتہ رفتہ خود را در دربار راجہ سہ دیو رسانید،	نور شاہ	
(کوٹہ رانی) مسری نام چندر جی کہ وزیر راجہ سہ دیو بود در علاقہ گگنگیر سکونت گزید کوٹہ رانی دختر او ست چون رینچن شاہ بر تخت حکومت نشست باوے عقد نکاح بست چنانچہ بعد وفات رینچن شاہ بر تخت حکومت نشست	کوٹہ رانی	
بعد انہا انکر چک از مقام درا و من مضافات گلگت در عہد راجہ سہ دیو وارد کشمیر شده و بعد باره رسیده عہده کوکہ گی در عہد سلاطین مسلمین باقیست رفتہ رفتہ بعہده سپہ سالاری مدار المہامی رسید در شہور ۹۶۱ھ خود سر شد مدت سی و پنجاہ سال خود ریاست کرده ماند قوم نابود است	قوم چک	۱۵۱۶
علی شاہ چک حسین خان چک برادر او ست در ۹۷۸ھ بحکومت گذرانید	علی شاہ	۱۵۱۶
یوسف شاہ پسر علی شاہ چک بود در ۱۵۷۸ عیسوی قابض حکومت شد فرائض حکمرانی بخوبی انجام داده ۳ ½ سال بحکومت بسر برد۔	یوسف شاہ	۱۵۱۹

تشریحات	اسماء	نمبر شمار
که از بنی اعمام یوسف شاه چک بود در ۱۵۸۱ عیسوی تخت نشین شد. مدت حکومت او یک سال بود عدل و بذل کرد۔	گوهر شاه	۴۱۹
از امرائے جلال الدین محمد اکبر بادشاه است، فوج شاهی را سالار شد در عهد یوسف شاه چک در ۹۹۳ هجری جهت تسخیر کشمیر مامور شده وارد اینجا گردید و جبر و شبے کوشید. آخر کار بمصالحه انجامید	بهگوانداس	۴۲۰
در شهور ۹۹۴ هجری بحکومت رسید تعصب مذهب بکمال جبر و استبداد در میان آورد اوضاع ناپسندیده پسندیده قاضی موسیٰ شهید بدرجه شهادت رسانید بزرگان دین را حکم باخراج کرد تا که بگوش جلال الدین محمد اکبر رسید از غث خشمناک وے شد۔ لشکرے فرستاده فاتح کشمیر شد	یعقوب شاه	۴۲۱
یکے از امرائے دربار اکبری بود در شهور ۹۹۴ فاتح کشمیر شد مدتے در اینجا بسر برده ضبط و ربط کرد و واپس بحضور رفت	قاسم خان میر بحر	۴۲۲
از وزرائے جلال الدین محمد اکبر بود در حساب و کتاب و انتظام بند و بست صاحب کمال بود. موجد عمل بند و بست است۔	ٹوڈرمل	۴۲۴
اولاً سلطان سکندر شاه بت شکن در شهور ۸۰۴ هجری حسب تحریک سید محمد همدانی تعمیر کرده است ۳۷۰ چوبی ستون درمیان او موجود اند طول او از جانب شمال و جنوب بقدر ۳۸۲ فٹ از جانب شرق ۳۷۰ فٹ از سد غرب ۳۸۱ فٹ پیموده اند در ۱۹۱۷ء سیزده هزار روپیه بطور زر چنده از شهر باشان وصول شدند علاوه ازان بیداران و هات ۱۲½ لاکھ روپیه بذریعه حکومت جمع آمدند تا که تعمیر جدید مسجد تکمیل رسید	جامع مسجد	۴۲۵
وزیر آصف جاه خان والد ماجد است در شهور … بر صوبه‌داری کشمیر مخصوص شد. باغات کثیر آباد کرد و در عیش و عشرت مدتے برد و شعرا و ظُرفا را از انعام الوصف قدردانی می کرد شعر خوب میگفت مثنوی بے نظیر	ظفر خان	

[illegible]	اسما	تشریحات
		از وے یادگار است
	علی آباد	نواب علی مردان خان ناظم خطۂ کشمیر بمقام ہرہ پور بر سر راہ عام پادشاہی سرائے علی آباد تعمیر کرد۔ تا کہ مسافرین ابن السبیل دران جا فرد کش می نمایند
	ملا غنی	محمد طاہر نام اوست۔ نسبت بخاندان اشائی ہا داشت در سنہ ۱۰۲۰ پیدا شد از ملا محسن فانی گنائی برادر زادہ حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کرد در سنہ ۱۰۶۰ بعمر بیست سال رسیدہ داد شعر گوئی سخندانی داد۔ شہرت عام یافت رباعیات اشعار قصائد و غزلیات او مثل کاغذ زر بردند در سنہ ۱۰۷۹ با واجل در دیدہ رحلت بدار الآخرت کشید در سنہ ۱۱۲۹ در عہد شاہان چغتائیہ ناظم قلمرو کشمیر شد و ضبط و ربط مملکت کرد
	محتوی خان	نام او عبد النبی بود در عہد عالمگیر بادشاہ از کشمیر برآمدہ در کابل رسید خود را بحضور بہادر شاہ کہ ناظم آنجا بود رسانید۔ بہادر شاہ او را در کشمیر جاگیر بخشید۔
۴۳۰	مہاراج رنبیر سنگھ	در سنہ ۱۹۱۲ بکرمی بعد وفات پدر خود مہاراج گلاب سنگھ بعمر بست و سی سال بر تخت حکومت نشست۔ ۲۸ سال ۸ یوم در جہانبانی گذرانید، در سنہ ۱۹۲۲ بکرمی بتقضا پیوست فائدہ بخش تدابیر نافذ کرد و دار الترجمہ مدرسۃ العلوم برپا نمود۔ علما و فضلا و پنڈتان کثیر را بدادن خلعتہاے فاخرہ قدر شناسی میکرد و جہت تعمیر مساجد کافی المقدار امداد بخشید۔ منادر بسیار بکمال متانت آراست کار پردازان سلطنت را وقتاً فوقتاً بہ غربا پروری تقید می نمود۔

فی المکتوب

بنام حافظ ضیاء الدین صاحب در رسید حلیم و نے قلیان

زان کلک دلنواز پیامے بما رسید	نے بلکہ نے بداد دل بینوا رسید

دو قطعہ نامہ نامی نخستین بدست خدمتگذارے و دومی بسبیل چاپار رسید و خرسند گردانید سپاس دلنواز یہائے سامی تا نفس بکام و زبان در دہان ست بر زبان است و لیلے روشن و حجتے ناطق برین مقال حلیم و نے قلیان ست این در حلاوت قصب السبق از نیشکر و آن بلطافت گوے از ترنج زر بلکہ از خورشید انور بردہ نے نے این نے واسطۂ آتش و آب ست یا ماشطۂ زلف بنفشہ تاب صاحب لواے با افسر فرمان فرماے بحر و بر حکمش بر آب روان و زورقش بر خشکی خرامان با شیرین لبان تلخ گوئے با افسردہ دنان گرم خوے اگر فروردین و اگر دے گلفروش است و سبدے پرگل بر دوش اگر بام و اگر شام در خروش است و ہیاے نامی و نوش از نیش انفاس دلکش در کشاکش افتادہ و با گردن کشان کشمکش کشمکش استادہ با این ہمہ کاہیدۂ رنج فراق ست و نفس سوختہ بیان اشتیاق گویا مولوی معنوی از و حکایت و روایت می کند سے بشنو از نے چون حکایت میکند؛ و ز جدائیہا شکایت میکند تم کلامہ

من ہم آخر بنجر آتش غم نیم	گر نیم نے لیکن از نے کم نیم
حال ہجران حالیا حالی کنم	از غم پنہان دلے خالی کنم
کلک من نے ہست و نالے جان من	واے گرمی نشنوی افغان من
گر دمے از درد ہجران دم زنم	ہر دو عالم را بہم برہم زنم
خامہ نے ہم شمع و ہم پروانہ ہست	یا کرو و آہنگ آتش خانہ ہست
دودے از سوز درون بیرون دہد	داد شرح خاطر محزون دہد

آدم بر سر سخن حسب الایما جستجوے دستگاہے میکنم اگر طالب علمی تن باین کار داد فہو المراد بعلاوہ تعیین ماہانہ و غیرہ اعلام سامی خدمت میکنم لیکن درین روزگار سواد دانش انگریزی یا پارسی

یا تازی از قبیل اجتماع ضدین است و خامۂ عطوفت ختامہ شرحے ازان نکردہ کہ پارسی در چہ پایہ باشد اگر از بلد بودن ہمین آمد و رفت اشارت رفتہ سہل است ورنہ خالی از اشکال نیست والسلام بالوف الاحترام

بنام شیخ صفر علی صاحب تعلقہ دار گنڈارہ

مشکین رقم نامہ زرین آمہ رسیدہ و ماغم را معطر ساخت و دلم را توانگر مخفی مباد کہ تا لب بسخن سنجی کشودہ ام کام و زبان بارُدو نیالودہ ام ہر چند عربی ایمان من و دین من است فارسی آن من و آئین من ست از پیران پارسا نیم اما سخن بپارسی میگویم صاحب فہم رسانیم اما دادرسی می جویم اسد اللہ جوہر شناسی کہ بدری دُرے تواند سفتن در اُردو زبانش کہ گفت سخن گفتن انگہ در زمینے کہ ہم قافیہ پارسی باشد و ہم ردیف نے نے ع زبان گزیدم و کردم ز گفتہ استغفار۔ اینکہ ارباب شوق را بپارس دعوت می کنم دعوتم دعوت شیراز بیش نیست و اینکہ اہل ذوق را بشربت خانہ صلامی دہم صلایم جز صلاے سمرقندی چیست اردوے معلے از دہلی اینجا رسیدہ و از پنجاب فرش معلے پایہ آتش ازان برتر ست کہ دست چون منے باآن تواند رسید دثمرے ازین شجر طوبےٰ اثر تواند چید بارے چون داد محبت دادہ قصیدہ ریختہ فرستادہ اند رخصت نداد کہ ہمچنان برگرداتم و گردے ازین رہ بخاطر نشانم لاجرم ہم بجاے اصلاح و ہم براے فلاح شعرے چند از زبان گرامی سرودہ بدستیاری دست سامی حوالۂ قلم نمودہ آمد۔

بنام مولوی علی ضامن صاحب کہ خسمہ ہدیہ آوردہ بود

سلامے کہ مائدۂ وداد را نمک و میکدۂ اتحاد را گزک ست می گزارم و شکوۂ شکر آلود و شکرے شکوہ اندود می نگارم حلاوت تشریف آوری کہ ہم خرما و ہم ثواب بود کام جانم شیرین و مرارت وعدہ خلافی کہ ہم عذب و ہم عذاب بود زہرم در انگبین کرد فردائے روز گرامی در دو از نگاہ تا شامگاہ چشم براہ و پس از فرو رفتن آفتاب نظر بجلوہ ماہ یعنی پاس انتظار نگاہ داشتم آرخ کہ آن ہمہ فروغے در دروغ و در دروغے بفروغ بود چہ نیک روشن است کہ از دولت خانہ امیر زا آغا حسن تا ویرانہ نیاز آباد من قدمے بیش و با نخوہ جز بے نیاز بیا در پیش نبود البتہ آن معاہدہ بود با مقبلے و این مجاہدہ مشاہدہ بابیدے بارے بیانچ گری خامۂ آگہی بایستے داد منت بر جان نگران نہاد

گمانم آئینه دار یقین و هر آئینه همچنین خواهد بود که بعین عنایت بهین نظرے بدیدن کردن داشتند که قدم بر چشم و منت بر سرم گذاشتند واز رو براهی آگاهی به هیچ صواب نه پنداشتند که شام یا صبح نه و در راه وطن داشتند علاوه برین روز سوم نواسه عزیز یعنی نور دیده عزیزی محمد یوسف که در سفر دلی همپاے من بود بصرع مبتلا گشت چنانکه هدران ابتلا درگذشت ورنه از کجا که شوق بهانه جو بار بار زود هر سو نگاپو نکرد و آرزومند را تا دالافرودگاه بجستجو می بُرد واین چند روز درنگ که در نگارش شکایت نامه سپاس هنگامه رفت خامه هم روزه دار واز آب سیاه خوردن برکنار بود ولیکن حیف که نامه نگار خون رطل گران پانزده گانه این ایزدی میخانه در کشید مخمور یعنی رنجور شد تا خامه مست و نامه مسطور شد هر چند در شش و پنج این رنج گران مایه پنج نهج یعنی حواس خمسه در باخته اما امروز قدرے خود را جمع ساخته ام انشاءالله فردا همان قفل بر گنجینه و همان مهر بر گنجینه خواهد بود حالیا از گذشته و رگذشته میخواهم که از سرگذشت بازگشت بیاگاهانند واز وسوسه اینکه دامن کشان از من راهی وطن گشته اند برهانند فردا من و دست من و آن دامن مهربانی نامه مهربان شیوه ستوده کیش برگزیده روش فرسیده منش رسید و یاگاهانید که کسے هوائے برآمدن فرازش پایه پارسی زبان در سردارد و هویدا باد که گذشته سال شصت کس از پارسی آموزان درین هال گاه چالش کردند بیست و شش تن گوے از میان بردند چنانکه یکے ازان همه یکتا زان هندوستان پیش رفت از بست و نهم اپریل امتحان آغاز شد و چهارم مئی بپایان رسید اکنون که نوشته از آئین و آتشکده پنجاب می گذارم دآن این که همواره آئین آن بود که نخست آگهی نامه که بست و گشاد امتحان وابسته آن بود می فرستادند و یک ماه پیش از امتحان کاغذ درخواستها با دست مزد کامیابی و ناکامی که فیس نامیده می شود از اینجا بال روانی می کشاد و درشگفتم از پارکه دیرگاه بانگے برنخواست و گرد ے از دود سیاهی نگردید تا اینکه نیم ماه در امتحان باز ماند و دل ها را نگرانی چون ماه پایان ماه بکاهش افگند نخست نهم اپریل نامزد امتحان شد سپس آن نوشته در نوشته آوازه بست و نهم ماه بلند گشته باین کرد و کار آئنده نه دل با پریل ان بست و نه به مئی پس خوشتر آن می بینم که نامه بنام رجسترار لاهور ترسیل کنند و آگهی نامه که آئینه دار آئین امسال باشد از وبخواهند در آئینه نقش نگاریکه دلخواه است در و بنگرانند و بدان کاربند شوند فقط

بنام مولوی شبلی صاحب نعمانی

اگر نه جنبش نسیم نزهت آثار یعنی نفس مشکبار پرده کشادی اگر نه ریزش ابر بهار یعنی خامه بنفشه کار طراوت افزا آمدے این حجاب که روشناسی عبارت از انست که برمی داشت واین غبار که بیخبری کنایت ازانست

که فرو می نشاند بلبل بے دماغ را بوے گل که بمشام می رسانید دتشنه لبے تاب را رشحه آبے که بکام
می چکانید سبزه بیگانه به نمود قمری دیوانه بکوکو آشنا می شد اکنون که باد در وزیدن دشمشاد در
قدکشیدن بلبل در نالیدن وگل در بالیدن ست اگر بوته خارے یعنی خامه خام کارے هم گلفشانی کند
خودنمائی نتوان پنداشت بل فیض تراوش ابر آذار باید انگاشت لاجرم بنظم بے ع برگ سبز است
تحفهٔ درویش دل افسرده هواے نداشت که بعرض برگی از بے برگیهاے خاطر ریش ورشحه از
بے آبرو ئیهاے خویش آب ورنگے بر روے کار آورد تا گرفت مولوی حفیظ الله صاحب را بسر وقتم
گذرد ستر سے که آن وقت در سرود اشتم از پرده بدر افتاد راست اینکه آهنگے درین پرده سر کردند که
خاطر مشتاق را مشتاق تر کردند وقصیده که بیش ازین جناب ادشان نسخه برداشته بودند با بلاغ آن
مبالغه بلیغ فرمودند چنانکه نگارش وگزارش یافت وسبب اشعار این اشعار آنکه روزے بسبیل
اتفاق با ایرانی چند صحبتم اتفاق افتاد هر یکے داد سخن سنجی داد ازان میان حاذق نامی شعرے چند
ازان قاآنی بر سرود وآن قصیده را بسیار ستود وفرداے آن روز آن چکامه را دیده طبعم بهم بر آمد
وزبانم نصیحت گر هر چند جواب ضربت ضربت بود امامن بجاے ضربت شربت آورده ام سخن نیوشان را
نوش وحق فراموشان را فراموش باد والسلام علی من اتبع الهدی

رقعهٔ دیگر

گرامی نامه پس از روزگارے دراز رسید واین عقده باز گردانید که طول زمان جدائی سر رشته آشنائی
از کف نداده وکشاکش روزگار زفراق سلسلهٔ وفاق از هم نگسسته هر چند در جدائی پاس آشنائی داشتن
روے دیگر وے وبهم تافتن این دو رشته دست باز دے می خواهد اما هر که را سعادت ازلی ساعد
مساعد باشد این سلسله از کف نگذارد بلکه بدو دست نگه دارد وآفرین بر روش راست کیشان صد آفرین
بر درست کیشئی ایشان که از جاے خویش جنبیدند واز جاے خویش بجنبیدند یعنی در معنی قصبهٔ سیمین
رسیدن ونوشته من دیدن مهر کهن جنبیدن وسلسله جنبان گردیدن را جز اضطراب دل محرک کیست
وغیر از پاس سر رشته آشنائی سبب چیست بارے چون این سلسله بجنبش آمده آلهی پیوسته در جنبش
وجنبانندہ در آرامش باد که سکون قلب وابسته آنست ودرین بستگی کشایشهاے پنهان سخنے کوتاه اکنون
از سخن بسخن می گرائیم واز خلوت بانجمن می آئیم چشم بدو ور نظم ونثر دیدم وگل وسنبل چیدم
نازم که طبعے شگفته تر از بهار وذہنے رفته تر از صحن گلزار دارند اگر تمثال خیالیست زنگ آمیز تر از

جلوۂ گل ست و اگر مقال حالیست درد انگیز تر از نالۂ بلبل اما اگر سمند خامہ را درین سنگلاخ پای بسنگ خورده از سبک تازیست نه از گران خیزی و اگر پیک اندیشه را درین خارزار خارے بپا خلیده از چیست لنگاییست نه از سست گامی لاجرم از راه سنگ آمد و سخت آمد هر چه از سبک سنگی بر خاطر گران دید و انچه از کندی و تندی بدل می خلید از میان برچید و برکشید لیکن عیب و صواب آن جز گزارش نگارش نه سنجد و غیر از تقریر در تحریر نگنجد چه کار زبان از بنان نیاید همانا نوشتن و گفتن تمثال سایه و تو دست که بصورت نزدیک و بحقیقت از هم دور ست از سپید تا سیاه و از خورشید تا ماه تفاوتهاست اما آن قدر فروغ که ماه از خورشید دارد نبشتن هم از گفتن امید دارد و نظر بران گذارش نگارش سیاه است بلا انکه منکه پروردۂ آغوش گلستان بودم پرورده آغوش را سرو برگ طفولیت و گلستان را رنگ و بوے طراوت باید و مصرع ثانی بیرنگ نیرنگ دیگر کشاید ناگزیر نقش تحریر رنگ تغیر پذیرفت چشم که همواره تا دیده وادیده از ین گفتن و نبشتن دست و زبان باز ندارند و چشم و گوش مشتاق را از دیدن و شنیدن غافل نپندارند

رقعۂ دیگر

اعظم ائمه بیان و معانی مولانا شبلی نعمانی دام مجدکم

گل کند از خامه ام داغ غم پنهانیم
نامه هست آئینه دار لاله النعمانیم

بوده ام از خاکستر افسرده هم افسرده تر
شد شرر باعث که سرگرم شرر افشانیم

همانا مولوی عبد الحلیم شرر علی گڈهه براے آتش گرفتن رفته و از آتشے که دران دودمان درگرفته بود زبانه زبان و شرر افشان آمد حکایت درگذشتن همشیرۂ مکرمه ناگاه بمبیا بانه رفتن بلا زمان بوطن گاه که هوش ربا بود و دل از جا ربود تا آنکه نامۂ نامی باسم گرامی حقائق آگاه مولوی حفیظ الله رسید و از بازگشت سامی آگاه گردانید آبے رفته بجو و رنگے پریده برو باز آمد اما تشنه لبان همچنان بے آب و نگرنگان همان بے تاب مانده لاجرم آبے که در دل داشتم از مژگان خامه و خونیکه در جگر بود رنگ این غمنامه ریخت هر چند آب و رنگ جهان نقش بر آبے و جهان آب و رنگ سرابے بیش نیست لیکن شکست هر رنگے خاطر شکن و تغیر هر نقشے صبر بهم زن ست گرفتم که چشم از هم نتوان کشاد و دل به هیچ نقش و نگار نتوان بست اما مشکل اینکه ما هم یک قلم وابسته رنگ بست این نگارستانیم و مشکل تر اینکه خود رنگے نیز از نیرنگ این بهارستانیم گاهے غنچه ایم گاهے گل گاهے خاموشیم و گاهے بلبل زمانے برخود می بالیم و دمے از خود می نالیم نه دست آن که اگر

برگے از شاخ فرو ریزد گستاخانہ باد صبا آید بزیم ورنہ تاب آنکہ اگر شبنمے از جا برخیزد بیباکانہ بآفتاب ستیزیم ہیں ہا ہمان بہ کہ اگر گردش لیل ونہار چشمے برہم زند کف افسوس بہم زنیم و اگر جنبش بہ کار مہر وماہ بہر چہ از سپید وسیاہ قلم زند دم نزنیم ۔ لمولفہ

جام آگاہی چو نرگس نسکیہ می نوشیم ما ہرچہ می بینیم از مے چشم می پوشیم ما

بنام مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی مدظلہ

سترگردم پیمانہ وانہ بچراغے رسیدہ وبلبلے گرد سر باغ گردیدہ ز نامہ باصرہ در سنبل وریحان غلطیدہ زہے شگوفہ ریزی نامہ وسامعہ در کوثر وتسنیم غوطہ زن گردیدہ خہے موج انگیزی خامہ نوید ترتیب انجمن افروز انجمن مشاعرہ بفروغ رائے احباب در قافیہ نور و در ردیف آفتاب دیدہ را محو دیدن وگوش راست شنیدن کردہ ہوس را نفس سخن آفرین بخشید ونفس را ہوس جان دمیدن اما دران ایام جوش سرفہ وزکام حکم سحاب درراہ رسیدن این ذرہ ناچیز بآفتاب گرفتہ بود ہا تا درین معاملہ بسر باخوردہ می مانیم کہ بآفتاب رسد وجا گرم نکند وبخمار زدہ مشابہ ام کہ در شراب افتد وجرعہ نزند وحق این ست کہ مستی دمے پرستی دوشینہ خیالے بود وخوابے کہ تا صبح دم دستارہ مژہ برہم زد ومحو گشت وآن ہمہ گرمجوشی دمے فروشی برقے بود وسحابے کہ تا برافلاک بدرخشید وبرخاک بیارید بگذشت یعنی از روزیکہ از مصطبہ بمدرسہ رسیدہ ام بمصحف کہ شیرازہ بند خیال ہاے پریشان نگردیدہ ام اگر روز ست در ورقہاے بے سواد مے سگردانم واگر شب ست سواد ہاے بے سوادی خوانم جمخانہ نشین را با خانقاہ چہ نسبت وخلوت گزین را با کثرت چہ مناسبت ہاے وہوے مستانہ کجا وغوغاے زنبورخانہ کجا غزل سرائی دماغے دارد کہ صداے خندہ گل برنمی تابد ودبید ماغی باغے خواہد کہ نسیم وصبا درا وبے راہ نتابد انصاف بالاے طاعت ست در شورشکدہ کہ من کوس بینوائی می نوازم وباغوغاے صد محشر ہم آوازم این نواہاے زیرلبی چہ آہنگ واین آہنگ ہاے سبک چہ سنگ داشتہ باشد نیز با اینہا گواہ من بس است بینوائی عذر خواہ من بس ست آمدم بر سر مضمونے کہ ایماے از ان رفتہ بود دلنشین نگشتن قیام فرنگی محل ونبلکھنو ... آن معنی از علم بعمل اگرچہ بدید نخستین بہ مشت زرے بال جدائی وطن خریدن وزحمت غربت کشیدن ست اما بنظر ثانی اظہر من الشمس وابین من الامس ست کہ صاحب دولت را بسند دولت جا نمودن ودر عطا بر روے مفلسان باز دولت کشودن بہاپش لئے

باد مرحمت شده ادا فرمودن ست خاصه اینکه حق نیابتے و پاس مروتے درمیان باشد علیوه برین بذل این دولت سود ہا در آستین بلکه سیاه و سپید دو عالم زیر نگین دارد لیکن درانچه که من پنداشته ام و نگاشته ام و اگر کار با طفلان باشد دیوانه باید که دران حال خوشحال باشد بارے انچه مقتضاے صداقت ست بجا مه و نامه حوالت ست والسّلام مالوف الاحترام

بنام مقصود علی صاحب شاگرد مصنف ساکن اسیون

مقصود من سلمکم - آرزوے دل خود کامه یعنی محبت نامه رسید و خورسند گردانید امروز که شہر شعبان شماره طے منازل به بست و ہفتم رسانیده و موکب رمضان با فوج سی ترکمان بر دو منزلے رسیده فاقه مستان دلاور شادان و خیر مقدم گویان پذیره رفته اند و تن پرستان سایه پرور ہوش و حواس را نیر باد گفته اند من نیز یکے ازین ناتوان بیدلم و از بیدلی پاے در گل نه دست مردانه ستیز و آویز دارم و نه پاے بے جا بانه گریز بارے درین شورش و یورش قصائد و غزل نگاشتن و انگاه روان داشتن یعنی چه و لست قاصد معاف فرماد مارغ مکتوب نیست ما را چه قلم گرفتن ورق نوشتن لسا تراش و خراش دارد انصاف بالاے طاعت ست ایام تسبیح خوانی ست نه ہنگام نکته رانی زمان خداپرستی ست نه دوان ستی اما بر ستوری مستی و ہر شکستی درستی از پے دارد روزه روزی جاوید نیست در روز عید بعید نیست

ہلال عید مفتاح در میخانه خواهد بود ہمان ساقی ہمان پیمان ہمان پیمانه خواهد بود

مے مقصود بجام و ماه صیام بکام باد

بنام منشی غلام غوث خان بہادر میر منشی لفٹنٹی الہ آباد

درین روزها که چند قطعه کرامت نامه یکے بعد دیگرے توان فزا در وان بخشا گشت روزگار من بر سر رشک آمد و خواست تا بدزنگ پاسخم بزه مند گرداند نا گرفت بآ اس دست که پیوسته در کمین من و چون مرغ دست آموز دست پرورده دیرین من ست دستگیرم کرد و تب کہ لازم آنست ہم آغوش و غارتگر ہوش شد پس دو روز که نختے افاقت رو نمود در دے دیگر از در داد لی گوے ربود و سخن نختے صریح تر گویم ہمانا آن مرغ دست آموز از شاخسار پدید و بتر کی معکوس در سفینه نشیمن گزید از بیم و امید دو دل بوده ام اکنون یک دلم و امید دار حل آن عقده مشکل آمدم بر سر مدعا انچه از راه مهر در باب طلب مہرہا از کشمیر به تحریر آمده نقش نگین دل شد ہویدا باد که دست فرسود اہل کشمیر مہرہاے سیاه نگین است

دهر یکے را چون سویدا لنشین بدست آمدن عقیق سرخ خوب انجا محال ست بلکه سیاه خوش رنگ هم حال محال ست اگر قید رنگ و سنگ نباشد از اسامی دران محال نامی مطلع فرمایند ورنه عقیقها هم ارسال نمایند

ایضاً

جان و دل مشتاق تر از یکدیگر متمنی ملازمت باسعادت و چشم و گوش چشم براه و گوش برآواز مژده صحت وسلامت گذشته را نازم که سالے دو عید داشتم و از روزگار ناسازگاری بعید می پنداشتم بدینے ناسپاسی سیاه که یک قلم آن ورق بگرداند و نامه نگار را بدین روز نشاند هرچند امید بایاس و ناد دل را ازین بندها نمی کند لیکن مصلحت دران می بینیم که از دید و از گفت و شنید ساخته و از مکالمه زبانی بمحاوره روحانی پرداخته باشم که تا حصول دولت دیدار وصول نامه و پیام و تا دمیدن صبح مرادم سواد روشن این شام غنیمت ست زبان تا در دهانست گویا و قلم تا در بنان ست پویا خوشتر بود که روزے جذبهٔ شوقے رسا و بند دوری از دست و پا جدا افتد گاه باین همه بے نوائی خود را بگاه دربار رساند حیف ست که دل باین مایه رسائی بمدعا رسیدن نتواند ؎

شاد باش ای دل که روزے عقده ات وا میشود   قطرهٔ نامی رسد جائے که دریا میشود

آمدم بمطلب دیگر کار میان احمد حسین بعنوانیکه ازین سو گفته و از جانب شنونده پذیرفته آمد امید قوی ست که ساخته شود اغلب که پیش از اعلان بر ملازمان واضح شود درین میان نیازمند هم آزمند ست که از خلیل الدین هم پرسشے بکار رود و خوب و زشت هرچه پدید آید بمن نگار شود

ایضاً

والانامه مشعر بروانگی قصائد رسیده منت بر دیده و دل نهادا ما از پا بر جا بودن درد زانو ترددے دست داد که زمانه دراز گذشته و هنوز از پابوسی ملازمان دست بردار نگشته بارے باستعمال روغنے روغن قازش مالیده مے و بتطول پے در پے بنیادش باب رسانیده ملازمان را اگر گران خاطر نگردد که تنها قاضی نیم دستے در حکمت هم دارم بلکه درد دل خویش هم می نگارم و امید دارم که داد دل نگرانیها دهند و کیفیت مفصل درمیان نهند ؎

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد
وجود نازکت آزرده گزند مباد

رقعہ دیگر

بہارین نامہ رنگین ختامہ کہ در رودش چون نسیم بہار گلفشان و حرفش چون غنچہ گل خندان ست گلگونہ آرای چہرہ احوال وحنا بند پنجہ آمال شد نوید جلوہ افروزی شمع شبستان اقبال و مژدہ سعادت اندوزی اختر آسمان اجلال دیدہ را نور سے و دل را سرور سے بخشید دیدہ بصد زبان از جنبش مژگان چشم روشنی گوی انجمن نشاط است و دل بصد ہوس از رشتہ نفس گلدستہ بند گلشن انبساط ست نشاطے تازہ وانبساطے بے اندازہ اینکہ بدین تقریب بہجت نصیب دوستان بیدست و پارا یاد و بہ نسیم عنایت قدیمانہ مزرع افسردگان بے گیاد گیارا شاداب و شاد نمودہ اند اگر برنگ گل در پیرہن نگنجم بجاست واگر چون شمیم چمن از خویشتن برآیم رواست اما چکنم کہ دامن زیر کوہ ست و دل از بار غم ستوہ یعنی علاقہ مدرسہ زنجیر سخت ست کہ بدیو انگیش توان گسست بند از بند بندگیش توان درست ہر چند دست و پاے زدم بجاے نرسیدم و با ہمہ کوشش دکشش کشادے ندیدم ناچار دل بران نہادہ و با خود قرار دادہ ام کہ ہرچہ بادا باد دلے شاد وطن را خیر باد گویم و بہد رقہ آزادی و راحلہ شادی بآن عشرت آباد با ہزاران تہنیت و مبارکباد پویم الٰہی این ہمایون کدخدائی باد وعالم دلکشائی و دولت افزائی قرین باد بالنون والصاد۔

رقعہ دیگر

اگر رسید رسیدن الہ آباد کہ الٰہی بخیر باد بداو دل رسیدے طالع را برسائی ستودے واگر نہ سیے ازان مینو سواد بدیدن خراب آباد ندیدے سپہر را بر خود مہربان تصور نمودے چون طالع نارسا و سپہر نا آشنا و آشنا خود نا شنید است از نالہ چہ خیزد و از شکوہ چہ کشاید ادا نا شناسان نکتہ چین اند و بخوردہ گیری در کمین گویند جان و جہان بیقرار بود نہ دست و بنان بیکار ہر چہ انجنبد و خامہ چرا بجنبش نیامد پرسش چرا بکار نرفتہ و گزارش چرا نگارش نپذیرفت من دانم و دل کہ تا ملازمان رفتہ اند چہ گویم کہ اینجا چہ ماجرا رفت و با ینجائیان چہا دوراز حال جوش خون اطفال یعنی چیچک کہ در دم روی زمین بل از رو شنان رو شن ست کہ تا چرخ ہفتمین فرا گرفتہ ہزار خرمنے گرد آورد و ہر گوہرے معدنے ہر غنچہ یک گلستان شگوفہ زار آمد و ہر قطرہ یک عمان حباب در کنار گویند پنج شش صد کودک ہر روز دران روز ہا بخاک می خفتہ ہانا فلاک چار و بے بکف داشت کہ بجاے

خار و خس از هر رسته گلهای نورسته می‌رفت اگرچه بنده‌زاده هم یک چند درین بند گرفتار ماند اما خدا را سپاس که ازان ورطه برکنار ماند هرگاه بر نوزادها این ماجرا گذشته باشد پیداست که بر طبع زادها چها گذشته باشد چنانچه بایمای مولوی غلام صفدر خان قطعهٔ تاریخ مسجد را بنیاد نهاده بودم هم دران طوفان بباد یعنی از یاد رفت اکنون قطعهٔ دیگر می‌نگارم و جرم درنگ را قصیدهٔ تازه شفیع می‌آرم و سبب جاویدن این قصیده آنکه روزی در عرض راه ناگاه بمیرزا حاذق که ببالاخانه جاوه هم دران کاشانه مسکن و ماوا داشت دوچار شدم ازان سو بدر آمدن ابرام رفت و ازینجانب در برآمدن اهتمام خرم و دو کس دیگر هم بودند سخنها راندند و شعرها خواندند حاذق دو سه شعر از آن قاآنی نقل نمود و قصیده‌اش را بسیار ستود و خرم هم چکامهٔ خود برسرود و پس از گفت و شنید تخفیف تصدیع گفتیم و رفتیم فردای آن بجای خود کلیات قاآنی طلبیدیم و دیدیم که در کتابت جهان تشنیع و طعن ست و موالید ثلثه‌اش سه حرف لعن طبیعتم بهم برآمد و زبانم نصیحت‌گر هرچند پاداش بد بد است و عوض ضربت ضربت لیکن من بجای ضربت تربیت آوردم و بشیوهٔ شعر سه چند اشعار نصیحت و پند موزون کرده‌ام سخن نیوشان را نوش و حق فراموشان را فراموش باد والسلام علی من اتبع الهدی

بنام سید اسمٰعیل صاحب

ای از تو همیم بکام خواهد بودن　　شهد و شکرم بجام خواهد بودن

نوباوهٔ میوه‌زار فیض عامست　　وقف لب خاص و عام خواهد بودن

رسیدن انبه‌های نورس از بنارس باین ناکس که از مهربان من رسیدن حلوا و از آسمان فرود آمدن من و سلوی ست ناکامی را شیرین کام و مخمور مهجور را سرمست مدام کرد و هرچند از اعداد آن سبحه ساخته بسپاس گزاری پرداخته آمد لیکن آن سلسله را استواری و آن رشته را تاب این گوهرشماری ندیده ازان بست دانه بحضرت یگانه مولوی معشوق علی مد ظله فرستاده و داد امانت سپاری داده شد۔

بنام منشی غلام غوث خان بهادر

والانامه دران هنگامه که تنور زار و زبانه بار و دل از آتش الم گرما بیقرار بود جان را تازگی فزا و جهان را خرمی بخشا آمد لیکن سپاس یاد آوریها در روان و دل در ادای آن خجل ماند چه هیچگاه نامه بجا مه فرستادن آیین نیاز نشد و هدیت پیش نیاز نیا خاطر نیاز گزار نشد بوده هرچند اندیشها انجمن گشت

درنگ ها برد شکست اما خامه نگار نه بست و نقشے بکرسی نه نشست خانه گرمائے بے پیر خراب کرد و زبان بلب
رسانیدم و سوادے روشن نگردانیدم روے افسردگی طبع سیاه که شبها بروز آوردم و ورقے سیاه نکردم
البته امروز که روزگار آن ورق در نوشته و هوا قدرے خنک گشته ست سراسر آسمان را سحاب گرفته
یا آفتاب از شرم ما دل سوختگان روے در نقاب گرفته تا زاد بنه گذارده آمد و هنوز رعد تسبیح خوان و ابر
سبحه گردان است آسیمه سران از زانو سر و سر و بسر سبزی علم برافراشته می کشان صراحی دمن قلم برداشته
چون نامه روسیاه و از درنگ پاسخ عذر خواه آمده ام شربت عیش بجام و ماه صیام بکام باد

بنام مولوی عبدالعزیز صاحب

شنیدن گرامی اوصاف از شفیقی محمد شاه صاحب نیازمند را بے اختیار عرض اخلاص و هنگام درود مسعود برخوردن با قبله گاهم باختصاص قدیمانه ام خاص کرد هرچند "بدنام کننده نکونامے چند" آیه ایست در شان این نیازمند عزیزا اگرچه در زندان یعنی پاے بند هندوستان ست در حقیقت از کنعان است لاله و گل اگرچه از سایه پروردگان گلشن ست خار و خس نیز از و در گرو آن انجمن ست چنانچه بلبل شیراز فرماید گر نیست جمال رنگ و بویم ؛ آخر نه گیاه باغ اویم ـ پس اگر بلفظ اظهار این نسبت دراز و اگر طومارے باستدعائے آن شفقت باز کنم پیش اولی الابصار خوار و گنهگار نباشم لاجرم بر ملازمان نیز لازم است که از احوال خیر مآل و خانواده فرخ فال آگاهم نمایند و از چگونگی قیام میسور و حیدرآباد مطلع فرمایند تا نیازمند را این آگهی سرمایه صدگونه ناز و پیوسته رسل و رسائل بر روے هم باز باشد. والسلام بالوف الاحترام

بنام وزیر احمد خان صاحب

اگر مرا زبانے گله سنج می بود کارے ازان می کشود چگویم که از زنگار رنگ تنکو ها چه نیرنگ ها ساز کرده بدان نیرنگسازی چه ارمغانها باز کرده هم بلبل را در زاری نالی بهدے آواز داده هم گل را بدبسوزی چون لاله داغ بر جگر نهاده لیکن چه توانکرد که نه مارا تحمل داغ تنگ حوصلگی زبان عرض دراز نفسی ست و نه شمار داغ اینهمه سمع خراشی و سر دردسری ست

بنام مولوی عبید الله صاحب پروفیسر ڈهاکه

اے ذات تو در زمانه آزاده ز قید — در علم شده چه در فقر جنید
گر جامعی وقت خوانمت نیست عجب — در نسبت نام جانب خواجه عبید

درین زمان این سودا که قلم ارادت رقم از نیاز فراموشی دیرتر سر افتخار بماه رسانید سوده ها اندوخت

وسواد ہا روشن گردانید یعنی نامۂ بینش ختامہ کہ بنام نامی ہمنام خاتم پیغمبران اعنی خواجہ محمد فرستادہ وربستہ بردیم کشادہ اند واوشان در رسانیدن سلام سامی، پیام گرامی داد پیامبری دادہ تاج کرامت برسم نہادہ اند منکہ بیش از نزول این آیہ اعزاز اختصاص خودرا در زمرۂ الذین یومنون بالغیب داخل کردہ از انعام رسالہ انعامی و معائنہ دیوان بلاغت بنیان کہ ہر یکے مصداق ذالک الکتاب لاریب فیہ ہست از سر ایمان تازہ نمودہ بصدق مقال خود شاہدین عادلین دو شعر این رباعی آوردہ ام

بگرفت وجود از عبید اللہ جود   پیوستہ بود بکفش قلم را مسجود

در شرع اگر سخن عبادت می بود   بودے بسخنوران عبیدے معبود

و نظر برین کہ بندہ خدمتی فرض ست قصیدہ در معرض عرض ست ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

بنام مولوی بشیر احمد مشعر تشکوہ شاہ محمود احمد

درین نسیم مسیح دم یعنی رسیدن نامۂ مشکین رقم جان رفتہ بر تن در آورد و بوے پیرہن یوسف گم گشتہ بہ بیت الحزن ناستودۂ را از محمود نشانے داد و ناتوانے را از درد و مسعود توانے بلکہ ارمغانے ہم بسبیل رہ آورد و بیش و مرہمے برائے سینہ ریش با خویش آورد یعنی نامۂ گوہرین ختامہ کہ مژدۂ ماہہ انتظار ست و برات دولت بیدار برائے دیدہ اختر شمار با این ہمہ فروغے در دروغ از جلوہائے بے اعتبار آرائست و سراب رہ گذار تشنۂ دیدار ورنہ از زرودلی تا پاک پٹن راندن واز سرِ خاک مشتاقان عنان گردانیدن اگر گرد از نہاد خاک نشینان بر آوردن نیست چیست ہی ہی ؎ کجا بود او ہم کجا تا ختم یعنی راہ بیاس غلط کردہ روش تشکوہ نہادم واز کعبہ بہ بتکدہ افتادم محل بمنزل دوست راندن ست نہ جانب دیر تاختن ہنگام حدی خواندن ست نہ ہنگامۂ ناقوس نواختن لاجرم بجانب جناب سامی کہ ہم کعبۂ مقصود من وہم مقام محمود من ست روی آرم و نمازے دوگانہ و نیازے عقیدت مندانہ گزارم و برخود می نازم کہ اللہ اکبر خلیلے جلیل احرام من لبستہ ست بانیکہ ہنوز بت پندارم نشکستہ سبحان اللہ سوے کج نگاہی قبلہ کج کردہ بانیکہ او خود را براہ راست نیا وردہ براستی کہ کج ادائیہائے من اگر چہ در کیش راستان دلکش ست اما آواز دہل از دور خوش ست خیال جلوۂ آبے کہ از دور بنظر دارند سرابے بیش نیست و مثال موج شرابے کہ مراد از ساغر انگارند آبے بیش نے رائحہ از گل کا غذی شمیدن وصف خوش دماغی غالیہ فرسایان ست نہ وصف ذاتی گل و زمزمہ از بلبل تصویر شنیدن صفت تیز ہوشے سبک گوشان ست نہ مدح خوش نوائی بلبل خاصہ درین زمان کہ از بینوائی بلبلان خاموش تر از گل اند

داز بیرنگی گلها خود فراموشش تراز بلبل آرے نالیدن هم فریادرسی و گریه کردن هم دل خوشی میخواهد مرا که گل از گل وشراب از سراب باز ندانم آن رنگ و بو کو و آن آبرو کجا که مرغان چمن را بزمزمه سرائی آواز دهم و حریفان انجمن را به باده پیمائی صلا باز دهم کلبه خویش را پاک رفتن ندانم باغ و راغ از خس وخار پاک کردن کے توانم آنکه قطرهٔ خویش را بآبے نیارد رساند تشنه لبان را چگونه سیراب تواند گرداند از انجا که ساغر شکستن کفاره دارد و نه دل شکستن را چاره ناچار آبگینه ریزها تنک بخاطر فاتر می خلید از میان راه برچید تا پائے نازک خرامان چون دل افگار نه شود و جائے گوهرے اگر در سلک خالی دید خزف پاره بجایش نشانید تا سلسلهٔ تسلسل را رخنه در کار نه شود و اختصار در عبارت بقدر گنجایش باعث نمایش و زیبایش ست چنانکه کاهش ماه برائے افزایش و پیرایش سرو برائے آرایش لیکن چه توان کرد که عیار گفتن جز بگفتن پدید نیاید و قفل ازین گنجینه جز بهنربانی نکشاید خامه را در کشاد و بست این خزانه کلید ریخته دندانه دانند و نامه را در برخاست و نشست این خانه محفل بیگانه خوانند البته کلک تحریر اینقدر تقریر تواند کرد که هر پیکرے تصویرے دیگر دارد و هر اخترے تنویرے دیگر هر آئینه دیده ور را لازم ست که عشتر اندیشه از ماه نیر و تیزی خامه از نوک تیر روان عزیزی جمال از ناهید و جهان سوزی جلال از خورشید کمین داری جلادت از بهرام خونین نیام نگین داری سعادت از برجیس عالی مقام رفعت بیان از کیوان هفتم ایوان همچنین نشئهٔ ظهوری از ثلاثهٔ غساله سه نثر ظهوری و منظومات او و نفحهٔ سروری از حیات اربعهٔ چار عنصر بیدل و نکات او و سرمهٔ شوخ چشمی از کحل الجواهر خاک پاک حیرت و وسمهٔ کشاده ابروے از سواد هلالے عالی فطرت آرایش گلگونهٔ صفوت صفا از روضة الصفائے صافی طبع و صاف و کشایش چهرهٔ مهر و وفا از مطلع الانوار کشفی فکر کشاف فرش پا انداز جلوهٔ ناز از خاکساریهائے عزیز سراپا نیاز بدست آورده بهم پیوند و خامه را بدان نگار بندد تا عروس سخن را هفت در هفت نماید هر چند هلال یکشبه باشد ماه چارده برآید اگر نثر است از نثره نثار و اگر شعر است از شعرے شعار گیرد بنام ایزد بشارت باد حضرت بشیر را که بشرهٔ اش بشر این صفحهاست آرے سالے که نکوست از بهارش پیداست

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم
چنانکه حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور

یارب این خودنمائیها که جبینش مرساد روے کم نگاهی مبیناد و این هرزه درائیها که بر سامعه گرانی نکناد جز آویزه گوشش قبول مباد

بنام مولوی محمد سعید پٹنوی

پرتو ورود افگندن صحیفۂ شریفہ و دیوان فرد خانۂ عنوان در یک وقت یک آن تکرار تجلی بر دل و دیدۂ نگرانست یا طلوع ماہ و آفتاب در حالت قران دیدۂ غمدیدہ را چشم و چراغ ست و خاطر پژمردہ را باغ و راغ شمعے برا ہم نہادہ و نورانی شبستانے را چشم جلوہ دادہ اند ساغرے بدستم دادہ و معنوی میکدۂ را بر دیدم کشادہ اند اگر آن چراغ راہ مہر و وفاست این چراغان و اگر آن گلدستۂ صدق و صفاست این گلستان اما چہ گلستان کہ در نظر اولوالابصار ع (ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار) ادیبان رنگین فن گلشن سخن می دانند و عندلیبان چمن این رباعی می خوانند ؎

از جلوۂ لالہ و گل و سرو و سمن — شد گلشن شیراز گلستان سخن
سعدیست سعید کز پے گل چیدن — دامن زدہ بر میان بگلگشت چمن

سبحان اللہ این تحریر و این تقریر (از دست و زبانے کہ برآید) اللہ اللہ من و این نعمت عظمی (کز عہدۂ شکرش بدر آید)

گل ہمین پنج روز و شش باشد — وین گلستان ہمیشہ خوش باشد

یارب این سعدیٔ بلاغت تا قیامت عندلیبان را در زبان و گلبانگ رنگینی بوستان دیگر سامعہ نواز ہواخواہان باد۔ والسلام مالوف الاحترام

بنام حاجی مختار شاہ صاحب در تعزیت

آہ کز گستاخی باد سحر در یک نفس — شمع شب افروز بزم آرائے ما خاموش شد
انقلاب روزگار زود رگردون دیدنیست — بادہ نوشان ہوشیار و ہوشیاران از ہوش شد

غمنامۂ مصیبت شمامہ رسید کشاد عنوانش پیام سینہ چاکے بدل داد و سواد مضمونش داغ دردناکے بر جگر نہاد ہوشم بسر نماند و صبر بدل دل ز دستم رفت و دست از کار دست و دل چون بر جا ندارم از دلتنگیہا دیگر خستگیہا چہ نگارم ہمانا زخمے خوردہ ام کہ نمک پروردۂ تیغ ناکامان شور نشتر ست و تلخیے چشیدہ ام کہ بایک جہان بیابان مرگے برابر است ؎

خواندہ ام حرفے کہ لب از گفتگو بستہ ام
دیدہ ام چیزے کہ چشم از آرزو بستہ ام

رستخیز بی هنگامی که ایشان بچشم دیده و من از راه گوش شنیده ام و خواب پریشانیکه
در بیداری معائنه کرده من در خواب دیده ام چاکی که در گریبان سامی رسیده
تا دامن صبرم در دیده ست و آتشی که آنجا بجانمان افتاده دودش اینجا سر کشیده شعله همان آتش است
که خامه را چون خس کبریت مشتعل نموده و دوده همان دود ست که نامه را چون روز من سیاه فرموده
ورنه چشم این همه خونابه فشانی از کلک خویش و در خونابه فشانی امید امداد از دل ریش نداشتم گویی
هر حرفیکه بسوز درون از خامه می تراود پارهٔ از اخگرست و چون بنامه نگارش می یابد اخگری در خاکستر

بیانم بسکه خون پالا ز غمهای نهانستی ؛ دهان من تو پنداری که چشم خونفشانستی

نی نی اگر هر سر مویم مژگانی و هر مژگانی جوی روانی گردد شگفت نیست لیکن بحکم رضا و
تسلیم و بقبول طالب کلیم ؎

پسند ماتمیان با هزار غم نشدم ؛ بجرم اینکه لباسم ز گریه گلگون بود

آری هر که را دل خون و دیده جیحون ست از حلقهٔ ماتمیان بیرونست اینجا قطرهای خون آلود را حکم پنجه حنائی
و جیب و دامان اشک آلود سراپای خود آرائیست لاجرم چون گدازی از آتش غم دیده آب گردیده ام
واجب ست که چون قطره سری بزمین فرود آرم و سجدهٔ سهوی بگزارم تا دوگانهٔ صبر و رضا ادا
و پس از ادای آن رو بدعا کنم یا رب آن قطره از چشم چکیده را سر خوش از وصل دریا و آن شبنم
از روی چمن پریده را محو دیدار آفتاب عالم آرا کن دیگر چه نالم و چه گریم که در جگر آبم و در دل
تابم نماند از بیماری خواجه سعد الدین خاطر غمزده در اضطرابست و زورق اندیشه در گرداب افتاده ست
ایزد دادار او را ازین ورطه بر کنار رساناد و جگرهای از غم سوخته را بزلال صحتش سیراب گرداناد

رقعهٔ کتخدائی فرزند شرافت الله ابن مولوی کرامت الله مسمی به هدایت الله صاحب

بحمد حق قلم گردد حنابند ؛ که داد او روح را با جسم پیوند
شرافت ده بآدم از کرامت ؛ چراغ افروز عالم از هدایت
اگر بلبل دگر گل عندلیبش ؛ هوا خواه و هوا دار حبیبش
نسیم امروز در گلشن نگنجد ؛ گل از شادی به پیراهن نگنجد
بکام از خندهای گل هزارست ؛ شکر ریز عروس نو بهارست
فلک بزم نشاطی ساز داده ؛ برامش زهره را آواز داده

زمان عیش و وقت انبساط است　　　جهانے تهنیت سنج از نشاط است

بنام ایزد درین اوان سعادت نشان که مشتری را با زهره اختلاط چپان ست فاخته از خلخال پائے سرو طوق بگردن و شمع فانوس و پروانه را جا در یک پیرهن ست جان و دل از بادهٔ عشرت لبالب و جام و مینا یک روح و دو قالب یعنی بتقریب کتخدائی سعادت دستگاه برخوردار هدایت الله سلمه الله سرو سامان بزم ساخته شد ساز عیش و طرب نواخته شد "بخت آمد پے مبارکباد" دوستان را صلائے عشرت داد- لهذا غره جمادی الاولی روز رنگ ریختن شادی شادمانی و نوروز عیش و نشاط جاودانی و بتاریخ دوم زمان دست دادن بکار فرخمندی از سانچق و حنابندی بتاریخ سوم وقت دمیدن صبح انبساط یعنی روز برات قرار داده سامان کامرانی آماده شد چشم داشت آنکه بهرسه روز از سر شام مانند ماه تمام انجم افروز انجمن مراد آیند و داعی را ممنون منت فرمایند ؎

سربلندی دهند اهل صفا　　　بکرامت کرامت الله را

بنام منشی غلام غوث خان صاحب

گرامی نامه از نوید صحت ملازمان والا واز نهیب واقعات حیرت افزا بعد جان بخشی جان گزا و پس از شگفتگی باعث دلگرفتگیها شد این همه اندوه انگاه باین انبوه نه گفتن برتابد و نه شنفتن عرض شکیبائی درین باب عبارت آرائیست و بیخودی درین مقام خودنمائی اظهار تب و تاب جز سوختن و واسوختن نیست و بخیهٔ این زخم غیر از لب بهم دوختن نے دل از بادسامی ذخیره اندوخته و من لب از گفتگو دوخته صبح و مسا بخدا می پناهم و هم بدعا از خدا می خواهم ؎

سلامت همه آفاق در سلامت تست　　　بهیچ عارضه شخص تو دردمند مباد

بخدمت جناب صوفی صافی صوفی فتح علی صاحب

سه چار هفته رفته که نیاز نامه مشعر بیماری خویش بامختصر چکامه چکیده دل ریش نگاشته ابلاغ والاخدمت دانسته ام پاسخش نفرستادن اگر پاداش دیرنگیست که در جواب والا نامه ازین نامه سیاه سرزده بدان سزاوارم و ناکرده انگاره شرمسار گرفتم که آن جریده ارزش جواب و آن قصیده گنجایش انتخاب نداشت بارے زبان بپرسش رنجور نگشادن را جواب چیست و بداد دل نرسیدن را سبب کیست خدا نخواسته سهم مهر و وفا یکسر از جهان برخاسته و رنه از کجا که دردمند نوازنا لهٔ پیوسته شنیده سے

دبرد دردمند مستمند زسیده نی نی این همه حکایت ست نه شکایت اندیشه را درین محل دو احتمال ست باقی همه وهم وخیال یکی اینکه تا از نی خامه نوای رنجوری من بسمع همایون رسیده نصیب دشمنان دردلم از غایت همدردی در رگ و پی دودیده آهنگ پرسش که برمی داشت دوم اینکه سالکان صاحب جذبه چون پس زانوی توجه باطنی نشینند مرض را از پیکر بیمار چون خار از گلزار برمی چینند صوفی صافی مشرب ما هم قلم و دفتر چون شیشه و ساغر بر طاق گذاشته دست و دل در سر این کار داشته پاسخ مکتوب که می نگاشت پس براین قیاس اولا سپاس ایزد منان بجا می آرم وثانیا شکر توجه مخدوم مهربان که از رنج رنجوری دو ماهه نجات واز سرچشمهٔ توفیق مخاطب این مصرع که لعل لبت میدهد احیا مرده را آب حیات یافته ام حالیا اگر شکایتی هست از ناتوانی ست واگر حرارتی هست از گرمی رفتار جوانی سلسله پرهیزم گسسته است اما هیهات که بت پندارم نشکسته و تن از بند تعلق رنجوری رسته لیکن افسوس که دل از قید تکلف صوری پدر ریخته گرسنه حرص و هوس را همان آتش در ساغر ست واین سگ هرزه مرس را همچنان بر استخوان نظر یا رب عزیزی را که سگ داغ تست گلوریش هوس این مشت استخوان پسند و دلش که لاله باغ تست داغدار خار این گلستان تا چند سخن کوتاه دیده و دل نگرانست که زود نه دیر از نوید خیر و عافیت خود ملازمان حضرت شهزادهٔ بشیرالدین خرسند و سربلندم فرمایند واز رسید این عریضهٔ نیاز نخستین رقیمه با قصیدهٔ بی سود رساز ممتاز و سرفرازم نمایند اگر تذکرهٔ شاهزادهٔ عالی جناب درین کتاب دو باشی این نهیب در برابر دارم که ؎ کنار نامه ازان نام او رقم گشته که از مردم دنیا گرفته است کنار
اما از شیخ شیراز منشور این سند در بر دارم ؎

درمیسر و وزیر و سلطان را
بی وسیلت مگرد پیرامن

چون در حضور بذیل عاطفت گرامی تمسک نموده بشرف ملازمت باسعادت رسیده ام در غیبت هم آن ذریعه را دست آویز خود گردانیده ام واز انجا که حاشیه نشینان بزم ادب را جز بر طرف بساط منزل دادی نمی باشد جبین سائی خامه در کنار نامه پیش ارباب تسلیم بی جائی باشد تکلف بر طرف تعصب بر کنار حضرت ممدوح این مضمون پر جوش بر محل صرف نموده سخن را بمعنی دلنشین همکنار فرموده اند
جبین نیازم در سجود آن قدسی آستان برزمین ست و سر افتخارم بچرخ برین

رقعهٔ دیگر

رسیدن فروغانی نامه دمیدن سپیدهٔ سحر است و سیاهی کردن نورانی چکامه ازان برآمدن آفتاب از بخار

گاہے بدان می نگرم و گاہے بدین گاہے نثرہ را بہ نثار آرم و گاہے پروین چشم بر در پروانہ ام محو تماشاے دو چراغ ست و عندلیبم مست ہواے دو باغ ہر چراغے چشم و چراغ اہل بینش و ہر باغے رنگ و بوے بہار دانش ایماے جناب بفرمان شہزادہ معلی القاب کلید قفل بستہ چندین سالہ شد تا آنچہ از سنگ ریزہا بدست آمد از خامہ بنامہ حوالہ شد ورنہ بجان شیرین کہ در سنگلاخ سخن دست و بازوے تیشہ زنی و دل و دماغ کوہ کنی نداشتم دل از کثرت افکار انگار ست و زبان از نالہاے زار بیزار حسب الامر چون لب بسخن باز و قصیدہ گفتن آغاز کردم خواہش آن بود کہ شمار اشعار قصیدہ از صد خواہد گزشت لیکن ناگاہ طبیعتم از جادہ اعتدال برگشت و سقم آن قدر ورم کرد کہ تاب و طاقت از ہیبت رم کرد پس بدستیاری آن تب بے پیرہم گریبانم و ہم آتشے جہان سوز در جان و جنانم گرفت بالجملہ کار مشکل افتاد و نوبت بمسہل ہنوز یک دو مسہل باقیست چشم صحت از نرگس بیمار ساقی اگرچہ درد نامساعد از ساعدم دست کشیدہ و تب با تعب از پہلویم کنارہ گزیدہ اما ہنوز اثرے از آن و آتشے از کاروان باقی ماندہ ست اکنون بخیال اینکہ مخدومم را از دیر باز پاسخ کتابت نگران و مرا با تمام قصیدہ انتظار صحبت حیران دارد ناگزیر بر گفتہ اکتفا رفتہ و بے کم و بیش از نرم و درشت ہرچہ یافتہ ام و از دیبا و پلاس ہرچہ بافتہ ام طاقہ طاقہ بہ پیش قبول باز می کنم و از سادہ دلی برخود ناز می کنم غافل کہ طاقہ کتان بمہتاب بردن رخنہ در کارش کردن ست۔ قصیدہ بر صفحہ ۱۳۲

رقعۂ دیگر

صوفی صافی مشرب دام مجدکم۔ سلامیکہ صافت خمکدۂ عجز و نیاز و سرجوش خمخانۂ سوز و ساز ست پیشکش دردے آشامان بزم حضوری کردہ مدعا طرازم اینکہ از کلکتہ پے حصول رخصت مراجعتم اتفاق افتاد و ہر موے بر تنم زبانیست عذر خواہ از حیرت خاموش و ہر حرف بر زبانم داستانیست از خاطر فراموش اگر گویم کہ فرصت دست نداد عذر بدتر از گناہ آوردہ باشم و اگر بنویسم کہ بخت تیرہ سد راہ شد روے دعوی سیاہ کردہ باشم اگر بنا بلد بودن کاشانہ فیض آستانہ می گرایم شوق را رہنمائی باید و اگر نارسائی شوق سخن می سرایم کوتاہی جذبہ بر مخدومم ہم لازم می آید ندانم تا چہ گویم کہ آنچہ گفتہ شود پذیرفتہ شود ہمانا درین آب گردش ملبب تشنہ مانم کہ با لبش خواندہ بعتابش راندہ باشند و بکنارش رساندہ بر کنارش افگندہ باشند اما شور و تشنگی کہ در کام و زبانش باشد پیوستہ نمک خوانش باشد اما می ترسم کہ آنچہ نگاشتہ آید سخن سازی پنداشتہ آید لاجرم متاندہ بپرسش می پویم

دبیباکانه برملا می گویم سے مرا بساده دلیهاے من توان بخشید پہ خطا نموده ام و چشم آفرین دارم
بوالاخدمت حضرت شهزاده بشیر الدین تسلیم بصد تعظیم می رسانم و بگزارش یورشے که نگارش یافته
بخامه دو زبان هم یک زبانم

بنام منشی امیر خان صاحب منصف بپاسخ مکتوبیکه آتش زده و کاتب عذر خواه آمده

فروغانی نامه که گرم رفتاری خامه را دست آویز ست رسیده شمع افروز بزم و داد گردیده نازم با تش
خون گرمی اشتیاق خویش که اینجا سر برانگیخته و آنجا شرر ریخته یک چند برنگ شعله حواله پیراهن ماه
چون هاله گرد سر گشته و بدان رنگین پیراهن نازنین تن که چشمش مرساد گستاخ نگشته بنامه که نامم دراو
یافت در افتاد و معنی از ماست که بر ماست روشن کرد یا آنکه نفس هاے سرد این مهجور از دور هنگامه
دم سرد دیهاے شبهاے زمستان در آن شبستان گرم ساخته ناگزیر همان آتش اشتیاق پنهانی
بجمره گردانی پرداخته خامه از آن چون خس کبریت برافروخت و نامه را پاک بسوخت آتش زبانی
و شرر افشانی برطرف رشک روا نداشت که نامه بنامم روانی یا بد لاجرم آمد را بنامه سرمایه از آتش داد
و نامه را بدان افزایش داغ آلایش بسینه نهاد مخدوم آن آلوده دامنی را بسر گرمی چراغ حوالت کرد
چراغ که از عمرے زبانه شوقم نگاه میداشت آن ودیعت بداد باز سپرد هانا از آتش شوق مشتاقان
حذر کردنیست و منتظر از ابنا مه یاد آوردنی اما اینکه از فراموشی رسیده پنج روپیه رفته دلیل آشفتگی
حواس خمسه است خامه از فرو گذاشت آن پنج که عدد هاے هوز ست اظهار خام کاری وکرد معاد ارند

بنام مولوی محمد شاه صاحب

سه چار روز ست که شام گاهے بر سر راهے با ماهے تمام حافظ ضیاء الدین نام دو چار شدم چون
ماه آئینه جمال خورشید ست از دمیدن صبح امید یعنی رسیدن مکتوب صحت نوید استفسار رفت روشن شد
که درین روز ها نیر اجلال از شرف اعتدال تجاوز کرده ناگرفت خاطر نیاز مندم هم مانند ماه گرفته
گرفته شد آرے چنانکه دل و دماغ از اعضاے رئیسه انسان ست ذات ستوده صفات هم چشم و چراغ
این دودمانست پس اگر چشم زخمے بدان رسد اثر آن در دیگر افراد شگفت نباشد لاجرم از جنبش نبض
بیقراری دل روان بجنبش آمد و از جنبش روان زبان و از جنبش زبان زبان و از جنبش زبان خامه تا آنچه دست بدست از
دل بخامه رسید بنامه سپرده آمد چشم که زود نه دیر از پاسخ نیاز نامه مژده صحت و سلامت سربلند و خرسند فرمایند پیش ازین بذریعه عرائض موسو

حضرت صوفی صاحب چندین تسلیم بعرض تقدیم رسانیده ام یا خود جناب سلام روستائی پنداشته بجوابش التفاتے نداشته اند اما تغافل حضرت ممدوح در رسانیدن آن امانت دیانت بکار نبرده بالجمله هم آن سلام لا جوابست و هم جوابها نایاب البته سپاس اینکه در خط مولوی اشرف علی صاحب بسلامے مشرف فرموده اند برمن سزاوار زبانم ابگزارش آن سرمایهٔ نازست وجان رادران راه پیوسته گوش برآواز

بنام منشی غلام غوث صاحب

مشعر ارسال غزلها در جواب غزل حبیب آفندی که در اختر روم طبع شده و مرزا توکل در الٰه آباد جوابش گفته منشی هر دو غزل فرستاد خواستار غزل جوابی شده بقافیه در ردیف حالِ تو هرسه - مالِ تو هرسه

لله الحمد هنوز آبے که روانم بدان تر زبان ست آنجو درجو و شرابے که زبانم ازان جرعه فشان ست در سبو دارم اما آنقدر آب کوکه نمازے با وضو و نیازے باآبرو گزارده شود ناگزیر دست و جبین را از دور بخاک آن آستان روشناس تیمم کرده نخست دوگانهٔ سپاس وثنائے یگانهٔ دادار ادا میکنم و بس شکرانه سه گانه این مهربانیهائے سرشار قضا می کنم که سرخوشی فزا نامه با دو جامه طبع زاد و شیوهٔ حبیب آفندی و مرزا توکل شیوه علامه سرفراز دورهائے معانی بر و یم باز کرد جائے آنست که از کثرت مضامین آفرینی جابر موالید ثلاثه تنگ شود و وقت آنست که معدن گهر و گلشن گل و عزیز جان را بنثارش آورد حقا که آن هر دو جامه ممتنع الجواب اند و این نامه خود جواب با صواب فروغ فرتاب این انوار ثلاثه را نازم که از اوج اختر روم چون هلال انگشت نما واز پرچم لوائے عطارد سائے توکل چون ماه کامل جلوه نما شد بیخبر ازان ثلاثه غساله با خبر گشت و دو ر دوستان را هم صلائے زد تا آنکه عزیز هم بکتابیش دو تائی زد یعنی دو غزل باتفاق و اختلاف قافیه سر دو ده حواله قلم نموده هرچند در برابر ماه و خورشید سها را چه ضیا که از دور سیاهی کند و بمقابله مشتری و ناهید کرمک شب تاب را چه تاب که فروغے در دروغ برخویش تند لیکن از انجا که نور را اگر نمود نیست با وجود سایه و ظلمت ست دستور اگر وجود نیست با نمود رنج و کلفت ست نظر بران از دیده وران چشم دارم که درین شوخ چشمی خود نمایم نه پندارند و در لباس این گستاخی خود آرایم نشمارند فقط

نعت تو بود زلف و خط و خال تو هر سه
یا ترجمهٔ مصحف اجلال تو هر سه

تردستی زور قلم و صنعت نقاش
پیداست ز موزونی تمثال تو هر سه

زلف و خط و خالست نگهبان رخت لیک
خود چشم سیه ساخته بر مال تو هر سه

میجست صفا دهر که مهر و مه و ناهید
زد قرعه بر خسار نکو فال تو هر سه

اقلیم جنون ملک غم و مملکت درد
اے عشق گرفتیم باقبال تو هر سه

رحم آر که ذوق و هوس و شوق جوانی
دارد بسر این پیر کهن سال تو هر سه

گیسو سیهان مهر وشان ماه جبینان
چون سایه در افتاده بدنبال تو هر سه

زاهد بعصا رند بخم خسته بدیوار
یعنی که زده تکیه بافضال تو هر سه

در پردهٔ تثلیث نهان ساخته توحید
گیسوے تو و خط تو و خال تو هر سه

شبنم بچمن شمع ببزم ابر بصحرا
گریند عزیزا بر احوال تو هر سه

اے چشم و خط و خال تو بر روے تو هر سه
بیمار تو شیدا اے تو هندوے تو هر سه

یک نفحه بود چین و خطا و ختن اے شوخ
از موے تو و بوے تو و خوے تو هر سه

ذوق و هوس و شوق شهادت ز سرم برد
آزردن دست و کف و بازوے تو هر سه

عیدست و هلال مه عید و شب عیداست
روے تو و ابروے تو و موے تو هر سه

شمشاد لب جوی و سهی سرو و صنوبر
طوبیٰ لک گوے قد دلجوے تو هر سه

طومار غم و عمر ابد رشتهٔ آمال
هجر تو و وصل تو و گیسوے تو هر سه

یک بوسه چه پرسی و هم از رخ که دو از لب
اے بوسه زکوٰة لب دلجوئے تو هر سه

گردش فلک و دهر فسون شعبده انجم
آموخته از نرگس جادوے تو هر سه

باد سحر و بوے گل و نرگس شهلا
تازان و دوان و نگران سوے تو هر سه

اے مهر و مه و شمع رسالت که صفا یافت
ملک و ملک و مملکت از روے تو هر سه

جاے من و ملجائے من و کعبهٔ من بس
راه تو و درگاه تو و کوے تو هر سه

ایکاے تو و عرصهٔ هستی کرهٔ خاک
چوگان تو میدان تو و گوے تو هر سه

حقّا که عزیزست و حبیب است و توکّل
مدّاح و ثناخوان و دعاگوے تو هر سه

ای موی تو و روی تو و خال تو هر سه — شام و سحر و کوکب اقبال تو هر سه
زلف و خط و خالت خط اجلال تو هر سه — تشریح تو تصریح تو اجمال تو هر سه
زاهد بحرم رند بمیخانه بدل یافت — نقش تو و عکس تو و تمثال تو هر سه
عقل و دل و دین هرچه بخواهی بر از من — ملک تو و مملوک تو و مال تو هر سه
بر یک روش و طرز ندانیست دریغا — افعال تو و حال تو و قال تو هر سه
زاری و زر و زور بیک حبه نیرزد — جان و دل و دین میطلبد خال تو هر سه
راس و ذنب و مشتریم هست بطالع — از زلف و خط و روی نکو فال تو هر سه

سرسبز و تر و تازه عزیزا ز تنک تو دارد
باغ و چمن و مزرع آمال تو هر سه

رقعهٔ دیگر

چند روزست که بکابنور رفته بودم چون مراجعت نمودم والا صحیفه که غمنامه‌اش توان خواندش پیش
از من رسیده بود دیدم و بر خود پیچیدم زبان از گفتار ماند و قلم از رفتار ندانم تا چه نگارم که انجمه
نگاشته شود درد مندی پنداشته شود و اگر از استقلال ذاتی حکایتی کنم همانا کوه را تمکین و وقار
آموخته باشم و اگر از اجمال صفاتی روایتی کنم هر آئینه خورشید را شمع و چراغ افروخته باشم
درین اندیشه ناله موزونی که مصداق مقال و حسب حال اهل حال است ناگاه از پردهٔ جان بزبان
رسیده حوالهٔ قلم گردید ـ رباعی

ای بیخبر از مقام خود واداز تو — خواهنده و تا دهنده امداد از تو
زین اندهٔ جان گسل که رود ملال — غوثی نه که مستغیث فریاد از تو

نی نی من کجا و این مقام شناسی ما کجا معنی شناس نیم راه معنی چرا پویم بل چون ظاهر پرستان
ظاهر تر چرا نگویم یعنی دل از صدمات حوادث باید پرداخت و این رباعی را چارهٔ سلامت توان ساخت

آن به که ز رنج و غم کناره گیری — ز شکر و لباس اعتبار گیری
فارغ باشی ز پرسش روز شمار — از صبر و رضا اگر شعار گیری

یارب حضرت والد مرحوم حجله نشین بهشت برین باد و ذات مخدوم رطب چین حدیقهٔ
إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِینَ باد .

بنام حاجی مختار شاہ صاحب در تعزیت

نامۂ حسرت شمامہ رسید و دیدہ و دل را پرخون گردانید فریاد ازین سفر بے ہنگام و داد ازین شبگیر سرشام افسوس برین جوانی و دریغ بران کاردانی ہاے ازین شتاب رفتن و واے درعین شباب رفتن اما اگر بچشم حقیقت ملاحظہ کنند ہر کہ از دنیا زود تر رود سبکبار تر و خوشنود تر رود و کیست کہ این راہ در پیش و ازین غصہ جگر ریش ندارد جائیکہ غبار این ملال تا دامن جلال حضرت خیر البشر رسیدہ و آنحضرت صلوات اللہ علیہ و آلہ بحبل المتین صبر و رضا تمسک ورزیدہ باشد چہ جاے ما و شما پس رضا بقضا بودن ہم اطاعت حکم جناب کبریا و ہم سنت حضرت سرور انبیا ہست ہر چند کہ از غم آن مرحوم سینہ ریش دارم لیکن غم سینہ ریشی مخدوم بیش از بیش دارم البتہ از استقلال ذاتی و کمال صفاتی امید است کہ از جادۂ مستقیم رضا و تسلیم تجاوز نکردہ آن مرحوم را بدعاے مغفرت یاد می آوردہ باشند تاریخ رحلت آن مرحوم کہ ناگاہ از دل سر بر زدہ حوالۂ قلم شدہ

در داکہ چو بوے گل بیک چشم زدن | شد خواجہ حسن شاہ برون زین گلشن
تاریخ وفات او ملک گفت بمن | با وجہ حسن شد و باخلاق حسن

بنام نواب محمد علی خان بہادر والی ٹونک

اگر دلم از خجلت کوتہ قلمی آب نمی گشت خامہ ام را روانی کہ میداد و اگر عذر پوزش مُہر از دہانم بر نمی داشت از خاموشی چہ می کشاد شکریہ نامہ نامی راز با نہامی بایست تا از صد یکے باظہار می آید و سپاس ورود توقیع بندگان عالی را جا نہادر کار بود تا باشیار بکار می آید بہ زبانی بہ کام ناکام بود و بہ نیم جائیکہ آن ہم ناتمام بود داد تر زبانی و جان فشانی چگونہ می دادم ناچار زبان بخاموشی دوختم و جان بہ فراموشی سوختم تا آنکہ نوید صحت بندگان عالی بداد بے زبانم رسیدہ جاے تازہ بقالب دمید خدا را سپاس گزار شدم و خداوند را تہنیت نگار چنانچہ این عریضہ بغرض عقیدت با قطعہ تاریخ غسل صحت بعالی ملاحظہ بگذرانند و نیاز مند را منت پذیر گذاشتہ در نند

بنام مولانا محمد سعید صاحب بجواب خط اوشان

قبلہ صاحب نظران و کعبۂ دیدہ وران مدظلکم العالی۔ ورود نامہ نامی باد و چامہ گرامی رسیدن

موج عنانست بدا قطرہ بے سرو پا و درخشیدن مہر تابانست بحال ذرہ سر در ہوا ور نہ قطرہ بے نوا را
کجا آن آبرو کہ بعرض خاکساری در راہ سپاس گزاری سر توانستی افتاد و ذرہ بے نور را تاب آن کو
کہ با ظہار نیاز از خواب ناز چشم توانستے کشاد ع

قطرہ را این آبروی و ذرہ را این آب و تاب ؛ ہر چہ ہست از فیض آب ہر چہ ہست از آفتاب

مشرف شدن قیصر نامہ بنظر انور و بپیرایہ قبول یافتن از نظر کیمیا اثر آئینہ بے نور مرا جلا داد و دیوالہ زنگ آلود
مرا صفا بخشید زہے حسن بے جوہرہا کہ منظور نظر صاحب نظران شود و خوشے طالع پستیہا کہ پسندیدہ
نگاہ بلند اختران گردد انکہ بطرح کوہ و صحرا اشارتم رفتہ ہانا بصید غزالان رعنا بشارتم رفتہ است
ہر چند کہ نہ زور بازوے این کمان دارم و نہ قدر انداز نگاہے بر نشان لیکن بمقتضاے الامر
فوق الادب تیرہا در تاریکی انداختم و نامہ را بخامہ سیاہ ساختم چنانچہ بملاحظہ والا یعنی مس کیمیا میرسد
و بعد ازین چشم آن دارم کہ غزل خود و غزل ہر کہ از اہل مشاعرہ بدست آید بدین سوبال روائی کشاید
تا نور و سرور دیدہ و دل افزاید والسلام الوف الاحترام

بنام منشی غلام غوث صاحب متضمن ارسال غزل طرح و عذر غیر حاضری

دیر دز بدر دولت رسیدہ بعد عاز رسیدم تا عذر سخن نگفتن کہ داشتمے گفتمے و انچہ ملازمان گفتہ شنفتمے
ناچار ناکام برگشتم شب تلافی بیدارے شبانہ گذشت و روز بجستجوے اشعار عاشقانہ انچہ از رطب و
یابس بہم رسانیدم درین نامہ نوشتم چون این دقت دل و دماغم آشفتہ ست ندانم کہ بر جان سخن از دست من
چہا رفتہ است ہانا این کاغذی پیراہن دران داد ری گاہ دادخواہ دیگوشہ چشم مرحمت جوابے پناہ آمدہ
و دادخواہ مشرف بحضور ست و دعا علیہ از حاضری معذور فقط

بنام مولوی عبد الملک صاحب

والا نامہ ہر چند دیر تر رسید اما بداد دل مضطر رسید شکایت دوری و زہ یکجائی و حکایت درد جدائی
از دل بزبان رسیدہ باز گشت زیرا کہ دل و زبان ہر دو بدعاے صحت نواب صاحب بہا در دمساز گشت

تنش بناز طبیبان نیاز مند مباد ؛ وجود نازکش آزردہ گزند مباد

اگر درود صحیفہ شریفہ راد در روزے دیگر در تنگ می شد ہر آئینہ کار بر دل و جان تنگ دیشد از سفارت
نکردن تو بہ چون بید لرزہ بر اندام ہوا خواہ افتاد باری تعالیٰ بار دیگرش دران بارگاہ بازندہا د بام

و شام چشم براه و گوش بر آواز مژده صحت و سلامتم چشم که یک روز در میان از چگونگی مزاج ملازمان آگاه شده باشم از بیچاره و سے سخن بجناب قاضی ست که از گفتار دلفریبش عاشق و معشوق هر دو راضی ست حضرت سلامت فریاد ازین داد و داد ازین انصاف که دیر تر یاد و شاد فرمودند کیفیت تشریف آوری چنانم بخروش کرد که مستان را مے و نغمه پرستان را نے یارب این آهنگ راست باد توانا یزدان نواب صاحب را زود تر شفا عطا فرماید که این اراده درست آید برخوردار محمد یوسف را برای درستی ساعت تاکید رفت عزیز مذکور آورده دو روز امتحان را پیش خود گذاشته چون رفتار بیش و کمی داشته بازش حواله کرد امید ست که تا ساعت تشریف آوری درست شود

بنام قاضی عنایت حسین خان

اے آن که روان من فدایت باشد ‌ ‌ ‌ ‌ در خاطر من همیشه جایت باشد

صاحب نظران عزیز دارند مرا ‌ ‌ ‌ ‌ بر حالم اگر عین عنایت باشد

ترکتازیهاے غمزۀ بے باک را میرم که شامگاه ناگاه بر سرم شبخونے دل آویز آورده و پگاه بارو بنگاه صبر و طاقتم بغارت برد و شیوه بازیهاے عشوۀ چالاک را نازم که در پردۀ شب چون رخشنده کوکب نقشے حیرت خیز جلوه گر ساخته صبح زود دیده و دل را چون انجم مهره بشش در انداخته نازم ؎

نازم بطول مدت عیش و نشاط خویش ‌ ‌ ‌ ‌ یارم ز در درآمد و هجر از قفا رسید

ندانم آن شب کدامی آفتاب شمع افروز سیاه خانه ام و کدامی سرو چمن آرای کاشانه ام شد که هنوزم از در و دیوار شام و بام ذره در پرواز و در خروش ست و از هر گوشه و کنار گاه و بیگاه فاخته و عندلیب در خروش باری تا چند راه رمز و ایما پویم سخن اختی صریح تر چرا نگویم که فرد و هیده دانشے فروزنده بینشے بگوهر آبروے بخردکان و بجوهر چشم و چراغ دودمان یارے غمخوار و غمگسار معشوق سیرت عاشق طبیعت بصد رنگی یک رنگ و با همه بزرگے شوخ و شنگ و دُرد آمیز و دوگر یزدا شناس معنی رس سخن فهم سخن دان را بے مشقت و رنج چون گنج بویرانۀ خویش یافتم و هیهات که چون دل ندو از دست دادم یعنی هر چند که جدائی بر دل گران بود وداعش کردم و اگر چه پایۀ رشک در میان بود بخدایش سپردم واداز آن خرامان آمدن و فریاد ازین دامن کشان رفتن آه آن گرم جوشیها و هاے این فراموشیها

تا تو رفتی از دلم صبر و ز چشمم تاب رفت ‌ ‌ ‌ ‌ از رخم رنگ و از نظر آب و ز دو چشمم خواب رفت

این است آنچه که درین دو هفته بر ما رفته ست و دل که همراه دلربا ست ندانم بر آن غریب چها رفته

مگر جنبش عقربک خامہ ام رگ بیتابی دل را جنبانیدہ بسر رشتہ ملگرانی این ماجرا گوش مخدوم رسانیدہ کہ از اکبر آباد گلدستہ خلعت دولا بدست باد شمال یعنی نامہ نامی بنام سید جلال رسید دیدم وچون گل خندیدم وازین راہ بر گرد دیدم وچون عنان زبان بگردانیدم۔

بنام مولانا مولوی عبد الملک صاحب

در ریز زبسکہ کلک عبد الملک است ہر جا گہرے بسلک عبد الملک است
اقلیم سخن شخص خسرو گنج ہنر ملک و ملوک و ملک عبد الملک است

اگر ذات قدسی صفات را بپاک طینتی ملک خوانم ملک را در ربائی در نظر کجا و اگر بوالا ہمتی ملک دانم ملک را عملک دلہا مسخر کجا ستایش پیش کش ناگاہ شام گاہ چون پرتو ماہ ظلمت کدہ ام را از در درآمدن ڈنگاہ بنگاہ چون بیک نگاہ از حیرت کدہ دیدہ ام برآمدن جز کم نگاہی چہ توان گفت نے نے اوکہ تشخص مردمی راچشم ست گوشہ چشمی از عزیز کجا دریغ دارد بسوا چشم سیاہی کہ از او دردیدہ ست حاشا کہ بنامہ یاد نیارد تغافل نامہا سر بمہر چشم پوشی وابستہ بل عنقائے فراموشی کدام روز کہ از در سیاہی نگردد وسواد چشم روشنی نیاورد کدام وقت سمند اندیشہ اندیشہ اش باد پیما شد کہ گرد راہش در دیدہ دلم بر توتیا مقدم نشست وکدام لحظہ نے کلکش زمزمہ پیرا شد کہ آہنگ دلنوازش در بزم جانم ساز بلند نامی نکیسا درست نشکست پر بدن مرغان نامہ براز پریشانی اوراق آشفتہ حالیم پیدا ست و رسیدن بہارین نامہا از ورق گردانی شکستہ رنگیم ہویدا دل خون گشت درروان داشتم یعنی پاسخ نامہا تختہ رنگین تر باید نالہ برزو ہوا سر دادم اعنی نامہ بری را مرغے تیز پر شاید ؎

این نامہا کہ وقف سواد ش دو دیدہ باد اے طالع رسا ہمہ پیشش رسیدہ باد

خامہ تا اینجا رسیدہ بود کہ نامہ نامی موسومہ حبیبی سید جلال چون ابر بہار رسید وآبے تازہ بر روئے کار رسانیدہ شگوفہ نگاہ را آبشار سرشار بہاے سرشار گردانید اگر خجالت بیش ازین طغیانی کند خود را بسیلاب توانم داد واگر این چنین از شوق نہانی دیدہ طوفانے شود نگہ را آب توانم داد ہرآئینہ شوق آن می خواہد کہ نامہ ام ہنوز وابستہ بال کبوتر باشد دہاے جلوہ مخدوم بر سرم سایہ گستر باشد

بنام منشی غلام غوث صاحب

سر بریدہ زندہ نے وگزیدہ کو رستہ نے می گزارم رمی نگارم اگر نہ سواد بہارین نامہ تسکین خاطر ستم چشم انتظار ہمگی شت

مژهٔ لاله و گل چگونه می چید و نگه در سنبل و ریحان چگونه می غلطید چراغ دانش که می افروخت و سرمایهٔ بینش که می اندوخت خود را می ستایم و آرے چرا نستایم که ستایش سرایان هرزه بر سرود مرا بستودگی می ستایند و فرازین نوا دان را گو به بے سود مرا بفرخندگی می ستایند ویژه پیرم شوخی این فقره را که هرگاه تاریخ وفات بدین خوبی بدست آید به تمنامی توان مرد سوگند بجان عزیز که اگر بجان عزیز دسترس بودے حاشا که با نثارش عزیز داشتمے بلکه جان فشانی جاودانی زندگانی پنداشتمے مرده در گور تا تو باشم ورد دهان خواهد بود این لطیفه ام بر زبان خواهد بود بارے چون زبانم در گرو آنست از عهدهٔ سپاس حضرت سید عبد الله شیرازی بکدام زبان برآیم و بذکر این نعمت گیری چگونه ستائش گر آیم مگر آنکه بافسانه و افسون کام ستانم و هم زبانے از ایشان بوام ستانم و گویم الله الله زہے جامه و خجے چکامه اگر آن گنجینهٔ جمال و قال ست هر آئینه این آئینهٔ جمال و جلال از کام بخشی این الطاف ایشان طمع دارم که پیوسته بچاشنی این شهد و شکر شیرین کام باشم و از مستی ساقی سخن پرستان امید دارم که همواره بگردش مینا و ساغر مست و مدام باشم چه عزیز بفحواے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ از سرمایهٔ توکل بدین قدر ها قناعت نداده بلکه طالب مزیت هست و از خمخانه بیخبر به پیمانه حالی کفایت ندارد اگرچه پر از کیفیت ست آرے نامه را جامه و چکامه باعث گرمی هنگامه است لا و بر این قطعه که در حالت اضطرار یعنی بیمارے بطریق رسید سه نسخهٔ مطبوع عطیهٔ والا نگاه بنارس باش گاه نواب ٹونک تازه بیرنگ نگارش یافته سمع خراشی ملازمان را آهنگ گزارش یافته و در رنگے که بپاسخ مکتوب والا شده هم از اینجا شد که پس از نگارش نخستین برگزارش و در من نامساعد ساعد که مرغ دست آموز دیرین و پیوسته دست نشین یمین من ست آن قدر بر خویش بالید که آستین را در جامه نگنجید تب بدست بوس قدم رنجه کرد و در دمندے چار روز بتاب و تاب بسر برد و پزشک بقصد مسهل منضج دار و نسخت فرمود و بعد از آن رطل گرانی ناگوار اتر از تلخی مرگ حوالت نموده یک روز در میان همان آتش در ساغر و آن سواد الوجه در نظر داشتم تا آنکه از اماله چارگانه فراغت دست داد و چار آخشیجانم را باهم اختلاط چسپان اتفاق افتاد اکنون و ستم اگرچه بیکار نیست اما هنوز در من دست بردار نیست، یارب دست بجام و جام بکام باشند

بنام مولوی علی ضامن صاحب ردولوی

عزیز ناچیز را که زبانے هرزه سرا و جانے بے نوا و با نوا داده اند چون بلبل تصویر از حیرت خاموش ست و در پرده خاموشی از شوخی خامه نقاش در خروش نے نے اگر خروشے دارد چون آواز وصل

از دور خوش آید واگر نوشیدے دارد چون حرف نصیحت گران تلخی افزاید شرابش همه آب است و آتشش همه آب اهل حال را گمان تشیوا مقالے برین هرزه قال حجابیست که اگر بر افگنند جز خجلت از پرده چه زاید و اهل کمال را خیال نازک خیالے برین آشفته حال خوابیست که اگر تعبیرش کنند جز حیرت چه رو نماید ویژه درین زمان که حضرت نوری یک دو غزل با حلب زنگبار آئینه بصیقل فرستاده منکه هر آئینه چون آئینه خود حیرانم زنگ زدائے دیگران چه دانم لیکن نظر بفرمان پذیرفتن و سخن شنفتن انگشت قبول بر دیده نهاده دیدم و سنجیدم یعنی خامه را الف صیقل مرات بینش گردانیدم اگر خطائے رفته باشد معاف دارند بر بعض اشعار که خط سهو کشیده آمد نه از راه ناسنجیدگی ناپسندیده آمد بلکه بر دیده وران روشن ست که اکثر قوافی قصیده را شایانست و غزل را بمنزله نشائگان در مسامعه از سبکی گران چنانچه قرنا و مثل آن و ایمائیکه در خط حکیم صاحب رفته که عزیز با اینکه خاکپائے اهل سنت است از آستان بوسی حضرت شاه عبدالحق قدس سره العزیز محروم السعادت است الحق این حقیقت حق است و او بسزنش مستحق لیکن چه توان کرد که دو بار عزم حصول این دولت کرده بحکم عرفت ربی بفسخ العزائم ره بجائے نبرده آئنده اگر جذبهٔ توفیق رفیق گردد باز سر کرده سجده ریز این طریق گردد۔ والسلام بالوف الاحترام

دیگر

مخدومی مکرمی خواجه غلام غوث خان بهادر دام مجدکم۔ عزیز ناچیز از درد دوری داغ و تا به رلب و بشوق حضوری شیئاً لله بر زبان سر در حلقه تسلیم فرود می آرد و می نگارد که هر چند از جز بے خبر با جز بے خبر است اما بے خبر از نیکه هر چه در نظرش آید بے خبر ست و قطع نظر از ین در خبر ست که المؤمن مرآت المؤمن هر آئینه ازین رو هر یکے آئینه حال همدیگر ست لاجرم شکایت از بیخبری سراسر بیخبر بیست و عین بی بصری لیکن چون نظر بعالم صوری دارد بتمنائے حضوری ناصبوری دارد و حضوری را وسیله خوب تر از مکتوب نیست و از مکتوب مرغوب تر محبوب نے پس همه تن چشم براه سواد رحمت ست و سراپا گوش بر آواز مژده صحت و سلامت درین روز ها که بتحریک لطیفے از احباب قطعه تاریخی و دو غزل سروده آمد حواله قلم نموده آمد بر سامعه گرانی نکناد و شنیده گوشش رخنهٔ دیوار مباد و بخدمت میر عبدالله شیرازی نیاز باز نیاز مند رسانند تا از شان نیاز مند را آز مند حال و قال خویش دانند والتسلیم

رقعۂ دیگر

ہر چند کہ خاکسار روشناس التفات حضرت اسیر خلد مسیر نبودہ لیکن بدولت صحبت جعفری گاہ گاہ از دولت ملازمت حضرات عیاری حاصل نمودہ ست پس لازم بود کہ از راہ نیازمندی در آیم و از عہدہ تعزیت گزاردن برآیم لیکن چون بیش ازینم گاہے بدولت کدہ سنوری اتفاق نیفتادہ آخر دلے دارم چگونہ گوارا کنم کہ درین ناصبوری بحضوری ابتدا کنم و اگر قطع نظر ازین سالکان این مسالک را مقصود اصلی از سلوک مراسم تعزیت اظہار ہمدردیست نہ تنہا رہ نوردی ناگزیر ازان در گذشتہ چند قطرہ خونی کہ از جوشش نہان بمژگان دو دیدہ داند نالہ موزونے کہ از پردۂ جان بزبان رسیدہ بخامہ سپردہ عرض دردمندی کردہ آمد۔ اللہ باقی و ماسواہ فانی۔

بنام مولوی محمد شاہ مغفور

چشم دے نہ ایستد از خون گریستن — این چشم زخم آہ بما از کجا رسید

ہیہات کہ خون می گریم و چہ گویم کہ چون می گریم فریاد کہ می نالم و چہ نالم کہ چرا می نالم ہمانا رنج زبانہ سوزش المناسیے کہ در تربت عیشش گرامی آمیختہ اند دل تا جگرم افگار کردہ ست و برق اندوہے کہ بر مزرع نشاط سامی ریختہ اند دود از نہادم برآوردہ آہ چہ دانایم کہ چہ دیدہ ام و چہ باز گویم کہ چہ شنیدہ ام غفران پناہ مولوی محمد شاہ نہ از جہان رفتہ بلکہ جہان مروت و مردمی از میان رفتہ جائیکہ این دو برانتا د بساط صبر و شکیب درنوشتہ باشد پیداست کہ بر نزدیکان چہا گذشتہ باشد بالجملہ از گذشتہ در گذشتن اولی و از ہمہ اولی رضاے مولیٰ قطعۂ کہ حیرت انگیز کائنات و آئینہ دار سال وفات ست بملاحظہ می رسد۔ اللہ حی القیوم و ماسواہ معدوم قطعہ تاریخ بر صفحہ ۹۴ ہم

بہ اسم سامی لائق الدولہ بہادر

گرامی نامہ رسید و بہ نوید عافیت خرسندگردانید انیکہ در باب ارسال مثنوی تازہ از من ستوے خواستہ اند تا من نظر اصلاحش ببینیم و اگر خار و خسے در نظر آید از ان حدیقہ بر چینیم مصرعہ

فلاح کار کجا و من خراب کجا منکہ دستمایہ خود آرائی ندارم سر و برگ عالم آرائی از کجا آرم

نمی گویم پر تو ے از شید ستان سخن بروز نہ دلم نتابیدہ و در خشے ازین آتش کدہ بر من نہ درخشیدہ

بل آئینہ کہ بصد سینہ زدائی صیقل زدہ بودم از غبار ملال زنگ آوردہ ست و چراغے کہ بہزار داغ سوزی افروختہ بودم از لطمۂ ہائے صرصر غم مردہ ست ہر آئینہ اکنون جز حیرتم چہ رو نماید و جز ظلمتم اثر پردہ چہ زاید اندیشہ ام بگریبان گیری آشنا بست دست بدامن سخن کہ رند و دلم در کشاکش دام تعلق مبتلا ست شانہ درین گیسوے پرشکن کہ کند زبانم عندلیب زمزمہ فراموش ست کہ اگر وے واگرار دے بہشت خاموش ست سہ سال است کہ قیصر نامہ منظم آوردہ ام و من بعد کافر باشم اگر غزلے یا قصیدہ جز قطعۂ سید دیوان حضرت فرید دون قدر بہا درگفتہ باشم بارے انصاف بالاے طاعت ست از کسے کہ این ہمہ اسباب بے نوائی فراہم آوردہ باشد چشم نوائے داشتن درہم از کیسہ درویش درہم از سینہ ریش طلبیدن ست لیکن بمقتضاے الامر فوق الادب مصلحت دران می بینم کہ نخست ورقے ازان مثنوی بسبیل مشتے نمونہ از خروارے بمن فرستند تا من آن را دیدہ و سنجیدہ بمخدوم باز فرستم انگاہ ہرچہ صواب نماید بران کاربند دا زنیاز مند حسن پسند شوند۔

بخدمت یکے از احباب الہ آباد

کام بخشے ورود گرامی نامہ پس از وصول پوست کار و بعد از شگوفہ کردن بہار رسیدن ثمر مرادست یا پس از طلوع ستارۂ صبح دمیدن سپیدہ با مداد ست ہنوز نظارہ در کسب صفا بود کہ شید ستانی دگیر ازان پردہ بر دیدہ و دل تجلی نمود یعنی اشعار ریختہ سرمہ دیدہ بینش و صیقل آئینۂ دانش شد خوشا من کہ در نظر دیدہ وران آبروے گوہر شناسی داشتہ باشم و حال آنکہ گوہر از خزف جدا نہ پنداشتہ باشم من دانم و خدا کہ گاہے بگفتن اشعار ریختہ خاطر نیا دیختہ ام و طرحے درین گلزمین نریختہ چہ ریختہ کلک این کام ہمہ تلخ آب تیرہ خانہ شیراز ست و کام و زبانم بآن دمساز لاجرم چون حلوا خوردن را دوے باید طوطی طبعم بقند ہندی زبان نمی آلاید

این چار عطیتہ کرامت مشمول	چون وحی ز آسمان بمن کرد نزول
شکرست دہزار شکر کز لطف و کرم	شد عرض گدا بحضرت شاہ قبول

درود مسود چہار دیوان بلاغت بیان مانند چہار کتاب آسمانی دست آویز افتخار جاودانی شد بنام ایزد این ہر چہار نسخہ کہ زبان در ادصاف آن قاصر ست شخص سخن بمثابہ چہار عناصر است اہل دیدہ را چار آئینہ مجلی و اہل تقلید را بجاے چہار مصلّی ست حسن را باغ دبہار و چشمۂ چراغ آمد و عشق را بسوز و گداز و درد و داغ

ای صاحب کلاهِ دفترِ تاج و سریر — در مملکت سخن ترا نیست نظیر
زین چار صحیفه آشکارست که کرد — نظم تو چار حدِ عالم تسخیر

آری ذره را چه فروغ که آفتاب را چشم روشنی گوید و قطره را چه آبرو که در طریق توصیف دریا پوید اما سپاس گذار در ترک سپاس گذاری معذورست و نیازمند را عرض نیازی ضرور و آن این که دو چیز از خدا بدعا خواسته بودم یکی تمتع از کلام معجز نظام و آن بپایهٔ اجابت رسید دوم تمسک بدامن دولت که هنوز طالع نارسا بدان نرسانید بنا بران با یاس و امیدم سخت آویزشی رو داده است و خاطر عقیدت مآثر دران کشاکش افتاده یاس بدور باش آن برگشته بختیها از پیشگاه قربتم می راند و امید بتوانائی این عطیهٔ عظمی بچاره بالش عزتم می خواند لاجرم من این عریضه را بدان ستیز و آویز سجل کرده بخدام انصاف پناه آن داورگاه سپرده ام امید که آن از دعوی سست و نادرست خود زبان کار و این از سرسبزی کار و کردار خویش کامگار گردد و من بآن کامگاری خرسند و سر بلند شوم هرچند که از حجاب تیره روزگاریها نور چراغم در تنگ فروغیها پرواز کرمک شب تاب دارد و از غبار خاکساریها آب گوهرم در بی اعتباری پر از جلوه موج سراب دارد اما بوالا دید صاحب نظران

گرچه خوردیم نسبتیست بزرگ — ذرهٔ آفتابِ تابانیم

نظر برین از سایه پروردگان ظل عاطفت سلطانی که در ذره نوازی آفتاب اند چشم داشت آنکه این تیره سرانجام را بپرتو مرحمت زود دریابند۔ نیر دولت و اقبال تابان و درخشان باد

بنام مولوی محمد شاه صاحب

اگر نه لعطای تشریف گران مایه یعنی دیوان حضرت شاهزاده کیوان پایه مشرف گشتمی من دانم و دل که از بیداد فراموشی چه شکوه ها در کار و مخدوم را از کردار خود چه قدر را شرمسار کردمی اکنون شکوه گذار از شکر شعار شکوه بی درد و گله سپار از سپاس گله افتخار بر سر دار و لیکن از حلاوت کلام شیرین حضرت لبهایم آن چنان بهم چسپیده که زبان بسپاس دو زبانم از طلاقت آن سرمایه بهم نرسانیده که حق سپاس ادا توانم کرد ناگزیر بگزارش قطعه جوهر بجوهری خویش عرضه می دهم و منت بر خود و جان خود می نهم یارب منظور نظر کیمیا اثر باد دگر دکساد بی التفاتی مبینا و بلا زمان حضرت شاهزاده بشیر الدین توفیق تسلیم بصد تعظیم می رسانم و بیاد حضرت صوفی صافی مشرب جرعه ازین رحیق می افشانم بگرامی خدمت منشی قمرالدین صاحب کورنش می سپارم و چشم صفا غائبانه از جمال شان دارم

۴۶ بنام خواجه سیف الدین صاحب

امروز عنان شد که نداری سر اهلی ⁂ بیچاره بهر تو غلط داشت گمانها

عمریست که چشم براه و گوش بر آواز قدوم میمنت لزوم بوده و غافل که خود را هیچ تسلی نموده ام هم از بخت نارسای خود شکوه گزارم و هم از جذبهٔ ناتمام خود شرمسار را بخت را چه گناه و جذبه را چه قصور که اگر کوه الوند ست و اگر پیر پنجال باندک جذبه و کششے میتوان کشید لیکن بدادگران سنگهائے آن برادر نتوان رسید آفرین صد آفرین از راه دراز بوده و رتا کانپور تشریف آوردن و آرزومندان را به تشریف خود مشرف نکردن کدام دین و چه آئین ست نے نے

این همه از قامت ناسازئ اندام ماست ⁂ ورنه تشریف تو بر بالائے کس کوتاه نیست

همانا این پیرایه رویها از رهنمائی همسفر شماست که از حلیهٔ مروت معراست ورنه در میان قدمے بیش و ماتمے پیش نبوده نه مارا بسوے شما خواند و نه خودش بسوے ما راند کاش ازین افسانه و افسون که تا اجمیر شریف همپائی ایشان بود مرا از جائے نمی برد و دل مشتاق را بدرد نمی آورد و چرا بوے نگفتند که این راز افشا نکنند و نشتر بجگر فلانے یعنی من نزنند حاشا که خیال تشریف آوری نگرو خاطرم گشتی دشمن مهر و وفا مرا رنجه ساخت و خود را از نظرم انداخت چه میگویم که از گفته شرمم باد من کجا و او کجا گله گو و شکوه چه اگر شکایتے هست از آشناست چنانکه گفته اند راست که براست

من از بیگانگان هرگز ننالم ⁂ که با من انچه کرد آن آشنا کرد

انصاف بالاے طاعت ست اگر بتقریب عذر دوشش یعنی که خدائی خلیل الدین قدمے رنجه می کردند رنج از دل می بردند که بدامن شما می پیچید و اگر بخیال پرسش چشم زخمیکه دران روزها بجانم رسیده مرهمے می نهادند و دادو درمندے می دادند که دست ایشان می کشید و دوش محبت را نازم که تا در خانه رسیدند و عنان گردانیدند و راه سلوک را میرم که جگر پارهٔ شیخ حسام الدین را از بمبئی تا اجمیر رسانیدند و بدرد دل صد پاره نرسیدند محبت و مودت دیرینه را چه شد مهر و وفاے پیشینه را چه پیش آمد بارے اگر دوستان نمی داشتند از بمبئی می نگاشتند که در کانپور بیائید و ملاقات ما در زیارت اجمیر شریف برود حاصل نمائید گرفتم که وقت نگارش خط این اراده نبوده و چشم زد این چپالش و نگالش رو نمود بارے چون عزم مراجعت از اجمیر شد توسن عزم پیلے را بسوئے ما که عنان گیر شده و سوزین آن ست که چرا نمی بایست از خانه خرابها می نمایند

اکنون بوعدۂ ایام عرس تسلی و بعهد بے مدار مدارا کردن آرامیده بے آرام را بازانه جا بردن مضطر کرد نیست

دهی فریبم و سازی امیدوار مرا   که تا بجشن نشانی در انتظار مرا

بالجمله لطفے که بجال من دارند اگر حالیے و بدین طریق دلی خالی کنم قلم تا ابد از نگارش نه استد و زبان از گزارش ناگزیر از گزشته درگذشتم و شکوه و شکایت از دل بدر کرده دانه دانه فراهم ساختم و خرمنے ازان پرداختم یعنی برنج استعمالی که سی و شش آثار نمبر بیست در ابتدائے رسیدن نهاده محصول داده بسبیل ریل فرستاده آمد که هرگاه سفره چین چاشت و شامی پیش گزار طبقے ازان نیز درمیان آرد و هر دانه برنج زیر لب زمزمه سنج آمد که فلانے از دست شما برنج اندر رست و شمار رنجها ازاین انبار افزون تر است شما را نوش و او را فراموش باد و بعد ازین فراموشیها واضح باد که چائے مرسله یا و از گرمجوشیهائے ایشان می دهد و مرهمے بر داغ سینه ریشان می نهد گویند که در بمبئی چائے یک ساله را قیمتے دیگر و دو ساله و سه ساله را نرخے دیگر ست یعنی هر قدر مدت می رود نرخ کم می شود اگر همچنین ست هر وقت که بقیمت مناسب بدست آید بشرط رنگ و مایه صندوقی برائے ما فرستند تا هر قدر که نوش کنیم غمها فراموش کنیم و هرچه ازان بفروش رسانیم گزک آن نوشانوش دانیم۔

دیگر

ازانجا که سپه سالاران فوج ظفر موج آن دولت خداداد و جان نثاران عسکر نصرت معسکر معرکۂ جهاد که از نعرۂ شمشیر شان جماعه شیران مانند شیرازه هم پاشیده و از نعرۂ تکبیر شان نشرقه ناقوسیان چون مور در سوراخ ناقوس خزیده عرایض جانفشانیهائے خویش بنظر اقدس اشرف گزرانیده به تمغائے والا اعتمادی سربلند و بطغرائے عنایات ظل سبحانی بهره مند گشته اند فدوی که غائبانه بیاری اقبال آن دولت جاودانه با شمشیر زبان با دشمنان سرگرم کار بوده خود را شریک غازیان نموده ست جائے حیف ست که در عرض جوهر بے جوهریهائے خویش تنگ حوصله و در طریق اظهار جان نثاریها شرمنده از اهل قافله باشد بنابران محاربات روحانی و مجاهدات زبانی خود را پیرایۂ نظم داده از روئے تمسک بدامن دولت قیصری قیصر نامه نام نهاد بحضور حاشیه نشینان دفترکده اجلال می گذارند و آن را دست آویز حصول سعادت دارین میدانند امید است که بتشریف شریف قبول بندگان باب عالی مشرف و همواره در سلک نظیفه خواران نسالک بوده مدعائے دین و دولت موظف باشد (دیگر)

ازانجا که هر شئے بمرکز اصلی راهی و هر ذره بخورشید نگاهی دارد و قطره تا سر گشته بلند و پست

ساحل نشود بدریا واصل نشود و ذره تا بہوا وران شامل نشود بخورشید مقابل نشود آرے من
ہمان قطرۂ بے دست و پایم از دریا برکنار و ہمان ذرۂ بے مقدارم تیرہ روزگار اکنون کہ کمند جذبۂ
شعاعی خورشیدم بدان آستان آسمان پناہم کشید و جنبش سلسلۂ موج سرچشمۂ امیدم بدان درگاہ
دریا دستگاہم رسانید شور تشنہ کامی من شنیدنی و جلوہ تیرہ سرانجامی من دیدنی نیاگان من
نان بشمشیر زدن می خوردند و قطع راہ زندگانی می کردند در روزگار من کہ خشک سال جوانمردی
و زمان دم سردی است نہ آبے بدم شمشیر ماندہ و نہ تابے بہ پر تیر ناگزیر دست ازان برداشتہ
قلم زنی را تیغ زنی پنداشتم و بحصار عافیت یعنی کنج عزلت نشستہ از طعن دونان ستم نوشتہ ازلی
را می نوشتم و تخم اہل رامی کشتم و بہر چہ ازان می رید دم برگ معیشت می نمودم ہیہات کہ فلک آن
ورق ہم برگردانید و بر صفحۂ احوال خوشخطان یک قلم خط نسخ کشید ہم اہل سیف را جوہر اعتبار نماند
و ہم اہل قلم را دستے در کار منکہ دست طلب پیش کسے دراز نکردہ و سر بہیچ درے فرو
نیاوردہ ام حیف باشد کہ از آشنا پناہ بہ بیگانہ و از کعبہ راہ بہ بتخانہ برم بہ مضمون اینکہ
جمال کعبہ نتوان دید طے ناکردہ منزلہا، نہ پائے آنکہ بطواف حریم کعبۂ دولت توانم رسید بفحوائے اینکہ
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا، نہ یارائے آنکہ رخت ازین ورطہ بدر توانم کشید غم قوت لایموت
برکنار بار عیال و اطفال بگردن جان دارم ہمانا دامن بزیر این دو کوہ گران دارم لیکن پیش
صاحب شکوہان کوہ را چون کاہ اعتبارے نیست و سبکدوش کردن ازین بار گران دشوارے
پس اندک امدادے از خدام می خواہم کہ لکھنؤ را خیرباد گویم و دلشاد بسوے حیدرآباد پویم
معروضہ کہ گواہ صدق مقال من و آئینہ حال ماضی و استقبال من ست بملاحظہ می گذرد تا جلوۂ ظہور
گرد کہ سواد این دودہ روشن از چیست و در پردۂ زنگ این آئینہ جلوہ گر کیست ؎

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم

بنام نواب صدیق الحسن خان صاحب نصفا در جواب رقیمۂ کریمہ مع درج و شعر رسید نسخہ موسوم بہ صبح گلشن

پرتو ورود افگندن فرد غانی نامہ بذرۂ ناچیز یعنی عزیز آن کرد کہ سہیل با دیم یمن و شمع با اہل انجمن
اگر آیت رحمتش خوانم شان نزولش جز قدردانی چہ توان نگاشت و اگر وحی آسمانیش دانم
باعث ورودش جز تائید ربانی چہ توان پنداشت رسید و بسول تیسیر نامہ و نوید شمول
آن مختصر جامہ در فہرست عطارد سواد ان گمنامی را چون آفتاب بلند نام و شام تیرہ سرانجامی را

روشن تراز بام گردنازم که سواد حیرتی عرصه دادم و به تجلی المنم اشارت رفت و شام غربتی ارمغان فرستادم و به صبح گلشن بشارت رفت چنانچه بستم ماه گذشته دیدهٔ مشتاق بفروغش روشن و دل افسرده بمطالعه اش گلشن شد۔ رباعی۔

صبح گلشن که پرتو تحقیق است ‌ ‌ ‌ مصداق صفائے جوہر تحقیق است
می زیبدش اینکه صبح صادق گویم ‌ ‌ ‌ کائینهٔ حسن یوسف صدیق است

بنام ایزد آن اختر اوج سعادت که هنوز از منزل دوازدهم قدمے بیش نرانده ست و زورق بآب فرورفته کاروانے را بساحل رسانده ست علم و عملش چون بخت و دولتش روز افزون باد بپایان تذکره ببزم مشاعره رسیدم و دیدم که شیشه و ساغر بروے هم چیده و لاله و گل پهلوے هم مجلسیان از مخموری من بجوش و برزبان بیزبانی در خروش آمدند که هر چند دیر آمده در میخانه بازست و اگرچه کوتاه حوصله وست همت ساقی دراز از در درآی و یک دو ساغر بپیمای ناگاه از دست رفتم و توبهٔ دیرینه شکستم و بشوق باده پیمودن که باده پیمودنش توان گفت نشستم از در و صاف انچه به پیمانه ام ریخته هدیه پیش کش صبوحی کشان آن انجمن ست و از خار و گل انچه بدامنم آویخته هدیه سحر خیزان صبح گلشن آفتاب دولت و اقبال درخشان۔

دیگر

اے طبع تو معجزے را ایمان آمد ‌ ‌ ‌ کلک تو کلید گنج عرفان آمد
نام پاکت که نیک وارد انجام ‌ ‌ ‌ رکنے اکبر ز چار ارکان آمد

سال گذشته که قلم عقیدت رقم ما تیغ ترکان همدم و در معرکه سخن علم گشت لاجرم باداے سپاس عالی همتی بندگان عالی بهوپال و شکر والا نهمتی مستفیضان آن دولت لازوال که خستگان روم را بمرهم ملطف یاد و جهانے را بدان مراحم شاد فرموده اند جسارت نموده در سعادت دارین بروے خود کشود اکنون که آن محضر نامه موسوم به قیصر نامه از قالب طبع برآمد دو نسخه از آن یکے پیشکش جناب گردون قباب که مرکز جهان و مرجع جهانیان است و دومی هدیه عتبهٔ خاص فیض اختصاص که آئینهٔ صدق و یقین و گنجینهٔ رموز دین ست بسبیل ڈاک می رسد یعنی مشت غبارے با فلاک می رسد هر چند باین فضل و کمالی که ملازمان را در علوم عربیه خاصه تفسیر و حدیث حاصل ست عرض جوهر پیش جوهری نمودم حرفے باطل ست لیکن

سواد تذکرۂ شمع انجمن پروانۂ پرواگی خویشم بخشیدہ گستاخ این پرافشانیہا گردانیدہ ست نظر بران سرمہ باصفہان و ذرہ بخورشید تابان فرستادہ ام و بامید کسب ضیا دیدہ براہ کرمت کشادہ چشم دارم کہ بفروغ قبول کہ الٰہی درنگش مباد روشن سواد و بر سید رسائیہاے طالع خویش کہ چشمش مرساد دل شاد گردم زیادہ ادب

دیگر

جناب صوفی صاحب رشکین نامہ با دو قطعہ رنگین چکامہ کہ یکے از خود جناب و دومی از شاہزادہ معلے القاب است چون گل از گلزار رشک از تاتار رسیدہ بمطالعۂ آن یکتا جریدہ و آن دو قصیدہ خیلے محظوظ شدم و می شوم و خواہم شد اکثرے از اشعار نعتیہ او ورد زبان بلکہ حرز جان ساختہ ام

ہر کلامیکہ درا و وصف لب لعل دیست — سالہا نقش نگین دل و جان خواہد بود

لیکن ہنوز دیدہ ہمچنان نگرانست و دل مشتاق ترازان چشم [illegible] سوادیکہ از شیرین تحقیق با توفیق فروغ طلوع گیرد جلوۂ نگارش پذیرد علی الخصوص از نظم پروین ملک حضرت توفیق اگرچہ بہرہ ربودہ ام اما از نثرہ تمثال سوادے روشن نمودہ ام لاجرم بدان مشتاق ترم و از غایت اشتیاق مضطر در نیولا غزلے گفتہ ام اگرچہ ناگفتنی و ناشنفتنی ست اما بدوست میتوان گفت و چون ہم از دوست میتوان شنفت

دیگر

کرمی جناب شاہ یحیٰی صاحب مدظلہ العالی

ناخواندہ چو خورشید خود آمد بسرا — آخر اثرے کرد دعاے سحرا

بخت مساعد و طالع موافق آمد کہ دمیدن صبح امید برسیدن فرد غانی نامہ صادق آمد نماز بردم و شکر الٰہی بجا آوردم اما از شکر نعمتے کہ عبارت از ورود والا نامہ است ہنوز فارغ نگردیدم کہ سپاس نعمتے دیگر کہ کنایت از وصول تاریخی خامہ است برخود واجب دیدم حال آنکہ ہر نعمتے را ہزار شکر درکار باید و ہر شکرے را چندین ہزار شکر در بار و من با این ہمہ سکر کہ دارم شکر این ہمہ نعمتہا چگونہ بجا آرم لمولفہ۔ قرب را نازم کہ دور از خویش مستم کردہ ؛ سرخوش پیمانہاے دور دستم کردہ نمک شکوہ نرسیدن قیصر نامہ بوالاخدمت و شکر حلاوت دیدن آن مختصر نامہ بعبارت در نداقم کار انگور میخوش کرد کہ نخستے ناخوش و نشتے سرخوش کرد و کیفیت اینست کہ چند نسخہ ازان کہ بدست نارسا رسیدہ حریفان چون دل از دستم بردند و نظر برین نکردند کہ بیدائی بدیگر دلنوازان چہ خواہد داد

وتہی دستے بدوستان چہ خواہد فرستاد داد ازین بیداد و فریاد ازین بیداد و این نسخہ کہ بعظیم آباد رفتہ
نہ پندارند کہ نام نامی از یاد رفتہ بلکہ مولانا محمد سعید مدظلہم را زجناب ساحی دور تہ پنداشتہ و بوالا
ملاحظہ گذشتن این نسخہ دران حضرت مدنظر داشتہ ام و دیدہ خوردہ بین چون زنگ دوئی درمیان نمی بیند
ہر آئینہ نقش بیگانگی اینجا درست نمی نشیند البتہ باعتبار صورت برہمند دبشکوہ مہر آگنو خرسندم انشاء اللہ
ہدست سید مقبول شاہ صاحب کہ نزدیک تر بانسو می رود نسخہ علیحدہ پیشکش می شود والسلام بالوف الاحترام

دیگر

دو قطعہ نامی نامہ رسیدہ نخستین رانخل حدیقہ اتحاد توان گفت کہ ناشپاتیہا بار آورد و دومی را نہال گلزار
وداد توان خواند کہ شمیم نوبہار آورد و بے شمار آورد زہے من و خوشے من کہ شگفتہ طبعان ہوائے
گلگشت برنگیہائے من دارند و خارستان را بہارستان پندارند افسانہ و افسون من خوابے
و نمائش و نمود من سرابے بیش نیست کمابیش ترپنج سال ست و باندازہ بیطاقتی ہائے من برابر پنجاہ سال
کہ وابستہ و نخستہ کالجم دور و بیدماغیہائے خود را معالج سبقہائے خواندہ میخوانم و ورقہائے
گردانیدہ می گردانم منکہ نوائے نغمہ بلبل بلکہ صدائے خندہ گل برگوشم گران می گذشت امروز
غوغائے رستاخیز مہمان من است و شور صد محشر نمک خوان من ؎

برسرم غوغائے قال وقیل ہست　　گوش من بر صور اسرافیل ہست

انصاف بالائے طاعت ست سخنور کجا و این ہمہ شور و شر کجا از نثر حرفے جز فراموشی یاد ندارم
واز نظم مصرعے جز خاموشی بر زبان نمی آید بارے دل آشفتہ کہ خود را فراہم نمی تواند آورد اوراق
پراگندہ را چگونہ جمع تواند کرد داد ازین آشفتگی و فریاد ازین دل گرفتگی کہ عزیز را در چشم خویش
خوار یعنی از روئے مشتاقان شرمسار کردہ ہا نادرین معاملہ بذرہ مانم کہ آفتابش مشتری می آید
و داد از کالیوگی کالائے خود نتواند پوزش برکنار و معذرت برطرف اگر فرصت دست دہد
بیاد دوستان درین بوستان جامی وار اندوہ این خجلتہا کہ کشیدہ ام انتقامے می کشم
دیگر از خدا بدعا می خواہم کہ سراسیمگی سامی کہ از رنجوری ہمسر گرامی ست دور و خاطر نگران
از مژدہ صحت مسرور شود و واضح باد کہ تلغراف معرب ٹیلیگرام است کہ لفظ انگریزی ست
پارسیان غین را بکاف پارسی بدل کنند

بنام مولوی ذوالفقار علی صاحب

شوق می سگالد که آمد از اشک و خامه از آه کرده و چندانکه روزها بشب آورده ام نامها سیاه کرده کبوترخانهٔ اوراق پریشانی دل را درد طلبانس هر نالهٔ مرغ نامه برے را پرگشاده دل می نالد که نے بناخن شکستن از خامه و سواد سودا نقش بستن بنامه و من بعد بوام پیام روان کردن و آن سفینه کاغذی از ورطه تلف بیرون بردن پس رسیدن بساحل وصول دآشناگردیدن بنگاه قبول انگاه به تشنه کامی که طرف شبنمی نه داشته دل به تمنائے آب حیات سوختن و تنگ ظرفی که آبروے قطرهٔ نیافته چشم بچشمهٔ التفات دوختن صبر پیے خواهد جگر سوز و جان گداز از سرگرمی این اندیشه آتشم بجان گرفت دودے ازان بر هوا تپش بست بباریدن گرفت یعنے خونے در دل بجوش آمد و از مژه چکیدن گرفت بیطاقتی در طلسم حیرتم انداخت و چون نقش تصویر در خارا اسیر حصن حصینم ساخت رنج و محنتم نشار کرد و غم وا ماند و هم سنگسار هم وران سنگباران سنگے بر شیشهٔ دل رسید که لوح کشایش طلسم مدعا گردید هر آئینه شعله حیرتے که از برخوردن آن سنگ از درون در خشید دل را گداخته نو آئین آئینه بدان پرداخته دیده بدیدن واده ام و نغمهٔ حیرتے که از بر شکستن آن شیشه بگوش رسید جان را نواخته دلنشین سازی بدان ساخته گوش بشنیدن نهادم ؎

هرسو که رو نهم نگرم بر رُئے تست | از هر که هر چه می شنوم گفتگوئے تست

اشک را نازم که پائے بدامن شکسته بے تو گرم جستجویم تا گرم روان سراغ نبرند پیوسته لب از سخن بسته با تو مست گفتگویم تا حریفان جرعه ازین ایاغ نبرند کوہے که در ره داشتم پاک بسوخت خاکسترش اگر بر دل خورد آئینه زدا و اگر بدیده نشست توتیا گشت و سدیکه پیش نگاه داشتم از پا در افتاد خشتش اگر بدست آمد ید بیضا و اگر بدیده رسید سنگ تجلی گشت بر دیده وران روشن ست که چشم روزنه پیش طاق خیالات ست نه کوکب برج کرامات چه پیداست که انچه از تجلیات در خاطر حق گزینان پرتو می انداز و سینه صافی آئینه تحقیق ست وانچه از الهیات در دیدهٔ صورت بنیان نقش می پذیرد و رنگ ریزی خامه تخلیل مشائین واشراقین را دل از کسب صفا جام جهان نماست مشتاقان را هم اگر دیده از مشق مهر و وفا عینک دوست نما باشد چه دور قافله سالاران بادیه حال را بخشش ذوق ملکوت کراست

پیادہ پایان وادی قال را اگر بیک شوق گیتی گرا باشد چہ بعید پس خود ظاہرست کہ ہر کہ را چشمے ازین سواد روشن ست داند کہ خامہ بآمہ آلودن آہن سرد کوفتن و سیاہی شب از بہر دودہ زدودن ست لیکن ناگزیر برسم ظاہر بینان ورقے می نگارم ہمانا دیوارے پیش چشم کشیدہ چشم پاسخ دارم ؎

در وصل از و توقع مکتوب می کنم — بیطاقتی مرا بدیار دگر کشید

مخفی مباد کہ از روز ورود لکھنؤ جمعیتم را شیرازہ از ہم گسستہ و خاطرم چون ورق نشان در نورد غم درہم شکستہ در تلاش کتابہائے مطلوبہ از خود رفتہ در جستجوے خویشیم و از خجالت نایابی مطلب چون طفل سبق فراموش سر در پیش گناہگارم نہ بیار امید وار عفوم از طبع کریم نہ طلبگار شفا از حکیم حالات خجالت رشحاتم و خیالات ندامت نفحاتم مطول ست مختصر می کنم و بہ تحریکے در ضمیر مستتر و مضمر است اظہر می کنم اعنی لکھنؤ را کہ در باب درس و تدریس زندہ شش جہات و منتخب ہفت اقلیم است بل اظہر من الشمس و ابین من الامس کافق المبین سواد العلم و خلاصۃ التقویم تعلم و تعلیم است از جزو تا کل فرا رسیدم اما نتیجہ کہ اطلاق تصدیق و تصور تحقیق در ذہن دقیق التشقیق بران مرتب میشد چہ بالذات وچہ بالعرض نیافتہ و فردے ازان کہ منقسم البیع باشد ندیدم ہر چند نایابی این کتابہا خود مسلم الثبوت اعم ازان کہ ممتنع یا ممکن الوجود ست در معرض بیع شق اول مثبت و در مورد نقل شق ثانی موجود در فرنگی محل کہ بلسان عبر بیت الفرنج دیگمان من دار الفرنج افتادہ بعضے ازان کتابہا بیش بعضے چون کتابہا بر طاق بلندی نہادہ ست تا طالب کرسی چہار پایہ سر طاعت و نیاز زیر پا نگذارد و حاشا کہ از فراز آن پایہ فرود آرد لیکن مرا کہ بپیش این بزرگان سر نیاز فرازست و ہم دست گستاخ دراز نزدیک ست کہ زبان طلب و دست ہوس برکشایم و پس از ہم رسیدن کاتبی کہ سرانجام تواند کرد از عہدہ خجالت برآیم والسلام

بنام سید خورشید عالم صاحب

در بزم نازش آئینہ داری مسلم است — ہر ذرہ کش نیاز بخورشید عالم است

بنام ایزد بر خود می نازم و از ناز بہ نیاز می پردازم شبم بروشنی روزست و روزم از بہروزی نور دز کہ قبلۂ آسمان و کعبۂ ہفت اختران را با من سرے و چشم چراغ منازل دوازدہ گانہ را بر من نظریست فروغ پذیرگشتن دل و دیدہ سراسیگی ہنگامہ وافرہ فروغ فرد نمائی نامہ

ذره خورشید را چشم روشنی چه پامی اختلاط است و طور رو تجلی را سرگرمی فراوانی ارتباط است گویا خضر آب بقا و کلیم ید بیضا و جمشید جام جهان نما و اسکندر آئینهٔ مجلا یافت آب خضر بر کنار اگر خود خضر راه مدعایش خواهم در مذاق حال گوارا است که لب تشنهٔ گم گشته را بسر چشمهٔ مقصود رسانید آئینه سکندر بر طاق اگر خود طلسم اسکندر نمایش دانم در عالم مثال خوشنما ست که دل حیرت سنجبل را از جمال دوست منعکس گردانید من دانم و دل اگر پیش ازین شبهای جدائی را صبح امید از افق دمیدے و برق آگهی چراغ کلبهٔ تارم گردیدے دود چراغها خوردیدے و بدان دوده سواد بار روشن کردمے نفسها سوخته آتشے افروخته مجمره گردان شوق نهانی گشتمے و هوسها گداخته آئینه ساخته پرده کشاے روزگار حیرانی گشتمے طوطی شوق هم از آن سو بگفتار شکر ریز آمدے و گوش هوش هم ازین سو بشهد و شکر لبریز آمدے شکر صد شکر که اکنون برغم رفته کام و زبان لذتے بر گرفته یارب بپیوسته ساغر تمناے این لب تشنه از آن شربت مالامال و دیده هجران دیده هم از آن لذت دیدار خوشحال باد رشحهٔ ذوقے که بهوس تلخابه ریزی شیره خانه جانم از پردهٔ دل بیخته و از لب و دهان با گلاب و قند آمیخته بکام خامه و از خامه بقالب نامه ریخته اند مذاق جان را شیرین کرد و کام و زبان را پر از انگبین چه گویم که از حلاوت سخنان شیرین لبهایم آن چنان بهم چسپیده که زبان بسخن نتوانم کشود و غزلے بهوس نیارم سرود آرے اگر نسیم در چمن گره کشا نشود غنچه را چه گناه که وا نشود تا از نے سخن طلبگار نیاید شکر بگفتار نیاید تا زلیخا خریدار نشود یوسف ببازار نزود هیهات نه شیرین جمالے که بنقش خیالے تمثالش نقش مراد بر کرسی خارا توان نشاندن و نه بفسون سازی وعدهٔ وصالش تیشهٔ اندیشه توان راندن نه لیلی تمنائے که بهر باد اے چشم سیاهش ببیابان بیابان سخن توان کردن و برات جایزه هاے شاخ در شاخ بشاخ آهو توان بردن هرچند جا نیست که این شکارگاه هم از صید و هم از صیاد خالیست و اگر صیدے هست تصویر خفته نهالی و اگر صیادے نخچیر زمین گیر قالیست و بالفرض اگر چرب زبانی و آتش بیانی هست روغن بچراغ ندارد و اگر دارد از بیرنگی دماغ سیر این باغ ندارد و من که آتشے از جان برانگیخته شمعها از پیه گردهٔ خویش بقالب ریخته ام شمع افروز کاشانهٔ خویشم و پروانه شمع خانهٔ خویش اگر کبابے بر سفره دارم از بدن خود است و اگر شرابے بکاسه از آن خود

گلستان شکست رنگ خویشم
بهار غنچهٔ دل تنگ خویشم

بو شش کرده ام گل را فراموش   کشم خود ناله و خود می کنم گوش

لاجرم چون زخمه بر ساز بے نوائی من زده اند گوشے تا در پیچ و خم این راه چه مرغولها دارم اگرچه بریسمان بر آسمان بر نیایم یاری زهره را از آسمان فرود می آرم گیسو سیاهان را سلسله جنبان ناز ستم و معنی نگاهان را آئینه دار راز چنانچه این دو غزل آئینه حال من و شاهدین عادلین صدق مقال من ست بناز از قبله برگردانده رو تقوے بناهانرا ۔ ندانم بعد ازین در سر چه باشد کجکلاهانرا

بنام منشی رونق علی صاحب

روشنی بخت بیدار و رونق بزم روزگار سلامت نامه بیرنگ چکامه پیرنگ بوام بیام سپرده شد چون دلے آشفته تر از گفتار خویش و جانے پراگنده تر از کردار خویش داشتم ندانم که در دل چه داشته و بنامه چه نگاشته ام بارے اگر خامه پریشانی کاشته سنبل می توان درود و اگر حیرانی نگاشته آئینه می توان زدود و بالفرض اگر کاغذے ساده گذاشته ام می توان یافت که چشمے براه پاسخ سپید داشته ام اندیشه این ست که بسهو خطائیکه پے نبرده باشم استصواب رائے سامی نکرده باشم لاجرم تحریر تازه می پردازم و ایشان را بر خود دلیر می سازم تا دیگرے بران چیره و با من چیره نگردد و پیداست که این اشعار نگارش آمد و خواهش آن بود که ابیات قصیده از اعداد قصیده بگذرد و لیکن آشفتگی مجموعه جمعیتم را آنچنان شیرازه از هم گسیخته که هنوز همان ورق می گردانم و خود را فراهم آوردن نمی توانم هرچند هر روز در دل می گذشت و می گذشت که امروز و فردا این کار باختتام خواهد کشید غافل که بخواد نتوانم تا بانجامش چه توانستم رسانید اگر بر همان قدر اکتفا و با آن همه بے مقداری انشا کرده شد آورخ که میدان وسیع بود و سمندے نه راندیم و ایوان رفیع بود و کمندے نیفگندیم دلے در گداز آورده ایم نیمه خون گشت و از مژه بتاراج چکیدن رفت و نیمه رنگ شد و از چهره به سیلاب پریدن نامه و خامه همچنان بے آب و رنگ و کام و زبان همان بے شهد و شرنگ ماند بارے تلخ و شیرین و ساده و رنگین از هم جدا کردن و بلاحظه عالی در آوردن بر رائے والا ست و درود قبول از جانب او سبحانه تعالے

بنام حافظ ضیاء الدین صاحب

زاهد جنت بصد دعا می خواهد   قلب صوفی ز حق صفا می خواهد
عاشق معشوق خوش ادا می خواهد   ظلمت کده دلم ضیا می خواهد

رسیدن فروغانی نامه بدادسیه روزی من درخشیدن سهیل ست بر ادیم یمن خامهٔ مشکین ختامه
از رطب و یابس زمانه هرچه نگاشته و از سنبل و ریحان هرچه کاشته پارهٔ سلسله جنبان گیسوے
پریشانی ست که پیش پا افتاده بود و لختے نفحه رسان مژده تن آسانیست که بیچارهٔ هیچ کاره دست داده

یارب تن نازک تو رنجور مباد — از چشم بد زمانه چشمت مرساد
آزرده ز درد پا نگردی هرگز — کو از رهِ معذرت بپاے تو فتاد

با آنکه روزگار از بس رشکے که با غبار داشته ورمی را بپا بوست گماشته از ره نوردی کوچه
ویرزن باز داشته سخن کوتاه سرگذشت سامی که با مرد سفر بود اگرچه شنفتنی است اما قدرے
از حال خویشتم نیز گفتنی ست یعنی چون صفا از دل و ضیا از دیده شده بمهمان سراے ڈمراؤ رسیده
شنیده شد که اختر اقبال این محال به عظیم آباد رفته و بوکه عظیم آباد را هم خیر گفته من چون تشنه بساحل
رسیده بجاے آب جز سراب ندیده غم جدائی سامی یک طرف و اندوه ناکامی یک طرف ناگزیر شبے
باختر شماری رخنه هائے کلبهٔ سفال پوش بروز آوردم و نیمه روز بهرزه گردی آن خطهٔ ملال خیز بسر بردم
شامگاهان بدار الرحیل آمده بکالسکه جاگزیدم و نیم شعبان به پٹنه رسیده در سایهٔ حفظه حافظ احمد الله
آرمیدم سال پوشان و نازفروشان شهر پیش از ورود من جبه و عمامه از کار چکین و بافته هر که هرچه
بافته ساخته و پرداخته به کلکته شتافته مرا نه جاے ماندن و نه پاے راندن روزے چندے حیران
و چشمے نگران داشتم که خریداران رونق افزاے این دیار و باعث سرگرمی بازار می شوند عاقبت
آن هنگامه هم بر دار و بے شکست و دلم از بند تعلقے که داشت رست ندانم مآل این حال چیست
و شفیع این اعمال کیست مختصر که هنوز روز اول ست و کار بخداوند کارساز محول و درنگ پاسخ را
سبب این ست که روزے چار پنج در باقر گنج اقامتم اتفاق افتاده بود و بوجه عید قیام آنجا بعید
نمود ناگزیر بخانه باز و بنامه سخن ساز آمدم

دیگر

عاشق معشوق خصال و معشوق عاشق تمثال سلامت نیاز مند بناز هائے ناز آمیز و نازهاے
نیاز انگیز می رساند و می داند که از ناز بان نخواهد رسید که اگر می رسید از مهجوران می پرسید
و کاوش اگر نه پرسید بوسے از آن بوستان از دوستان دریغ نمی داشت یعنی بلبل چه گفت
و گل چه شگفت نهال چه آورد و شاخ چه برد و صبا چه گشود و ابر که بست شگوفه چه نمود و نرگس چشم

تماشا کرد حرف بحرف می نگاشت ہمانا آب وہواے آن دیار برق خرمن مہر و وفاست ورنہ
از کجا کہ خامہ محبت شمامہ سنبل و ریحان نمی کاشت ونظارہ نسرین ونسترن نمی ورد دنے نے
ربط اتحاد آن می خواہد کہ اگر دوست را در گلگشت آن چمن دل بشگفتگی نیرزد ہر شگفت کہ صداے
خندۂ گل بگوشم نخورد و اگر حریف را بدوران انجمن تنگی رود ہر عجب کہ تلقل شیشہ
مل از ہوشم نبرد لاجرم من ہمان دیار ہمان دل چنان و دلدار چنان لیکن آخر دل است و
صد گمان چرا نہ جوشد و شوق است و ہزار داستان چیان نخروشد یختے بشنوید بداد دل رسید
و دلے کہ از من بردہ اید اگر باز بمن دہید بارے بنگارش در دل تن دہید و منت بر من
و جان من نہید

بنام خواجہ سعد الدین المتخلص بہ سائل

طاقت از اشتیاق بس طاق است　　　دست کوتاہ و شیشہ بر طاق است

شوق یکہ تازہ درتگ و پو و میدان طلب تنگ منزل مقصود دور و پاے تمنا لنگ کمند طالع نارسا
و کنگرہ مدعا بلند بیمار فراق ناتوان ودوا ناسودمند شوق می گوید کہ پاے گو لنگ باش
سر و دستی سلامت کہ راہ دوست بسری توان سپرد دل می نالد کہ کمند طالع کوتاہ باد نردبان طلب
استوار کہ خود را ببام مراد می توان برد لیکن آہ از بے سرو پائے کہ سرے دارد و سرے
از گریبان برآورد دستش ندہند و بار منت پا از سر کردن بدوشش نہ نہند ہر چند دست و پا
ورہم زنم کہ بندہاے جان گسل برہم زنم اما بند ہایم استوار تر شود و دست و پایم افگار تر بالجملہ
روداد اشتیاق من بیچارہ چنین ست و اتفاق بخت و ستارہ چنین سر بر دوش گران است و
تن بر جان ناتوان بے سر و سامانی مزید بران نہ متاع پسندیدہ آبائی را روز بازار نہ کالاے
جنس ذاتی را کسے خریدار خس فروشان بفراوانی آسمانہاے کاہ بست پشمینہ پوش و پشمینہ
فروشان بارزانی طاقتہاے گلرنگ گلیم کہنہ بر دوش باین ہمہ بار تعلقات بر دوش است
سرازان نتوان کشید و زندگی بگردن افتادہ ست گردن ازان نتوان پیچید جز این کہ
رجوع بکردگار کنم چہ کار کنم آن دردمند ہم چون بآستانہ فیض کاشانہ حضرات پناہ می بردہ باشند
درحق این مستمند ہم دعاے خیرے می کردہ باشند والسلام

رقعۂ دیگر

والانامہ رسید واضح گردانید کہ کوتہ قلمی دور روستان پائے در گل دکم خدمتی بندگان کاہل مانع مہربانیہاے جاودانی نبودہ ونیست ونخواہد بود وچون چنین ست شرمندہ سخن سازیہاے معذرت چرا باشم واز حق پرستی گذشتہ چرا تہمت تراشم عبارت آرائی کافرماجرائیست وسخن سازی کفر طریق آشنائیست آرے دل بکار باید گو دست درکار مباش وخامہ متراش ونامہ مخراش

دلے دارم کش از خود ہم خبر نیست ولیکن بیخبر از بیخبر نیست
صفیر خامہ ات آید بگوشم ہما نا نالۂ ما بے اثر نیست

آمدم بر سر مدعا شور انگیزی خارج آہنگان بوصل کلمہ بلا فصل شنیدہ برین غوغاے بے اصل خندیدم از عبدالستار خان کہ در امثال این مقدمات سر دفتر است استفسار رفت معلوم شد کہ رسالہ درین باب طبع نگشتہ واز نظر نگذشتہ اگر درین نزدیکی بہم می رسد بوالا خدمت ہا ناسید

بنام نواب یار جنگ نواب اکرام اللہ خان بہادر

از عرض نیازمندیہا کہ سرمایہ نازش وابروست واز شوق ملازمت کہ جگر گوشہ دیرین آرزوست می گذرم و می نگارم روزی برگزیدہ منش عزیزی منشی محمد تقی در کیننگ کالج بامن برخوردند وحدیثے از یاد فرمائی ملازمان ہم درمیان آوردند شوق دامن دل کشید نیازمند را آزمند تر گردانید ہم دران میان دیواننے از حضرت میثو تیمن محمد تقی با در خان بہادر مرحوم بمن نشان دادند بہ ترتیب آن منت بر سر وچشم نہادند دیدم وفہمیدم کہ نگارندہ از کہن نگاشتہا نسخہ گرفتہ کہ این سفینہا این کاغذین پیرہنان ہمہ متن منتخب سخن خیابان قرار یافت کہ شنبہ روز بدستیاری بخت انتقام از دوری ومہجوری درہ نمائی اوشان تشریف سعادت از حضوری گرم رہنما راہ گردانیدہ بکاکوری راندہ دیدۂ مشتاق ہمچنان نگران ماند دو روز بعد از ستودہ آئین منشی منہاج الدین صاحب معلوم شد کہ ملازمان ہم بکاکوری نہضت واز انجا یکشنبہ بلکھنو معاودت ودو شنبہ از لکھنو برام پور مراجعت می فرمایند ناگزیر دل باسید ودیدہ بدید دو داد یدہ بستم یکشنبہ در قیصر باغ بسامی فردوگاہ بہرہ ور گشتم اما چون بخت خویش

ناکام برگشتم آمدم بر سر مدعا پنج تا غزل ازان دیوان ترتیب شده با نقل کالاصل بملاحظہ می رسد
اگر خاطر پسند نباشد دور باشی ورنه دستوری را آرزومندم تا بآرائش و پیرائش آن نگلده را
آئین بندم اما کوتاهی فرصت روزگارے درازمی خواهد زیرا که پنج شش سال وابسته و نخسته
کیننگ کالجم و در و بیدے را معالج دماغ پامال غوغائے قیل و قال ست و دل و ست خوش
بازیچۂ اطفال سخن سرائی را در نقار خانه چه هنجار و مے پرستی را با صومعه چه کار لاجرم و رنگ را
این کرد و کردار عذرخواه است دپوزش گذار در طلب اجازت چشم براه بخت و دولت بکام باد

دیگر

طرفے اگر از جهان توان بست | بر مهر علی میان توان بست

خوشا روز یکه مهربانی و پرتو قدردانی بر این ذره ناچیز تافته و تشریف عزت عزیز یافته
همانا ان ذره نوازی باعث این سرافرازی و ان سربلندی سبب این ارجمندیست که امروز نگارش
این نیازنامه می نازم و بدین نازش از دیگران بے نیازم نگارش و گزارش آنکه عزیزی منشی شکر الله
سلمه تا از مدارج پارسی متعلقه یونیورسٹی پنجاب آبے برروے کار آورد و لب تشنه آن بود که خود را
برکنار رود وے عام الاورد ارساند و مزرع آمال را سرسبز گرداند تا گرفت تخشش ره نما و
سنگ آستانه والا بقوت مقناطیسی دلربا شد که از لکھنؤ بگذرین بهوپال چون باد شمال ره گرا شد
ورنه پیداست که دران سرزمین سری باد ری و راهے بدرگاهے نداشت پس چشمداشت
که بدستیاری مکرمت سامی بهره مند و ناخنش بسر رشته بند شود تا گره از کارش بکشاید
و نقد مرادش بدست آید ع باکریمان کارها دشوار نیست ایرام را درین مقام برین رباعی اختتام ست

اے آنکه ز تو امید نعمت باشد | کلک کرمت کلید نعمت باشد
تو صاحب نعمتی ترا باید شکر | شکر نعمت مزید نعمت باشد

دولت و نعمت بکام باد

دیگر

سلامیکه آئین صدق و یقین و از دیرباز گرد دست و جبین است می گذارم و می نگارم هر چند
سلام روستائی بے غرض نیست اما چون مقصود از سلام و پیام سلامت ذات گرامی ست و آن
پیوسته از راه سامعه دلنواز اهل نیاز است لاجرم میانجی گری خامه را دران میان مدے

زائد شمرده بخاموشی خو کرده و اکنون خامه بر سر جنبش و نامه بنگارش آمده سبب این است که میان غلام رسول یادگار میان کرم دین مرحوم که باوشان اتحادے و ودادے داشته‌ام و علاوه بران نسبت تلمذی هم بمن دارد خطے در باب بنائے خودش نگاشته و بنیادش موقوف بر مهربانیهائے سامی گذاشته یعنی می خواهد که ستونے در میان بگذارد و کوشکے بران برآرد همانا خامه ام را عماد آن عمارت نهیده و نامه ام را به رنگ آن تعمیر تصور دیده ست اگرچه جرأت تحریر سپاس نامه را درین هنگامه نداشتم اما نظر بر چشم مروت و عین عنایت سامی مصدع اوقات گرامی شدم و می شوم که اگر از کوشش و کشش و سعی سپارش والا در صدر تکیه ضربے بآن جناب بوده باشد بنائے مرادش قیام پذیرد و توجه دریغ نفرمایند که سعی بخیر بخود خیر باشد اگرچه بغیر باشد ع بدان گناه که نفعے رسد بغیر چه باک والسلام

دیگر

تسلیم خدا آگاه که دیر دراز بنگاه خیال در ورود نامهٔ نامی گرد خاطر می گشت و گوناگون حرفهائے گرامی در دل می گذشت ناگاه شمع فانوس خیال جلوه گر دیده و دل شور گشت یعنی پروانه دیوانگاه اشفاق بدادو دل سوخته اشتیاق رسید و مژده صحت و سلامت رسانید لطف ابر و سے را نازم که بنامه و چامه سربلند و خرسند گشتم نامه آئینه وا د مدعا و چامه برآئینه حیرت افزا شد چه مطلع از بحر هزج ست و مقطع از بحر ناپیدا کنار شاید تحریفے واقع شده دیگر اشعار غزل هم دیدن دارد که بدان حکم توان کرد و اما درینصورت مقطع را با مطلع تعلقے نیست اگر از مضارع گفته شود رکن آخر مفاعیلن ست بالجمله منصوبه درست نمی نشیند ایز و داند و ابروے یا کاتب که چه هست و چه بود اگر غزلے تازه رقم فرموده باشند بقلم آرند

دیگر

نامه نامه نامی از راه مهربانی با چامه لاثانی رسید لذت قند مکرر بخشید دیدش صدر را و تسکین دلم حاصل شد دیدن بسر باره ام مشتاق دیگر باره شود زہے نامه که این چنین چامه باخویش آورد و خہے خامه که این همه بار نامه پیش آورد و نے نامه و چامه کیسو سخن در یاد فرمائیهاست که چگونه گوشه دلربائیهاست من دانم و دل که این نوازشها سرمایه چه قدر نازشهاست و این نازشها پیرایه چه پایه

طراز شہاست یارب این جملہ نوازش و نازش پیوستہ در افزایش باد

بنام شیخ صمصام علی صاحب مشتمل بر شہد

اے آیت شان و شوکت ملک وجود   در شان تو گشتہ نازل از رب ودود
الطاف نہانی کہ بامن داری   در پردۂ شہد آخر آمد بشہود

کورنشات و تسلیمات عقیدت مندانہ کہ دل خو کردہ اوست می نگارم عنایات و کرامات بزرگانہ کہ شہد شاہد اوست می گذارم خاصہ درین ہنگام کہ موسم سرماست و نیازمند عرق مصفی با شہد استعمال می کنم و در بازار خالص بدست نمی آید اندیشہ چون مگس درین ہوس بود کہ ملازم والا سبوئی از عسل مصفی رسید و بکام رسانید۔

اوصاف عسل بود چہ افزون ز قیاس   آن بہ کہ زبان کنیم شیرین بقیاس
از بندہ چہ آید کہ خدا فرمودست   در شان عسل فیہ شفاء للناس

بنام منشی غضنفر علی صاحب قبلہ

نگارین نامہ بارنگین چامہ شادان و شادمان کرد چامۂ اول زبان زد اصلاح خامہ انگاہ درج پاسخ نامہ گشت چشم بد دور بر غزل سرائی قادر بودن و بعد از سالہا غزلے سرودن یعنی چہ افسوس بر نیرنگ زمانہ و بے رنگی بیرنگ این افسون و افسانہ کہ طبعے رنگین وارند آب و رنگے بروے کار نمی آرند ہمانا قلم طوبا علم اگر از نثر سوادے بروشن گرداند نخلیست سایہ گستر کار روائیان زیر سایہ اش آسایش گیرد و اگر از نظم نظامی بہم رساند در حقیقت ۱ر آور جہانیان از نو بر شش حلاوت پذیر ورنہ چوب خانہ خداست نہ سوختنی و نہ فروختنی یا نی بلنوائی بوریاست نہ نواختنی نہ در خور قلیان ساختنی نے نے بجواب اینکہ ع مولوی از خود حکایت می کند من از طبیعت خود شکایت می کنم و بمضمون اینکہ ع از کوزہ ہمان تراود کہ دروست از رویت خود روایت می کنم خود درماندۂ این دردم و افسردۂ این باد سرد اگر دی ماہ ست و اگر تیر ست سینہ را حکم زمہریست دل مردہ ست و آتش افسردہ من دانم و دل عمریست کہ زبانہ از زبانم سر نکشیدہ یعنے غزلے شمع شبستان شہود نگر دیدہ لا جرم گفتارم پند ناصح بے عمل باشند کہ حرفے می تراشد و ماغے بیتحر اشند نطقم از بے اثری حکم باد و کلکم از بے ثمری حال سرو شمشاد دارد و گوش کن احوال ما و بگذر از احوال ما

بنام برادر عزیز مرزا غلام مصطفی صاحب در تعزیت مرزا سعد الدین مرحوم

هیهات هیهات چنان شفته‌ام که گفتن نتوانم و چنانکه گفتن ندانم هم نهفتن نتوانم ؎

راز درون خانه کند گل ز سوختن　　　نتوان نگاهداشت زبان زبانه را

آتشے کہ درین روز ہا دران برگزیدہ دودمان افتاد و زبانہ اش ہر سو دویدہ تا لکھنو رسیدہ و سیلابے کہ بنائے آسمان سائی ازان خاندان برانداختہ از کجا تا بکجا تاختہ از چشم زخمیکہ در چشم زدن بآن چشمۂ مہر و مروت رسید جگرہا چگونہ خون نخورند از دیدہ چون بیرون نشود و از روز سیاہی کہ آن چشم و چراغ مردمی و فتوت دیدہ اعالی و اسافل از دود دل چرا سیاہ نپوشند و یار و اغیار با حال زار چرا نخروشند افسوس افسوس از تحریر مولوی سعد الدین و عزیزی خواجہ سلام الدین معلوم شد کہ طبیب دردمندان روزے چار رنجور و شانز دہم محرم در دیدہ ہم روز تا شب رنجور شد یعنی سعد سعادت رخت ازمیان بست نگویم کہ مرزا سعد الدین چشم از جهان بست بلکہ

دیدہ نسر و بست زنا دیدنی　　　دیدوران پردہ بسا دیدنی
دید جمالے کہ سزد دیدنش　　　چید گلے راکہ توان چیدنش
دیدہ کہ بست او برخ حق کشود　　　بست و گشادے عجبے او نمود
نرگس بیمار و دل زار داشت　　　بو کہ ازان گل بجگر خار داشت
منزل مقصود ز بس دور دید　　　دل بکنارش بطپید و رسید
اے کہ بیک بار بریدی ز ما　　　تا چہ شنیدی و چہ دیدی ز ما
رفتی و آنجا بتو بے ما چہ رفت　　　بے تو چہ دانی بمن اینجا چہ رفت
نامہ ازین پس کہ نگارد بمن　　　در بنگاری تو کہ آرد بمن
نامہ برے بہر دلا سا نزیست　　　مرثیۂ اولی اجنحہ را فزیست
نامہ کن انشاد بیانش ببند　　　چشم براہ ست دل مستمند
جائے تو ہست آنسوی وہم و قیاس　　　رہبر و رہبر نبود رہ شناس
کیست کہ پیغام مرا می برد　　　در بر و آخر بہ کجا می برد
منکہ بپا د تو ام اکنون صبور　　　بہ کہ دعائے بفرستم ز دور
باد مقام تو بہشت برین　　　روح امین میکند آمین برین

ہے ہے این نالۂ چند کہ از دل دردمند برآمدہ بمقتضاے بے اختیاری بیقراریست ورنہ تہدید شریعت و تنبیہ طریقت ہمین ست کہ در امور قضا و م از چون و چرا و قدم جز در رہ تسلیم و رضا نتوان زد پس صبر و رضا بر عہدۂ ما و شماست و حق باماست کہ ان اللہ مع الصابرین و در حصول این رتبیہ بوقوع واقعہ نامرضیہ اعانت ازاو تعالی و استعانت بر ذمہ اعزا و احباست کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین بعد ازین چشم امید ازان مجموعہ صدق و صفا مرزا غلام مصطفی آنکہ در تعلیم و تفہیم و تہذیب و ترتیب فرزندان دردمندان و دلبستگان و دل شکستگانش مصروف و مشغول بودہ رونق آن خانہ و خاندان روز افزون می نمودہ باشند کہ اکنون ذات سامی بجاے پدر بزرگوار بلکہ قائم مقام جد ذی اقتدار است اللہ بس باقی ہوس

بنام منشی ریاض حسن خانصاحب نصفا دانش در تعزیت مادر ایشان ضلع مظفر پور ڈاکخانہ مہوا

رسیدن غمنامہ با چامہ حرف جانگزا و چکامہ حیرت افزا خار در جگر شکست الحق سایہ برگرفتن مادر مہربان از فرق سایہ پروردگان خزان باغ زندگانی و بیخ کن نشاط روحانیست امادانا داند کہ ہر دانہ کہ دہقان کارد چندین دانہ بار آرد فی کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ حرکت فطرتیش از خاک با فلاک رساند و سیر دوریش باز از افلاک بخاک لاجرم این ہمہ آثار گردش سماوی و از نباتات تا حیوانات ہر یکے را حادثیست خاصہ نوع انسان را کہ گل سر سبد گلزار حیرت آگاہی و گلچین گلکدہ حکمت الٰہی ست پس اتصلائے بینش و مقتضاے دانش آنکہ اگر شجرے سایہ گستر از لطمہ باد صرصر از بیخ برآید یا از پا درآید مضطر و متاثر نگردد بلکہ مشغولی دعاے ریشہ دوانیش در باغ جنان و مستدعی سرسبزی جا دوانیش ہر زمان از درگاہ ایزد منان باشد یارب آن نزدگی پردہ عصمت حجلہ نشین قصرے از جنت دہر یکے از سایہ پروردگانش جاگزین ارکیہ از دولت با صحت و سلامت باد اللہ بس باقی ہوس

بنام سید شمشاد حسین صاحب مقام سیوان ضلع سارن

نامی نامہ گرامی چامہ رسید و عزیز را اعزاز بخشید ہنام ایزد در نظم و نثر قلمی شکر ریز و رسمے شکر خیز دارند لاریب بقول لسان الغیب ؎

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند　　　　زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

خاک تلمرو ڈھاکہ کہ معدن این قندست قلم اہل رقمش بانیشکر ہم پیوند چنانکہ تصانیف مینو جایگاہ
عبیدے عبداللہ سیادت مناقب سید صاحب و غیرہم گواہ این حال و شاہد این مقال است
اما چون من ہیچمدانے راہمہ دان و با کلیم ہمدان ہمزبان دانستن فروغ دروغ کرمک شب تاب را
لمعہ تجلی طور نگریستن ست حاشا ثم حاشا من کجا و این سخن کجا آواز دہل از دور خوش می آید
و سراب چشمہ آب می نماید منکہ اصلاح حال خود ندانم اصلاح مقال دیگران چون توانم علاوہ برین
نہ سال ست کہ از ورطۂ رود بار عوارض دشوار چند بار رجان بسلامت بردم و زورق طوفانی
بکنار آوردم لیکن از جذر و مد بحر امواج زمانہ و لطمہ چار موجہ اختلاف عناصر چارگانہ پیوستہ
مضطرب و در خطرم دل و دماغ از کار و طبیعتم از اختیار رفتہ ست ضعف قوی گذشتہ و ناتوانی
از حد درگذشتہ با این ہمہ باشعار مرسلہ سامی رسیدہ ہر انچہ رائے ناقص من پسندیدہ نماید
یا ناپسندیدہ قلم نفی و اثبات کشیدہ شد چشم کہ از رسیدش بیاگاہاند کہ چشم و دل نگرانند۔

دیگر

دیر است کہ نامہ نامی رسیدہ ست و درنگ پاسخ را سبب انیکہ ہمسرم یعنی اہل خانہ ام رنجور افتاد
و مرا پریشانیہا رو داد لیکن از دو سہ روز فی الجملہ سکونیست اما ہنوز قابل اطمینان نیست او تعالی
صحت بخشد انچہ در خصوص اصلاح نثر نگاشتہ اند حق اینست کہ گنجایش اصلاح نبود و نہ ہست
اگر غلطے و سہوے می دیدم دخلے و تصرفے میکردم البتہ نثر را ہم انواع گوناگون و اقسام بوقلمونست
مطلوب یکے رنگ زرد است و مرغوب دیگرے لون ورد ملیحان بر سپید چشمی سیاہ کنند
و صبیحان تار و پود رنگ سیاہ می تنند صنوبر قامتان برنگ فاختہ دلدادہ و بنفشہ مویان بہ بند
رنگ بنفشہ افتادہ ع ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است۔ سہ نثر ملا ظہوری سوا لیبد ثلاثہ
اینجہانست و چار عنصر بیدل چار آخشیجان۔ نگاشتہائے ابو الفضل دفتر کدہ ایست
از فضل و فیض فیضی فیاضی عین بدل صاحب در نادرہ نادر پسند و مطالعۂ تحریرات دیگر
مورخان طالبان را بسند صبح جامی ساقی میکدۂ راز و نیاز و سحر بیانی خسرو عین اعجاز
پنج آہنگ غالب بدل نوازی آباد و با دبستان مذاہب ہم نوا افتادہ آئین اکبری و صفا
آئینہ اسکندری بالجملہ ہر طرزے را طرازے و ہر نوائے را سازے ست دانندہ را باید آہنگے
کہ برداز تا خارج آہنگ نشود و ہر راہے کہ پیش آید بے راہہ نرود ع۔ متاع نیک ہر دکان کہ باشد باید خرید

جهان شهریست مالامال از هر جنس هر کالا　　عزیزا رمی توانی یوسفی باید خرید اینجا

بنام خواجه حسین الدین صاحب بنارس پهاٹک سلیم

گرامی نامه رسید و عزیز را اعزاز بخشید هر چند روزگارے درازست که از طرفین کوته قلمی دست داده و از جانبین خاموشی اتفاق افتاد اما مقصود از نامه و پیام یادآوری دوستان یک دل نیست و آن طرفین را حاصل پس خط و کتابت درمیان حرفیست باطل حاشا که یاد خواجهٔ مرحوم و یادگار خواجهٔ مرحوم یعنی آن مخدوم از خاطر فراموش و زبان از تذکار آن خاموش شود گو خامه بر رفتار نیاید زبان گرم گفتار است و دست اگر از کار رفته دل بجا رست اما از آثار امراض سابقه و اسقام لاحقه اگر دو روزی هم آغوش تندرستیم چار روز همدوش کهالت و سستی روز بروز ضعف قوی و قوت ضعیف می گردد و تن پیوسته نقش قالین و سر همیشه وقف بالین ست لیکن بیاد دوستان در گلگشت باغ و بوستان ست انشاء الله درین نزدیکی برخوردار وصی الدین انسپکٹر بنگهالے و بهیئت بچشم من مشرف از جمال با کمال سامی و سعادت اندوز ملازمت گرامی شود سببش اینکه ابریشم بافان بنارس بامداد سرکاری انجمنی از گروه بزرگان و مخزنے (یعنی بینک) از سرمایه سترگان ترتیب داده تار و پود نظم و نظامش بدست برخوردار نگور نهاده اند۔

بنام خواجه حسین الدین صاحب

نامه نامی متضمن اعاده مرض سابقه و ازالهٔ آن بمعالجه لائقه هم مستمند و هم خرسند کرد یارب

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد　　وجود نازکت آزردهٔ گزند مباد

الحمد لله ثم الحمد لله که از ان ورطه نجات و دران ظلمات آب حیات یافتند آئنده از مضرات این مرض احتیاط و با مصلحات آن اختلاط داشته باشند در ایامیکه برخوردار وصی الدین بشرف ملازمت ممتاز و از بنارس بازگشت سپاس گذار اشفاق و اخلاق آنجناب بود و من اظهار آن سپاس بزبان و بنان ناسپاسی انگاشته محول بجان و جنان داشته ام شکوهٔ غیر حاضریش که نشانهٔ مهر و محبت ازان پیداست بجا و بگمان من این آسیبهاست یکے هجوم کار سرکاری و دوم از جانب جناب تکلفات مهمانداری سوم خوردان را پاس بزرگداشت سترگان و بزرگان کم از دورباش نیست که کسوت خوردی و بزرگی از یک قماش نیست با این همه بعد مراجعتش

مضمون محبت نامۂ گرامی گوش گذارش می کنم گویا گوشمالش می دہم

بنام مولوی عبدالغنی صاحب اکبرآبادی

چند روز ست کہ نظم دحیہ نظامی باعتراض فلسفی بلگرامی بر ناروائی سکہ نامی و جواب آن از علامی و تحقیق و تدقیق آن از جانب جناب سامی در روز دیگر صحیفۂ شریفہ کہ عنوانش جز سواد لکھنو نشانے از محلہ نداشت رسیدہ سواد دیدہ روشن و فضاے خاطر گلشن کرد ہر چند لعلت عوارض لاحقہ سابقہ دل و دماغ گلگشت گلزار سخن و چشم و گوش تماشاے این چمن و ترانہاے این انجمن ندارم با این ہمہ سطر سطر آن اوراق شگرف با نگاہ ژرف دیدم و بحرف حرف رسیدم سبحان اللہ الغنی متانت مبانی و رزانت معانی و رمدائح حضور نظام و انتظام موزونی کلام طراوت موسم برشگال در ین خشکسال اثبات کامل عیاری سکہ شاہی و نفی اعتراض واہی کماہی را بکدام زبان ستایم چگونہ از عہدۂ آن برون آیم در رنگ پاسخ را سبب اینکہ کما بیش یک سال ست کہ سر فہ بے پیر گلوگیر حقیر است و مانع تقریر و تحریر درین نزدیکی تائید موسم برد و تحریک ہواے سرد گرداز دماغم بر آورد اما از چند روز آن جوش و خروش فرو نشست کہ بسمع خراشی و ہرزہ درائی پرداختم مگر اینکہ ترکیب مرقومہ اگرچہ درست لیکن مصرع نخست سست است نہ در روائیش شبہہ است نہ در عیارش شک کہ براے سرہ بودنش استناد بمیر فیان سخن محک ست چنانکہ خود از نگاشتہاے کلک جواہر سلک سامی واضح و لائح است۔

بنام منشی ریاض حسن خان صاحب وارش رئیس رسولپور

ہم خانہ ز بالینم آفتاب گذشت
ز بخت خفتہ مرا روز و شب بخواب گذشت

شبے کہ بعلت سرفہ ام صرف بیداری و اختر شماری شد صباح آن تشریف اوری سامی برادر گرامی عزیز را باعث خوارمی و شرمساری شد افسوس کہ اہل دارش بیدارش ندار و سے بیداری بکارش نکردند آبے بر دیش نزدند کہ از خجلت آب نمی گشت و تابے بمویش نہ دادند کہ بحسرت بیتاب نمی گشت گرچہ خود و شش بے گناہ است اما دل و زبانش عذر خواہ معافی را خواستار در رسید سامی را طلبگار و السلام بالوف الاحترام

رقعہ دیگر

نامۂ نامی با طبع زاد گرامی رسیدہ عزیز را ہم باعزاز رسانید و ہم سرخوش گردانید کہ ہنوز ہندوستان را از شیرہ خانۂ شیراز دردے در ساغر و این بوستان را از دستان ہر جا بلبلے نوا گرست فحمداً الله ثم حمداً الله یارب ہمیشہ درین چمن گرم نوا و با برگ و نوا باشند۔ ہر چند من بے برگ و نوا راز بانے سخن سرا دادہ اند اما پردۂ از اسرار این فن بر روے من نکشادہ اند گفتارم ہرزہ درائی و رفتارم بادپیمائی بیش نیست علاوہ برین از رنجوریہاے ایام سابقہ و امراض لاحقہ دست و باز دے گوئے بازی این میدان و ترکتازی این بیابان ندارم از انجملہ یک سال است کہ نزلۂ بے پیر گلوگیر و اکثر مانع تحریر و تقریر استفسارے کہ از پیر طریقتم و ادب آموز طبیعتم رفتہ است شعرے بیاد داد دھو ہذا ؎

کے از ظہوری و نظیری رسد عزیز ٭٭ فیضی کہ از کلام الٰہی بما رسید

نے نے این ہرزہ درائی نہ خود نمائی و خود ستائیست بلکہ عبارت آرائیست ورنہ من آنم کہ من دانم با اینکہ از ہر باتمیزے چیزے و از ہر عزیزے پشیزے قطرہ قطرہ از ہر دریاے و جرعہ جرعہ از ہر مینائے از ہر شجرے ثمرے و از ہر گدیورے برگ و برے دریوزہ کردہ ام اما ہنوز در ویشیے بے بضاعتم و دلریشیے بے استطاعت و تا حال در دبستان اہل کمال طفلے ابجد خوان و کودکے کج مج زبانم ؎

عشق می گویم و من گریم زار ٭ طفل نادانم و اول سبق است

بالجملہ پیش ازین ہر چہ گفتہ ام خارے یا گلے از ہر گلزینے رفتہ ام در خاطر عاطر خلیدہ باشد یا دل را شگفتگی بخشیدہ باشد اکنون فارغ از ان جوش و خروشم و چون بلبل خزان دیدہ خاموشم

لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی ٭ دہان بر چہرہ زخمے بود بہ شد

پاسخ نامۂ جامہ مولوی عبد الغنی صاحب

درود نامہاے فرو غانی و چامہاے نورانی تکرار تجلیات معانی و نزول آیات مثانی است کہ سینہ را طور سینا و دیدہ را بینا کرد ؎

بیاض نامہایت مہر از دل سیاہے را ٭ چہ تہاست بر من جلوہ ہاے گاہ گاہے را

با اینکہ از خیرگی و تیرگی کہ فی الحال لاحق حال من خیر سگال است دیدۂ دیدن و گوش شنیدن ندارم حظّے وافی و بہرۂ کافی بر دم و می برم یارب سواد خامہ و داد درین وادی پیوستہ دانش افزا و بینش افروز باد

بنام منشی دلاور علی صاحب بمقام الور

مجموعه چامه بادل آویز نامه رسید تشنه را آب بے رفته بجو و مخمور را شرابے کهنه در سبو آمد آه از من رفتن که تا رفته اند حرفے بزبان قلم و پرسشے از احوال هم نه رفت از بیدلان بریدن کار دل آویز است و یا خاصیت آب و هوائے الور ؎

هرچند راه لطف و مدارا نرفته‌ام　　　از دیده رفته‌ای ز دل ما نرفته‌ای

الور و لکهنو مسافتے در میان ندارد که بداد و پرسش دور افتادگان نتوان رسید بلکه درین عهد فرخ عهد هر ملکے از هندوستان بچشم دوستان اندازه دان یک اینچ بیش نیست چه اینچ عبارت از فلوس مروجه حال است که محتاج بدان شاه و درویش نیست بالجمله اکنون که با رسال این رساله چاره رنج سی ساله کرده اند شکوه مبدل بشکر است ع شاد باشی که کردهٔ شادم بعلت صداع و سرفه و زکام درین ایام دیده از دیدنش سیر و زبان از خواندنش لذت گیر نشد ایمائے که بطلب هرزه درائیهائے من رفته است نخست سرگذشت من سعید نیست و آن اینکه پنج سال است که رنجور و از تندرستی دورم هرچند از ان ورطه جان بسلامت برده‌ام اما اثرے از ان و خاکسترے از آتش کاروان باقیست ضعف روز بروز قوی می گردد و جمیع قوی ضعیف علاوه برین درین زمانه که اردوے هندوستان زار آبرو نماند بلکه اردو آن اردو نماند پارسی غریب الوطن را که پرسد بنا برین سخن گفتن کم اتفاق افتاد بلکه می توان گفت که هیچ نگفته‌ام از مطبوعه چند ید بیضا که مرسل است هیچ موجود ندارم توقع که بر غم گذشته الحال گاه گاه یاد و شاد میکرده باشند والسلام

بنام راجه درگا پرشاد صاحب تعلقدار سندیله

نامهٔ نامی و نسخهٔ دل پسند که خسته دل بدانش بسته را دارو ے سودمند و وارسته از قید خرد بسته را زنجیر و بند است پرده کشائے حسن ذات و صفات مصنف دیده و در هر صفحه‌اش آئینه دار جمال و کمال مولف صاحب نظر است بینش افروز و دانش افزا آمد یارب این تصنیف شگرف حرف بحرف طالبان را از بر و مصنف نامور مصروف تصنیف اصناف دیگر باد والتسلیم۔

بوالد سید ابراہیم محمد حافظ صاحب ساکن میرٹھ

السلام علیکم و قلبی لدیکم۔ از نسیم ورود نامہ نامی بر خویشتن تابیدم و چون غنچہ در پیرہن نگنجیدم کہ بزرگان را با من سرے و دیدہ وران را با من نظرے است و قبل ازان جامہ گرامی ہم بذریعہ سید ابراہیم صاحب دانش افزا و بینش افروز گشتہ ہمانا با شہسواران بیجاپوری یعنی ظہوری در عرصۂ سخن عنان بر عنان تاختہ اند و در غزل گوئی گوے سبق از غزالِ شکاران این میدان بردہ اگرچہ ظہوری این خیابان را باغبان و از گلکاری نقش پاے گلگون قلمش این گلزمین گلستان است منکہ خار از گل دسر کہ از مل نشناسم ہواے گلگشت این باغ و حوصلہ بادہ پرزور این ایاغ ندارم آنکہ اصلاح حال خود نداند کرد اصلاح قال و مقال دیگران چون تواند کرد خاصۃً درین زمان کہ از دیر باز دستخوش رنجوریہاے پے در پے و در کشاکش چند در چند و در گرو بیم ضعیف روز بروز قوی و عمر در ردا ر و بیست دعا کنند کہ او سبحانہ خاتمہ بخیر گرداناد بالنون والصاد قصیدہ کہ بطرز سر قصیدہ قاآنی و ہفت بند نعتیہ مطبوعہ کہ موجود بود مرسل است والسلام

بنام منشی دلاور علی صاحب طرزی مقام ہاپڑ ضلع میرٹھ

نامۂ دلاور دلنواز طرزی معنی طراز رسید و عزیز ناچیز را بعد از روزگارے دراز سرفراز گردانید تحت سپاس پرسش و جوہاے سامی می گزارم سپس حال خود می نگارم عمریست کہ درماندہ و رہاے بے درمانم زبان پیری و ریاح بواسیری نزلہ و زکام و سرفہ نافرجام یکطرف ضعف و ناتوانی و پریشانی ترددات انسانی مضاعف بران اگر ہفتہ طبیعت چاق ست ہفتہ دیگر طاقت طاق چنانچہ در پانچ درنگ ازین دو دست داد در دیگر ذوق سخن است کہ ازلی آورد و فست داغش بر دل و سوادش چون سویدا در دل ماند بارش در گل و دست و زبان از نگارش وگزارش آن عاطل افتاد ؎

یک سر ہزار سودا یک دل ہزار درد است نازم بسخت جانے کان مرد این نبرد است

نسخہ از قیصر نامہ پیش من بود یک سال ست کہ دوستے بارادہ طبع در اوارہ الہ آباد بہ دکوئی با ہمہ ورقے چند بغرض تصحیح فرستادہ و من باز پس فرستادم ازان باز صداے برنخاست ندانم چہ اتفاق افتاد اگر بقیہ ہم طبع شد نسخہ خواہم فرستاد۔ والسلام

بنام مولوی اعجاز حسن خان صاحب رئیس رسول پور ضلع مظفرپور

نامۂ اعجاز ختامہ عزیز را اعزاز و جان عزیز را اہتزاز بخشید یا شیخ امجد علی مکرراہم بزمے اتفاق افتادن و اعجاز را داد آن افسون و افسانہ دادن سامعہ را چہ لذت دادہ باشد منکہ از بزم تو دور افتادہ ام اے وائے من ۔ شیشہ و ساغر پر از مے بود خالی جائے من من از پارسی شیخ صاحب سرورے حاصل کردہ ام و جناب سامی از پارسی واژدہ ہردو

گفتار شیخ قابل اعزاز و عزت است ‏ پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است

از کیفیت مزاج ابوالحسن خان متحیرم کہ با این ہمہ پزشکان حاذق افاقہ تام رو نہ داد مگر کہ پزشک حقیقی شفائے کامل عطا کناد

بنام مولوی ریاض حسن خان صاحب دانش

تسلیم دیروز ریاض نامہ و پریروز اعجاز نامہ از کلکتہ و اقبال نامہ از رسول پور با بلٹی مورخہ ۲ جون ۴ جون رسید سبد ہزار دانہ لیچو از استاسیون آوردہ شد پختہ کاری کارپرداز دارالامارت نازم کہ با این ہمہ گرما یک دانہ ہم رائگان نگردید تا اینجا رسیدہ ہمہ رسیدہ خامہ خام کار در سپاس نگاری باین دو شعر اکتفا کرد

این میوہ کہ جا و دانہ آمد ‏ سرمایہ شیرہ خانہ آمد
یا از پے در دست شکر نعمت ‏ تسبیح ہزار دانہ آمد

حسب تحریر گرامی این نیاز نامہ معنون بہ پٹنہ شد موقع کہ از رسیدن مع الخیر و احوال عزیزی ابوالحسن خان و استخارہ و چارہ شنان اطلاع دہند و سلام من رسانند خدا کناد کہ تبدیل آب و ہوا سبب شفا شود ۔ والسلام بالوف الاحترام

رسید نسخہ روئداد مدرسہ نصرت الاسلام

نسخہ روئداد نصرت الاسلام با نامہ نامی بہجت پیام رسید و عزیز ناچیز را اعزاز بخشید سپاس الٰہی بجا آوردم کہ اہل کشمیر را بہ تحصیل علم گرایشے و دوران گرائش نائشے بہ پدید آمد نزدیک است کہ آن سرزمین در بلند پایگی بچرخ برین و نسترن و نسرین آن گلزمین در روشن سوادی

بہ پرن و پروین رسد اہل کشمر اگر ہمین راہ می سپرند امید از خداست کہ در علم و عمل از جملہ ملل گوے سبقت می برند۔ بادی این وادی شاد و آباد باد کہ نہ بنیاد این مدرسہ بلکہ منت بر سر کشمیر و اہل کشمیر نہاد برادران قوم را واجب ست کہ ہمت بر گمارند و دامے درمے قدمے قلمے ازان دریغ ندارند توفیق رفیق باد و باللہ التوفیق والسلام علی من اتبع الہدے

بنام عزیزی خواجہ سلام الدین درابو

رفتن بہار صاحب درین زمانہ از خانہ کشش آب و دانہ است و بس ورنہ روزگار رفتنش در حیات والدین بود کہ مردند و داغ حسرت دیدارش بخاک بردند اما مقام شکر و سپاس ایزدی است کہ آب ہواے کشمیر با مزاجش ساز گار رفت شکایتہاے جسمانی کہ از چندماہ داشت رفع شد خدا ایشان با برگ و ساز ازین سفر دور و دراز باز آرد آنچہ در خصوص فرستادن فوٹو نگاشتہ و بیش ازین ہم نوشتہ بودند واضح باد کہ چون این امر از ممنوعات شرعیست گاہے باین طرف توجہ نشد البتہ چند سال است کہ جمعے از احباب گرد آمدہ و صندلیئے درمیان نہادند و مرا بران جاے دادند و نقش مرا و خویش بر کرسی نشاندند یعنی بچشم زدن عکسے از من درکشیدے ازان بمن ہم حوالہ کردند و برخوردار امین الدین آن را در آئینہ خانہ گذاشتہ در نشستگاہ خویش آویزان داشتہ اتفاقا روزے دوستے از کلکتہ آمدہ بود و باصرار تمام با خود برد باین عہد و پیمان کہ چون این صنعت را در کلکتہ رنگے و رونقے دیگر است چند تا فوٹو ازین گرفتہ باز پس می فرستم لیکن تا حال نفرستاد و نہ من استدعاے کردم اکنون از تحریر آن عزیز تحریکے فرستادنش میکنم اگر می فرستد خواہم فرستاد۔ فی الحال کہ موسم پیری و زمان دلگیری است جز موسپیدی و روسیاہی رنگے ندارم کہ طرح بیرنگش توان ریخت و جز رنگ سرنگے ازان ارژنگ توان انگیخت وجودم از بیرون جز مشت استخوانے نیست و از درون جز نیم جانے نے وقت است کہ جان بجانان توان سپرد و استخوان بسگان نقاش از من جز خیالات و عکاس از خود جز ملالت چہ کشد درین محال مطلعے کہ آئینہ دار صورت حال من و چہرہ پرداز مرقع خیال من است بیادم آمد برعایت آن تمام غزل فوٹو از ہم البدست براے تفریح طبع آن عزیز نگاشتہ شد و ہو ہذا

آنکہ خاموش ست در تقریر تصویر است و من
وانکہ خاموش ست در تقریر تحریر است و من

انچه باشد بے ثمر نخل مرادم هست و بید　　　وانچه آمد بے اثر فریاد زنجیر است و من

رقعہ مکتب نشینی آفاق احمد ابن حیات احمد صاحب ابن شاہ التفات احمد صاحب

بیا بسم اللہ آہنگ ثنا کن　　　ز اقرأ باسم ربک ابتدا کن
بدو سر عشر اسم مصطفے بس　　　زبان لوح طلسم دلکشا بس
محمد حامد و محمود او حق　　　محمد عابد و معبود او حق
بود مصباح این نطاق احمد　　　سواد دیدہ آفاق احمد
روا باشد کہ بخشد التفاتش　　　برات چشمہ آب حیاتش
بلے علمے کہ دارد فیض عرفان　　　بود سر چشمہ آب حیات آن
برائے کسب فیض علم دینی　　　مبارک باشدش مکتب نشینی
الف با از لبش گردد چو سیراب　　　شود خود جلوہ گر آن آب نایاب
الف گردد کلید قفل ابجد　　　کشاید گنجہا از فیض اب جد
الہی باد این گنجور از ان گنج　　　گہر ریز و گہر پاش و گہر سنج

وادر دانش آموز را ستایش نگار و سرور بینش افروز را نیایش گزارم کہ تقریب مکتب نشینی برخوردار آفاق احمد سلمہ اللہ الاحد بتاریخ　ماہ　روز　وقت　معین و سواد دبستان عز و اجلال روشن گشتہ چشم داشت از اعزا و احبا آنکہ بتاریخ و وقت مسطور از نزدیک و دور رونق افزاے این بزم سور و سرور گردیدہ داعی را ممنون منتہاے بے غایت و مرہون عنایت ہاے بے نہایت فرمایند

بعرض والا رسانندگان بارگاہ جہان پناہ کیوان پایگاہ سلطان ابن السلطان خاقان ابن الخاقان انہ حمید مجید محمود الصفات والوحید السلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ سلطانہ وافاض علی العالمین

حسب فرمائش مولوی ولایت حسین صاحب الہ آبادی

درین ایام نزہت پیام کہ حدیقہ آمال و امانی تازہ و زمزمہ شادی و شادمانی بلند آوازہ است مژدہ عزت افزاے یاد فرمائیہاے اعلی حضرت ی رساند قدر قدرت دنواے نوید دلکشاے عطاے تمغاے عز و عزت بقدوی مہجور از ان دربار دور و بہ مبیجے پیوستہ و بحضور سامعہ نواز مصار

و انتظار دبین الاقران سرمایه افتخار و پیرایهٔ اعتبار این ذره بمقدار گشته پس بزبانے کہ ہم بخشیدهٔ اوست و بروانے کہ ہم در تن دمیده او بفحوائے لئن شکرتم لازیدنکم نخستین شکر این نعمت عظمیٰ بدرگاه الٰہی کہ فروغ افزا و سواد افروز ماه تا ماہی و سپس سپاس این دولت کبریٰ بحضرت شاہنشاہی کہ فرمان روا و فرمان فرمائے سپیدی تا سیاہی است می گذارد و آن تمغائے سلطانی را کہ عطیهٔ سبحانیست ہیکل گلوئے جان و حرز بازوئے ایمان پنداشته عزیز تر از جان و جہان داشته ہموارہ مصروف مشغوف بدعائے فتح و نصرت و ترقی و دولت حضرت امیر المومنین معین المسلمین بوده و می باشد و خواہد بود۔ نظم

الٰہی تا جہان باشد تو باشی — زمین تا آسمان باشد تو باشی
شہے کان زرفشان باشد بگیتی — مہے کان مہربان باشد تو باشی
نہالے کان درین گلزار امین — ز آسیب خزان باشد تو باشی
کریم دبا دل و رادے کہ دستش — حریف بحر و کان باشد تو باشی
جہان گیر و جہان پرور جہان بخش — جہانبان تا جہان باشد تو باشی

۴۸۶

مکرمی دام مجدکم۔ تسلیم گرامی نامه اعزاز بخش و قدر افزا آمد آنچه در خصوص شعر و سخن نسبت من پنداشته و نگاشته اند حسن ظن بیش نیست ورنه من آنم کہ من دانم خاصه این جمله کہ عزیزے کوس اوستادی در چہار دانگ ہندوستان می نوازد" حاشا ثم حاشا ہیچ میرزد ہی و ہیچ مدان کجا و این دعوے از کجا۔ در حقیقت نوازنده دیگرست (مصرعه)
درین پرده پنہان نوازنده ایست شہرت بیجا و آوازہ بے سرو پا را چہ توان کرد وانچه در باب حلت می نوشته و استفسار کرده اند نہ من مفتیم نہ قاضی کہ این قضایا فیصل و این مسئله را حل کنم البته مصرعے کہ نوشته اند اگر ساخته و پرداخته سامی است در رائے ناقص من صحیح ست و اگر اعتراض بر شعر احقر است در باب اظہار و الامعترض مولوی شہباز است کہ او صافش شنیده بلکه مجموعه رباعیات عطیه اش کہ دست آویز قابلیت است دیده ام ہرگاه بصیرے چنین اعتراض نماید کرا یارا کہ رد و قدح کند البته ہیکشان خمکده انصاف خود و در دار صاف توانند شناخت و سخن سنجان معیار شناس سره از ناسره جدا ساخت

ترازوے گردون گردان بسیج ۔۔۔ نماند و نماند بسنجیده ہیچ

فی الحال مرا که ازوے سنجیدن بدست و نه دست و بازوے سنجیدن هست هفت سال است که وجودم بازیچه رنج رنجوریست و مرا از سخن سنجی یک قلم دوری نه سیرے بکتاب دارم و نه دستے بکتابت چنانچه درنگ بجواب نامهٔ نامی بدین علت دست داد امیدوار معافیم والسلام

بنام راجه درگا پرشاد صاحب تعلقدار سندیله بطلب لال

این که در باب ارسال جانوران لعلین بال فرخ تمثال یعنی لال ایما رفته بود اندیشهٔ عنقا شکار آسمان سیر گرد نخچیرگاه کون و مکان بلکه صحراے لامکان بر آمده اما درین ایام ازین پرندگان نادر الوجود پرے بدام و از نهال آرزو برگ و برے بکام نیافت رنگ از رخ پرید و هوش از سر رمید شاهین خیال از پرواز ماند و عقاب عقل پر بریخت من چون طائر گم کرده آشیان سراسیمه و حیران که حیف صد حیف از عهدهٔ فرمایش دوستے که فرمانش بر جان روان است بیرون نیامدم بیقراری یک طرف شرمساری یک طرف ناگاه نظم

دلم در ره د دست آورده شد ۔۔۔ ز فرط غم و غصه صدپاره شد
شد از شوق هر پاره مرغکے ۔۔۔ برآورده بال و پرے هریکے
ز یاقوت منقار و پر لعل گون ۔۔۔ دیا کرده منقار را تر بخون
باهنگ بلبل بصورت گل اند ۔۔۔ بمستی حبابے ز جام مُل اند
به دیدن همه گرچه مشت پر اند ۔۔۔ ولے بهر خسرو ترنج زر اند
بگوش دل آهنگ شان گوش کن ۔۔۔ نواهاے دیگر فراموش کن
ز دست فراق تو دستان زنند ۔۔۔ بهر زخمه زخمے بمستان زنند
زبانها باوصاف شان هست لال ۔۔۔ ازان هندیان نام کردند لال
قفس هست یا سینهٔ چاک ما ۔۔۔ نشیمن گه جان غمناک ما
قفس یا که از رنگ نیرنگ هاست ۔۔۔ قفس یا که گلدستهٔ رنگ هاست
قفس یا طلسم بهار است این ۔۔۔ دیا گنبد پر نگار است این
درو هر طرف جست و خیزے کنند ۔۔۔ به پیش تو با هم ستیزے کنند
مگر طبع تو شاد و شادان شود ۔۔۔ که محو تماشاے ایشان شود

بیک حقہ صد لعل و یاقوت بین — مکلّل سراسر بہ دُرِّ ثمین
ستم دیدہ دل کان بداور رسید — باین حیلہ آخر بہ دلبر رسید
سزد گر بر و مہر بانی کنی — بہ دلداریش میہمانی کنی

سخن کوتاہ مرغ دست آموز خامہ کہ این ہمہ بلند پروازی و این ہمہ بے راہہ سرائی کرد معاف دارند و رسیدش بر نگارند۔ والتسلیم

تقریظ بر کلیات صہبائی

بنام ایزد ہر مژہ کہ باز کنند کلید قفل میکدہ وحدت ست و چون فراز کنند الف صیقل آئینہ حیرت ہر آئینہ ہر طرفۃ العینے از راز نشاتین پردہ کشا ست و ہر نشا کیفیت ذات و عینیت صفات را نشاء ذات ست کہ گر بلند و گر پست، از خویش بخویش جاوہ گر ہست، ہر شے کہ بکائنات بینی آئینہ حسن ذات بینی بصر را معراج تماشاے جمال ارزانی کہ بہ ہر چشم برہم زدن مقام قاب قوسینش حاصل است و نظر را سیر اسراے کمال مبارک کہ بادنی توجہ بمنظر لنریہ من آیاتنا واصل، اگر بنظر حقیقت ملاحظہ کنند اللہ نور السموٰت والارض عین الیقین ست واگر بپایہ معنی فرارسند مضمون الرحمٰن علی العرش استوٰی دلنشین۔ رباعی

آن کس کہ برد پے بہ حقیقت ز مجاز — ہر پردہ کہ ہست بر رخش گردد باز
در عالم رنگ و بو بچشم معنے — ہر غنچہ گل بود سراپردۂ ناز

شور شکر خندہاے گل نمک ریز است بلبل دل خستہ را چہ گناہ کہ نہ نالد و جوش ترنمہاے بلبل طرب انگیز است گل نو رستہ را چہ قصور کہ نبالد انچہ موسی را بطور سینا تافتہ صوفی بسینہ و ساقی بہ مینا یافتہ ہر ذرہ آفتاب نوش ست و ہنوز تشنہ کام زہے وسعت مشرب ما و ہر قطرہ دریا خروش ست و ہنوز ناتمام خمے ذوق طلب! خانہ خدایان خانہ از خار و خس پرداختہ اند و ما ہنوز دل از ہوا و ہوس نپرداختہ ایم از خود رفتگان خدا را شناختہ اند و ما ہنوز خود را نشناختہ ایم سنگ آہن از آتش اشتیاق در گداز ست و ما از خجلت آب نہ گشتیم خس و خار از شعلۂ فراق گلخن طراز ست و ما از حسرت کباب نہ گشتیم صداے تبسم گل و نواے ترنم بلبل از پردۂ یک ساز است کہ اہل قال آثار زیر و بم شمارند و اہل حال اذکار خفی و جلی انگارند ضیاے شمع محفل و ولاے پروانۂ بے دل از جلوۂ یک راز است کہ اہل رمثال اطوار سوز و ساز ازان در نظر دارند و اہل کمال اسرار موسی و تجلی پندارند عاجز نوازی را نازم کہ مشت خاک را مسجود ملائکۂ پاک ساختند و چندین افلاک را سرگشتۂ طواف حریم کبریائے خاک

خاک بسر آن که برین آستانه سر فرود نیاورد و نه رسید که درین خانه کیست او پاک نظر آنکه چشم ازین سرمهٔ توتیائی کرد و دید که درین پرده چیست ایزدی آرزو چون سرے برین حد رسانید احد رنگ ظهور بست آنگاه چهرهٔ مقصود از آن میان جلوه کرد نقش احمدی بکرسی نشست آنکه باعتبار نور فاتحهٔ مصحف جلال و جمال است هو الاول شان نزول او و به آثار ظهور خاتمهٔ تفسیر جمال و جلال است هو الآخر طغرائے قبول او خندیدن جیب سحر از چاک فرمانش جگر شگافی خسرو شیرین را نمک پاش صد شور قیامت او رسیدن سنگ بگهر بود دندانش خانه برانداز می اهل کین را منجنیق انداز صد کوه ملامت بزغالهٔ مسموم را از خوان نعمتش زبان اظهار بکام و عز المظلوم را با قرار رسالتش حجت ناطق نام، هان دهان اے عزیز جائے که بے زبانان هم برگ و نوائے وا زند که بخیه بر لب ما زده که بے نوا باشیم؟ دمقامے که سوخته جانان به کوثر و سلسبیل غوطه خوارند که دامن ما گرفت که نا آشنا باشیم؟ گل در جوش است و بلبل در خروش ما چرا خاموشیم؟ ساقی کریم است مے طهور ما چرا نه نوشیم؟

گل می بینیم چرا نه چینیم — چشمے دارم چرا نه بینیم
باغ ست شراب چون نه نوشیم — نوشیم و دگر چرا نه جوشیم

رسائی طالع بنگر که صبح ازل دو ذرهٔ بے مقدار را درین ره سر به هوا دادند یکے خود را بآسمان چهارم رسانید و به آفتاب بلند نام شد و دیگرے باهمه کاهش و افزایش در نیمهٔ راه ماند و راه تمام شد بهرهٔ قسمت دریاب که روز الست دو جرعهٔ سرشار را درین بزمگاه افشاندند نخستین در جام چکید جامی را مست کرده و پسین در دل ریخت و صهبائی را از دست برد و آنچه سخن از صهبائی رنگ و بوئے دارد که چمن از صبا و انجمن از صهبا و صهبائی (سخن اینجا دیگر میابه صبا و صهبا کجا) هر کجا نامه اش بر حکایت نامے و نوش آمده مے پرستان را قلقل شیشهٔ دل بگوش آمده نظم ازو بپایه رسیده که اگر ثریا در تحت الثرا ایش لامع شود بجا است و نثر ازو بمرتبه فائز گشته که اگر نسر طائر در حضیضش واقع شود روا است. بس که طبع مضمون آفرینش تلاش معنی بیگانه داشته آنچه در لوح محفوظ نگاشته اند نگاشته صحیفه را بعبارت رنگین آراسته یا غبار رسے از خاک شهیدان برخاسته الفاظش در پردهٔ خموشی بتکلم و معانیش در جیب الفاظ در تبسم لوحش الله زمردین باله مانند که نیم شبان بفروغ شعلهٔ ادراکش از سدره و طوبی پریده در رنگین نگاه سود حیرت خزیده از هیبت برقے که درخشید خاموش و بپرده خاموشے که رو داده در خروش آه که

سلیمانے بداد این بزبانان نرسید تا نغمہ آغاز و زمزمہ سازی می کردند چشم بد دور خیل خیل پریزادانند مشکین برقع رنگین مرقع کہ اندیشۂ عیاری پیشہ اش داروے بیہوشی در کار کردہ از خلوت گاہ لامکان آوردہ چشمہا بے سرمہ سیاہ بذوق جلوۂ خویش در راہ ۔ عجب کہ پریخوانے افسون ہوشے نہ دمید کہ پردہ از روے باز بر دیدہ دل ناز بیسکر دند اما از انجا کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن چون این پردگیان را مستوری از حد در گذشت دامن صبر از کف رہا و پردہ اندر روے کار برافتادن را جہیا گشت تا گرفت نسیم شوخیکہ ہم از باد دامن این گل پیرہنان بجنبش آمدہ دست گستاخ دراز کرد و با وجود چندین گرہ نقاب از چہرہ باز یعنی سایہ پرور دیوار این گلشن و گلستان گرد فضاے جانفزاے سخن پروانہ مشعل افروز این شبستان و دیوانہ مشغلہ آموز این دبستان سر حلقہ معنی نگاران قلم و کمال سر دفتر دیوانگاہ اجنٹی بھوپال منشی عین دیال بشناگلی این پردہ نشینان برخاست و بمنظر جلوہ بنشاند چنانکہ میخواست شمع خاموش کنج تنہائی چراغ ہر خانہ شد و گنج پنہان رموز دانائی وقف ہر ویرانہ برقے کہ بر موسی تجلی کرد نزدیک ست کہ از سنگ مطبع درخشیدن گیرد و چشمہ کہ خضر بدو پے برد وقت ست کہ دامن این ابر سیاہ چکیدن گیرد من کہ حریف این بادۂ تند و تیز م در دیدۂ خود خار و بچشم بادہ خوران عزیزم ہر چند کہ نہ رو شناس صہبائی مینو نشیمنم و نہ بہرہ اندوز جمال این برگزیدہ بھوپال مسکن لیکن ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کاین دولت از گفتار خیزد

لاجرم ساغرے بیاد آن سرمست طہور خوردہ ام و جامے بسلامتی این سرشار نشئہ ظہور پر کردہ کہ ہر چہ از خامۂ استاد ریختہ قطرہ قطرہ از ہر خشک و تر و جرعہ جرعہ از ہر شیشہ و ساغر بہم رسانیدہ سخن را سرمایہ ردانی آبجو و این انجمن را دستگاہ فراوانی جام و سبو بخشیدہ جاے صہبائی خالی ہست و جام و مینا لبریز مے در جام و مینائی گنجد و جام و مینا در کجا از مے دیرست کہ پیر مغان ازین دیر مغان رخت بستہ و مغبچگان بحلقۂ ماتم نشستہ ۔ نے نے نزہتگاہے ہست پر از حور و قصور ۔ حور در قصور مستور و قصور سیاہی کنان از دور ۔ حیرتگاہے ہست پر از ظلمت و نور ۔ ظلمت سایۂ نخل طور و سایہ معمور از نور ۔ جوانان را مہتاب شب جوانی ست و پیران را آفتاب صبح زندگانی ۔ بینش را آئینہ صورت و دانش را عینک بصیرت نیاز و ناز را ساقی و پیمانہ سوز و گداز را شمع و پروانہ حسن را آئینہ خانہ ناز

وعشق را خمکدهٔ راز ـ یارب دیوار کاخ سخن تا بلند ست و فکر بلند خیالان تا آسمان کوبیش آرزو مند و این میکده فرازین را دیباچهٔ قبول کتابه گزین این خاتمهٔ دلنشین چوب فردین باد،

تقریظ بر رسالهٔ موسوم بوسیله از تالیف مولانا حافظ محمد سلیمان صاحب پھلواروی وطن که در تردید منکران وسیله جستن باولیاے کرام و سماع موتیٰ نوشته شد

وسیلهٔ جلیلهٔ آغاز هر کلام جز حمد الٰهی نیست و ذریعهٔ جمیلهٔ حسن اختتام جز نعت رسالت پناهی نے

حقا که همین وسائل ما   شد فاتحهٔ رسائل ما

هرگاه توسل جستن باین رسائل سلب حسنات و برکات ست تحریک سلاسل جلائل ائمهٔ اطهار و فضائل اصحاب کبار نیز از برکات این حرکات ست همچنین مناقب صدیقین و اهل یقین که چشم و چراغ روزگار بظاهر خفته و بباطن بیدار اند   رباعی

هرچند که خلوت آرا هستند   در سیر فضاے عرش اعلیٰ هستند
بے پرده گوش هر صدا گوش کنند   با دیدهٔ بسته در تماشا هستند

ردیف آن جلائل و حریف آن فضائل ست زمین و زمان از فیضهاے ایشان پر و جهان و جنان از هواے ایشان مالامال خالی بودن زمانه از وجود این گروه یگانه با خدا آشنا و از خود بیگانه من قبیل خلا محال ع هنوز آن ابر رحمت درفشان است ـ الآن هم آن جوئبارها جاری است و آن آبشار آبیاری یعنی مجمع البحرین علم و عمل و مطلع السعدین دین و دول کاشف دقائق معقول و منقول واقف حقائق فروع و اصول سجادہ آراے خانقاه شریعت جاده پیماے راه طریقت سرکردهٔ چمن پیرایان بهاری گل سر سبد گلزمین پھلواری آنکه خاتم سلیمانیش حلقهٔ اطاعت خاتم پیغمبران است و اورنگ سلیمانیش بهواے ولاے اولیاے کرام در ممالک معانی و بیان آیهٔ ربّ هب لی نقش دلنشین نگین اوست و قلمرو دلهاے انس و جان زیر نگین دستیاری دین او سامعه از روانی بیانش با کوثر و تسنیم هم کنار و ناطقه بشیرینی زبانش از شهد و شکر وظیفه خوار نفسی مردم را چون ابر گهربار دوے در عین گریه چون برق بخنداند گاهے سیاه روزان را از لمعان بیانش در شبهاے غم از لبهاے تبسم سپیدهٔ سحری دمیدن هم گیرد گاهے روشن طالعان را از تنویر تقریرش در نیمروز عشرت از عین عبرت سیل ذره چکیدن گیرد هرگاه تن بوعظت دهند دهن بند بیاے دلهاے آزادی اپسند نهد انفاس گیرش سنگ و آهن به تب تاب میگداز

آہنین دلان سخت جان از خجلت چرا آب آب نہ شوند الحان خوششش وحش وطیر را باضطراب اندازد خرد دران بانمکین از حسرت چرا بیقرار و بیتاب نشوند گوئی سلیمان را لحن داؤدی بخشیده و داؤد لحنی را سلیمان نامیده اند۔ رباعی

ریزد ز لبش دم سخن آب حیات	در وجد آیند از بیانش اموات
دز مردہ دلان کہ در سماع انداز او	شد مسئلہ سماع موتی اثبات

رسالہ جلیلہ موسوم بوسیلہ در تردید مخالفان توسل جستن باولیا و تنبیہ منکران سماع موتے اکہ بے دستیاری دلو و رسنے آب از چاہ وبے امداد نظرے وسواد بصرے تاب از ماہ خواہند دانند کہ صداے بے دست و پا بہ تموج ہوا خود را گوش ما و شما رساند و ندانند کہ خداے دانا و توانا باہمہ برگ و نوا تا مسامع موتے رساندن تواند حق را سمیع انگارند و سماع بحق واصلان تشگفت پندارند تالیف نمودہ خود را درین کار ماجور و منکران را از انکار مجبور کرد نزدیک است کہ از قالب طبع چون مطالب بر آید و چون جان در قالب ہر طالب در آید یارب مطبوع طبائع ارباب فضل و ہنر مولفش پیوستہ مشغول ہمینہا لیفہاے دیگر باد ؎

دعاے عزیز است ہر دم ہمین	قبول از حق آمین ز روح الامین

تقریظ کتاب تصوف مآب قرۃ الناظرین مصنفہ مولوی محمد عبد الخالق

در باب ولا کہ درس توحید نکوست	بیگانہ ز دوست ہر چہ بینی ہمہ اوست
کفرست بر موحدان حرف دوئی	آنرا کہ یکیست چون توان گفتن دوست

عاقلان از لذت نغمہ ہمہ از اوست در خروشند و غافل کہ اتر درین مرکز محل گنجایش نہ دارد و واصلان بحلاوت زمزمہ ہمہ اوست در جوشند و بیخبر کہ ہمہ درین زمزمہ از ہیچی رنگ آرائش نیارد لاجرم جز او درین گفتگو ہر چہ گوئی ہیچ ست بل جز الف کہ بہ یکتائی و راستی علم ست ہمہ کج و پیچ پس برکج و پیچ پیچیدن و برہیچ گردیدن ہیچ در ہیچ ست دمن کہ بمکتب خانہ مجاز الف بسینہ و نقش یکتائی باہمہ بے ہمہ بسفینہ می کشم سینہ ام را از الف صیقل این آبرو آئینہ از زنگ ز دودہ اند و دیدہ ام را از رہ سین این سواد درے بررو نکشودہ من کجا و اسرار توحید کجا گبر کجا و مصحف مجید کجا باز تا نشناسم سخن از الم چہ رانم خود را نہ دانم خدا را چہ دانم نفس را نکشتہ ام تمنائے کافرکشی بر جبینم بے سود است و خود را نشناختہ ام طغرائے بت شکنی بر نگینم نا محمود

تا فروغ جلوهٔ ناز سرگرم انجمن آرائیست پروانهٔ پرسوختهٔ پای چراغم با همه آشنائی
از جدائی داغ حرارت گرد سر گردیدنی از تجلی زار قربتم بظلمتکدهٔ حیرتم افگنده تا بهار
کرشمه از آماده چمن پیرائی است عندلیب بال شکسته بیرون گلزارم با همه شیوائی از بینوائی
زار گستاخی بی محابا نالیدنی از تماشا خسار وصلتم به ندامتگاه فرقتم رسانیده آری پروانهٔ جانباز
را فانوس آبگینه به وزر روئین برابر است و دیوانهٔ جلوهٔ ناز را حجاب آئینه هر آئینه
سدّ سکندر وجود هستی در حق پرستی حجاب ست و نمود خودی در راه خداجوئی سراب
یوسف در چاه ست و مشتاقان را نگاه بماه شاه در خرگاه است و گدایان را چشم براه
لیلی در دل نشسته و مجنون دل به محمل بسته آئینه در حلب و من خاک نشین سواد زنگ گوهر
در عدن و من ساحل گرد دریای فرنگ ع ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا هر چند
کنگرهٔ ایوان توفیق رفیع است نازم که اهل این سلسله به کمندی سربلندم فرموده اند
و عرصهٔ میدان تحقیق وسیع است شادم که ارباب این قافله بسمندی خرسندم نموده تشنه برکنار
چاه رسیده ام دریا دستان بدستیاری دلو و رسنم دست شفقت فراز داشته و تفته از گرمی راه
تفسیده ام چمن پرستان بخاک نشینی سایهٔ سرو سهیم منت بر سر گذاشته هما نا گلستانی را بر رویم
در کشاده اند که راه فنا دروازهٔ سرابستان اوست و شارستانی را در نظرم جلوه داده اند
که نور بقا شمع شبستان اوست نسیم دلگشایش ضبط نفس ست و شمیم جانفزایش ترک هوس
ناز و نیاز شعله آموز دیوان اوست و سوز و گداز شعله افروز ایوان او سجاده اش از پاکی
سجاده بود و ساده اش از آرایش ساده گلشن از دو رنگی معرا و بلبلش از بی آهنگی مبرا
تا از خار هوس دامن نچینی رخصت گلگشت این چمن و تا بنور خرد خاطر نیفروزی پروانه
پردازگی این انجمن ندهند چون از خود برون دا ز در درون رفتم طلسمی دیدم چندین گنجینه
دراو نهفته بر در هر گنجینه اژدهای خفته بهشتی یافتم مشعر چندین سلسبیل هر سلسبیلی طبع را
دلیل و هر دلیلی لب تشنگان را کفیل آئینه خانهٔ دیدم قرة الناظرین بر کتابه اش نگاشته
و نظاره اش صفت کحل الجواهر داشته لمعاتش آیات تجلیات تجلیاتش مرات صفات
صفاتش مشکوة ذات اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ حسن را غازه و عشق را آوازه گل را رنگ و بلبل را آهنگ
غافل را ساقی میخانهٔ شهود و عاقل را صافی پیمانهٔ وجود کاملان را جوهر مرآت کمال و واصلان را
منظر مشکوة جمال دولتکدهٔ گنج معانی را مفتاح و ظلمتکدهٔ رنج نهانی را مصباح . به دیدنش

لوح کشائش طلسم مدعایم وست داد یعنی در حصن حصین خود نمائی شکست افتاد دیده بصیرتم باز شد و در دیدن نادیدنیها فراز. بر دیده وران روشن باد که صیقل گراین آئینه و فراهم آوردن این گنجینه کیست شعر

روشن سواد دیده ز چشم سیاه اوست	آئینه تاب سینه ز عکس نگاه اوست

آنکه جسم مردمی را چشم است و چشم مردمی را مردم پیکر معنی را روان ست و روان معنی را توان چراغ دودمان علم برگ و بار گلستان حلم از کمال اخلاق بر خلق فائق مولانا مولوی عبد الخالق گوهر دریاے فیض عمیم مولانا محمد عبد الحلیم چون بر آستان این راستان سر نیازم فراز است و برین نیاز بر خویشتن ناز خاصه مولف این نسخه که وزن کم عیار بهاے مراد رنظر دگفتار عزیز را از دست اختیار پرویز عزیز تر دارد فرمان داد و بدان فرمان فره فرتاب فراوان تا بطریق تقریظ سطرے چند نگاشتم ولواے ولایش از خامه برافراشتم یارب سوادش سرمه چشم اولی الابصار و از نظر بدبینان برکنار باد

تاریخهاے وفات مصنف

مصنفه نواب علی حسن خان عرف علی میان رئیس بهوپال

خواجهٔ خواجگان عزیز الدین	بالیقین کامل زمانه شد
در فن شعر از ره تحقیق	بے بدل شاعر یگانه شد
از گهرهاے نظم و نثر خوشش	بهر جویاے فن خزانه شد
نظم و نثرش همه ز صدق و صفا	شسته و رفته عاشقانه شد
زاهدان را کلام او شهد ست	بهر رندان مے مغانه شد
بعد خیام و سعدی و سرمد	ختم بر ذات او ترانه شد
بامید صله نگفت ثنا	نه از ان هجو دشمنانه شد
نفر و شید بعد طبع کلام	نذر احباب دوستانه شد
باوجود حصول عز و شرف	خصلتش خوے صوفیانه شد

با ہمہ نیک و بد زہے خلقش — طرز رفتار سالکانہ شد
گفت ہیچیم باکمال و ہنر — مسلکش طرز عارفانہ شد
ظاہرش پاک و باطنش صافی — آشکار او غائبانہ شد
عشق حق و حبیب او میداشت — زان یگانہ ادا دوگانہ شد
خدمت خَلق و خُلق کارش بود — بر زبانہا چنین فسانہ شد
بود دنیا ز ذات او گلشن — بزم جم جشن خسروانہ شد
پئے احراق سارق سخنش — سر ہر حرف او زبانہ شد
در فراقش بطالبان سخن — دہر لاریب قیدخانہ شد
پئے رنج و غم محبّانش — مرگ آن نامور بہانہ شد
لکھنؤ بود از دمش شیراز — رونق فرش ہر کرانہ شد
پئے اظہار عظمتش گردون — گنبد سقف آستانہ شد

در سنہ الف و سہ صد و سی و سہ
سوئے خلد برین روانہ شد

تاریخ وفات مصنفہ منشی اودھ بہاری لال آتش شاگرد رشید مصنف مغفور

خواجہ روشن ضمیر عالم طبع منیر — رفت بقرب قدیر بہر لقائے جمال
داشت چو حُبّ خدا در دل خود باصفا — یافت بحق حبذا حسب تمنا وصال
وہ چہ خوش اخلاق بود معدنِ اشفاق بود — شہرۂ آفاق بود صادق شیرین مقال
عاقل ہر نکتہ رس عارف روشن نفس — عاشق اللہ و بس عابد نازک خیال
مثل عطار و وحید رشک کمال و ظہیر — فاضل فیضی نظیر شاعر عرفی مثال
مصر سخن را عزیز خسرو ملک تمیز — بادشہ عقل تیز ناظم ملکِ کمال

بود شب ہشتمین از رمضان گزین
رخت بہ بست از زمین زد قدم ارتحال

فرقت او غم فزود عیش و طرب در ربود
رنج و الم رُو نمود بر دل اہل و عیال

سانحۂ جان خراش واقعۂ دل تراش
کرد جگر پاش پاش از غم و رنج و ملال

بر جگر من کہ سوخت تیر الم در سپوخت
بر دلِ پُر غم بدوخت نوک سنان نکال

باد بروح عزیز رحمت رب العزیز
باد صبا عطر بیز خاک ورا ماہ و سال

بر پسرانش چہار عنصر عشرہ و وقار
سایۂ ہر چہار یار بفضل حق لایزال

گفت تمؔر حسب حال مصرع سال وصال
یوسف مصر کمال رفت باوج جلال
۱۳۳۳ھ

تاریخ وفات مصنفہ مولانا محمد اسمٰعیل ذبیحؔ رئیس جھبراموضلع فتحگڈھ

امیر ملک زبان خواجۂ عزیز الدین
شریف کعبۂ جان خواجۂ عزیز الدین

ذبیح از سر ایقان نوشت سال وصال
عزیز مصر جنان خواجۂ عزیز الدین
۱۳۳۴ +۱ = ۱۳۳۳ھ

ایضاً

فغان ز حادثۂ خواجۂ عزیز الدین
کہ بُد بجملہ بزرگان ما بزرگ ترین

محیط علم و سپہر علاؤ بدر کمال
عزیز قوم - عزیز الوطن - عزیز الدین

بفن شعر نظامی عہد و جامی وقت
خصوص در صنف نعت برگزیدہ ترین

بہ لکھنؤ کہ بہندوستانست شہر علوم
نہ بود ہیچکس استاد فارسی بہ ازین

ذبیح زار کہ در فارسی رسالے چند
ہم از تلامذہ اش بود فخر اوست ہمین

دہد بتد خلۂ کاف مصرع ثانی،
خبر ز ہجری و عیسی بمصرعین بہ بین
۱۳۳۳ھ

بہ پہلوئے نحد از طیب دل بیایۂ تپاک
بیا بفنا تحسر خواجۂ عزیز الدین
۱۹۱۵ء ۱۳۳۳ھ

تاریخ وفات مصنف جمال الدین عاشق منیجر ریاست کپورتھلہ متعینہ بہرائچ

خواجهٔ محترم عزیز الدین — شست لوث حدوث ز آب قدم
ماه اوج سخنوری هیهات — گشت پنهان بزیر خاک عدم
آشیان بسته بر سر طوبےٰ — طیر روحش به بوستان ارم
بفصاحت مثیل فردوسی — در بلاغت به انوری همدم
بود مداح سیّد الثقلین — زان به بزمش رسانده حق ز کرم
زهد و صبرش چو شبلی و ایوب — بود در ورع چون بن ادهم
جگر اقربا و احبابش — شد مشبک ز نوک تیر الم
در صف اصفیا بجنت شد — جایش از باعث جمیل شیم

شد بعاشق ز سالش این الهام
سعدی عصر رفت از عالم
۱۳۳۳ھ

تاریخ وفات مصنف خواجه بهاء الدین حبا

رفته عزیز مصر معانی ازین جهان — بوده عزیز خاطر هر کس عزیز نام
رخت سفر ببست ازین کاروانسرائے — فضل خدا بخلد برین داده اش مقام
فرزانهٔ یگانهٔ و یکتائے روزگار — مثلش درین زمانه نه در هند روم و شام
روشن نمود معنے الشعر فی البیان — دُرهائے لفظ را چو کشیده بانتظام
کلکش عصائے موسیٰ عمران بدست او — سحر حلال از ید بیضا نموده تام
دستان سرا چو بلبل شیراز در چمن — طوطی به هند بوده ز شیرینی کلام
آواز از جبیں چو بگوشش رسید و بود — یوم چهار شنبه و هفتم مه صیام
۱۳۳۳ھ

تاریخ وفات مصنفہ کاظم حسین صاحب متخلص بہ محشر لکھنوی

استادم حضرت خواجہ عزیز الدین عزیز
بودہ اندر لکھنؤ چون بیدل وناصر علی
آمد و رفت نفس قید علائق را شکست
ناگہان حال وفاتش چون بمن غمگین رسید
مصرع سال وفاتش خامۂ محشر نوشت

رفت از دنیا ئے ملک شاعری برباد رفت
حیف از بزم کمالات سخن استاد رفت
از جہان بے بقا سوے عدم آزاد رفت
سیل از دیدہ و صبر از خاطر ناشاد رفت
سعدی و عرفی دوران سوے عیش آباد رفت
۱۹۱۵ء

مرثیہ از جانب حاجی عبد الصمد ککرو رئیس بارہ مولہ کشمیر

اے فلک اسپہ از دبرجستہ جولان کردۂ
عالمے در دمن دل خستہ بیجان کردۂ
پارہ کردی تار پود جامۂ شعر و سخن
چاک در جیب دل بیجان تا بدامان کردۂ
ریختی خون عزیزان بیختی خاک عزیز
اشک چشم مائے مردم رشک طوفان کردۂ
مقبلان را از فراقش رفت از بر سیل غم
طالب و مطلوب را محزون و حیران کردۂ
آب روئے شبلی و داغ و حالی حالیا
ناگہان بردی ز ما در خاک پنہان کردۂ
دیدہ و دل از تو شد نمناک غمناک آہ آہ
دیدہ گریان سینہ بریان دل پریشان کردۂ
رونق ہندوستان و دلربائے دوستان
بوستان لکھنوی بے برگ و سامان کردۂ
بارغم بر سر نہادی خار در چشم خلید
نار در سینہ فگندی وہ چہ سوہان کردۂ
ہم خلیل وہم رشید وہم امین و ہم وصی
دل غمین جان حزین و سینہ بریشان کردۂ
مات فی رمضان آن یارم بگو بشری لنا
مقبلا بس کن نگو آن کردۂ آن کردۂ
سینہ ہا را سوختی چشم مروت دوختی
نزد ما پروانہ اند شمع شبستان کردۂ
تنگر وافر باد بیجد بر خدا اے ذوالمنن
اے خدا قربان بگردم انچہ احسان کردۂ

تاریخ وفات مصنفه قیس صاحب

آه وفغان وحسرت و درد اعزیزدین — اورا تقضا ز لکھنؤ اندر جنان ببرد
فردوسی وچه عرفی وسعدی چه انوری — اندر کلام گوئی سبق از جهان ببرد
ویرانست بوستان سخن آه حسرتا — آمد خزان بهار سخن ازجهان ببرد
زان مرتبت که مدح سرای رسول بود — روحش ملک بعرش ازین خاکدان ببرد

هاتف بگفت قیس پئے سال رحلتش
آمد اجل بہار سخن ناگہان ببرد
۱۳۳۲ھ

مصنفه مولانا رضا فرنگی محلی

کیست حسین خواجه عزیزالدین عزیز — دیده گر چه چرخ گردنده بگو
راست گویم بے امید اختلاف — ختم گردد فارسی را ذات او
دیده ام از فارسی دانان بسے — شد خجل ہر کس که آمد روبرو
چون نباشد بر لبم آه وفغان — یا دمی آیند اخلاق نکو
مثل او عنقا صفت جز نام نے — کس نیابد گر نماید جستجو
از جهان او رفت در ماه صیام — داشته در دل بر آمد آرزو
مصرع تاریخ نوشش گو رضا — گشته مصر بے عزیز این لکھنؤ
۱۳۳۲ھ

مصنفه منشی صفدر حسین صاحب زبیدار گهیله شاگرد مصنف

عزیز یگانه وحید زمانه — ازین دار فانی بخلد برین شد
زہاتف شنو مصرع سال نوشتا — عزیز بعرش بریں جاگزین شد
۱۳۳۲ھ

مصنفہ حسن یار خان صاحب عثمانپوری متخلص بہ افسری

خسرو ملک سخن نیّر اوج اوصاف / نکتہ دان صاحب تحریر مورخ اکمل
بحر الطاف و کرم نہر عطا و افضال / ذات والاش ہے تشنہ لبان را منہل
سوے فردوس روان شد ز جہان فانی / این چنین کامل فن حیف شدہ وقف اجل
سال و تاریخ بہ مکتوبی و ملفوظی شد / نیّر چرخ رسا فصلی و ہجری مجمل

افسری ہر دو مفصل بنوشتم تاریخ
غم مرحوم و دیگر غم معصوم ازل
۱۳۴۴ھ ۱۳۴۴ھ

تاریخ طبع کلیات عزیز مصنفہ شاعر شیرین کلام جناب بابو لال وصے شیام صاحب صفا رستوگی بی اے ایل ایل بی وکیل لکھنؤ

شدہ طبع این کلیات عزیز / بسعی بلیغ و بہ صحت تمام
چہ تاثیر خلق مصنف کہ ہست / مضامین آن فرح بخش مشام
دل مردہ را جان تازہ دہد / کلام عزیز است معجز نظام
اگر آرزو ہست اختر ترا / شود سال آن حسب حال کلام
چو مثل مصنف شدہ فیض بخش / رقم کن ـ زہے فیض بخش عوام
۱۹۳۱ء

تاریخ طبع کلیات عزیز مصنفہ شاعر رنگین خیال جناب بابو کنھیا لال صاحب صفا رستوگی ایم اے فارسی رئیس لکھنؤ

وصی الدین فرزند مصنف / کلامش طبع کردہ با تگ و دو
بسالش مصرعے گستر رقم زد / کلام بے نظیر و ہدیۂ نو
۱۳۴۹ھ

مصنفۂ شاعرِ شیرین مقال ناظمِ نازک خیال جناب منشی اودھ بہاری لال صاحب ضاؔ آمر شاگرد رشید مصنف

تصانیفِ مطبوعِ اُستاد کامل ۔ شده طبع امسال با زیب و تزئین
غزلیات بے مثل و اعلیٰ قصائد ۔ بوصفِ عقائد بمدحِ خواتین
چہا نامۂ رزم از نام قیصر ۔ ہویدا کز و شانِ جنگِ سلاطین
یدِ بیضا اش ہم نظیرے ندارد ۔ کہ مثلش نشد از زمان نخستین
مناجات او ہفت بند عزیزی ۔ کہ مقبول چون سورۂ پاک یٰسین
ز گلہاے مضمونست گلزار خوبی ۔ خدا حافظش باد از دست گلچین
چہ برجستہ آمد چہ آورد دلکش ۔ چہ دلچسپ بندش چہ رنگین مضامین
خوشا اُستادے کہ در نظم و ہم نثر ۔ ببرده سبق از مشاہیر پیشین
نکو نام و خوش خلق و بے تعصب ۔ صداقت منش پارسا صاحب دین
بده مرجع طالبان مدرسِ او ۔ کہ رکن رکین بود از اعلیٰ اراکین
بوقت رقم کردن و وقت گفتن ۔ عبارت متین بود گفتار شیرین
یک از نور چشمانش ڈپٹی کلکٹر ۔ شده ناظم نظم این عقد پروین
نمی گنجد اسمش بہ بحر تقارب ۔ عظیم است آن نام و نگست بحر این
سنر و خواجگی را بوجہ موجّہ ۔ وصیِّ پدر ہست و ہم صاحبِ دین
بدل ہست پابند شرع مقدس ۔ چہ باشد ازین بیش توقیر و تحسین
بکانا و این خاندان تا قیامت ۔ بشان و بشوکت باعزاز و تمکین
بہر چار سو چار یارش محافظ ۔ بود بر سرش ظلِ ختم النبیین
بود زنده نامش ازین کلیاتش ۔ دعا از من و از ملک باد آمین
ثمر از پے سال طبعش بگو ۔ نخجے کلیات عزیز حق آمین
۱۳۴۶ھ

از خواجہ محی الدین

